جمعۃ المبارک و عیدین
فی احادیث المعصومینؑ واقوال مجتہدین
ترتیب و تحقیق؛ علی عباس

حصہ اول

جمعة المبارك

فی احادیث المعصومین و اقوال مجتهدین

ترتیب و تحقیق ، علی عباس

فہرست

- **انتساب**

قائمؑ آل محمدؐ کے نام --

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ و عَجِّلْ فَرَجَھُم

• مقدمہ

اللہ ﷻ نے ہر شے کو ایک مقصد کے تحت ایک نقطہ پر خلق کیا ہے انسان کی خلقت کا بھی کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہو گا وہ مقصد کیا ہے

آ ئیے قرآن سے پوچھتے ہیں --- اللہ ﷻ فرماتا ہے --- وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْإِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿سورۃ الذاریات ۵۶﴾

ترجمہ، میںﷻ نے تمام جنات اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے خلق کیا ہے ---

یہ آیت ہماری خلقت کی وجہ بتا رہی ہے --- ہماری وجہِ خلقت اللہ ﷻ کی عبادت کرنا ہے اگر ہم عبادت نہ کریں تو ہماری زندگی بے کار ہے کیونکہ ہم اپنے خلق ہونے کی وجہ سے غافل ہیں ----

اللہ کی عبادت کیا ہے ؟ اللہ کی عبادت کیسے کرنی ہے ؟ خبردار ! یہ بہت ہی نازک معاملہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ عبادت کے چکر میں اللہ کی نافرمانی ہوتی رہے --- جی ہاں آپ نے صحیح سُنا ، بعض اوقات بلکہ اکثر اوقات بلکہ ہمیشہ خود ساختہ عبادت انسان کو بھکا دیتی ہے، صراط مستقیم سے دور کرتی ہے اللہ کے عذاب کا باعث بنتی ہے، جبکہ انسان اس خوش فہمی میں ہوتا ہے کہ وہ عبادت کر رہا ہے، حالانکہ حقیقت میں وہ اللہ کی نافرمانی کر رہا ہوتا ہے، اس بات کو ہم اس حدیث سے واضح کرتے ہیں ---

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قال عبد الله برٌ مِنْ مِنْ أَحْبَارِ ارِ بَنِي إِسْرَائِيلَ حَتَّى صَارَ مِثْلَ الْخِلَالِ، فَأَوْحَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إلى لبن زَمَانِهِ: قُلْ لَهُ: وَعِزَّتِي وَ جَلَابِي وَ جَبَرُوتِي لَوْ أَنَّكَ عَبَدْتَنِي حَتَّى تَذُوبَ كَمَا الدرب الآليةُ فِي الْقِدْرِ، مَا قَبِلْتُ مِنْكَ، حَتَّى تَأْتِيَنِي مِنَ الْبَابِ الَّذِي أَمَرْتُكَ. (عقاب الاعمال، باب، عِقَابُ مَنْ أَتَى اللَّهَ مِنْ غَيْرِ بَابِهِ)

ترجمہ، امام جعفر الصادقؑ فرماتے ہیں، بنی اسرائیل کے بزرگوں میں سے ایک شخص نے اس قدر اللہ کی عبادت کی کہ سوکھ کر لکڑی کی مانند ہو گیا، اللہ نے اس زمانے کے نبیؑ کو وحی کی اور کہا کہ اس (عبادت گزار) سے کہو کہ اللہ فرماتا ہے، مجھے میری عزت کی قسم، مجھے میرے جلال اور عظمت کی قسم ! اگر تم میری اتنی عبادت کرو کہ دیگ میں پڑی ہوئی چیز کی طرح گل سڑ جاؤ تو تب بھی میں اسے قبول نہ کروں گا مگر یہ کہ میرے فرمان میرے حکم کے مطابق عبادت کی جائے ---

مومنین غور فرمائیں، اللہ نے ہمیں عبادت کے لئے خلق کیا ہے --- مگر اندھا دھند بغیر سوچے سمجھے عبادت کرنے کی مذمت ہے اللہ نے اسے ناپسند فرمایا ہے، اگر کوئی شخص پوری زندگی اللہ کی عبادت میں گزار دے اور وہ اللہ کے حکم کے مطابق نہ ہو تو اللہ اسے قبول نہیں کرتا پھر چاہے عبادت کرتے کرتے گل سڑ کر مر جائے اس کی موت اللہ کی نافرمانی میں شمار ہوگی کیونکہ اس نے ایسے عمل نہیں کیا جیسے اللہ چاہتا تھا اعمال چاہے کم ہوں لیکن جو عمل بھی ہو اللہ کے حکم کے مطابق ہو ، اللہ کثرتِ اعمال نہیں دیکھتا اللہ جو چاہتا ہے اس حدیث سے واضح ہو جائے گا

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، اللہ ﷻ عمل میں بہتری کو دیکھنا چاہتا ہے عمل کی کثرت کو دیکھنا نہیں چاہتا --- (الکافی وتفسیر نور الثقلین ج 4)

یہ بات روشن دن سے زیادہ واضح ہو چکی ہے کہ وہ زیادہ اعمال کوئی فائدہ نہ دیں گے جس میں کوئی بہتری نہ ہو اور بہتری صرف اس عمل میں ہے جو اللہ کے حکم کے مطابق کئے جائیں، اگر ایسے اعمال واقع ہی فائدہ دیتے جو بغیر سوچے سمجھے ہیں تو اس کا سب سے پہلا حق دار ابلیس تھا امام جعفر الصادقؑ فرماتے ہیں، رکعتین رکعھما فی السماء فی اربعة الاف سنته، ابلیس نے آسمان میں دو رکعت چار ہزار سالوں میں مکمل کی --- (تفسیر القمی)

اور دوسری روایت کے مطابق دو رکعت آٹھ ہزار سال میں مکمل کی --- اور یہ سال زمین کے سال نہیں آسمانی سال ہیں ، اور پھر کیا ہوا ابلیس پر اللہ نے لعنت کی ---اب ایک عام انسان تو اتنی عبادت کرنے سے رہا، جب اللہ ابلیس کے اعمال ملعون قرار دے سکتا ہے تو اللہ کی ہم سے کیا رشتہ داری ہے جو اعمال قبول کرے گا؟؟ کچھ اعمال کرنے والوں سے قرآن کچھ اس طرح مخاطب ہے ---

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ اَلَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ {الماعون 4،5}

ترجمہ، پس ان نمازیوں کے لیے تباہی ہے، جو اپنی نماز سے غافل ہیں ---

یہ وہی عبادت ہے جو بغیر سوچے سمجھے بغیر معرفت کے کی جائے گی --- حالانکہ وہ کر تو اللہ کی عبادت رہا ہے لیکن اللہ قبول نہیں کر رہا بلکہ ایسا کرنے والوں کو ویل کی خوش خبری دے رہا ہے ویل جہنم کی بد ترین وادی کا نام ہے، یہ بات روشن دن سے زیادہ واضح ہے کہ اللہ خود ساختہ عبادت قبول نہیں کرتا عبادت تو ہو رہی ہے مگر خلقت کا سبب پورا نہیں ہو رہا کیونکہ وہ عبادت اللہ کی نظر میں عبادت نہیں صرف مشقت اور مصیبت ہے جو عبادت کرنے والے پر نازل ہو گی -- یہاں ہم ایک حدیث آپ کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں تاکہ انسان دیکھ لے کہ اللہ کچھ حالات میں عبادت گزار پر کیوں لعنت کرتا ہے ----؟؟

عن سعيد بن أبي سعيد البلخي قال : سمعت أبا الحسن يقول : إن الله تعالى في وقت كل صلاة يصليها هذا الخلق لعنه ، قال : قلت جعلت فداك ولم ذاك ؟ قال : لجحودهم حقنا وتكذيبهم إيانا . (علل الشرائع، الجزء الثانی باب ٣٨٥ نوادر العلل، حدیث ٦٢)

ترجمہ، سعید بن ابی سعید بلخی کہتے ہیں کہ میں نے امامؑ کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ فرما رہے تھے، کہ یہ مخلوق جب بھی کوئی نماز پڑھتی ہے تو ہر نماز کے وقت اللہ ﷻ اس پر لعنت بھیجتا ہے، میں (راوی) نے عرض کیا مولاؑ یہ کیوں ---؟ امامؑ نے فرمایا، اس لئے کہ یہ لوگ ہمارے حق کا انکار کرتے ہیں اور ہماریؑ تکذیب کرتے ہیں ---

قال امیر المومنین، کم مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا (الْجُوعُ وَ) الظَّمَأُ، دكُمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ وَ الْعَنَاءُ ، حَبَّذاَ نَوْمُ الْأَكْيَاسِ وَإِفْطَارُ هُمْ (نهج البلاغه، بَابَ الْمُخْتَارِ مِنْ حِكَم أمير الؤمِنِينَ عَلَيه السلام حديث ١٤٥)

ترجمہ، امیر المومنینؑ فرماتے ہیں، بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جنہیں روزوں کا ثمر بھوک پیاس کے علاوہ کچھ نہیں ملتا، اور بہت سے عابد شب زندہ دار ایسے ہیں جنہیں عبادت کے نتیجہ میں جاگنے اور زحمت اُٹھانے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا، زیرک و دانا لوگوں کا سونا اور روزہ نہ رکھنا بھی قابل ستائش ہوتا ہے۔ ۔۔

یہاں دو لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے، ایک وہ جو عبادت کرتے ہیں لیکن انہیں صرف مشقت ہی نصیب ہوتی ہے روزہ رکھتے ہیں تو سوائے بھوک پیاس کے کچھ نصیب نہیں ہوتا اور ایسے ہی ان کے تمام اعمال بے کار ہیں ۔۔۔ اور دوسرا ان لوگوں کا ذکر ہے جو زیرک اور دانا ہیں جن کا ساری رات عبادت کرنے کی بجائے سو جانا بھی تعریف کے قابل ہے اور جن کا روزے کی بجائے کھانا پینا بھی قابل تعریف ہے ۔۔۔ ایسا اس لئے ہوا کہ جنہیں عبادت کے نام پر صرف مصیبت نصیب ہوتی ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے حکم کے مطابق عبادت نہیں کرتے ۔۔۔ اور اللہ کو جن کا رات بھر عبادت کرنے سے زیادہ سونا پسند ہو یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے حکم سے اور حکم کے مطابق عبادت کرتے ہیں ۔۔۔ اسی لئے امامؑ نے فرمایا، کہ اللہ اعمال کی کثرت نہیں دیکھنا چاہتا بلکہ اعمال میں بہتری دیکھنا چاہتا ہے ۔۔۔

عن معمر بن خلاد قال: سمعت أبا الحسن الرضا (عليه السلام) يقول: ليس العبادة كثرة الصلاة والصوم، إنما العبادة التفكر في أمر الله عز وجل. (الكافي، كتاب الايمان و الكفر، باب التفكر)

ترجمہ، امام رضاؑ نے فرمایا، روزے اور نماز کی زیادتی کا نام عبادت نہیں ۔۔۔ بلکہ اصل عبادت اللہ کے امر میں تفکر کرنا ہے ۔۔۔

یعنی بغیر تفکر کئے اندھا دھند اعمال بجا لانا ہرگز عبادت نہیں بلکہ اس کی مذمت کی گئی ہے اللہ اعمال کی کثرت نہیں بلکہ بہتری دیکھنا چاہتا ہے تفکر اصل عبادت ہے ۔۔۔ اس بات کو مزید آسان کرنے کے لئے ہم یہاں ایک حدیث نقل کرتے ہیں، کہ اعمال قبول نہ ہونے اور ہونے کی کیا شرط ہے؟

عن زرارة، عن أبي جعفر (عليه السلام) في حديث طويل في الإمامة وأحوال الامام قال: أما لو أن رجلا صام نهاره وقام ليله، وتصدق بجميع ماله، وحج جميع دهره، ولم يعرف ولاية ولي الله فيواليه، وتكون جميع اعماله بدلالته إليه ما كان له على الله ثواب ولا كان من أهل الايمان.

(وسائل الشيعة جلد ٢٧،باب 6 عدم جواز القضاء والحكم بالرأي حديث 13؛ اردو جلد 18 حديث 9 ص 48)

ترجمہ، امامت کے احوال پر طویل حدیث بیان کرتے ہوئے امام محمدؑ باقرؑ نے فرمایا،

اگر کوئی شخص دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادت کرے اور اپنا تمام مال (راہِ خدا میں) صدقہ کر دے اور زندگی بھر حج کرتا رہے مگر ولی اللہ کی ولایت کی معرفت نہ رکھتا ہو اور نہ تمام اعمال اس کی رہنمائی میں بجا لائے تو اللہ اسے کوئی اجر و ثواب نہ دے گا اور وہ کبھی ایمان والا تھا ہی نہیں

أمير المؤمنين (عليه السلام) أنه قال:من أخذ دينه من أفواه الرجال أزالته الرجال، ومن أخذ دينه من الكتاب والسُنة زالت الجبال ولم يزل {وسائل الشيعه}

ترجمہ، امیر المومنینؑ نے فرمایا، جس شخص نے لوگوں (رجال) کی افواہوں سے دین اخذ کیا تو وہ رجال (لوگ) اس کو (دین سے) نکال دیں گے,

اور جس نے اپنا دین کتاب اور سنت سے اخذ کیا، تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ سکتے ہیں لیکن وہ نہیں ہٹے گا---

روي عن أبي عبد الله عليه السلام: أنه قال: من دخل في هذا الدين بالرجال أخرجه منه الرجال كما أدخلوه فيه، ومن دخل فيه بالكتاب والسنة زالت الجبال قبل أن يزول { الغيبة للنعماني، و بحار الأنوار ج ٢ الصفحة ١٠٥}

ترجمہ، امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، جو شخص اس دین میں لوگوں کے واسطے سے داخل ہو گا تو رجال (لوگ) اسے اس (دین) سے نکال باہر کریں گے کہ جیسے اس (دین) میں داخل کیا تھا--- لیکن جو شخص کتاب و سنت کے ذریعے اس دین کو اپنائے تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں لیکن وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا---

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص دین میں لوگوں کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کرے گا تو لوگ اسے بے دین بنا دیں گے یعنی اللہ کے دین سے باہر نکال دیں گے کیونکہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق اعمال نہیں کر رہا لوگوں کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل پیرا ہے --- اور جو احادیث محمدؐ و آل محمدؐ سے احکامات ِدین لیں گے وہی حقیقی دین پر ہیں --- اس بات کی وضاحت یہ حدیث کرتی ہے ---

عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: سمعته يقول: أمر الناس بمعرفتنا والرد إلينا والتسليم لنا، ثم قال: وإن صاموا وصلوا وشهدوا أن لا إله إلا الله وجعلوا في أنفسهم أن لا يردوا إلينا كانوا بذلك مشركين. {الكافی، كتاب الايمان و الكفر ، باب الشرك)

ترجمہ، امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، لوگوں کو ہماریؑ معرفت کا حکم دیا گیا ہے --- اور ہماریؑ طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے --- اور ہماریؑ بات ماننے اور تسلیم کرنے کا حکم دیا گیا ہے ---اگر لوگ روزے رکھیں نمازیں پڑھیں اور لا الہ الا اللہ کی گواہی دیں اور اپنے آپ میں ہی یہ ارادہ کر لیں کہ ہمؑ (محمدؐ و آل محمدؐ) سے رجوع نہ کریں گے تو اس سے مشرک بن جائیں گے ---

یعنی ہر حال میں اور ہر مسئلے میں محمدؐ و آل محمدؐ کی احادیث کی طرف رجوع کیا جائے اگر ایسا نہ کیا تو مشرک ہو جائیں گے، دین کا دار مدار محمدؐ و آل محمدؐ کی احادیث پر ہے جو لوگوں کے باتوں سے دین میں داخل ہو گا وہ دین سے خارج ہو جائے گا--- یہی وہ اللہ کا امر ہے یہی وہ اللہ کا فرمان ہے جو اس کے تحت عبادت کرے گا اللہ اعمال قبول کرے گا--- آج غیبت کا دور چل رہا ہے دعا ہے امامؑ عجل اللہ فرجہ الشریف ابھی ظہور فرمائیں اور حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے --- میں یہاں زمانہِ غیبت کے حوالے سے حدیث نقل کرنا چاہتا ہوں جو آج کے حالات ہم پر واضح کر دے گی اور لوگوں کے دین کے حالات ہم پر آشکار کر دے گی ---

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، یہ امر (ظہور امامؑ) اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک تم (یعنی شیعہ کہلانے والے) ایک دوسرے کے منہ پر نہ تھوکو، ایک دوسرے پر لعنت نہ کرو اور ایک دوسرے کو کذاب نہ کہو --- امام محمد باقرؑ نے فرمایا، اے شیعانِ آل محمدؐ! تمہیں لازماً اس طرح آزمایا جائے گا جس طرح آنکھ کو صاف کرنے کے لیے اس میں سرمہ ڈالا جاتا ہے، جو شخص سرمہ ڈالتا ہے اسے یہ تو پتہ ہوتا ہے کہ اس نے کب ڈالا، لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا کہ نکلے گا کب؟ اسی طرح انسان صبح ہماریؑ شریعت پر ہوگا تو شام کو کسی اور پر ہوگا، شام کو ہماریؑ شریعت پر ہو گا تو صبح ہونے سے پہلے اس سے نکل جائے گا --- { الغيبة للنعماني، و بحار}

یہ آج کے حالات ہیں لیکن اگر انسان چاہے اور اگر انسان اپنی انسانیت میں رہے تو اس سے بچا جا سکتا ہے اور وہ شریعت میں محمدؐ وآل محمدؐ کے حکم پر عمل کرتا ہوا ہمیشہ آل محمدؐ کی شریعت میں رہے گا --- غیبت امامؑ کے زمانے میں مومن کو کیا کرنا چاہیے -- ؟

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، لوگوں پر ایک زمانہ آئے جس کے ایک مخصوص حصے میں علم اس طرح پوشیدہ ہو جائے گا جیسے سانپ اپنے بل میں چھپ جاتا ہے، پھر وہ ایک عرصہ تک اسی حالت میں رہے گا، اور بالآخر ان کا ستارہ طلوع ہو جائے گا (یعنی ظہور ہو جائے گا) راوی کہتا ہے میں نے سوال کیا، مولاؑ وہ مخصوص عرصہ کون سا ہے ؟---- فرمایا، غیبت کا زمانہ ---

راوی نے عرض کی، مولاؑ اس زمانے میں ہمیں کیا کرنا چاہیے -----؟

امامؑ نے فرمایا، تم اپنے سابقہ طریقے پر قائم رہنا، یہاں تک کہ تمہارا ستارہ طلوع ہو جائے (یعنی ظہور ہو جائے) -- { الغيبة للنعماني، و بحار}

زرارہ کہتے ہیں، امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، لوگوں پر ایسا وقت آئے گا جب ان کا امامؑ ان سے پوشیدہ ہو جائے گا --- زرارہ کہتے ہیں میں نے امامؑ سے پوچھا، مولاؑ اس وقت کیا کرنا چاہیے ---؟

فرمایا، اپنے عقیدے پر قائم رہو یہاں تک کہ ان کے لئے حق ظاہر ہو جائے (یعنی ظہورِ امامؑ ہو جائے) {کمال الدین وتمام النعمہ}

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، خدا کے لئے غیبت امامؑ میں اپنے دین کی حفاظت کرتے رہنا ---

امام جعفر الصادقؑ سے پوچھا گیا کہ اگر ہمیں امامؑ نہ ملیں تو کیا کریں ؟

فرمایا، جب ایسا وقت آئے اور امامؑ تمہیں نہ مل سکے تو پھر اُن ہی احکامات پر عمل کرتے رہنا جو پہلے سے تمہارے پاس موجود ہوں یہاں تک کہ تم پر امر ظاہر ہو جائے (یعنی امام ظاہر ہو جائیں) --- دوسری روایت میں فرمایا، (غیبت امام میں) تمسكوا بالأَمْرِ الأَوَّلِ الَّذِي أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يبين لكم تم لوگ پہلے سے جس امر سے وابستہ چلے آرہے ہو بس اسی پر کار بند رہنا یہاں تک کہ تم پر صاحب الامر ظاہر ہوں --- {بحار الانوار}

اسحاق بن یعقوب نے امام زمانہؑ کے وکیل محمد بن عثمان عمریؒ سے درخواست کی کہ وہ میرا ایک خط جس میں بہت سے مشکل مسائل درج ہیں مولاؑ تک پہنچا دیں --- تو امام زمانہؑ کے دستِ مبارک کی لکھی ہوئی تحریر و توقیع میرے پاس آ گئی -- (اس توقیع میں سے یہاں صرف وہ حصہ لکھا جائے گا جو زمانہ غیبت کے سوالات سے مخصوص ہے) --- وہ مسائل جو اسحاق نے امامؑ کو لکھے ان میں سے ایک یہ تھا کہ ---

زمانہ غیبت میں آپؑ سے انتفاع (فائدہ) کیسے حاصل کیا جائے ---؟

واما وجه الانتفاع بي في غيبتي فكا لانتفاع بالشمس اذا غيّبها عن الابصار السحاب ، وَإِنِّي لا مَان لاهن الارض كما أن النجوم آمان لأهل السماء فاغلقوا ابواب السؤال عما لا يعنيكم ولا تتكلفوا علم ما قد كفيتم وأكثروا الدعاء بتعجيل الفرج ، إن ذلك فرحكم ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يا إسحاق بن يعقوب و على من اتبع الهدى

امامؑ نے لکھا--! اور یہ سوال کہ زمانہ غیبت میں مجھؑ سے فائدہ و نفع کی صورت کیا ہے ---؟

تو یہ انتفاع و نفع ویسا ہی ہے جیسے آفتاب بادلوں میں چھپا ہوتا ہے اور لوگ اُس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں، میںؑ زمین والوں کے لیے اِسی طرح امان ہوں جس طرح ستارے آسمان والوں کے لیے امان ہیں، لہذا ایسے سوالات کے دروازے بند کرو جس سے تمہیں کوئی مطلب نہیں، اور وہ بات معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو جس کی تمہیں ضرورت نہیں اور میرےؑ ظہور کے لیے زیادہ سے زیادہ دعا کیا کرو کیونکہ اسی میں تمہاری کشادگی ہے اے اسحاق بن یعقوب تم پر سلام ہو اور اُن لوگوں پر بھی میراؑ سلام جو ہدایت پر گامزن ہوں --- {بحار الانوار ، کمال الدین و تمام النعمۃ}

مومنین سمجھ چکے ہوں گے کہ غیبت میں ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں---؟ اور امامؑ نے ایسے سوال پوچھنے نے منع فرمایا ہے جس سے ہمیں کوئی مطلب یا ضرورت نہیں --- قائمؑ آل محمدؐ کے قیام تک ہم پر واجب ہے کہ احادیث آل محمدؐ جو ہم تک پہنچی ہیں پر عمل کریں اسی میں ہماری بقا ہے --- اور احادیث میں آیا ہے کہ ہر شے کا علم قرآن و سنت میں ہے رسولؐ اللہ نے کوئی خشک و تر نہیں چھوڑا --- بلکہ یوں کہوں کہ ہر شے امام مبینؑ میں جمع ہے امام مبینؑ نے ہر شے کو اپنے حصار میں لے رکھا ہے --- اُسؑ کا کلام ہر کلام کا امام ہے ---

اب ہم امام زمانہؑ کے کرم سے جمعہ پر گفتگو شروع کرتے ہیں ---

قال الامام جعفر الصادق، لا خير فی عبادة ليس فيها تفكر

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، اس عبادت میں خیر نہیں (یعنی وہ عبادت شر ہے) جس میں تفکر (فکر) نہیں ---

بسم الله الرحمن الرحيم

علماء کرام جمعہ و نماز جمعہ و عیدین پر بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور آنے والے وقت میں بھی لکھتے چلے جائیں گے , حقیر نے بھی اس پرُآشوب اور تقیہ کے دور میں امام زمانہؑ کے حق کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے، دعا ہے امام زمانہؑ میرے یہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں ----

اس جمعة المبارك و عيدين مختصر کتاب کو مختلف ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے ---

١. یہاں ایران عراق اور ہندوستان میں نماز جمعہ کی بنیاد و تاریخ پر مختصراً روشنی ڈالی جائے گی۔

٢. آپ پر علماء کرام کے درمیان نماز جمعہ کے بارے میں پائے جانے والے اختلافات اور اقوال واضح کئے جائیں گے ---

٣. سور جمعہ کی یہ درج ذیل آیات، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ،فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ، پر بات کی جائے گی اور ان آیات کی تفسیر پیش کی جائے گی ---

٤. جمعہ کو جمعہ کیوں کہتے ہیں ؟ --- جمعہ کی فضیلت کیوں ہے؟ اور کیا ہے؟ --- ان سوالات کے جوابات سے آگاہ کیا جائے گا ---

٥. احادیثِ محمدؐ و آل محمدؐ کے ذریعے جمعہ و نماز جمعہ اور عیدین پر روشنی ڈالی جائے گی ---

• نماز جمعہ کی ابتداء

ہندوستان میں نماز جمعہ کی ابتداء
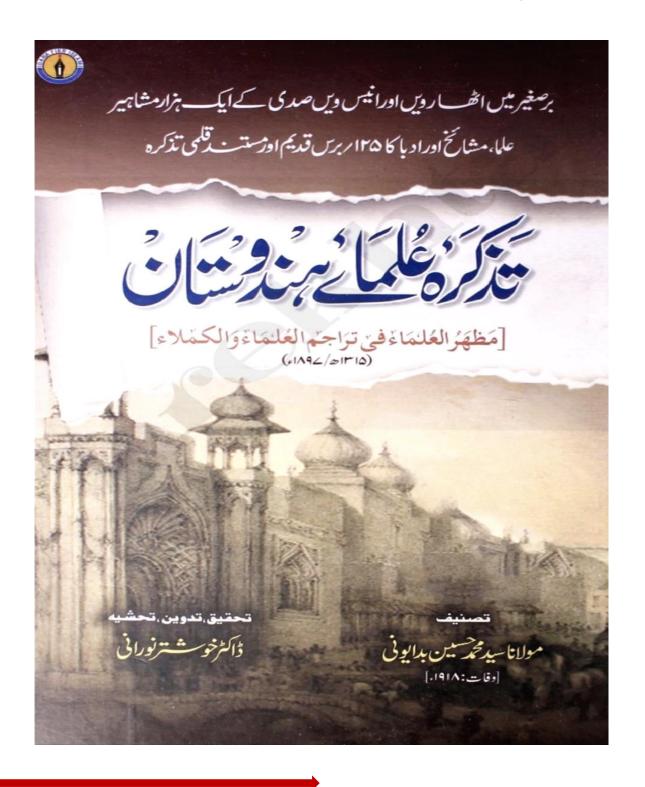
''رسائل مذکورہ محض بنابر دریافت حق باطراف بلاد منتشر کردیم بخدمت علما رسانیدیم و مدتے انتظار کشیدیم لیکن ہنوز علمائے وقت از جواب ساکت اند، لہٰذا بخدمت سامی پیش نمودہ ، اگر خطائے بنظر آید حسبتاً للہ مارا مطلع باید فرمود کہ ما یار جوع بحق نمایم ورنہ اعانت و امداد و تصدیق و اقرار ما یاں نمایند، فقط۔'' [۱]

اس بارے میں قاضی صاحب نے مولانائے عصر مولوی محمد زمان خان سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے، مولانا صاحب اگرچہ بحث و مباحثے سے شوق نہ رکھتے تھے، صرف حمایت اسلام و اظہار حق کی غرض سے فرمایا کہ'' آپ جواب نہ لکھیں ، میں لکھتا ہوں۔'' پھر تو آپ نے اول سے آخر تک کل کتب و رسائل [کی تردید کی] اور لفظ مہدوی کی تشریح کی اور جو کچھ بھی لکھا، آیات و احادیث و اخبار صحابہ سے لکھا اور اِس کتاب کا نام'' ہدیۂ مہدویہ'' رکھا۔ اِس کتاب کی اشاعت سے فرقۂ مہدویہ کو حد درجہ کا زوال پہنچا اور جا بجا اہل اسلام ، اغلاط و مفاسدِ عقائدِ مہدویہ سے مطلع ہو گئے۔ قاضی صاحب نے ایک قطعۂ خط معہ اِس'' ہدیۂ مہدویہ'' کے جناب عالم میاں کی خدمت میں بھیجا اور اِس کتاب کا جواب چاہا، مگر جواب نہ ملا۔

قاضی صاحب انجام دہی کار مفوضہ کے درس و تدریس سے بھی بدرجۂ کمال دلچسپی رکھتے تھے۔ آپ تمام میں مشہور و معروف ہوئے [۲]۔

[142]

مولانا سید دلدار علی لکھنوی

[۱۷۵۳ء ـــــ ۱۸۲۰ء]

مولوی سید دلدار علی لکھنوی (مجتہد العصر شیعہ) [۱] ابن حضرت مولانا سید معین الدین ابن مولوی عبد الہادی رضوی کی ولادت باسعادت ۱۱۶۶ھ [۱۷۵۳ء] میں ہوئی۔ اس ملک ہندوستان میں اگر خیال کیا جائے تو یہ اوّل شخص ہے، جس نے اجتہاد کا دعویٰ کیا اور حضرات اہل تشیع میں نماز جمعہ باجماعت و نماز باجماعت کو جاری کیا۔ ابتدائے علوم معقول حضرت سید غلام حسین الہ آبادی، مولوی حیدر علی [سندیلوی] ابن مولوی حمد اللہ سندیلوی اور مولوی باب اللہ (شاگرد مولوی حمد اللہ) سے حاصل کیے، ازاں بعد کربلائے معلّٰی کو تشریف لے گئے اور وہاں آغا باقر بہائی و سید علی طباطبائی سے علوم فقہ، تفسیر و حدیث [اور] اُصول پڑھ کر مشہد مقدس میں حضرت سید مہدی ابن سید ہدایت اللہ مرحوم سے استفادہ و اجازت پائی ، پھر وطن مالوف کی جانب معاودت فرمائی ۔ شاہ غازی الدین حیدر [والی اودھ] کے عہد مبارک میں مولانا صاحب نے ایک مسجد ۱۲۲۷ھ [۱۸۱۲ء] میں بصرف ذاتی تعمیر کی ، جس کی تاریخ کسی شاعر نے یوں موزوں کی ہے: ع'' مسجد اقصائے ثانی شد بنا'' (۱۲۲۷ھ)۔ [آپ نے ۱۹ر رجب ۱۲۳۵ھ [۲ر مئی ۱۸۲۰ء] میں وفات پائی۔

تذکرۂ علماے ہند

جبذا انا درکتابی روکش جام جہان نما کہ مثلش تا حال از کتم عدم بمنصۂ شہود جلوہ گر نشدہ

مصنفہٗ

عالم المعی فاضل لوذعی محقق بیمثال حضرت رحمان علی صاحب ممبر کونسل مقام ریوان حسب ایماے مصنف ممدوح

بار دوم

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

در مطبع منشی نولکشور مقام لکھنؤ طبع گردید

سنہ ۱۹۱۴ء

صحیح بخاری وتفسیر سورۂ یوسف وتفسیر والضحی ومعراج نامہ ووفات نامہ وحاشیہ شرح قاضی مبارک بر سلم وحواشی تتمۂ اخوند یوسف وغیرہ رسائل وکتب از تصانیف اوست بعمر شصت ویک سالگی بحدود دوازدہ صد وشصت وسہ ہجری رحلت فرمود

بابا داؤد مشکوتی کشمیری از علمائے نامدار کشمیر در فقہ وحدیث وتفسیر وحکمت ومعانی ید طولی داشت وحافظ مشکوۃ المصابیح بود بدین وجہ اورا مشکوتی مے گفتند علوم متداولہ بخدمت خواجہ حیدر چرخی اکتساب کردہ وعلم باطن پیش بابا نصیب الدین وخواجہ محمد نقشبندی حاصل نمود کتاب اسرار الاخبار در حالات سادات ودرویشان کشمیر واسرار الابرار ومنطق الطیر منظوم از تصانیف اوست وبسال ہزار ونود وہفت ہجری وفات یافت در کشمیر متصل عیدگاہ مدفون گشت

مولوی سید دلدار علی لکھنوی مجتہد الشیعہ ابن مولوی معین الدین بن عبد الہادی رضوی در سال یکہزار ویکصد وشصت وشش بقصبہ جائیس یا نصیر آباد متولد شدہ واو اول کسے است کہ در اہل تشیع بہ ہندوستان دعوی اجتہاد کردہ وجمعہ جماعت پیدان مذہب بظہور آوردہ در مبادی احوال علوم عقلیہ را از فضلائے ہندوستان مثل سید غلام حسین دکنی الہ آبادی ومولوی حیدر علی ولد ملا احمد اللہ سندیلی ومولوی باب اللہ شاگرد ملا حمد اللہ سندیلی استفادہ نمودہ وبعد فراغ از عقلیات در کربلائے معلی از آقا باقر بہبہانی وسید علی طباطبائی اکتساب علوم فقہ وحدیث واصول کرد ودر مشہد مقدس از سید مہدی بن سید ہدایت اللہ استفادہ واجازت یافتہ بوطن مالوف رجوع نمود

وبافادہ وتعلیم مطالب مذہبی سعی کوشید کتب ذیل از تصانیف وی است اساس الاصول۔ مواعظ حسنہ۔ شرح باب الصوم حدیقۃ المتقین مصنفہ اخوند مجلسی۔ وشرح باب الزکوۃ از کتاب مذکور۔ وعماد الاسلام در پنج مجلد کلان وشہاب ثاقب وصوارم الالہیات وحسام الاسلام واحیاء السنہ ورسالہ ذوالفقار ورسالہ غیبت ورسالہ جمعہ وحاشیہ بر شرح ہدایہ حکمت ملا صدرا ومنتہی الافکار ومسکن القلوب ورسالہ ذہبیہ ورسالہ آثارۃ الاحزان در عہد سلطنت غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ بمقام لکھنؤ بشب نوزدہم رجب سن یک ہزار ودو صد وسی وپنج ہجری وفات یافتہ در مقبرہ حسنیہ واقع لکھنؤ مدفون شد تجاوز اللہ عن سیأتہ وے در سال دوازدہ صد وبست وہفت ہجری مسجدی تعمیر فرمودہ شاعری تاریخ آن گفتہ وہو ہذا ؎ دلبر زہرا ودلدار علی کامل اندر اجتہاد واتقا بہ ساخت چون مسجد شدہ تاریخ آن بہ مسجد اقصائے ثانی شد بنا بالآخر صاحب الترجمہ در عہد سلطنت غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ بمقام لکھنؤ بشب نوزدہم رجب سن یک ہزار ودو صد وسی وپنج ہجری وفات یافتہ در مقبرہ حسنیہ مدفون شد

مولوی دین محمد سندیلی ابن وجیہ الدین ابن شیخ عبد السمیع قاضی زادہ سندیلہ دانشمندی محدث ومدرس بود توکل وتقوی شعار خود داشت در اوائل صدی سیزدہم جہان فانی را بدرود نمود

تذکرہ علمائے ہند

تالیف

مولوی رحمان علی

مرتبہ ومترجمہ

ڈاکٹر محمد ایوب قادری مرحوم

مع مقدمہ

ڈاکٹر سید معین الحق

اشاعتِ دوم معہ تصحیح و ترمیم

ڈاکٹر خضر نوشاہی

ڈاکٹر انصار زاہد خاں

پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی

بیت الحکمۃ، مدینۃ الحکمۃ، شاہراہ مدینۃ الحکمۃ

کراچی

قاضی مبارک بر سلم، حواشی تتمہ اخوند یوسف وغیرہ رسالے اور کتابیں ان کی تصنیفات ہیں۔ ۶۱ سال کی عمر میں ۱۲۶۳ھ ر ۱۸۴۷ء میں رحلت فرمائی۔

(۱۷۱) بابا داؤد مشکوتی کشمیری

کشمیر کے علمائے نامدار سے تھے۔ فقہ و حدیث و تفسیر اور حکمت و معانی(۱) میں بڑی دسترس رکھتے تھے، مشکواۃ المصابح کے حافظ تھے۔ اس لئے ان کو مشکوتی کہتے تھے، علوم مروجہ کی تحصیل خواجہ حیدر چرخی سے کی تھی اور علم باطن بابا نصیب الدین اور خواجہ محمود نقشبندی سے حاصل کیا، کتاب اسرار الاخبار کشمیر کے درویشوں اور ساوات کے حالات میں، اسرار الاشجار اور منطق الطیر منظوم ان کی تصنیفات سے ہیں۔ ۱۰۹۷ھ ر ۱۶۸۵ء میں انتقال ہوا، کشمیر میں عیدگاہ کے متصل دفن ہوئے۔ (☆)

(۱۷۲) مولوی دلدار علی لکھنوی مجتہد الشیعہ

مولوی دلدار علی لکھنوی ابن مولوی معین الدین بن عبدالهادی رضوی، ۱۱۶۶ھ ر ۱۷۵۳ء میں قصبہ جائس یا نصیرآباد میں پیدا ہوئے۔ اہل تشیع میں وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں دعوئ اجتہاد کیا، اور مذہب میں جمعہ و جماعت قائم کیا۔ شروع میں علوم عقلیہ ہندوستان کے فضلاء مثلاً سید غلام حسین دکنی الہ آبادی، مولوی حیدر علی ولد ملا حمداللہ سندیولی اور مولوی باب اللہ شاگرد ملاحمداللہ سندیلوی سے حاصل کئے اور علوم عقلیہ حاصل کرنے کے بعد کربلائے معلیٰ میں آقا باقر بہبانی اور

۱۷۶

سید علی طباطبائی سے علوم فقہ، حدیث اور اصول کی تحصیل کی، مشہد مقدس میں سید مہدی بن سید ہدایت اللہ سے استفادہ کیا اور اجازت لے کر اپنے وطن واپس آئے۔ مذہبی(۲) تعلیم و افادہ میں مشغول ہوگئے۔ ان کی تصنیفات سے مندرجہ ذیل کتابیں ہیں، اساس الاصول، مواعظ حسنہ، شرح باب الصوم حدیقۃ المتقین مصنفہ اخوند مجلسی، شرح باب الزکوۃ (از کتاب مذکور)، عماد الاسلام (پانچ بڑی جلدیں) شہاب ثاقب، صوارم الہیات، حسام الاسلام، احیاء السنہ، رسالہ ذوالفقار، رسالہ غیبت، رسالہ جمعہ، حاشیہ بر شرح ہدایہ حکمت ملا صدرا، منتہی الافکار، مسکن القلوب، رسالہ ذہبیہ، رسالہ آثارالاحزان، تھے۔ غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ کی حکومت کے زمانہ میں بمقام لکھنؤ ۱۹، رجب کی رات میں ۱۲۳۵ھ ر ۲۰ - ۱۸۱۹ء میں انتقال ہوا اور مقبرہ حسینیہ واقع لکھنؤ میں دفن ہوئے۔ انہوں نے ۱۲۲۷ھ ر ۱۸۱۲ء میں لکھنؤ میں ایک مسجد تعمیر کرائی کسی شاعر نے اس کی تاریخ کہی ہے۔ (☆)

دلبر زہرا و دلدار علی
کامل اندر اجتہاد و اتقاء
ساخت چوں مسجد، شدہ تاریخ آں
مسجد اقصائے ثانی شد بنا

۱۲۲۷ھ ر ۱۸۱۲ء

ہندوستان میں سب سے پہلے سید دلدار علی نقوی لکھنوی نے نماز جمعہ جاری کیا---

دلدار علی نقوی کی زندگی کا دورانیہ 1753 سے 1820ء ہے---

اور ظاہری سی بات ہے کہ انہوں نے پیدا ہوتے ہی تو نماز جمعہ جاری نہیں کیا--- تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہی نماز جمعہ جاری کیا اس حساب سے ہندوستان میں نماز جمعہ تقریباً 1753ء دھائی کے آخر میں جاری ہوا--- اس سے پہلے ہندوستان (برصغیر) میں نماز جمعہ ادا نہیں کیا جاتا تھا---

ایران میں نماز جمعہ کی ابتدا
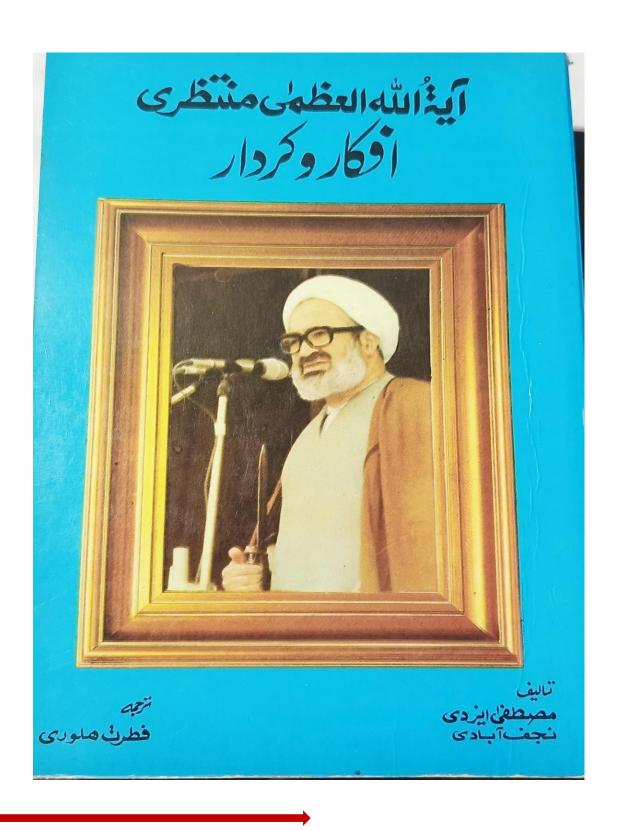
حاجت روائی اور انفرادی و اجتماعی تمام ضروریات کے حل کا مرکز بن گیا۔

نمازِ جمعہ کی بنیاد

آیت اللہ العظمیٰ منتظری نے اپنے مخلص عقیدت مندوں کی فلاح و بہبود کے منصوبوں پر عمل کرنے کے لیے پہلے خود اور دوسروں کو ایک اہم و بیش قیمت امر کے لیے آمادہ کیا اور وہ تھا نمازِ جمعہ کا قیام۔ عین اسی زمانے میں مجرم امریکہ نے اپنے خونخوار مددگاروں کے ذریعہ اسلام اور عوام کو فریب دینے کے لیے ایک ناٹک رچایا۔[1] اور ڈھائی ہزار سالہ جشن شاہنشاہی کے نام پر فقر و غربت کو بڑھانے والا لمبا چوڑا پروگرام بنایا۔ ملت ایران کی ستم زدہ قوم کے اس عظیم استحصال اور غارت گری کا مؤثر تدارک کرنے کے لیے نجف آباد میں نماز جمعہ قائم کی گئی تاکہ لوگوں کو انقلابِ اسلامی کے دستور العمل سے آگاہ کیا جائے اور پھر اس پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دی جائے۔ گویا اس طرح سے شیطانی منصوبے اور منحوس امریکہ کے شب خون کو ناکارہ بنانے کے لیے فقیہ مجاہد آیت اللہ العظمیٰ منتظری ملتِ مسلمہ کے قیام و انقلاب کا خاکہ بناتے ہیں۔

قرآنِ کریم کا صریحی حکم ہے کہ جب تمہیں نماز جمعہ کے لیے بلایا جائے تو تمام کاروبار ترک کر کے اس کی طرف دوڑ پڑو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جماعت کثیر کے ساتھ فریضہ دینی

---

[1] میتل سلومون اسرائیلی روزنامہ "ہاآرتس" میں لکھتا ہے :۔

یہ اسرائیلی ماہرین تھے جنھوں نے پہلی بار کورش کی بنیاد شاہنشاہی کے ڈھائی ہزار سال پورے ہونے کی مناسبت سے ایک جشن منانے کی تجویز رکھی، جس کا مقصد خاص ایران میں اسلامی اثرات کو زائل کرنا تھا۔

(مکتب مبارز نمبر ۲۰ ص ۳۹)

سخن
استاد شہیدؒ مرتضیٰ مطہری
جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان
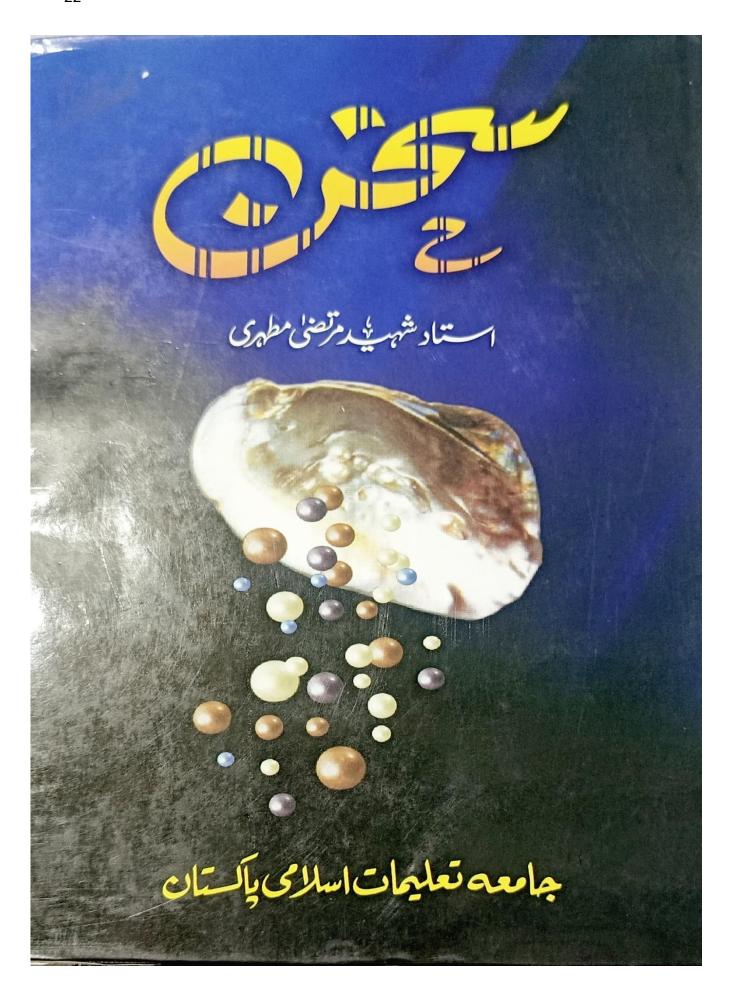
ثنائے الٰہی، اس کے بعد خاتم الانبیاء ﷺ اور ائمہ دین پر درود و سلام، پھر وعظ اور وہ ضروری مضامین جن کی تشریح میں بعد میں کروں گا اور اس کے بعد قرآن مجید کی ایک سورت کی تلاوت۔ یہ وہ مواد ہے جو اسلام نے تجویز کیا ہے۔

یہ سمجھنے کے لیے کہ اس اجتماع میں حاضری کس قدر اہم ہے، اس روایت پر غور کیجئے جس کے مطابق یہ واجب ہے کہ قیدیوں کو بھی پولیس اور جیل کے اہلکار اپنے ساتھ لائیں اور انھیں اس ہفتہ وار عام اجتماع میں شرکت کا موقع دیں۔ قیدیوں کو اپنے ساتھ حراست میں لائیں اور ان کو نگرانی میں رکھیں تا کہ انھیں فرار ہونے کا موقع نہ مل سکے یعنی یہ ضروری ہے کہ قیدی کو جیل سے باہر لایا جائے تا کہ وہ نماز جمعہ جماعت کے ساتھ ادا کرے، خطبہ سنے اور پھر اپنی جگہ واپس چلا جائے۔

امام جمعہ و جماعت کے لیے بھی کچھ آداب مقرر ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ سر پر عمامہ باندھے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی مختصر سی شال وغیرہ جس کے دو تین پیچ ہوں، سر پر رسول اکرم ﷺ کے عمامے کی طرح لپیٹ لے۔

اللہ! جناب حاجی رحیم ارباب اصفہانی کو زندہ و سلامت رکھے۔ شاید آپ میں سے بہت سے ان کو جانتے بھی ہوں۔ وہ فقہ، اصول، فلسفہ اور قدیم ریاضیات کے بڑے علماء میں سے ہیں اور مرحوم جہانگیر خان قشقائی کے شاگرد رہے ہیں۔ مرحوم جہانگیر خان ہی کی طرح وہ ابھی تک کھال کی ٹوپی اوڑھتے ہیں۔ باقی سب لحاظ سے ان کا لباس دیگر علماء ہی کی طرح ہے۔ وہی عبا قبا وہی حلیہ۔ صرف ٹوپی کھال کی اوڑھتے ہیں۔ وہ نماز جمعہ کے بڑے معتقد ہیں اور اصفہان میں خود نماز جمعہ پڑھاتے ہیں لیکن لوگ چونکہ عموماً نماز جمعہ میں دلچسپی نہیں رکھتے اس لیے جس شان سے ہونی چاہیے وہ نہیں ہوتی۔ وہ جب جمعہ کی نماز کے لیے آتے ہیں تو ایک مختصر سا عمامہ یعنی دو تین پیچ کی ایک شال سر پر باندھ کر آتے ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ جب میں فروردین ۱۳۳۹ھ (۱۹۶۰ء) میں اصفہان میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو جمعہ کی نماز کا تذکرہ آ گیا۔ فرمانے لگے کہ معلوم نہیں کہ شیعہ کب نماز جمعہ کے ترک کا الزام اپنے اوپر سے دور کریں گے۔ سب اسلامی فرقے ہم پر اعتراض کرتے ہیں اور ہمارا مذہبی مذاق اڑاتے ہیں کہ ہم نے جمعہ کی نماز ترک کر رکھی ہے۔ وہ اس بات کی تمنا کرتے تھے کہ کاش! قم کی سب سے بڑی مسجد میں چند ملین تومان خرچ کر کے شاندار طریقے سے نماز جمعہ ادا کی جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ امام کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے۔ قرآن مجید میں ہے: وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ

ملاحظہ ہو ----

مرتضی مطہری صاحب اپنی کتاب سخن میں علامہ جہانگیر کا ذکر کرتے ہوئے ماضی میں اپنی ملاقات کو بیان کرتے ہوئے فرما رہے ہیں--- کہتے ہیں؛ مجھے یاد کہ جب 1339 ہجری یعنی 1921ء میں اصفہان میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو جمعہ کی نماز کا تذکرہ آ گیا، (علامہ جہانگیر) فرمانے لگے معلوم نہیں کہ شیعہ کب نماز جمعہ کے ترک کا الزام اپنے اوپر سے دور کریں گے ---

غور فرمائیں--- علامہ صاحب فرما رہے ہیں معلوم نہیں شیعہ کب نماز جمعہ کے ترک کا الزام اپنے اوپر سے دور کریں گے ---

یعنی اُس دور میں شیعہ جمعہ نہیں پڑھتے تھے بلکہ ترک کر رکھا تھا --

علامہ جہانگیر کی گفتگو جاری ہے، کہتے ہیں؛ سب اسلامی فرقے ہم پر اعتراض کرتے ہیں اور ہمارا مذہبی مذاق اُڑاتے ہیں کہ ہم نے جمعہ کی نماز ترک کر رکھی ہے ---

ان الفاظ پر غور فکر فرمائیں--- شیعہ کب اپنے اوپر سے ترک جمعہ کا الزام ہٹائیں گے ---؟

(یعنی شیعہ کب نماز جمعہ پڑھیں گے، مطلب یہ کہ پہلے نہیں پڑھ رہے تھے اس لئے وہ اپنی خواہش ظاہر کر رہے ہیں کہ اب پڑھیں اور اپنے پر لگا تارک الصلاۃ الجمعہ کا الزام ہٹائیں)

سب اسلامی فرقے شیعہ پر اعتراض کرتے ہیں اور مذاق اڑاتے ہیں (کیوں؟) کیونکہ شیعہ نماز جمعہ نہیں پڑھ رہے نماز جمعہ ترک کر رکھی ہے --- (آخر اس کی کیا وجہ تھی کہ پہلے گزر جانے والے شیعوں نے نماز جمعہ کو ترک کیا ہوا تھا---؟)

اور اوپر آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ منتظری صاحب نے انقلاب کی جدوجہد کی خاطر ایران کے شہر نجف آباد میں سب سے پہلے نماز جمعہ پڑھائی --- اوپر آپ دیکھ سکتے ہیں کتاب منتظری کے افکار و کردار میں نماز جمعہ کی بنیاد پر پورا باب باندھا گیا ہے --- نماز جمعہ کی بنیاد ایران کے انقلاب کی خاطر رکھی گئی تاکہ لوگوں کو انقلاب کی دعوت دی جائے --- اس سے پہلے ایران میں نماز جمعہ نہیں تھا -- انقلاب تقریباً 1979ء میں آیا ---

• عراق میں نماز جمعہ
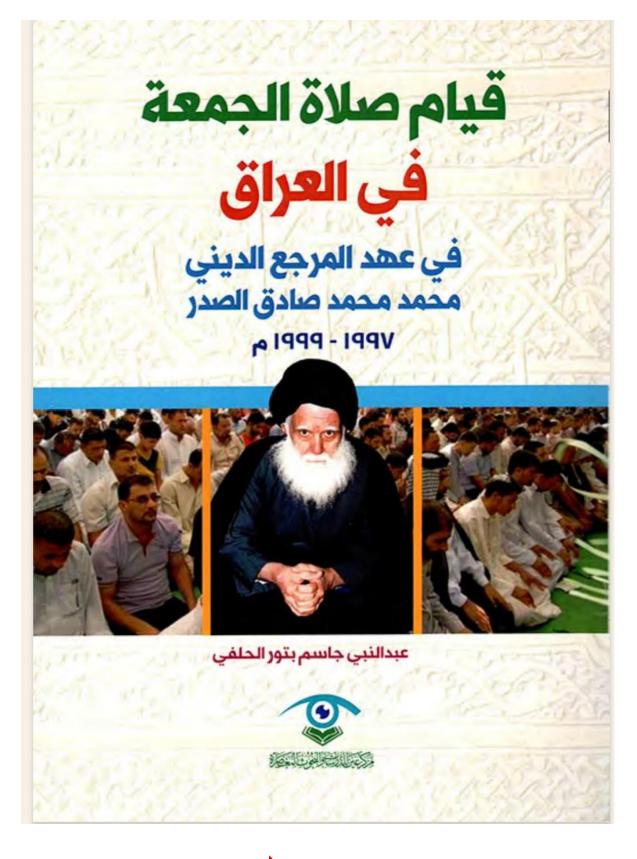
قيام صلاة الجمعة في العراق
في عهد المرجع الديني محمد محمد صادق الصدر
١٩٩٧ — ١٩٩٩ م

عبدالنبي جاسم بتور الحلفي

الصدر بقيام صلاة الجمعة على الرغم من وجود نظام قمعي؟، وما مدى التفاعل بين هذا المنبر العقائدي الديني والأمة؟، وهل كان لهذه الصلاة أبعاد أخرى غير أبعادها الدينية مثل الاجتماعية والسياسية، وهل حققتها؟، وما مدى انتشار صلاة الجمعة وكيف جُوبهت من السلطة؟ .

ولابد من التنويه إلى أن هذه الدراسة جديدة في نوعها إذ لم يُسلط الضوء على مثل هكذا موضوع سابقاً، فلم أجد بحثاً أكاديمياً قد كُتب بهذا العنوان، كما أن الدراسات التي سبقتها أهتمت بمشروع وحركة السيد محمد الصدر، ولم تتناول موضوع الأحداث التي أحاطت بصلاة الجمعة وما ارتبط بها من ظواهر إلا بشكل محدود، ولا تكاد تخرج من قراءة النص الذي يعطي لحركة السيد الصدر، قراءة فكرية . بيد أن هذه الدراسة تهدف إلى تسليط الضوء على الجوانب التاريخية وتتبع الأحداث على وفق تسلسلها المنطقي، فكان الموضوع جديراً بالبحث والدراسة التي حاولت الكشف عن جانب مهم من جوانب المشروع الإصلاحي للسيد محمد محمد صادق الصدر وهو إحياؤه لصلاة الجمعة التي مثلت نقطة مهمة وفاعلة في هذا المشروع، لذلك تميز هذا الكتاب ببحث وتوثيق أحداث صلاة الجمعة لما لها من أهمية وتأثير واضح في المجتمع من الجوانب الاجتماعية والسياسية والفكرية .

وقد جاء اختيار عام ١٩٩٧ بداية لموضوع البحث وذلك ؛ لإقامة صلاة الجمعة في عموم العراق بعد مدة طويلة من تعطيلها، واختير عام ١٩٩٩ نهاية البحث، لأنه العام الذي استشهد فيه المرجع محمد الصدر وانتهت باستشهاده صلاة الجمعة في مسجد الكوفة والمحافظات الأخرى وأن بقيت

ترجمہ، عراق میں نماز جمعہ کا قیام 1997ء میں مرجع محمد بن محمد صادق الصدر کے دور میں ہوا، صاحب کتاب لکھتے ہیں،

عراق میں نماز جمعہ طویل مدت کی تعطیل کے بعد 1997ء میں قائم کی گئی (اللہ جانے کتنی طویل مدت)

اور 1999ء میں پورے عراق میں عام ہو گی --- (اور 1998ء میں محمد الصدر کو صدام نے قتل کروا دیا)
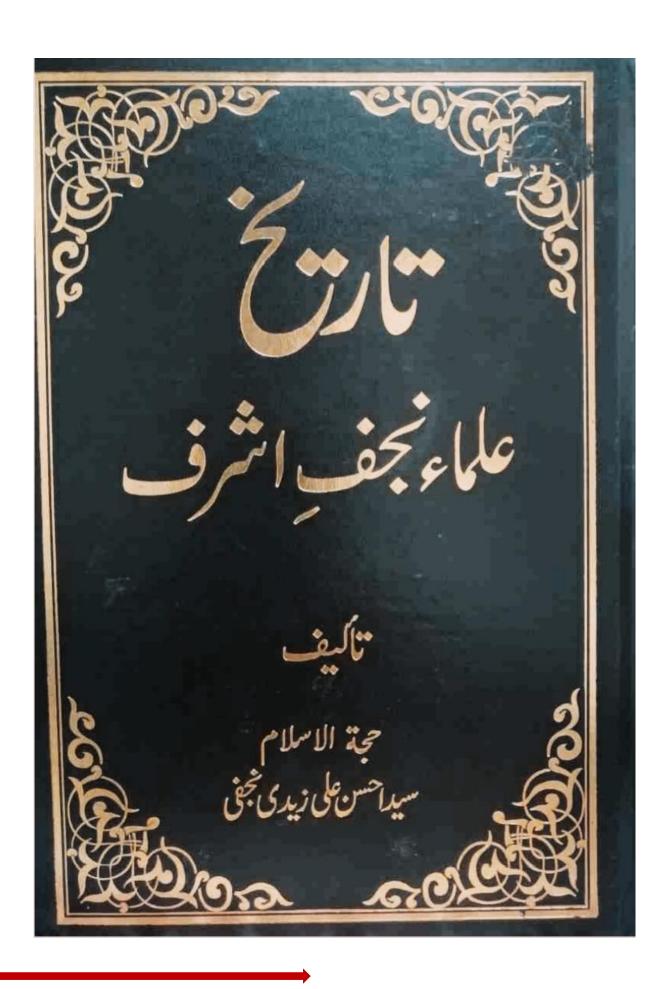
تاریخ
علماء نجفِ اشرف
تالیف
حجة الاسلام
سید احسن علی زیدی نجفی

آیۃ اللہ شہید سید محمد صدر رضوان اللہ علیہ

ولادت 1941 عیسوی 1362 ہجری وفات۔ 1998 عیسوی 1419 ہجری

آپ کا نام: سید محمد بن محمد صادق بن محمد مہدی بن اسماعیل بن صدر الدین محمد بن صالح بن محمد بن ابراهیم شرف الدین موسوی ہے۔

آپ کی ولادت: آپ 17 ربیع اول 1362 ہجری کو نجف الاشرف میں پیدا ہوئے۔

آپ نے حوزہ علمیہ نجف الاشرف میں مختلف علوم کی تعلیم حاصل کی اور درجہ اجتہاد پر پہنچے اس کے بعد درس وتدریس میں مشغول ہو گئے اور 1987 میں آپ نے فقہ اور اصول کا درس دینا شروع کیا۔

اساتذہ: سید ابوالقاسم خوئی۔ شیخ محمد مظفر۔ سید محمد باقر صدر۔ امام خمینیؒ۔ سید محسن الحکیمؒ۔ سید محمد تقی الحکیم۔ ملا صدر بادکوبی۔

شاگرد: شیخ مرجع فقیہ قاسم الطائی ۔ آیۃ اللہ فاضل بدیری۔ آیۃ اللہ محمد یعقوبی۔ آیۃ اللہ سید کاظم حائری۔

تالیفات: فقه القضاء ۔ فقه اخلاق۔ ماوراء فقه ۔ موسوعة الامام مهدى عليه السلام ۔ حديث حول الكذب۔ بحث حول رجعت ۔ كلمة فى البداء۔ فلسفه الحج فى الاسلام۔ قانون اسلامى وجوده صعوباته منهجيه۔ اشعة من عقائد الاسلام۔ نظرات اسلاميه فى اعلان حقوق الانسان۔ مناسك الحج۔ منهج الصالحين۔ كلمة فى البداء۔ حديث حول الكذب۔ بحث حول الرجعية۔ فقه موضوعات الحديثه۔ صراط القويم۔

آپ کی شہادت: آپ کو 1419 ہجری کو جمعہ کی نماز مسجد کوفہ میں پڑھانے کے بعد واپس گھر آرہے تھے کہ راستے میں اپنے دونوں بیٹوں سید مصطفی اور سید مؤمل کے ساتھ نجف الاشرف سے کوفہ کے راستے میں صدام ملعون کے بدمعاشوں نے شہید کروایا گیا وادی السلام نجف الاشرف میں دفن ہوئے۔
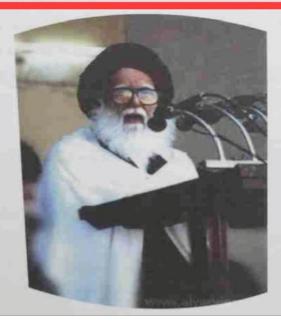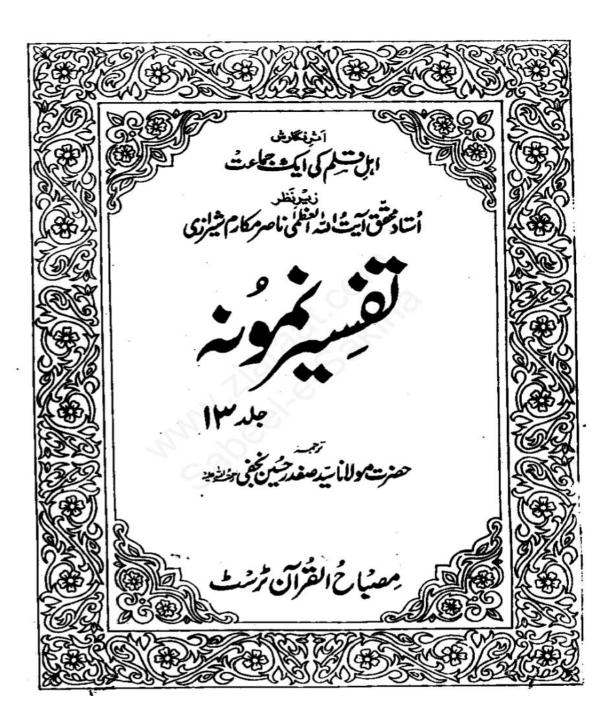
آثرِ نگارش
اہلِ قلم کی ایک جماعت
زیرِ نظر
اُستاد محقق آیتُ اللہ العظمیٰ ناصر مکارم شیرازی
تفسیرِ نمونہ
جلد ۱۳
ترجمہ
حضرت مولانا سید صفدر حسین نجفی
مصباحُ القرآن ٹرسٹ

دیئے۔[1]

تفسیر "در المنثور" میں آیا ہے کہ سب سے پہلا شخص جس نے نمازِ جمعہ کا خطبہ بیٹھ کر دیا، وہ معاویہ تھا۔[2]

* * *

چند نکات

۱: اسلام میں پہلی نمازجمعہ

لبعض اسلامی روایات میں آیا ہے کہ مدینہ کے مسلمانوں نے پیغمبرؐ کی ہجرت سے پہلے باہم مل کر بات کی اور کہا کہ یہودی ہفتہ میں ایک دن (بروز ہفتہ) اجتماع کرتے ہیں اور عیسائی بھی اجتماع کے لیے (اتوار کا) ایک دن رکھتے ہیں۔ لہٰذا ہم بھی ایک دن مقرر کر لیتے ہیں تاکہ اس میں جمع ہو کر ذکر خدا کریں اور اس کا شکر بجا لائیں۔ انھوں نے ہفتہ سے پہلے کا دن کہ جسے اُس زمانہ میں "یوم العروبہ" کہتے تھے، اس مقصد کے لیے منتخب کیا اور (بزرگانِ مدینہ میں سے ایک شخص) اسعد بن زرارہ کے پاس گئے۔ اس نے ان کے ساتھ مل کر جماعت کی صورت میں نماز ادا کی اور انھیں وعظ و نصیحت کی۔ پس وہی دن "روزِ جمعہ" کے نام سے موسوم ہو گیا کیونکہ وہ مسلمانوں کے اجتماع کا دن تھا۔

"اسعدؓ کے حکم پر ایک گوسفند ذبح کیا گیا اور سب نے دوپہر اور شام کا کھانا اسی گوسفند سے کھایا، کیونکہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔

۔ پہلا جمعہ تھا جو اسلام میں پڑھا گیا۔

لیکن وہ پہلا جمعہ جو حضرت رسولؐ نے اپنے اصحاب کے ساتھ پڑھا وہ اس وقت پڑھا گیا جب آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ جب آپ مدینہ میں وارد ہوئے تو اس دن پیر کا دن بارہ ربیع الاوّل اور ظہر کا وقت تھا۔ حضرت چار دن تک "قبا" میں رہے اور مسجد قبا کی بنیاد رکھی، پھر جمعہ کے دن مدینہ کی طرف روانہ ہوئے (قبا اور مدینہ کے درمیان فاصلہ بہت ہی کم ہے اور موجودہ وقت میں قبا مدینہ کا ایک داخلی محلّہ ہے) اور نمازِ جمعہ کے وقت آپ محلّہ "بنی سالمؓ" میں پہنچے۔ وہاں نمازِ جمعہ ادا فرمائی اور یہ اسلام میں پہلا جمعہ تھا جو حضرت رسولؐ نے ادا کیا۔ جمعہ کی اس نماز میں آپ نے خطبہ بھی پڑھا۔ جو مدینہ میں آنحضرتؐ کا پہلا خطبہ تھا۔[3]

---

[1] مجمع البیان جلد ۱۰ ص ۲۸۶ [2] تفسیر در المنثور جلد ۹ ص ۲۲۲۔ اس روایت کو دوسرے مفسرین مثلاً "آلوسیؒ" نے "روح المعانی" میں اور "قرطبیؒ" نے بھی اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ [3] مجمع البیان جلد ۱۰ ص ۲۸۶

صلاة الجمعة والنوافل

تقريراً لأبحاث

سماحة الأستاذ آية الله العظمى

الشيخ محمد إسحاق الفياض مدّ ظله

بقلم
عادل هاشم

أمّا في عصر النبيّ الأكرم (صلى الله عليه وآله) فلا سبيل لنا إلى العلم بإقامة صلاة الجمعة في غير بلده (صلى الله عليه وآله) من سائر القرى والبلدان، إذ لم ينقله التاريخ ولم يرد به النصّ، وعلى تقدير الإقامة فلم يعلم اشتراطها بالإذن، ونصب شخص لها بالخصوص، وبالتالي فإنّه لا طريق لنا إلى استكشاف الحال واستعلام الوضع في ذلك العصر.

وأمّا في زمن مولانا أمير المؤمنين (عليه السلام)، فهو وإن كان يُنصب الولاة والقضاة في أقطار البلاد، وبطبيعة الحال كانوا هم المقيمون لصلوات الجمعات، إلّا أنّهم كانوا منصوبين لعامّة الأمور وكافة الشؤون، وكان تصدّيهم لإقامة صلاة الجمعة إنّما هو من مقتضيات مقامهم، حسب ما يقتضيه التعارف الخارجي، لا أنّهم كانوا منصوبين بالخصوص لإقامة صلاة الجمعة في الأمصار والبلدان والإمارات، وبين الأمرين بون بعيد.[1]

وأمّا في عصر سائر المعصومين (عليهم السلام) فلم يثبت منهم النصب لأداء وإقامة صلاة الجمعة رأساً في الأمصار والبلدان والإمارات، بل ولا في مورد واحد، وقد ثبت منهم (عليهم السلام) الإذن على سبيل الإطلاق من دون تعيين شخص خاصّ، كما تفصح عنه الأخبار المرخّصة لإقامتها في القرى إذا كان فيهم من يخطب لهم، وغيرها[2]، فدعوى استقرار السيرة مع عدم ثبوت النصب حتى في مورد واحد من غرائب الكلام.[1]

---

١ - المستند: البروجردي: موسوعة الإمام الخوئي: ج١١ - ص:٣٢ -٣٣.

٢ - إضاءة روائية رقم (١٢):

ترجمہ، (صاحب کتاب جمعہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں)

جہاں تک رسول اللہﷺ کے زمانہ کا تعلق ہے ---

تو ہمارے پاس ایسا کوئی ذریعہ کوئی راستہ کوئی طریقہ نہیں کہ ہمیں اس بات کا علم ہو سکے کہ جمعہ کی نماز آپؐ کے شہر کے علاوہ بھی کسی دیہات یا شہروں میں منعقد ہوتی ہو ---؟ کیونکہ تاریخ نے اسے نقل نہیں کیا اور نہ ہی نص (قرآن و احادیث) میں اس کا ذکر ملتا ہے ----

اور اس مُعاملہ میں جہاں تک امیرے المومنینؑ کے زمانہ کا تعلق ہے ---

گو کہ انہوںؑ نے شہروں میں قاضی اور گورنر مقرر کئے تھے --- اور یقیناً وہ سب نماز باجماعت قائم کرنے والے تھے ، لیکن وہ عام معملات اور تمام امور کے لیے مقرر کئے گے تھے ---

(یعنی خاص طور پر نماز جمعہ کے لئے مقرر نہیں تھے) اور نماز جمعہ کا قیام ان کے منصب کا تقاضا تھا (جو امامؑ نے عطا کیا تھا، کیونکہ امامؑ نے ہی انہیں اس ذمہ داری پر مقرر کیا تھا) ....الخ

اور جہاں تک باقی تمام معصومینؑ کے زمانہ کا تعلق ہے ---

تو انؑ سے یہ (نماز جمعہ) ثابت نہیں کہ انہوںؑ نے نماز جمعہ قائم کی ہو-----الخ

سلسلة إحياءِ تراثِ المُحدِّثينَ
كتاب رقم (3)
القامعة للبدعة
في من ترك صلاة الجمعة
للمحدِّث الشيخ عبد الله السماهيجي
المتوفي سنة ١١٣٥هـ
المحقّق : أبي الحسن علي جعفر مكي آل جساس
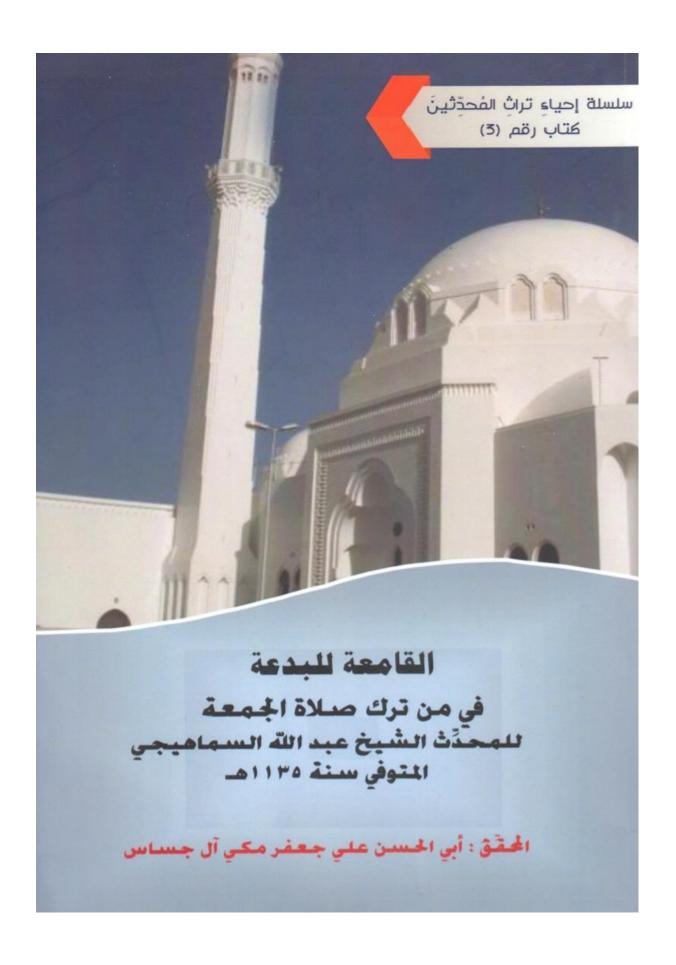
المرادُ بالأوامرِ والنَّواهي الواردةِ في الكتابِ هذِهِ المعانِي فقط من دونِ إرادةِ الظَّاهرِ ؛ فإنَّهُ خروجٌ عن الإسلامِ بلا كلامٍ ؛ للزوم سدِّ بابِ العباداتِ والطَّاعاتِ ؛ وفتحِ أبوابِ القبائحِ والمنكراتِ ؛ وهوَ باطلٌ بالضَّرورةِ .

هذا معَ أنَّ الحديثَ فيهِ تصريحٌ بالعمومِ وشُمول آياتِ الكتابِ كلِّهَا ، وليسَ في تفسيرِ الذِّكرِ بالنَّبيِّ إلاَّ في موردٍ خاصٍّ ؛ فوَجَبَ الحكمُ فيهِ بالاختصاصِ ؛ وإلاَّ فالتزامُهُ هناكَ مُطلَقاً ـ معَ عدمِ شُمولِهِ ـ ؛ وهنَا خاصّاً ـ معَ عمومِهِ ـ مكابرةٌ مَحضةٌ ومعاندةٌ صرفةٌ كما لا يخفى على الحاذقِ الخبيرِ والماهرِ النِّحريرِ ؛ وما يُنبِّئكَ مِثْلُ خَبيرٍ[1] .

على أنَّا نبرهنُ على بطلانِهِ ـ على تقديرِ التزامِهِ ـ بوجهٍ آخرَ وهوَ **أنَّا نقولُ** : إنَّ مَنْ يُخصِّصُ الذِّكرَ بالنَّبيِّ ـ هُنا ـ ؛ فَإمَّا أنْ يلتزمَ[2] الاقتصارَ عليهِ ولا يتعَدَّهُ لغيرِهِ مُطلَقاً ؛ وهوَ مُجمعٌ على بطلانِهِ ؛ لأنَّ الإمامَ العامَّ ليسَ موضعَ نزاعٍ بالنَّصِّ والإجْماعِ ؛ فإنَّهُ قد ثَبَتَ وجوبُهَا معهُ قطعاً ؛ وصلاَّها أميرُ المؤمنينَ والحسنُ عَلَيْهِمَاالسَّلَامُ ، وإنَّما لَمْ يُصلِّهَا باقي الأئمَّةِ[3] ؛ لعدمِ التَّمكُّنِ من سلاطينِ الجورِ وأئمَّةِ الضَّلالِ ؛ لأنَّهُ عندَهُم منصبُ الخليفةِ والإمامِ ـ وسيجيءُ تحقيقُ الحالِ في هذا المقالِ . وإمَّا أن لا يلتزمَهُ ؛ وهُوَ المطلوبُ ؛ فلم يتمَّ لَهُ ما تكلَّفَهُ ؛ ولَم يجزْ لَهُ ما تعسَّفَهُ ؛

---

(١) اقتبسهُ المُصنِّفُ من الآيةِ ١٤ من سورةِ فاطرٍ : ﴿وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ١٤﴾ .

(٢) كذا في (ط) ، وفي (م) : ((أن يلزمَ الاقتصارُ عليهِ)) .

(٣) في (م) : ((لَم يصلِّهَا الأئمَّةُ)) وسقطت لفظةُ ((باقي)) .

ترجمہ ؛ (صاحب کتاب جمعہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں)

صرف امیر المومنینؑ اور امام الحسنؑ نے نماز جمعہ پڑھی --- اور باقی آئمہؑ نے نہیں پڑھی --- کیونکہ منصبِ امامت اور منصبِ خلافت ناانصاف ظالم حکمرانوں اور گمراہی کے آئمہ کے پاس تھا ---

---

ملاحظہ فرمائیں ---

ہندوستان میں سب سے پہلے سید دلدار علی نقوی لکھنوی نے نماز جمعہ جاری کیا --- اس سے پہلے برصغیر میں نماز جمعہ نہیں تھا ---

ایران میں انقلاب کی دعوت دینے کے لئے نماز جمعہ کی بنیاد رکھی گئی ---

عراق میں محمد بن محمد صادق کے دور میں نماز جمعہ جاری کیا گیا ---

اور امیر المومنینؑ اور امام حسنؑ کے بعد کسی امامؑ نے نماز جمعہ ادا نہیں کیا ---

یہاں تک آپ نے نماز جمعہ کی مختصر تاریخ ملاحظہ فرمائی ---

- **نماز جمعہ میں اختلاف**

اب ہم آپ کو دیکھائیں گے کہ نماز جمعہ پر علماء میں کس قدر اختلاف پایا جاتا ہے ---
لیکن اس سے پہلے امیر المومنینؑ کا خطبہ ملاحظہ فرمائیں ---

نہج البلاغہ

ترجمہ وحواشی

از

حجۃ الاسلام علامہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ مرحوم ومغفور اعلی اللہ مقامہٗ

المعراج کمپنی

(لاہور پاکستان)
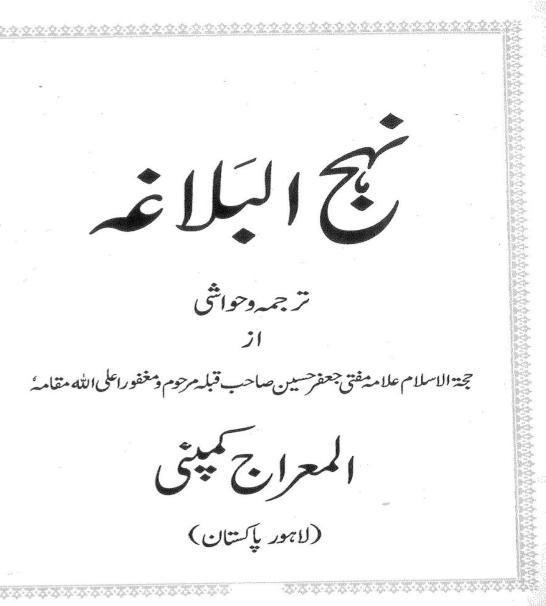
لَیْسَ فِیْهِمْ سِلْعَةٌ أَبْوَرُ مِنَ الْکِتَابِ إِذَا تُلِیَ حَقَّ تِلَاوَتِهِ وَلَا اَغْلٰی ثَمَنًا مِنَ الْکِتَابِ إِذَا حُرِّفَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَلَا عِنْدَهُمْ أَنْکَرُ مِنَ الْمَعْرُوْفِ وَلَا اَعْرَفُ مِنَ الْمُنْکَرِ۔

جہالت کو خود جانتا ہے۔ (ناحق بہائے ہوئے) خون اُس کے ناروا فیصلوں کی وجہ سے چیخ رہے ہیں اور غیر مستحق افراد کو پہنچی ہوئی میراثیں چلا رہی ہیں۔ اللہ ہی سے شکوہ ہے اُن لوگوں کو جو جہالت میں جیتے ہیں اور گمراہی میں مرجاتے ہیں۔ ان میں قرآن سے زیادہ کوئی بے قیمت چیز نہیں جب کہ اُسے اس طرح پیش کیا جائے جیسا پیش کرنے کا حق ہے اور اس قرآن سے زیادہ ان میں کوئی مقبول اور قیمتی چیز نہیں۔ اس وقت جبکہ اس کی آیتوں کا بے محل استعمال کیا جائے ان کے نزدیک نیکی سے زیادہ کوئی بُرائی اور بُرائی سے زیادہ کوئی نیکی نہیں۔

ل امیر المومنین نے دو قسم کے لوگوں کو اللہ کے نزدیک مبغوض اور بدترین خلائق قرار دیا ہے۔ ایک وہ جو سرے سے اصولِ عقائد ہی میں گمراہ ہیں اور گمراہی کی نشر و اشاعت میں لگے رہتے ہیں اور دوسرے وہ جو قرآن و سنت کو پس پشت ڈال کر اپنے قیاس و رائے سے احکام گڑھ لیتے ہیں اور اپنے متقلدین کا ایک حلقہ پیدا کر کے ان میں خود ساختہ شریعت کی ترویج کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی گمراہی و کج روی صرف اُن کی ذات تک محدود نہیں رہتی بلکہ اُن کی ضلالت کا بویا ہوا بیج برگ و بار لاتا ہے اور ایک تناور شجر کی صورت اختیار کر کے گمراہوں کو ہمیشہ اپنے سایہ میں پناہ دیتا رہتا ہے اور یہ گمراہی بڑھتی ہی رہتی ہے اور چونکہ اس گمراہی کے اصل بانی یہی لوگ ہوتے ہیں اس لئے دوسروں کی گمراہی کا بوجھ بھی انہی کے سر لادا جائے گا۔ چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ ولیحملن اثقالھم واثقالا مع اثقالھم۔ یہ لوگ اپنے (گناہوں) کا بوجھ تو یقیناً اٹھائیں گے اور اپنے بوجھ کے ساتھ (جنہیں گمراہ کیا ہے) ان کے بوجھ بھی انہیں اٹھانا پڑیں گے۔

خطبہ ۱۸

وَمِنْ کَلَامٍ لَهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ ذَمِّ اخْتِلَافِ الْعُلَمَاءِ فِی الْفُتْیَا تَرِدُ عَلٰی اَحَدِهِمُ الْقَضِیَّةُ فِیْ حُکْمٍ مِنَ الْاَحْکَامِ فَیَحْکُمُ فِیْهَا بِرَأْیِهٖ ثُمَّ تَرِدُ تِلْكَ الْقَضِیَّةُ بِعَیْنِهَا عَلٰی غَیْرِهٖ فَیَحْکُمُ فِیْهَا بِخِلَافِهٖ ثُمَّ یَجْتَمِعُ الْقُضَاةُ بِذٰلِكَ عِنْدَ الْاِمَامِ الَّذِی اسْتَقْضَاهُمْ فَیُصَوِّبُ آرَآءَهُمْ جَمِیْعًا وَاِلٰهُهُمْ وَاحِدٌ

فتاویٰ میں علماء کے مختلف الآرا ہونے کی مذمت میں فرمایا۔ جب[ل] ان میں سے کسی ایک کے سامنے کوئی معاملہ فیصلہ کے لئے پیش ہوتا ہے تو وہ اپنی رائے سے اس کا حکم لگا دیتا ہے۔ پھر وہی مسئلہ بعینہ دوسرے کے سامنے پیش ہوتا ہے تو وہ اس پہلے کے حکم کے خلاف حکم دیتا ہے پھر یہ تمام کے تمام قاضی اپنے اس خلیفہ کے پاس جمع ہوتے ہیں جس نے انہیں قاضی بنا رکھا ہے۔ تو وہ سب کی رایوں کو صحیح قرار دیتا ہے حالانکہ ان کا اللہ ایک، نبی ایک اور کتاب ایک ہے۔ (انہیں غور تو کرنا چاہئے) کیا اللہ نے انہیٰ

أَفَأَمَرَهُمُ اللّٰهُ تَعَالىٰ بِالْاِختِلَافِ فَأَطَاعُوهُ أَمْ نَهَاهُمْ عَنْهُ فَعَصَوْهُ اَمْ اَنْزَلَ اللّٰهُ دِيْنًا نَاقِصًا فَاسْتَعَانَ بِهِمْ عَلَى إِتْمَامِهِ أَمْ كَانُوا شُرَكَاءَ لَهُ فَلَهُمْ أَنْ يَقُولُوا وَعَلَيْهِ أَنْ يَرْضَى أَمْ اَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ دِيْنًا تَامًّا فَقَصَّرَ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ عَنْ تَبْلِيْغِهٖ وَاَدَائِهٖ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ يَقُوْلُ "مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ" وَفِيْهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ وَذَكَرَ أَنَّ الْكِتَابَ يُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا وَ أَنَّهُ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ فَقَالَ سُبْحَانَهُ "وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا" وَأَنَّ الْقُرْاٰنَ ظَاهِرُهُ اَنِيْقٌ وَبَاطِنُهُ عَمِيْقٌ لَا تَفْنىٰ عَجَائِبُهُ وَلَا غَرَائِبُهُ وَلَا تُكْشَفُ الظُّلُمَاتُ اِلَّا بِهٖ۔

اختلاف کا حکم دیا تھا اور یہ اختلاف کر کے اس کا حکم بجالاتے ہیں یا اس نے تو حقیقتاً اختلاف سے منع کیا ہے اور یہ اختلاف کر کے عمداً اس کی نافرمانی کرنا چاہتے ہیں۔ یا یہ کہ اللہ نے دین کو ادھورا چھوڑ دیا تھا اور ان سے تکمیل کے لئے ہاتھ بٹانے کا خواہش مند ہوا تھا یا یہ کہ اللہ کے شریک تھے کہ انہیں اس کے احکام میں دخل دینے کا حق ہو، اور اس پر لازم ہو کہ وہ اس پر رضامند رہے یا یہ کہ اللہ نے تو دین کو مکمل اُتارا تھا مگر اس کے رسول نے اس کے پہنچانے اور ادا کرنے میں کوتاہی کی تھی۔ اللہ نے قرآن میں تو یہ فرمایا ہے کہ ہم نے کتاب میں کسی چیز کے بیان کرنے میں کوتاہی نہیں کی اور اس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ قرآن کے بعض حصے بعض حصوں کی تصدیق کرتے ہیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ چنانچہ اللہ کا یہ ارشاد ہے کہ اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کا بھیجا ہوا ہوتا، تو تم اس میں کافی اختلاف پاتے اور یہ کہ اس کا ظاہر خوش نما اور باطن گہرا ہے۔ نہ اس کے عجائبات مٹنے والے اور نہ اس کے لطائف ختم ہونے والے ہیں۔ ظلمت (جہالت کا پردہ اسی سے چاک کیا جاتا ہے)۔

ؑ یہ مسئلہ محلِ نزاع ہے کہ جس چیز پر شرع کی رو سے کوئی قطعی دلیل قائم نہ ہو۔ آیا واقعہ میں اس کا کوئی حکم ہوتا بھی ہے یا نہیں۔ ابو الحسن اشعری اور ان کے استاد ابو علی جبائی کا مسلک یہ ہے کہ اللہ نے اس کے لئے کوئی حکم تجویز ہی نہیں کیا بلکہ ایسے موارد میں تشریع و حکم کا اختیار مجتہدین کو سونپ دیا ہے کہ وہ اپنی صوابدید سے جسے حرام ٹھہرالیں اُسے واقعی حرام قرار دے دیا جائے گا اور جب اسے حلال کر دیں، اُسے واقعی حلال سمجھ لیا جائے گا اور اگر کوئی کچھ کہے اور کوئی کچھ تو پھر جتنی ان کی رائے ہوں گی اتنے احکام بنتے چلے جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک کا نقطۂ نگاہ حکم واقعی کا ترجمان ہوگا۔ مثلاً اگر مجتہد کی رائے یہ ٹھہری کہ نبیذ حرام ہے اور دوسرے مجتہد کی رائے یہ ہوئی کہ نبیذ حلال ہے تو وہ واقع میں حلال بھی ہوگی اور حرام بھی۔ یعنی جو اُسے حرام سمجھے اُس کے لئے پینا ناجائز ہے اور جو حلال سمجھ کر پئے اُس کے لئے پینا جائز ہے۔ چنانچہ شہرستانی اس تصویب کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔

فَمَن الاصولين من صار الى ان لا حكم لله تعالىٰ فى الو قائع المجتهد فيها حكما بعينه قبل الاجتهاد من جواز و حظر و حلال و

اصولیین کا ایک گروہ اس کا قائل ہے کہ جن مسائل میں اجتہاد کیا جاتا ہے، اُن کے لئے جواز و عدم جواز اور حلال و حرام کے اعتبار سے کوئی طے شدہ حکم نہیں ہوتا۔ بلکہ جو مجتہد

اختلاف پر امیر المومنینؑ کا خطبہ ملاحظہ فرما چکے ہیں -- نماز جمعہ میں کیا اختلاف ہے ؟؟ کیا نماز جمعہ واجب عینی ہے ؟ کیا تخییری ہے -؟ کیا حرام ہے ---؟ کیا مستحب ہے ---؟ کیا رجا ہے ---؟ ہم آپ کے سامنے مختلف اقوال پیش کریں گے
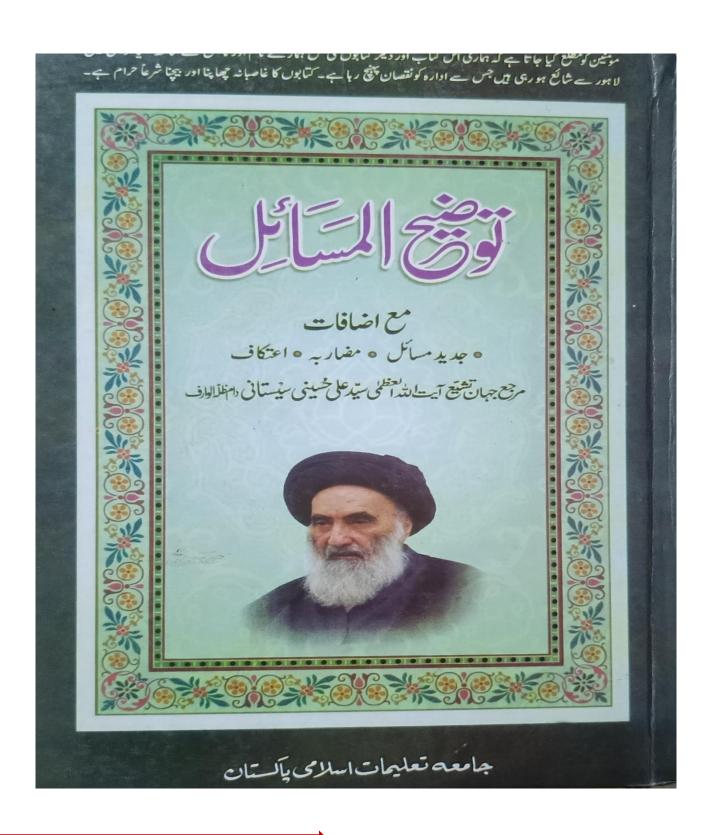
ظہر اور عصر کی نماز کا وقت

(۷۱۸) ظہر اور عصر کی نماز کا وقت زوال آفتاب (ظہر شرعی[۱]) کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے لیکن اگر کوئی شخص جان بوجھ کر عصر کی نماز کو ظہر کی نماز سے پہلے پڑھے تو اس کی عصر کی نماز باطل ہے سوائے اس کے کہ وقت کے آخر تک ایک نماز سے زیادہ پڑھنے کا وقت باقی نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں اگر اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تو اس کی ظہر کی نماز قضا ہوگی اور ضروری ہے کہ عصر کی نماز پڑھے اور اگر کوئی شخص اس وقت سے پہلے غلط فہمی کی بنا پر عصر کی پوری نماز ظہر کی نماز سے پہلے پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے اور ضروری ہے کہ پھر ظہر کی نماز پڑھے۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ بعد میں پڑھی جانے والی چار رکعت کو مافی الذمہ کی نیت سے پڑھے۔

(۷۱۹) اگر کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھنے سے پہلے غلطی سے عصر کی نماز شروع کر دے اور نماز کے دوران اسے پتا چلے کہ اس سے غلطی ہوئی ہے تو اسے چاہئے کہ نیت نماز ظہر کی جانب پھیر دے یعنی نیت کرے کہ جو کچھ میں پڑھ چکا ہوں اور پڑھ رہا ہوں اور پڑھوں گا وہ تمام کی تمام نماز ظہر ہے اور جب نماز ختم کرے تو اس کے بعد عصر کی نماز پڑھے۔

نماز جمعہ اور اس کے احکام

(۷۲۰) جمعہ کی نماز صبح کی نماز کی طرح دو رکعت ہے۔ اس میں اور صبح کی نماز میں فرق یہ ہے کہ اس نماز سے پہلے دو خطبے بھی ہیں۔ جمعہ کی نماز واجب تخیری ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جمعہ کے دن مکلف کو اختیار ہے کہ اگر نماز جمعہ کی شرائط موجود ہوں تو جمعہ کی نماز پڑھے یا ظہر کی نماز پڑھے لہٰذا اگر انسان جمعہ کی نماز پڑھے تو وہ ظہر کی نماز کی کفایت کرتی ہے (یعنی پھر ظہر کی نماز پڑھنا ضروری نہیں)۔

جمعہ کی نماز واجب ہونے کی چند شرطیں ہیں:

(۱) وقت کا داخل ہونا جو کہ زوال آفتاب یعنی ظہر ہے اور اس کا وقت اول زوال عرفی ہے۔ پس جب بھی اس سے تاخیر ہو جائے، اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور پھر ضروری ہے کہ ظہر کی نماز ادا کی جائے۔

(۲) نماز پڑھنے والوں کی تعداد جو کہ بمع امام پانچ افراد ہے اور جب تک پانچ مسلمان اکٹھے نہ ہوں جمعہ کی نماز واجب نہیں ہوتی۔

(۳) امام کا جامع شرائط امامت ہونا مثلاً عدالت وغیرہ جو کہ امام جماعت میں معتبر ہیں اور نماز جماعت کی بحث میں بتایا جائے گا۔ اگر یہ شرط پوری نہ ہو تو جمعہ کی نماز واجب نہیں ہوتی۔

---

[۱] ظہر شرعی کا مطلب ہے آدھا دن گزر جانا۔ مثلاً اگر دن بارہ گھنٹے کا ہو تو سورج نکلنے کے چھ گھنٹے کے بعد ظہر شرعی کا وقت ہوگا اور اگر دن تیرہ گھنٹوں کا ہو تو طلوع آفتاب کے ساڑھے چھ گھنٹے بعد ظہر شرعی کا وقت ہوگا۔ ظہر شرعی جو کہ طلوع آفتاب سے غروب آفتاب کے درمیان نصف وقت گزرنے کا نام ہے، کراچی کے افق کے مطابق کبھی دوپہر ساڑھے بارہ بجے سے کچھ پہلے اور کبھی اس کے کچھ بعد میں ہوتا ہے۔

توضیح المسائل
آیت اللہ العظمیٰ
رہبر انقلاب اسلامی
امام خامنہ ای
مدظلہ العالی

نمازجمعہ

نمازِ جمعہ کے احکام
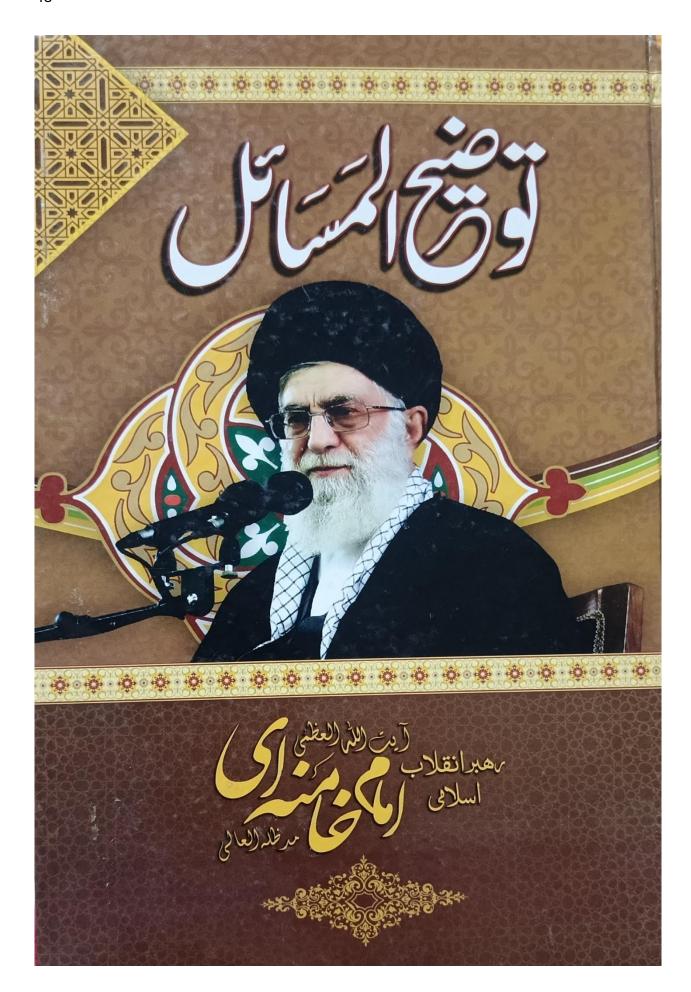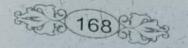
مسئلہ ۷۴۷: نماز جمعہ کو جمعہ کے دن ظہر کے بدلے میں پڑھا جاتا ہے، بارہویں امام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت کے زمانے میں یہ نماز واجب تخییری ہے، اب جب کہ ایران میں عادل اسلامی حکومت قائم ہوچکی ہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کو ترک نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۷۴۸: واجب تخییری کا مطلب یہ ہے کہ مکلف کو جمعہ کے دن اختیار ہے کہ وہ نماز ظہر پڑھے یا نماز جمعہ کو اختیار کرے۔

مسئلہ ۷۴۹: نماز جمعہ اگر چہ موجودہ دور میں واجب تخییری ہے اور اس میں حاضر ہونا واجب نہیں ہے، تاہم اس کے فوائد اور اس میں حاضر ہونے کی اہمیت کے پیش نظر مومنین کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ بے کار بہانے بنا کر اپنے آپ کو اس قسم کی نماز میں شرکت کی برکتوں سے محروم رکھیں۔

مسئلہ ۷۵۰: عورتوں کے نماز جمعہ میں شریک ہونے میں کوئی اشکال نہیں اور انھیں اس کا ثواب بھی ملے گا۔

مسئلہ ۷۵۱: نماز جمعہ جیسی سیاسی عبادت میں ہمیشہ شریک نہ ہونے کی کوئی شرعی وجہ نہیں ہے۔ اگر عدم شرکت لا پرواہی کی بنا پر ہو تو یہ چیز شرعاً قابلِ مذمت ہے۔

مسئلہ ۷۵۲: نماز جمعہ میں شرکت نہ کرنے والے کے لئے ظہر وعصر کو اوّل وقت میں پڑھنا جائز ہے۔ نماز جمعہ ختم ہونے کا انتظار کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۵۳: جہاں نماز جمعہ ہو رہی ہو اس کے قریب میں ہی نماز ظہر وعصر کو جماعت سے پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور جمعہ کے وجوبِ تخییری کو دیکھتے ہوئے، مکلف اس نماز کی بنا پر جمعہ کے دن کے فریضے سے سبکدوش ہوجاتے ہیں، لیکن جمعہ کے دن جہاں نماز جمعہ ہو رہی ہو اس کے قریب ہی نماز ظہر کو جماعت سے پڑھنا مؤمنین کی صفوں میں تفرقہ ڈالنا کہلاتا ہے اور کبھی کبھی لوگوں کی نظروں میں امام جمعہ کی توہین کا باعث بنتا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ یہ لوگ نماز جمعہ کی کوئی پرواہ نہیں کرتے لہٰذا مومنین کے لئے ایسی جماعت قائم کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ اس سے اگر کوئی خرابی

مختصر
توضیح المسائل
مطابق با فتاویٰ
سماحۃ آیۃ اللہ
علامہ سیّد مظہر علی شیرازی دامت برکاتہ
ناشر
مؤسسہ جواد الائمہ
علیہم السلام
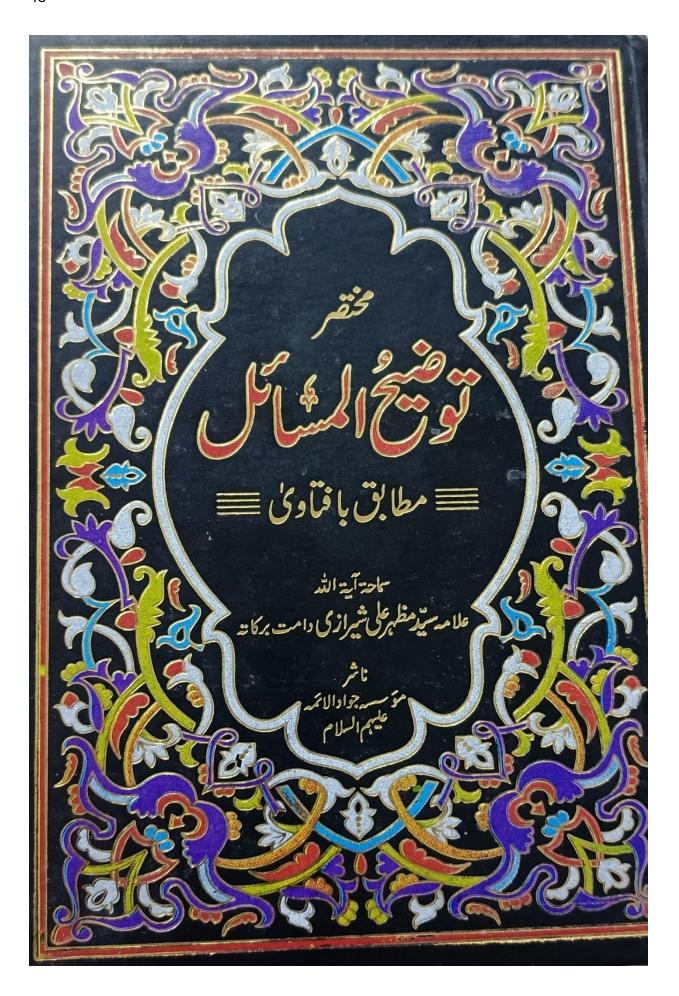
مسئلہ ۴۲۵: نماز آیات میں قرائت کو بلند آواز سے پڑھنا مستحب ہے۔

نماز جمعہ

نماز جمعہ مسلمانوں کے بڑے اجتماع کے اسباب میں سے ایک ہے اور مسلمانوں کے اتحاد کا راز ہے، جمعہ کے دن مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں اور اسلامی مسائل کو خطیب جمعہ سے سنتے ہیں۔

مسئلہ ۴۲۶: نماز جمعہ دو رکعت ہے اور اس میں دو خطبے ہیں کہ جن کو پیشنماز، نماز سے پہلے پڑھتا ہے۔

غیبت کبریٰ میں شرائط کی موجودگی میں نماز جمعہ کو رجاء کی نیت سے پڑھ سکتے ہیں لیکن یہ نماز ظہر سے مجزی نہیں ہے بلکہ نماز ظہر کا پڑھنا ضروری ہے۔

عید کی نماز

مسئلہ ۴۲۷: عید فطر اور عید قربان کی نماز زمان غیبت میں مستحب ہے جو کہ عید فطر اور عید قربان کے دن پڑھی جاتی ہیں۔

مسئلہ ۴۲۸: عید فطر اور قربان کی نماز کا وقت سورج کے نکلنے سے ظہر تک ہے۔

مسئلہ ۴۲۹: مستحب ہے کہ عید قربان کی نماز کو سورج چڑھ آنے کے بعد پڑھا جائے۔

بمطابق فتاویٰ

زعیم و مجدد حوزۂ علمیہ نجفِ اشرف مرجع تقلید شیعانِ جہاں

آیۃ اللہ العظمیٰ آقای حافظ بشیر حسین نجفی مدظلہ'

منجانب

مرکزی دفتر: آیۃ اللہ العظمیٰ آقای حافظ بشیر حسین نجفی مدظلہ'
مسجد و امام بارگاہ حسینیہ اکرم روڈ، پاک نگر، عقب ریلوے اسٹیشن لاہور
ڈاکخانہ چاہ میراں پاکستان
فون: 6278672، 7225309 فیکس: 7611727

پڑھے اور اگر کوئی شخص اس وقت سے پہلے غلط فہمی کی بنا پر عصر کی پوری نماز ظہر کی نماز سے پہلے پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے اور احوط یہ ہے کہ اس نماز کو نماز ظہر قرار دے اور مافی الذمہ کی نیت سے چار رکعت اور پڑھے۔

مسئلہ ۷۳۰ : اگر کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھنے سے پہلے غلطی سے عصر کی نماز پڑھنے لگ جائے اور نماز کے دوران اسے پتہ چلے کہ اس سے غلطی ہوئی ہے تو اسے چاہئے کہ نیت نماز ظہر کی جانب پھیر دے یعنی نیت کرے کہ جو کچھ میں پڑھ چکا ہوں اور پڑھ رہا ہوں اور پڑھوں گا وہ تمام کی تمام نماز ظہر ہے اور جب نماز ختم کرے تو اس کے بعد عصر کی نماز پڑھے۔

جمعہ کی نماز

مسئلہ ۷۳۱ : جمعہ کی نماز صبح کی نماز کی طرح دو رکعت ہوتی ہے۔ اس میں اور صبح کی نماز میں فرق یہ ہے کہ اس نماز سے پہلے دو خطبے بھی ہیں۔ جمعہ کی نماز واجب ہے جمعہ کی نماز واجب ہونے کی چند شرائط ہیں جو یہ ہیں۔

اول : وقت کا داخل ہونا جو کہ زوال آفتاب ہے اور اظہر یہ ہے کہ شاخص کے سائے کے شاخص کے برابر ہونے تک اس نماز کا وقت رہتا ہے لہٰذا اگر سائے کے شاخص کے برابر ہونے تک جمعہ کی نماز ادا کرنے میں تاخیر ہو جائے تو اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور پھر ظہر کی نماز ادا کرنی چاہیے۔

دوم : نماز پڑھنے والوں کی تعداد پانچ اشخاص ہیں جن میں سے ایک امام ہو تو صحیح ہے۔

سوم : امام جمعہ کا امام معصوم ہونا ضروری ہے یا اس کا نائب خاص یا مجتہد جامع شرائط فتویٰ مبسوط الید ہو بصورت دیگر رجاء مطلوبیت کی نیت سے پڑھیں اور ظہر کو واجب کی نیت سے پڑھنا ہو گا۔

نیز ... جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کی چند شرائط ہیں۔

اول : جماعت سے پڑھا جانا پس یہ نماز فرادیٰ ادا کرنا صحیح نہیں اور جب مقتدی جمعہ کی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے امام کے ساتھ شامل ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور وہ اس نماز پر ایک رکعت کا اضافہ کرے گا اور اگر وہ رکوع میں امام کو پالے (یعنی نماز

توضیح المسائل

اردو

(تجدید نظر و اضافات کے ساتھ)

حضرت آیت اللہ العظمیٰ
آقائے حاج سید عبدالکریم موسوی اردبیلی (دام ظلہ)

گیا ہو تو اسے اپنے شک کی پروا نہیں کرنا چاہئے۔

﴿مسئلہ۱۵۸۱﴾ نماز آیات کا ہر رکوع رکن ہے اور اگر عمداً یا سہواً کم یا زیادہ ہو جائے تو نماز باطل ہے۔

﴿مسئلہ۱۵۸۲﴾ مستحب ہے کہ نماز آیات جماعت کے ساتھ پڑھی جائے اور اس کی جماعت کی کیفیت انھیں پنجگانہ واجب نمازوں کی طرح ہے کہ جو جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔

نماز جمعہ

﴿مسئلہ۱۵۸۳﴾ نماز جمعہ اس کی تمام شرطیں پوری ہونے کی صورت میں ایک واجب تخییری ہے یعنی نماز گزار کو اختیار ہے کہ جمعہ کے دن چاہے نماز ظہر یا نماز جمعہ میں سے کسی ایک کو بجالائے اگر چہ نماز جمعہ افضل ہے اور قرآن و روایات میں اس کے بارے میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

﴿مسئلہ۱۵۸۴﴾ نماز جمعہ کی قضا نہیں ہے اگر کوئی شخص اسے نہ پڑھے تو اسے چاہئے کہ اس کے بجائے نماز ظہر پڑھے اور اگر نماز ظہر کا وقت بھی گزر گیا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز ظہر کی قضا کرے۔

﴿مسئلہ۱۵۸۵﴾ نماز جمعہ میں ان شرائط کے علاوہ جو نماز کے صحیح ہونے کے لئے بیان کی گئی ہیں پانچ شرطیں مزید پائی جاتی ہیں:

۱۔ضروری ہے کہ نماز جمعہ جماعت کے ساتھ پڑھی جائے۔۲۔نماز جمعہ پڑھنے والوں کی تعداد امام جمعہ کو ملا کر کم از کم پانچ افراد بالغ و عاقل اور بنا بر احتیاط مسافر نہ ہوں۔۳۔امام جمعہ نماز سے پہلے دو خطبہ پڑھے۔۴۔ان دو جگہوں کے درمیان جہاں نماز جمعہ قائم ہوتی ہے کم از کم ایک شرعی فرسخ کا فاصلہ ہو۔۵۔امام جمعہ جامع الشرائط ہو۔

﴿مسئلہ۱۵۸۶﴾ ضروری ہے کہ امام جمعہ بالغ ،عاقل ،مرد ،شیعہ اثنا عشری اور عادل ہو نیز خطبوں کا کھڑے ہونے کی حالت میں پڑھنے کی طاقت رکھتا ہو اور بر بنائے احتیاط واجب نمایاں جذام اور برص کی بیماری نہ رکھتا ہو نیز اس پر کوئی شرعی حد جاری نہ کی گئی ہو اور ضروری ہے کہ امام جمعہ جامع الشرائط مجتہد کی طرف سے منصوب (معین) ہو اور اگر کئی مجتہد جامع الشرائط ہوں تو جس کو پہلے اجازت دے دی گئی ہو کافی ہے اور ٹکراؤ کی صورت میں مجتہد اعلم اور عادل کی رائے مقدم ہے۔

﴿مسئلہ۱۵۸۷﴾ جب نماز جمعہ لازمی شرائط کے ساتھ قائم ہو جو شخص خطبوں کے پڑھتے وقت (اگر چہ عمداً) موجود نہ ہو تو نماز میں شرکت کر سکتا ہے بلکہ وہ بھی جو دوسری رکعت کے رکوع میں پہنچے وہ بھی اقتداء کر سکتا ہے

توضیح المسائل

حضرت آیة الله العظمیٰ حاج شیخ حسین وحید خراسانی مدظلہ العالی

ظہر اور عصر کی نماز کا وقت

مسئلہ۷۳۶اگر لکڑی یا اس جیسی کسی سیدھی چیز کو، جسے شاخص کہتے ہیں، ہموار زمین میں سیدھا گاڑا جائے تو صبح سورج طلوع ہوتے وقت اس کا سایہ مغرب کی طرف پڑتا ہے اور جوں جوں سورج اُونچا ہو تا جاتا ہے اس کا سایہ گھٹتا جاتا ہے اور ہمارے شہروں میں ظہر شرعی کے وقت کمی کے آخری درجے پر پہنچ جاتا ہے۔ ظہر گزرنے کے بعد اس کا سایہ مشرق کی جانب ہو جاتا ہے اور جوں جوں سورج مغرب کی طرف ڈھلتا ہے سایہ بڑھتا جاتا ہے۔

لہٰذا، جب سایہ کمی کے آخری درجے تک پہنچ کر دوبارہ بڑھنے لگے تو پتہ چلتا ہے کہ ظہر شرعی کا وقت ہو چکا ہے، لیکن بعض شہروں میں‌جہاں بعض اوقات ظہر کے وقت سایہ بالکل ختم ہو جاتا ہے، جب سایہ دوبارہ ظاہر ہو تا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ظہر کا وقت ہو چکا ہے۔

مسئلہ۷۳۷نماز ظہر و عصر کا وقت زوال سے غروبِ افتاب تک کا درمیانی وقت ہے، لیکن اگر کوئی شخص جان بوجه کر نماز عصر کو ظہر کی نماز سے پہلے پڑھے تو وہ نماز باطل ہے۔ ہاں، اگر آخری وقت میں ایک نماز سے زیا دہ پڑھنے کا وقت باقی نہ ہو، تو اس صورت میں جس شخص نے اس وقت تک نماز ظہر نہ پڑھی ہو، ضروری ہے کہ پہلے نماز عصر پڑھے اور اس کے بعد نماز ظہر کی قضا کرے۔ البتہ، اگر کوئی شخص اس وقت سے پہلے غلطی سے عصر کی پوری نماز ظہر سے پہلے پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے اور احتیاطِ واجب یہ ہے کہ اس نماز کو نماز ظہر قرار دے اور دوسری چار رکعت مافی الذمہ کی نیت سے پڑھے۔

مسئلہ۷۳۸اگر کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھنے سے پہلے غلطی سے عصر کی نماز پڑھنا شروع کردے اور نماز کے دوران اسے معلوم ہو کہ اس سے غلطی ہو ئی ہے تو ضروری ہے کہ نیت کو نماز ظہر کی طرف پھیر دے یعنی نیت کرے جو کچھ پڑھ چکا ہو ں اور پڑھ رہا ہو ں اور پڑھوں گا وہ تمام کی تمام نماز ظہر ہے اور نماز مکمل کرنے کے بعد عصر کی نماز پڑھے۔

مسئلہ۷۳۹نماز جمعہ امام معصوم علیہ السلام یا آپ علیہ السلام کی جانب سے منصوب آپ علیہ السلام کے نائب کے ہو تے ہو ئے واجب تعینی ہے اور غیبت کے زمانے میں مکلّف کو اختیار ہے کہ نماز ظہر پڑھے یا شرائط کے ہو تے ہو ئے، نماز جمعہ پڑھے۔ احوط نماز ظہر کا پڑھنا ہے اور افضل نماز جمعہ ہے۔

مسئلہ۷۴۰ نماز جمعہ کا وقت محدود ہے اور احتیاطِ واجب یہ ہے کہ یقین، اطمینان یا وقت ہوجانے کی دوسری نشانیوں کے ذریعے، ظہر شرعی ثابت ہونے کے بعد، تاخیر نہ کریں۔

مغرب و عشا کی نماز کا وقت

مسئلہ۷۴۱احتیاطِ واجب یہ ہے کہ نماز مغرب کی ادائیگی میں سورج کے غروب ہو نے کے بعد اتنی تاخیر کریں کہ مشرق سے ظاہر ہو نے والی سرخی انسان کے سر پر سے گزر جائے۔

مسئلہ۷۴۲ مغرب اور عشا کی نماز کا وقت صاحبِ اختیار شخص کے لئے آدھی رات تک رہتا ہے، لیکن جو شخص نیند، بھول جانے، حیض یا اس کے علاوہ کسی اوروجہ سے آدھی رات تک نماز نہ پڑھ سکے تو اس کے لئے صبح صادق تک ہے۔

نماز عشا کو نماز مغرب کے بعد پڑھنا ضروری ہے، لہٰذا اگر جان بوجه کر مغرب کی نماز سے پہلے پڑھی جائے تو باطل ہے، لیکن اگر عشا کی نماز ادا کرنے کی مقدار سے زیا دہ وقت باقی نہ رہا ہو تو اس صورت میں ضروری ہے کہ عشا کی نماز کو نماز مغرب سے پہلے پڑھا جائے۔

مسئلہ۷۴۳اگر کوئی شخص غلطی سے عشا کی نماز کو مغرب سے پہلے پڑھ لے اور نماز کے بعد متو جہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور ضروری ہے کہ نماز مغرب کو اس کے بعد بجالائے۔

مسئلہ۷۴۴اگر کوئی شخص نماز مغرب پڑھنے سے پہلے عشا کی نماز پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور نماز کے دوران اسے پتہ چلے کہ اس نے غلطی کی ہے اور ابھی وہ چوتھی رکعت کے رکوع تک نہ پہنچا ہو تو ضروری ہے کہ نماز مغرب کی طرف نیت پھیرلے اور نماز کو مکمل کرنے کے بعد عشا کی نماز پڑھے اور اگر چوتھی رکعت کے رکوع میں جاچکا ہو تو ضروری ہے کہ اسے تو ڑ دے اور نماز مغرب پڑھنے کے بعد نماز عشا بجالائے۔

مسئلہ۷۴۵ نماز عشا کا وقت صاحب اختیار شخص کے لئے آدھی رات تک ہے اور احتیاطِ واجب کی بنا پر رات کا حساب غروب کے وقت سے صبح کی اذان تک ہوگا نہ کہ سورج نکلنے تک۔

رسالۂ

توضیح المسائل

اردو

بمطابق بافتوائے

فقیہ اہل بیت عصمت وطہارتؑ

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ

مبشر کاشانی مدظلہ العالی (قم، ایران)

مترجم: مولانا مقصود رضا علوی

ناشر: مکتبہ شریکۃ الحسین بھرپور چکوال
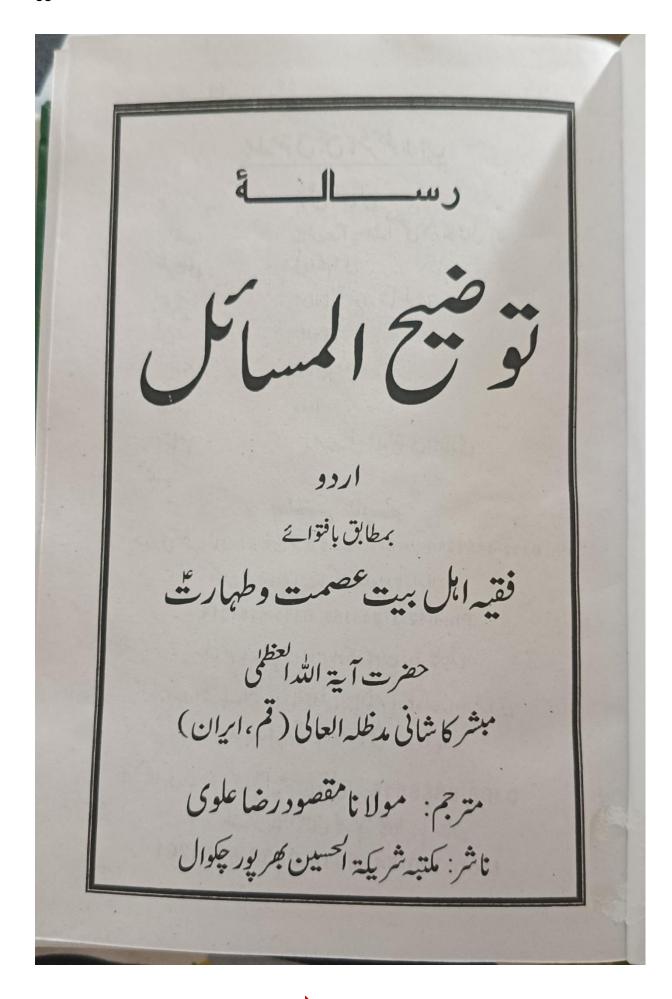
نماز جمعہ کے احکام و شرائط

نماز جمعہ دینی فرضوں میں ایک اہم فریضہ ہے اور حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آئمہ اطہارؑ کے زمانہ میں کہ جب معصوم یا اس کے حکم سے برپا ہو تو واجب عینی ہے اور غیبت امام زمانہؑ میں واجب تخییری ہے یعنی مکلّف کو اختیار ہے کہ جمعہ کے دن نماز ظہر کے بجائے نماز جمعہ پڑھے البتہ نماز جمعہ افضل ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اپنی نماز ظہر بھی پڑھے۔

مسئلہ نمبر ۱۳۸۸۔ نماز جمعہ جماعت کے ساتھ برقرار ہونی چاہئے اور اسے فرادیٰ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۳۸۹۔ وہ تمام شرائط جو نماز جماعت میں ہونے چاہئیں ان کی نماز جمعہ میں بھی رعایت کی جائے۔

مسئلہ نمبر ۱۳۹۰۔ تمام وہ شرائط جو امام جماعت میں ہونے چاہئیں ان کا امام جمعہ میں بھی ہونا شرط ہے مثلاً عقل، ایمان، حلال زادہ ہونا، عدالت اور عورتوں اور بچوں کی امامت نماز جمعہ میں جائز نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۳۹۱۔ دو ایسی جگہوں میں کہ جہاں نماز جمعہ برپا ہو ایک فرسخ سے کم فاصلہ نہیں ہونا چاہئے لیکن اگر کم فاصلہ میں دو نمازیں برپا ہوں تو جو نماز جمعہ پہلے قائم ہوگی وہ صحیح ہے اور دوسری باطل ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۳۹۲۔ نماز جمعہ کا قائم ہونا اس صورت میں صحیح ہے کہ جب شرکت کرنے والوں کی تعداد امام کو ملا کر پانچ سے کم نہ ہو۔

مسئلہ نمبر ۱۳۹۳۔ تنہا مسافر نماز جمعہ برپا نہیں کر سکتا مگر یہ کہ پکا ارادہ کرے

اللہ اکبر — خمینی رہبر
امام خمینی
ایک تاریخ ساز کردار
ولایت فقیہ
تقلید
مجتہد اعلم
امام خمینی
جدید فتاوے
رہے ہیں اور ہیں فرعون میری گھات میں اب تک
مگر کیا غم کہ میری آستیں میں ہے ید بیضا
اقبالؒ
تقدیم: پاکستانی طلاب مقیم حوزہ علمیہ قم-ایران

سوال:

کتاب تحریر الوسیلہ میں آپ نے نماز جمعہ کے واجب تخییری ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور فتویٰ کے بعد نماز جمعہ کو افضل اور نماز ظہر کو احتیاطاً پڑھنے کے لئے حکم فرمایا ہے۔ آیا یہ احتیاط وجوبی ہے یا استحبابی؟ چونکہ کہا جاتا ہے کہ آپ نماز جمعہ کے بارے میں اپنا فتویٰ تبدیل کر چکے ہیں۔

بسمہ تعالیٰ

احتیاط مزبور استحبابی است و فتوی تغییر نکردہ است

جواب:

مذکورہ احتیاط استحبابی ہے اور فتویٰ تبدیل نہیں ہوا ہے۔

سوال:

آیا خواتین فوجی ٹریننگ لے سکتی ہیں یا نہیں؟

بسمہ تعالیٰ

آموزش نظامی برای بانوان با مراعات کامل وظائف شرعیہ مانع ندارد و اگر موقوف است بانکہ نامحرم آنہا را آموزش دہد احتراز نمایند

جواب:

اگر پوری طرح وظائفِ شرعیہ کا لحاظ رکھیں تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر اس پر موقوف ہو کہ نامحرم انہیں ٹریننگ دیں تو پرہیز کریں۔

نگاہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

جگرِ لالہ میں جس سے ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

اقبال

اَلْجُمُعَةُ وَاجِبَةٌ
جمعہ تو واجب ہے
لَاکِنَّ المنافقین لَکَاذِبُون
لیکن منافق یقیناً جھوٹے ہیں
الفقیہ الحکیم السیّد محمد احسن زیدی مجتہد
ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس

پہنچاتے رہیں گے۔اور آج ہی یہ عرض کردیں کہ آپ انشاء اللہ کبھی ہمارے طرز بیان اور طریق استدلال پر شاکی ونالاں نہ ہوں گے۔اور ہم یہ جانتے ہوئے کہ اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے جملہ "**والله اعلم بالصواب**" برائے بیت وبرائت ہرگز نہ لکھیں گے۔ ہمارے افہام وتفہیم کا طریقہ معصومین علیہم السلام کی اتباع سے ہرگز تجاوز نہ کرے گا۔آپ خط وکتابت کے ذریعہ سے ہمیں اپنے مستحق ہونے کا ثبوت اسطرح دیں کہ جو کچھ اب تک لکھا گیا ہے۔اس پر آپ کو کیا اعتراض ہے؟ اور اگر اعتراض نہیں ہے تو کیوں نہیں ہے؟ پھر ہم بتائیں گے کہ دین کا کوئی مسئلہ انفرادی حیثیت سے معلوم ہونا یا معلوم کرنا دینی جذبہ (Spirit) کے خلاف ہے۔ **تمام مسائل ایک دوسرے سے مربوط ووابستہ ہیں۔اصول ہوں یا فروع یہ سب بیک وقت مجموعی حیثیت سے سامنے رکھ کر جواب دینا لازم ہے۔ پورے قرآن اور تمام احادیث کا لحاظ اور اُن میں ربط باقی نہ رکھا گیا تو ممکن ہے کہ مسئلہ کا جواب تو ہو جائے لیکن ہوسکتا ہے کہ دین اپنا سر پیٹتا رہ جائے** اور معصومین علیہم السلام ہمارے ایسے جواب سے شرمائیں۔اور بنی نوع انسان خسارہ سے دوچار ہو۔ان پابندیوں کو مدّنظر رکھ کر بات کرنا ہی بات کرنا کہلاتا ہے۔ورنہ گرمی محفل [illegible]

(5) آپ کو اپنے چند عظیم ترین علماء کی فہرست ارسال کرتا ہوں اس پر غور فرمائیں

(الف) وہ چند علمائے شیعہ جو غیبت امامؑ میں نماز جمعہ کو حرام فرماتے ہیں۔

(i) حمزہ بن عبداللہ الملقب بہ سلاّر الدیلمی (جنہوں نے سب سے پہلے نماز جمعہ پڑھنے کو غیبت امام علیہ السلام میں حرام قرار دیا تھا)

(ii) مولانا جلیل قزوینی (iii) مولانا شیخ علی نقی (iv) مولانا محمد بن ادریس (v) مولانا حسن علی بن عبداللہ

(vi) مولانا عبداللہ بن الحجاج محمد تونی المشتہر بہ سراب (vii) مولانا اسماعیل ماژندرانی

(viii) مولانا قاضی نوراللہ شوستری یعنی شہید ثالث (ix) مولانا شیخ سلیمان بن علی بن ابی طیبہ الشاخوری

(x) مولانا محقق خوانساری (xi) فہرست پیش کردہ جناب مولانا سلیمان بن عبداللہ (اُن سب پر ہمارا اسلام اور خدا کی رحمت ہو)

(ب) وہ چند علماء جو غیبت امامؑ میں نماز جمعہ کو واجب عینی قرار دیتے ہیں

(i) جملہ محدثین متقدمین (مثلاً محمد یعقوب کلینیؒ۔شیخ صدوقؒ) (ii) مولانا عبداللہ تُستری

(iii) مولانا محمد تقی مجلسی (iv) مولانا محمد بن علی کراجکی

(v) مولانا ابراہیم بن شیخ نورالدین علی (vi) مولانا سلیمان بن عبداللہ

(vii) مولانا سید ہاشم بحرانی (viii) مولانا محمد محسن کاشانی

(ix) مولانا شیخ حُرِّ عاملی (x) مولانا محمد باقر مجلسی (xi) محمد باقر بن محمد مومن سبزواری

(xii) مولانا زین الدین یعنی شہید ثانی (xiii) محمد ھادی۔(سب پر ہمارا سلام ورحمة الله)

نوٹ: اگر آج کے مجتہدین کو حجة الله اور آیات الله کہنا جائز ہے تو ہم عرض کرینگے کہ مذکورہ بالا علماء کرام واقعی آیات الله اور حجج الله تھے۔

5

(ج) آج اور آج سے دوسو سال قبل یعنی 1100ھ کے بعد سے علماء کی کثرت نے نماز جمعہ کو اختیاری قرار دیا ہے۔ اور نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر کا پڑھنا واجب مانا ہے (الا ماشاء اللہ) اِکّا دُکّا کوئی کوئی نماز جمعہ کے واجب ہونے اور نماز ظہر کو ترک کرنے کا فتویٰ دیتا رہا جو ہمیشہ نا قابل پذیرائی رہے۔ اور قوم نے اس طرف التفات نہ کیا اور خود اُنہوں نے واجب کی تعمیل نہ کی۔
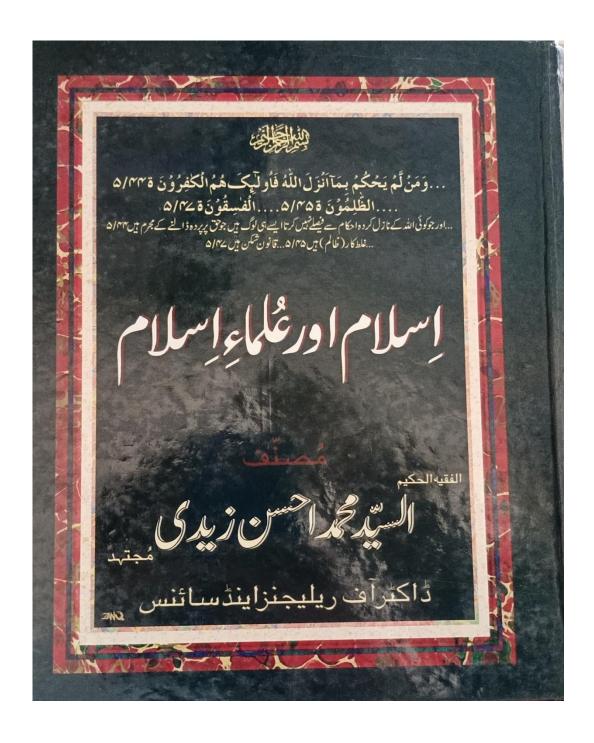
گیا ہے۔علماء کا ایک گروہ نماز جمعہ کو واجب عینی کہتا ہے۔ایک گروہ اُسے حرام بتاتا ہے۔اور ایک گروہ واجب تخییری یعنی اختیاری مانتا ہے۔ان تینوں گروہوں میں مجتہد اور اخباری دونوں قسم کے شیعہ علماء شامل ہیں"۔

(۱)غیبت کبریٰ میں واجب ماننے والے علماء

(۱)مولانا عبداللہ تستری اور اُن کے شاگرد۔(۲)مولانا محمد تقی مجلسی۔(۳)مولانا محمد بن علی کراجکی۔(۴)مولانا ابراہیم۔(۵)شیخ نورالدین علی بن عبدالعالی۔(۶)مولانا سلیمان بن عبداللہ۔(۷)مولانا سید ہاشم بحرانی۔(۸)مولانا محمد محسن کاشانی۔(۹)مولانا شیخ حُرّ آملی۔(۱۰)مولانا محمد باقر مجلسی۔(۱۱)مولانا محمد باقر بن محمد مومن سبزواری۔(۱۲)مولانا زین الدین شہید ثانی۔وغیرہ"۔اور

۔"مولانا محمد ہادی شرح مفاتیح لکھتے ہیں۔کہ ہمارے اصحاب متقدمین اور ہمارے علمائے اخبارئین نے ہر زمانہ میں نماز جمعہ کو واجب قرار دیا ہے۔اسلئے کہ علمائے اخبارئین اور آئمہ علیہم السلام کے صحابہ کتاب وسنت کے معاملہ میں سختی سے پابند تھے۔اور کتاب وسنت کے احکام سے تجاوز نہ کرتے تھے۔مگر تقیہ کے ادوار میں بلا اذنِ امامؑ جائز نہیں سمجھتے تھے۔اور ظہر کو کافی سمجھتے تھے۔اور یہی حق وقابل اتباع ہے"۔(مفتاح صفحہ ۲۶۰۔۲۶۱)یہ ثابت ہوگیا کہ آئمہ علیہم السلام کے صحابہ اور اخبارئین ایک ہی مسلک رکھتے تھے اور اُن میں کوئی اختلاف نہ تھا۔لہٰذا صرف مجتہدین کو اختلافات پیدا کرنے کا ذمہ دار قرار دینا ہوگا۔

(۲)غیبت کبریٰ میں حرام کہنے والے علماء

مولانا حمزہ بن عبداللہ اُن کا لقب سلاّر تھا۔دیلمی تھے اور یہی پہلے مجتہد ہیں جنہوں نے نماز جمعہ کے لئے لفظ حرام کی اصطلاح سب سے پہلے استعمال کی تھی۔(۲)مولانا جلیل قزوینی۔(۳)مولانا شیخ علی نقی۔(یہ دونوں اخباری تھے)۔(۴)مولانا محمد بن ادریس جو کتاب شرائع الاسلام کے مصنف ہیں۔(۵)مولانا حسن بن عبداللہ تستری۔(۶)مولانا عبداللہ بن الحاج محمدؒ تونِی جو سراب مشہور ہیں۔(۷)مولانا اسماعیل ماژندرانی۔(۸)مولانا قاضی نوراللہ شوستری۔(۹)مولانا شیخ سلیمان بن علی بن ابی طیبہ الشاخوری۔اور آج کل کے تمام علماء واجب تخییری کہتے ہیں"۔(مفتاح الشفاعۃ صفحہ ۲۶۱)

قارئین یہ سمجھ لیں کہ علامہ سید محمد مرتضٰی کے علم میں واقعی اُن کے زمانہ میں کوئی بھی اخباری عالم موجود نہ تھا۔ورنہ وہ تمام علماء پر یہ حکم نہ لگاتے۔حالانکہ کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرا کہ **اخباری عالم** اس دنیا میں موجود نہ رہے ہوں۔

(۳)طعن وتشنیع اور کفر کا فتویٰ "کتاب انوار النعمانیہ میں ہے کہ جو علماء حرمت نماز جمعہ کے قائل تھے۔وہ نماز جمعہ پڑھنے والوں پر طعن وتشنیع ہی نہیں بلکہ ان پر کفر کا حکم بھی جاری کرتے تھے"۔(مفتاح صفحہ ۲۶۱)۔

8
علمائے اثناء عشری کے حالات پر مبنی ایک بے مثال تحریر
قصص العلماء
میرزا محمد تنکابنی
AL-KISA
PUBLISHERS
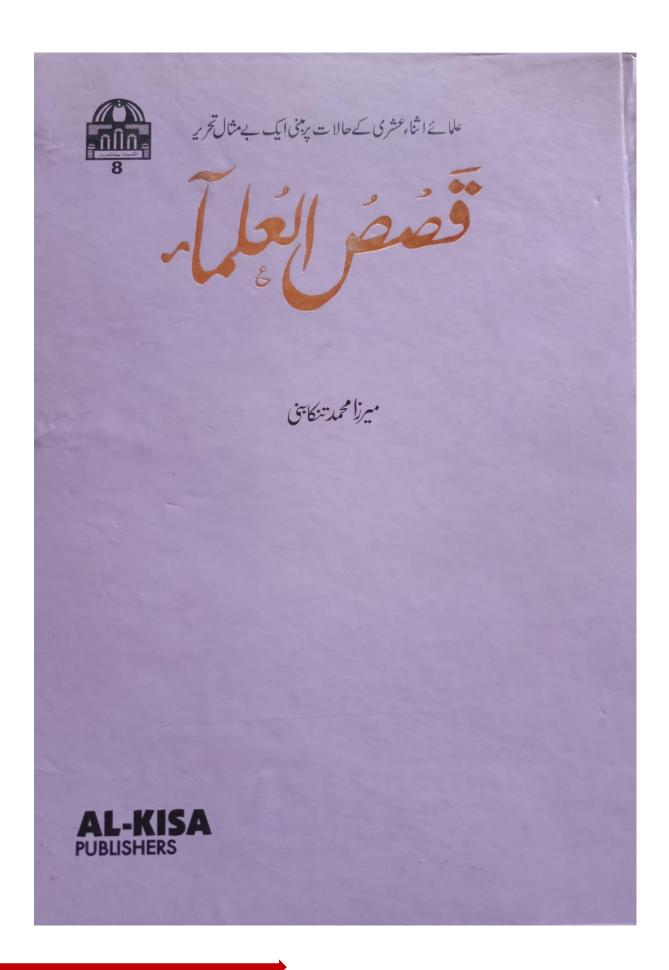
شیخ سلیمان بن راشدؒ

شیخ سلیمان بن راشد بن ابی ظبیہ بحرانی، اصبعی، اصلاً شاخور کے رہنے والے تھے وہ شیخ عبداللہ بن سلیمان کے مشائخ اجازہ میں سے ہیں۔ یہ شیخ خالص مجتہد تھے اوران کو شیخ احمد بن شیخ محمد بن علی مقاعی سے اجازہ حاصل ہے۔

شیخ سلیمان نے ۱۱۰۱ھ میں وفات پائی اور بہت جلیل القدر سید، سید عبدالرؤف نے جو حفصی کے دادا تھے ان کی وفات پر مرثیہ لکھا جس میں ان کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔

ان کی تالیفات میں امام زمانہؑ کی غیبت میں نماز جمعہ کی حرمت میں رسالہ ہے جس کو شیخ احمد بن محمد بحرانی نے رد کیا ہے۔ اور ایک رسالہ قہوہ کے حلال ہونے کے بارے میں ہے اور بعض اخباری مسلک کے علماء نے اس کی بھی رد کی ہے کیونکہ وہ اس کے حرام ہونے کے قائل ہیں اور اصول دین میں علم کلام پر رسالہ اور ہر قسم کی مچھلی کے حلال ہونے کے بارے میں رسالہ لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب گذشتہ لوگوں پر رحم فرمائے اور جو موجود ہیں ان کی عمر میں اضافہ فرمائے۔

شیخ علی بن سلیمانؒ

شیخ علی بن سلیمان بن درویش بن حاتم بحرانی قدمی جن کا لقب زین الدین ہے شیخ سلیمان بن راشد جن کا اوپر ذکر گزرا کے مشائخ اجازہ میں سے ہیں۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بحرین کے شہروں میں علم حدیث کو نشر کیا اور اس کا رواج ڈالا۔ ان سے پہلے وہاں حدیث کا کوئی اثر بھی نہ پایا جاتا تھا۔ اور انہوں نے کتاب تہذیب واستبصار پر حواشی ونوٹس لکھے۔ کیونکہ ان کو حدیث سے بے حد لگاؤ تھا لہٰذا ایران میں انہیں بام الحدیث (حدیث کی چھت) کہتے تھے۔ وہ بحرین کے رئیس تھے اور امام بارگاہ کے کاموں کے سرپرست تھے۔ انہوں نے ظلم وفساد کا قلع قمع کیا، بدعتوں کو رفع کیا اور ہر جگہ عدل کا دور دورہ کیا۔ آپ کی وفات ۱۰۶۴ھ میں ہوئی اور ان کی تصنیفات میں رسالہ صلوٰۃ ہے، رسالہ تقلید کے جواز میں اور مختصر نافع کتاب پر حاشیہ ہے، جو بڑی ہی چھوٹی اور مختصر سی کتاب ہے۔

قریہ قدم میں ان کی قبر ایک مشہور مزار ہے۔ پہلے محمد بن حسن سے تعلیم پائی پھر ایران کا سفر اختیار کیا اور شیخ بہائی کی خدمت میں رہ کر علم حدیث سیکھا اور پھر بحرین واپس آئے اور وہاں حدیث کو پھیلایا اور محمد بن حسن جن کا پہلے ذکر ہوا ہے ان کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے تو لوگوں نے ان سے ناراضگی کا اظہار کیا کہ کل تو یہ آپ کے شاگرد تھے آج آپ ان کے شاگرد بن گئے؟ تو وہ جواب میں فرماتے تھے کہ شیخ علی علم حدیث حاصل کر کے مجھ سے اور اوروں سے بہتر ہو گئے ہیں۔

شیخ علی کی تین اولادیں تھیں ایک شیخ صلاح الدین جو بہت فاضل شخص تھے خصوصاً علم حدیث اور علم ادب میں اور انہوں نے تہذیب حدیث پر حواشی لکھے اور والد کے بعد امام بارگاہ کے امور کے متولی قرار پائے اور والد کی جگہ قاضی بنائے گئے اور مجلس درس کا انعقاد کرتے اور جمعہ وجماعت پڑھاتے تھے۔ لیکن والد کے بعد زیادہ حیات نہ پائی اور زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ وفات پا گئے۔

دوسرے حاتم بن شیخ علی وہ بھی فاضل وفقیہ تھے۔ تیسرے شیخ جعفر بن شیخ علی وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بڑی سختی برتتے تھے اپنے بھائی کے بعد امام جمعہ وجماعت قرار پائے تھے۔ مذکورہ شیخ جعفر کے ایک بیٹے فقیہ فاضل تھے جن کا نام شیخ علی بن جعفر تھا وہ بھی زاہد اور متورع تھے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں سخت تھے۔ شہر کے بعض امراء نے شاہ سلیمان کے سامنے ان پر تہمت لگائی حالانکہ وہ مجرم نہیں تھے۔ اور ان پر بے بنیاد الزام لگایا گیا تھا۔ غرض سلطان کے کارندے آئے اور ان کو قید کر کے کازرون لے گئے۔ پھر سلطان کو حقیقت حال کا پتہ چلا تو اس نے فوراً ان کو رہا کرایا۔ اس کے بعد وہ

یہ نعمت اللہ جزائری صاحب انوار النعمانیہ کا باب ہے، وہ کہہ رہے ہیں ہم نماز جماعت پڑھتے تھے مگر نماز جمعہ نہیں

قصہ مختصر میں اب پھر کشتی میں سوار ہوا اور جزائر پہنچ گیا۔ وہاں کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی جو پہلے والی کشتی میں ہمارے ساتھی تھے اور انہوں نے بتایا کہ آپ کے اترنے کے بعد کشتی بغیر حیل و حجت چلتی رہی اور بلا وجہ کہیں کھڑی نہ ہوئی حتی کہ ہم بخیر و عافیت اپنی منزل پر پہنچ گئے۔

جب میں جزائر پہنچا تو میرے گھر والے بہت خوش ہوئے کیونکہ میرے بھائی پہلے ہی شط بغداد کے راستہ جزائر آ چکے تھے۔ والدہ نے جب ان کو اکیلا دیکھا اور مجھے ان کے ساتھ نہ پایا تو بے حد پریشان ہوئیں اور ایک نیا قضیہ کھڑا ہو گیا۔ خیر میں تین ماہ تک وہاں رکا اور وہاں میں نے شرح تہذیب لکھنی شروع کر دی پھر ہم وہاں سے ہم نہر صالح چلے گئے وہاں کے باشندے سب کے سب نیک اور خدا کے برگزیدہ بندے تھے۔ اور ان کے علماء بھی سچے مومن تھے۔ نفاق وحسد ان میں نام کو نہیں تھا۔ سب میرے ساتھ بڑے حسنِ سلوک سے پیش آئے اور ہم چھ ماہ سے کچھ زیادہ وہاں رہے۔ ہماری خاطر سے انہوں نے ایک جامع مسجد کی بنیاد رکھی جس میں انتہائی جلیل القدر شیخ خاتمۃ المجتہدین شیخ عبدالنبی جزائری نماز پڑھایا کرتے تھے۔ وہاں ہم نماز جماعت پڑھتے تھے مگر نماز جمعہ نہیں۔

اس کے بعد سلطان محمد نے سلطان بصرہ پر لشکر کشی کر دی تا کہ اس سے جزائر اور بصرہ چھین لے چنانچہ سلطان بصرہ نے سوچا کہ جزائر و بصرہ کو بالکل تباہ حال کر دے اور وہاں کے باشندوں کو حویزہ کے قریب ایک جگہ سحاب میں منتقل کر دے۔ چنانچہ ہم سب وہاں چلے گئے۔ اس نے اپنا لشکر قلعہ قرنہ میں رکھا اور خود اہلِ جزائر کے ساتھ سحاب میں رہنے لگا وہ کبھی ہماری طرف نکل آتا تھا تو اس کے لیے صحرا میں ایک خیمہ لگا دیا جاتا تھا جب ہم اس کے پاس پہنچتے تو وہ تعظیم کو کھڑا ہو جاتا اور مجھے اپنے ساتھ خیمہ میں بیٹھا لیتا اور مجھ سے بڑی محبت کا اظہار کرتا۔ جب سلطان محمد کے لشکر نزدیک آ پہنچے اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا تو وہ اس قلعہ پر روزانہ ایک ہزار توپوں سے گولہ باری کرتے تھے بالکل یوں لگتا تھا کہ زمین دھل رہی ہو۔ میں شرح تہذیب کی تالیف میں مشغول تھا۔ میں نے اپنی کتابیں اور بیوی بچے اپنے بھائی کے ہمراہ حویزہ بھیج دیئے اور صرف تالیف کرنے والی ضروری کتابیں میرے پاس رہیں۔ پھر میں نے بھی سلطان سے اجازت چاہی کہ میں بھی حویزہ کا سفر اختیار کروں۔ لیکن اس نے مجھے اجازت نہ دی اور یہ کہا کہ اگر آپ ہمارے درمیان سے چلے جائیں گے تو ہم میں سے کسی کا وجود باقی نہ رہے گا۔ چنانچہ آپ یہیں رہیں۔ اس طرح چار ماہ تک اسی حصار میں رہے حتی کہ جب ماہِ مبارک رمضان آ گیا تو میں نے حویزہ کا سفر اختیار کیا اور میں خبروں کا منتظر رہتا تھا۔ جب ماہ مبارک کی گیارہویں تاریخ ہوئی تو شب جمعہ تھی اور ہمیں خبر ملی کی سلطان لشکر کی بے وفائی سے ڈر کر بھاگ گیا ہے اور ذورق چلا گیا ہے۔ یہ خبر جزائر پہنچی تو طلوع صبح کا وقت تھا تو سارے مرد، عورتیں بوڑھے بچے حویزہ کی طرف بھاگے اور اس راستہ کے طے کرنے میں تین دن لگے۔ اثنائے راہ میں ایک ایسا بیابان پڑتا تھا جس میں آب و گیاہ کا نشان تک نہ تھا۔ اس بیابان میں بہت سے لوگ خوف و دہشت اور بھوک پیاس کی شدت سے ہلاک ہو گئے اور اس قدر لوگ مرے کہ خدا ہی ان کی تعداد جانتا ہے اور جو لشکر اس علاقہ میں تھا وہاں لاکھوں کی تعداد میں قتل کیے گئے اور جو اس منظر کو دیکھتا تھا تو وہ روز قیامت کا تصور ذہن میں لاتا تھا۔

بہرحال سلطان حویزہ قدس اللہ روحہ جن کا نام سلطان علی خان تھا اس نے اہلِ جزائر کی پیشوائی کے لیے سپاہی بھیجے اور ان کے لیے کھانے پینے کا بندوبست کیا۔ خدا اس کا بھلا کرے۔ ہم دو ماہ تک اس کے پاس مقیم رہے پھر اصفہان کا سفر اختیار کیا لیکن براستہ ششتر۔ جب ہم ششتر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں کے باشندے صلح پسند اور فقیر منش ہیں اور علماء کو دوست رکھتے ہیں۔ وہاں سادات خاندان کی ایک بڑی شخصیت تھی جن کا نام میرزا عبداللہ تھا۔ ہم ان کے گھر جا اترے اور انہوں نے ہماری تمام ضروریات زندگی ہمارے لیے مہیا فرما دیں۔ اب وہ تو رحمتِ خدا سے متوصل ہو گئے ہیں۔ اپنے پسماندگان میں دو فرزند چھوڑے ہیں ایک سید شاہ میر اور دوسرے سید محمد مومن اور دونوں ہی بچپنے سے بے حساب صفات وکمالات کے حامل ہیں۔ عرب وعجم میں ان سے بڑھ

جانک الشهید الثانی.

تالیفات محقق ثانی میں ایک تو کتاب "جامع المقاصد" ہے جو "قواعد" علامہ کی شرح ہے شروع سے لیکر تفویض نکاح کے مبحث تک۔ اور یہ چھ جلدوں میں ہے اور رسالہ جعفریہ جو انہوں نے خراسان میں تحریر کیا اور رسالہ رضاع اور زمین کی اقسام پر رسالہ، رسالہ صیغ عقود وایقاعات، رسالہ نفحات اللاھوت جبت وطاغوت پر لعنت کے بارے میں۔ حاشیہ شرائع، رسالہ جمعہ، شہید اول کی الفیہ کی شرح، حاشیہ ارشاد دو جلدوں میں، حاشیہ مختلف، خاک کربلا پر سجدہ کرنے کے بارے میں اس کتاب پر بھی حاشیہ ہے، رسالہ سبحہ، جنازوں کے بارے میں رسالہ، احکام سلام وتحیت کے بارے میں رسالہ منصوریہ، رسالہ طہارت کی تعریف میں، رسالہ عقود اور اس کے علاوہ بہت سی شرحیں ہیں۔

اللہ ان پر رحمت نازل فرمائے اور جنت کے باغات میں محمدؐ وآلِ اطہار وامجاد کے ساتھ جگہ عنایت فرمائے۔

شیخ ابراہیم بن سلیمان

شیخ ابراہیم بن سلیمان قطیفی الاصل ہیں پھر نجف میں رہنے لگے اس کے بعد حلہ میں سکونت اختیار کی اس لیے آپ کو ان تینوں مقامات سے نسبت دیجاتی ہے۔ کریم الدین شیرازی کو شیخ ابراہیم سے اجازہ حاصل ہے اور شیخ حسین بن عبدالحمید کو بھی شیخ ابراہیم سے اجازہ ملا ہوا ہے اور سید شجاع الدین محمود بن علی مازندرانی کو شیخ حسین اور کریم الدین کا اجازہ حاصل ہے۔ سید حسین بن سید حیدر کرکی جو اپنے وقت میں اصفہان کے مفتی تھے نے سید شجاع الدین سے اجازہ حاصل کیا اور ان مذکورہ میر حسین کی والدہ شیخ علی بن عبدالعالی کرکی کی دختر ہیں ان سید حسین نے نماز جمعہ پر جو رسالہ لکھا وہ میرے پاس موجود ہے اسی رسالہ میں انہوں نے لکھا ہے کہ شہید اول نے ایک ہزار افراد سے اجازہ حاصل کیا اور اخوند ملا محمد تقی مجلسی نے سید حسین بن سید حیدر سے اجازہ لیا۔ مختصر یہ کہ مذکورہ شیخ ابراہیم، محقق ثانی شیخ علی بن عبدالعالی کرکی سے اجازہ یافتہ ہیں۔

صاحب لؤلؤ کہتے ہیں کہ بعض فضلاء کا کہنا ہے کہ میں نے بعض فضلاء کے ہاتھ کی تحریر دیکھی کہ جس میں انہوں نے بیان کیا کہ کچھ علمائے بحرین نے یہ بات شیخ ابراہیم قطیفی کے بارے میں لکھی کی امام زمانہؑ ہماری جانیں ان پر قربان، آپ کے پاس ایک شناسا شخص کی صورت میں آئے اور اس آنے والے نے شیخ سے پوچھا کہ قرآن مجید کی کونسی آیت سب سے زیادہ نصیحت آمیز ہے؟ شیخ نے جواب میں کہا کہ یہ آیت:

ان الذین یلحدون فی آیا تنالا یخفون علینا افمن یلقی فی النار خیر ام من یّاتی آمناً یوم القیامۃ اعملوا ماشئتم انہٗ بما تعملون بصیر۔ (سورۂ فصلت آیت ۴۰) (یقیناً وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں بے جا دخل دیا کرتے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ کیا وہ جو جہنم میں ڈالا جائے گا اچھا ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن وامان سے آئے گا؟ تمہارا جو جی چاہے کرتے رہو، جو کچھ تم کر رہے ہو خدائے تعالیٰ یقیناً اس کا دیکھنے والا ہے۔)

تو پوچھنے والا نے کہا: آپ صحیح کہہ رہے ہیں پھر وہ شیخ کے پاس سے چلے گئے تو شیخ نے گھر والوں سے پوچھا کہ اس اس طرح کا کوئی شخص گھر سے باہر گیا ہے یا نہیں؟ تو ان لوگوں نے کہا کہ ایسا کوئی بھی شخص نہ گھر میں آیا نہ باہر گیا۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ شیخ ابراہیم اگرچہ محقق ثانی سے اجازہ یافتہ ہیں لیکن ان سے بہت سے اختلافات بھی رکھتے ہیں اور صاحب "لؤلؤ" کہتے ہیں کہ میں نے بعض کتابوں میں ان کی ایسی باتیں دیکھیں ہیں جو محقق ثانی کے فضل وجلالت پر سخت تنقید ہیں اور اللہ کی پناہ ان کو جاہل تک قرار دیدیا گیا ہے۔ اور جو سارے معاصرین کا طریقہ کار ہوتا ہے انہوں نے محقق ثانی کے مقابلہ پر تمام مسائل لکھے ہیں اور پھر ان کے مسائل کو رد کیا ہے ان میں سے دو مسئلے خراج کے حلال ہونے کے بارے میں ہیں جیسا کہ مشہور ہے کہ یہ حلال ہے تو محقق ثانی نے بھی اس کے حلال ہونے کے بارے میں رسالہ تالیف کیا اور اس کا نام "قاطعۃ اللجاج در حل خراج" رکھا تو شیخ ابراہیم نے ایک رسالہ تصنیف کیا "سراج الوھاج در رفع لجاج قاطعۃ اللجاج" اور مقدس اردبیلی نے ان کی اس سلسلے

میں موافقت کی ہے اور انہوں نے غیبت امام زمانہؑ میں نماز جمعہ کے حرام ہونے کے بارے میں رسالہ لکھا اور اس میں محقق ثانی کی بات کو رد کیا کیونکہ محقق ثانی نے اپنے ایک رسالہ میں نماز جمعہ کو اگر فقیہ جامع الشرائط موجود ہو تو واجب سمجھا ہے۔

شیخ ابراہیم نے ایک رسالہ ''عموم منزلہ در رضاع'' کے قول کے بارے [illegible] اور اس میں بھی محقق ثانی کی رد کی ہے کیونکہ انہوں نے قول معصوم کے عموم منزلہ کو رد کیا ہے۔ حالانکہ ان میں سے کسی نے بھی صحیح راستہ اختیار نہیں کیا بلکہ شیخ ابراہیم [illegible] طی پر ہیں۔

بعض فضلاء کا بیان ہے کہ شیخ ابراہیم کربلا میں تھے اور شیخ علی محقق ثانی اتفاقاً زیارت [illegible] لیے کربلا آئے ہوئے تھے تو دونوں رواق میں قبر مبارک کے پشت سر پر ایک دوسرے سے ملے۔ شاہ طہماسپ نے شیخ ابراہیم کے لیے تحفہ جات بھیجے تھے لیکن [illegible] نے ان کو قبول نہیں کیا اور معذرت کر لی کہ مجھے ان سب چیزوں کی ضرورت نہیں ہے تو محقق ثانی نے ان سے کہا کہ آپ تحفہ کو قبول نہ کر کے غلطی کر رہے ہیں اور اس طرح یا حرام یا مکروہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ کیونکہ امام حسنؑ معاویہ کے تحفے اور معاویہ کے پیروکاروں کے تحائف بھی قبول کر لیا کرتے تھے اور امام کی تأسی یا واجب ہے یا مستحب، اور تأسی کو ترک کرنا یا حرام ہے یا مکروہ جیسا کہ یہ بات علم اصول میں بالکل واضح ہے اور شاہ طہماسپ کا مقام معاویہ سے گیا گزرا تو نہیں ہے اور آپ امام حسن سے بالاتر نہیں ہیں تو شیخ ابراہیم نے اس کے جواب میں دلائل ظنی پیش کیے۔

صاحب ''لؤلؤ'' کہتے ہیں کہ مجھے ''رسالہ حایر'' یہ نامی ایک رسالہ ہاتھ لگا جو مسئلہ سفر میں شیخ ابراہیم مذکورہ نے لکھا تھا اور اس رسالہ کے درمیان میں کہیں یہ بھی ذکر کیا گیا تھا کہ مجھے ایک دفعہ محقق ثانی کے ساتھ مشہد رضوی کے سفر کا اتفاق ہوا اور پھر اس میں مختصراً کچھ مسائل ذکر کیے ہیں جن میں محقق ثانی کی غلطیوں کو ثابت کیا ہے۔ ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ کثرت سفر کی بناء پر عشرہ قطع ہو جاتا ہے لیکن یہ پے در پے ہونا ضروری ہے یا نہیں تو اس میں انہوں نے اپنے بارے میں تو سفر کو پے در پے کی شرائط کے ساتھ قرار دیا ہے اور محقق ثانی کے بارے میں اس کے خلاف کہا ہے۔ اور اس رسالہ میں یہ مسئلہ لکھ کر شیخ علی کو رد کیا ہے۔

اس طرح انہوں نے محقق ثانی سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی کے پاس سوائے پوستِ سگ کے اور کوئی چیز ستر پوشی کے لیے نہ ہو اور اس طرح باہر نکلنا محل تقیہ ہو تو نماز کی ادائیگی کا فریضہ ساقط ہو جاتا ہے۔ شیخ ابراہیم نے اس فتوے کی نسبت محقق ثانی سے دی ہے اور کہتے ہیں کہ میں نے اس کا بہت انکار کیا لیکن وہ بدلے نہیں اور اسی قول پر اصرار کرتے رہے حالانکہ ہمیں یہ پتا چلا ہے کہ نماز پوشیدگی ستر کے نہ ہونے کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتی ہے اور نہ حالت اختیار میں کسی صفت واجب کے فقدان سے ساقط ہوتی ہے اور اس پر علماء کا اجماع ہے۔ اب میں نے محقق ثانی سے اعراض کر لیا ہے اور ان کے اس فتوے کو ان کی غفلت اور مطالعہ کی کمی پر محمول کیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور مسئلہ پر بھی ہماری گفتگو ہوئی وہ یہ کہ محقق ثانی اس شخص کیلئے جس نے غسل جنابت کیا ہو تجدید وضو کو مستحب سمجھتے ہیں اور مجھے اس سے انکار تھا اور میں نے اس بات پر پورا زور دیا اور کہا کہ تجدید وضو ہرگز مستحب نہیں ہے مگر یہ کہ اس سے پہلے وضو کر لیا گیا ہو۔ محقق ثانی نے کہا کہ غسل جنابت میں ضمناً وضو ہوتا ہے میں نے کہا: اگر غسل کا ارادہ ہو تو وضو ضمنی نہیں ہوتا۔ لیکن اگر اس کے علاوہ کوئی ارادہ ہے تو بیان کیجئے۔ تو محقق ثانی نے حق کا اقرار کرنے سے انکار کیا اور اپنی بات پر قائم رہے تو میں نے ان کو نظر انداز کر دیا۔

پھر شیخ ابراہیم نے بیان کیا کہ ایک دن میں حرم امام رضاؑ میں داخل ہوا تو اتفاق سے محقق ثانی بھی دوسرے علماء جیسے جمال الملت والدین کے ساتھ وہاں حاضر تھے تو محقق ثانی نے میری پہلی بات پر اعتراض کیا کہ کیوں تم حکام کے ہدیے قبول نہیں کرتے میں نے کہا: اس لیے کہ یہ مکروہ ہے۔ محقق نے کہا: نہیں، بلکہ یہ تو واجب ہے یا مستحب ہے۔ تو میں نے اُس بات پر ان سے دلیل طلب کی تو انہوں نے امام حسن علیہ السلام کی دلیل دی کہ انہوں نے معاویہ سے تحائف قبول کیے تھے اور کہا کہ امام کی تاسی واجب ہے یا مستحب دونوں مذہبوں کے اختلاف کی بناء پر۔ میں نے جواب میں کہا کہ شہید نے کتاب دروس میں فرمایا کہ ظالم سے کچھ نہ لینا افضل ہے اور اس میں امام حسنؑ کے معاویہ سے ہدیے وصول کرنے پر کوئی معارضہ نہیں کیا ہے۔ کیونکہ وہ ہدیے تو حقیقتاً حقوق ائمہ ہیں (جو ظالموں نے غصب کیے ہوئے ہیں) تو محقق نے کہا کہ یہ بات ''دروس'' میں ہے ہی نہیں آخر کو میں نے ان کو جھکنے مجبور کر دیا۔ تو محقق ثانی نے خدا

صفحہ نمبر380
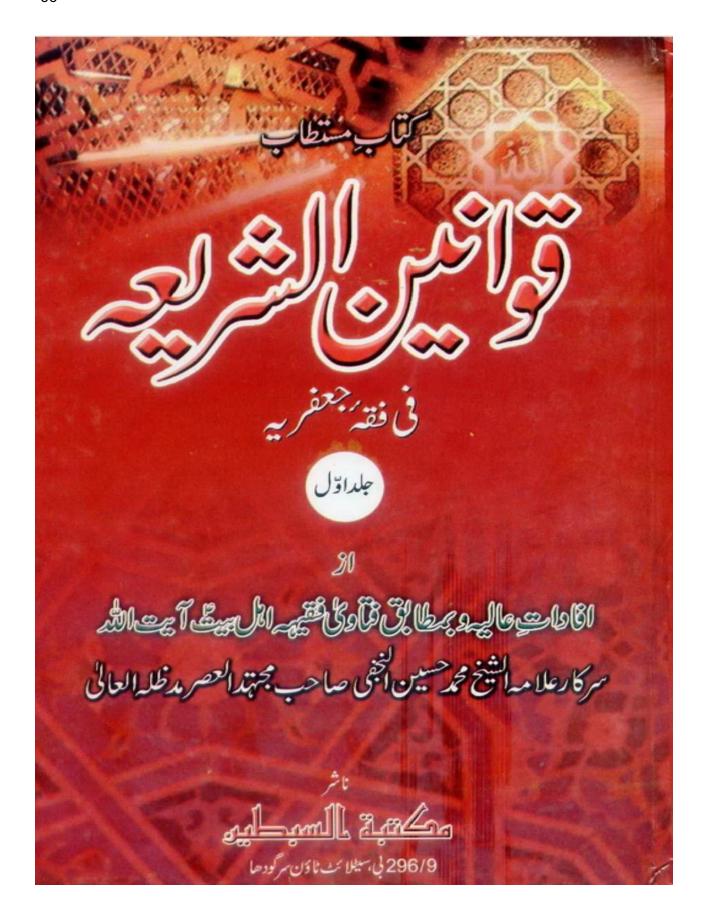
زمانہ غیبت امامؑ میں نماز جمعہ میں اختلاف آراء

اس بات پر تو تمام فقہاء شیعہ کا اتفاق ہے کہ اگر نبیؐ یا امامؑ موجود ہوں اور مبسوط الید بھی ہوں تو جمعہ کے دن نماز ظہر نہیں بلکہ نماز جمعہ واجب عینی ہوتی ہے مگر اب جبکہ امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ پردہ غیبت میں رو پوش ہیں تو بدقسمتی سے نماز جمعہ کا مسئلہ معرکتہ الاراء بن گیا ہے۔ ویسے تو اس کے متعلق پانچ چھ بلکہ اس سے بھی زیادہ اقوال موجود ہیں مگر مشہور اور قابل توجہ تین قول ہیں۔

۱۔ واجب عینی یعنی بروز جمعہ نماز ظہر کے عوض ہر مکلف پر نماز جمعہ کا اپنے مقررہ شرائط کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔ **الامن اخرجہ الدلیل** (۲) حرمت۔ یعنی اس دور میں نماز جمعہ پڑھنا حرام ہے۔ (۳) واجب تخییری یعنی بروز جمعہ مکلف کو نماز جمعہ یا نماز ظہر پڑھنے میں اختیار ہے ان تمام اقوال میں سے پہلا یعنی واجب عینی والا قول اقوی و اظہر ہے اگرچہ اپنے موقف کی صحت پر

زمانۂ غیبتِ امام علیہ السلام میں نماز جمعہ کا حکم

نمام علماء شیعہ خیر البریہ بلکہ کل علماء امتِ محمدیہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اگر خود پیغمبرِ اسلام یا ان کے حقیقی خلفاء و اوصیاء میں سے موجود ہو اور مبسوط الید ہو تو بروز جمعہ نماز ظہر کے بدل نماز جمعہ واجب عینی ہوتی ہے۔ ہاں زمانۂ غیبت میں جبکہ امام زماں حجاب غیبت میں تشریف فرما ہیں علمائے شیعہ کے درمیان اس کے وجوب اور عدم وجوب اختلاف ہے ویسے تو اس کے متعلق پانچ چھ قول ہیں اور ہر قول کے قائل بھی موجود صاحب رسالہ ارشاد الامت نے تو حد ہی کر دی جو ان اقوال کو انتیس تک پہنچا دیا جو کسی طرح متصور ہی نہیں ہو سکتے۔ بہر حال ان اقوال میں سے قابل توجہ اور مشہور تین قول ہیں اس لئے ہم اختصار کے پیش نظر دیگر اقوال کو نظر انداز کرتے ہوئے انہی اقوال سہ گانہ

امام کی طرف عنانِ عنان پھیرتے ہیں اور اُن کے ساتھ ساتھ ان کے ادلہ وبراہین کو بھی ذکر کریں گے اور ان پر جو کچھ نقض وابرام وارد ہوتا ہے اس کا تذکرہ بھی کریں گے تاکہ متلاشیانِ حق وحقیقت کو حق تلاش کرنے میں آسانی ہو قدرت کا وعدہ ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین وہ تین قول ہیں۔

۱:۔ واجب تعیینی یعنی بروز جمعہ نمازِ ظہر کے عوض اپنے مقررہ شرائط کے ساتھ مکلف آدمی پر نمازِ جمعہ ہی واجب ہے۔ اس کا کوئی بدل نہیں ہے یہی قول ہمارے علمائے متقدمین اور متاخرین میں سے محققین کا ہے اور یہی قول ہماری ناقص تحقیق کے مطابق صحیح و قوی ہے جیسا کہ عنقریب ظاہر ہوگا۔ انتہٰی

۲:۔ حرمت ..... یعنی زمانہ غیبتِ امام میں نمازِ جمعہ پڑھنا بالکل حرام ہے اس قول کے بھی بعض علماء قائل ہیں۔

۳:۔ واجب تخییری یعنی مکلف کو اختیار ہے کہ بروز جمعہ چاہے تو نمازِ جمعہ پڑھے اور چاہے تو نمازِ ظہر پڑھے لیکن اس قول کے اکثر قائلین یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر نمازِ جمعہ پڑھی جائے تو احتیاطاً اس کے بعد نمازِ ظہر بھی پڑھنی چاہیئے یہ قول علمائے متاخرین اور بالخصوص علمائے معاصرین میں زیادہ مشہور ہے۔

مومنین کرام آپ کے سامنے تمام اقوال پیش کیئے جاچکے ہیں ہم ان کا یہاں ایک ساتھ مختصر ذکر کیئے دیتے ہیں ---

یہ تمام سکین پیجز آپ کے سامنے ہیں، ایک مجتہد کہتا ہے امام زمانہؑ کی غیبت میں نماز جمعہ تخییری ہے --- یعنی بندے کو اختیار ہے چاہے نماز ظہر پڑھے یا نماز جمعہ ادا کرے ---یا دونوں بھی پڑھ سکتا ہے --- یعنی نماز جمعہ بھی پڑھے نماز ظہر بھی پڑھے عصر بھی پڑھے ---

جبکہ تخییری والوں میں مزید دو اقوال پائے جاتے ہیں، ایک قول ہے کہ ----

نماز جمعہ امامؑ کی غیبت میں واجب نہیں ہے جب امامؑ ظہور فرمائیں گے تو نماز جمعہ واجب ہو جائے گا تو اِس دور میں چاہے نماز جمعہ پڑھے یا ظہر پڑھے اختیار ہے پھر کہتے ہیں کہ اگر نماز جمعہ ادا کر لی تو نماز ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں ----

یہاں میں آپ کی توجہ ایک امر کی طرف کروانا چاہتا ہوں، نہایت غور و فکر کی ضرورت ہے،

ان کا قول ہے نماز جمعہ واجب نہیں --- پھر کہتے ہیں اگر نماز جمعہ ادا کر لی تو نماز ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں --- ان دونوں باتوں پر توجہ کی ضرورت ہے ---

(نماز جمعہ واجب نہیں) + (اگر نماز جمعہ پڑھ لے تو نماز ظہر کی ضرورت نہیں)

نقطہ یہ ہے کہ غیبت میں نماز جمعہ واجب نہیں لیکن نماز ظہر پھر بھی واجب ہے نماز ظہر کا وجوب ختم نہیں ہوا --- تو جب ایک شے (نماز جمعہ) واجب ہی نہیں تو اس کے ادا کر لینے کے بعد جو شے (نماز ظہر) واجب ہے اس سے آزادی کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ ایک چیز واجب نہیں ہے اور دوسری چیز واجب ہے تو اصول تو یہی کہتا ہے کہ جو واجب ہے اسے بجالانا افضل ہے بنسبت اس کے جو واجب نہیں --- واجب کی جگہ جو واجب نہیں کیسے لے سکتا ہے؟ یہ بات عقل سے بالا تر ہے --- اس بات کا اقرار کیا جا رہا ہے کہ نماز جمعہ واجب نہیں اور نماز ظہر واجب ہے اس کے باوجود بھی واجب کو ترک کر کے جو واجب نہیں اسے ادا کرنے کا کہا جا رہا ہے ---

اور تخییری والوں کا دوسرا قول ہے کہ، نماز جمعہ واجب نہیں اگر نماز جمعہ پڑھے تو احتیاط کی بنیاد پر نماز ظہر بھی پڑھے -- یعنی! نماز جمعہ پڑھے اور نماز ظہر بھی پڑھے، دونوں نمازیں ادا کریں جبکہ بچہ بچہ جانتا ہے کہ نماز جمعہ الگ سے کوئی نماز نہیں بلکہ نماز ظہر ہی نماز جمعہ میں بدل جاتی ہے --- جبکہ نماز جمعہ یا نماز ظہر ان میں سے ایک پڑھنے کا حکم ہے دونوں جمع نہیں کی جا سکتیں --- نماز ظہر جو نماز جمعہ میں بدل گئی یہ کیسے ممکن ہے کہ پہلے نماز جمعہ ادا کی جائے جو ظہر کی ہی بدلی ہوئی حالت ہے اور پھر نماز ظہر بھی ادا کر لی جائے احتیاط کرتے ہوئے ---

یعنی احتیاطاً دونوں نمازیں ادا کی جارہی ہیں یعنی ڈر ہے یا شک ہے ؟؟ جو کہہ لیں ---

تو ایک مجتہد کہتا ہے نماز جمعہ تخیری ہے اوراس میں بھی دو قول پائے جاتے ہیں جو آپ نے ملاحظہ فرمائے ---

دوسرا مجتہد کہتا ہے، امامؑ کی غیبت میں نماز جمعہ رجاء ہے ---

تیسرا مجتہد کہتا ہے امامؑ کی غیبت میں نماز جمعہ پڑھنا حرام ہے --- اور بقاعدہ حرام کو ثابت کرنے پر رسالے لکھے گئے ہیں --- بات صرف یہاں تک نہیں، بلکہ جو علماء غیبتِ امامؑ میں نماز جمعہ کے حرام ہونے کے قائل تھے وہ نماز جمعہ پڑھنے والوں کو لعنت ملامت کرتے تھے یعنی وہ علماء اس عمل کو نہایت بُرا جانتے تھے، صرف بُرا ہی نہیں جانتے تھے، بلکہ جو نماز جمعہ پڑھتا ان پر کفر کا فتوی لگاتے تھے---

چوتھا کہتا ہے امامؑ کی غیبت میں نماز جمعہ واجب عینی ہے --- اور کچھ نے تو 29 اقوال تک پہنچا دیا ہے --- کہ نماز جمعہ کے متعلق 29 اقوال پائے جاتے ہیں ---

اب سنیے ! نماز جمعہ کو واجب عینی کہنے والے ڈھکو صاحب --- نماز جمعہ کو تخییری کہنے والے علماء کو کچھ اس طرح جھٹلاتے ہیں --- محمد حسین ڈھکو صاحب اپنی کتاب نماز جمعہ اور اسلام صفحہ 23 پر ان علماء کو کچھ اس انداز میں جھٹلاتے ہیں ---

جمعہ کو واجب تخییری بتلانیوالوں کے قول کا ابطال

عند التحقیق یہ قول بظاہر سب اقوال سے زیادہ کمزور ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اصولی طور پر وجوب تعیینی اور حرمت والے دو قولوں میں سے ایک قول ہی صحیح ہو سکتا ہے۔ یعنی یا تو یہ امر دلائل قاطعہ سے ثابت ہو جائے گا کہ وجوب نماز جمعہ میں امام علیہ السلام

یا ان کے نائب خاص کا حضور شرط ہے۔ یا ثابت نہ ہوگا۔ اگر ثابت ہو جائے تو علی القاعدہ زمانہ غیبت میں جمعہ حرام ہونا چاہیے اور اگر ثابت نہ ہو سکے تو پھر الآن کما کان جس طرح حضور کے وقت جمعہ واجب تعیینی تھا اب بھی واجب تعیینی ہوگا۔ یہ تخییر کہاں سے آگئی ہے کہ چاہو تو نماز جمعہ پڑھ لو اور چاہو تو نماز ظہر پڑھ لو۔ اور جب خداوند عالم کے فضل و کرم سے سابقہ سطور

ڈھکو صاحب ان علماء کو کچھ اس انداز میں جھٹلاتے ہیں --- کہتے ہیں!! اصولی طور پر نماز جمعہ کے وجوب عینی (یعنی ہر وقت نماز جمعہ واجب ہے اور امامؑ کی شرط نہیں)

اور حرمت والے (یعنی غیبت میں نماز جمعہ حرام ہے کیونکہ امامؑ یا اسؑ کا نائب خاص شرط ہے) ان دو قولوں میں سے ایک قول ہی صحیح ہو سکتا ہے -- یعنی یا تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ نماز جمعہ کے واجب ہونے میں امامؑ یا انؑ کا نائبِ خاص کا حضور شرط ہے ---

یا ثابت نہ ہو گا --- اگر ثابت ہو جائے تو علی القاعدہ زمانہ غیبت میں جمعہ حرام ہونا چاہیے اور اگر ثابت نہ ہوسکے تو پھر جس طرح رسولؐ اللہ کے دور میں جمعہ واجب عینی تھا اب بھی واجب عینی ہو گا --- یہ تخییر کہاں سے آگئی؟ کہ چاہو تو نماز جمعہ پڑھ لو اور چاہو تو نماز ظہر پڑھ لو ---؟

مومنین ملاحظہ فرما چکے --- نماز جمعہ کی شرط اگر امامؑ ہے تو اس دور میں نماز جمعہ حرام ہے --- اور اگر یہ ثابت نہ ہوا کہ نماز جمعہ کی شرائط میں سے ایک شرط امامؑ ہے تو اِس دور میں بھی امیر المومنینؑ اور رسول ﷺ کے دور کی طرح نماز جمعہ واجب ہوگا ---

ان دونوں قول میں سے ایک ٹھیک ہو گا مگر یہ تخییری کہاں سے آیا؟؟

توضیح کے سکین پیجز آپ کے سامنے ہیں دیکھیئے کس نے تخییری کہا ہے؟ کہ نماز جمعہ پڑھو یا ظہر یا دونوں پڑھو ---! یہ تخییری کہاں سے آیا؟

1100 ہجری کے بعد علماء کی کثرت نے نماز جمعہ کو اختیاری (یعنی تخییری) قرار دیا ---

کیا نماز جمعہ کو تخییری کہنے والے قرآن و احادیث نہیں جانتے ؟؟ میں کسی پر تنقید نہیں کر رہا بس سوال ہے --- تو حالات آپ کے سامنے ہیں ---

یہ بہترین مقام ہے امیر المومنینؑ کے اس کلام کو دوبارہ آپ کے سامنے پیش کرنے کا جس کا ذکر اس باب کے شروع میں ہو چکا ہے یہاں ہم اس کلام کو سوالیہ انداز میں پیش کریں گے

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں --- ان کا اللہ ایک نبیؐ ایک اور کتاب ایک ہے ---

(1) کیا اللہ نے انہیں اختلاف کا حکم دیا تھا اور یہ اختلاف کر کے اس کا حکم بجا لاتے ہیں ؟

(2) یا اللہ نے حقیقتاً اختلاف سے منع کیا ہے --- اور یہ لوگ اختلاف کر کے عمداً اس کی نافرمانی کرنا چاہتے ہیں --- ؟

(3) یا یہ کہ اللہ نے دین کو ادھورا چھوڑ دیا تھا اور ان سے تکمیل کے لئے ہاتھ بٹانے کا خواہش مند ہوا تھا --- ؟

(4) یا یہ کہ یہ لوگ اللہ کے شریک تھے کہ انہیں اللہ کے احکام میں دخل دینے کا حق ہو -- ؟

(5) یا یہ کہ اللہ نے تو دین کو مکمل اتارا تھا مگر اس کے رسولؐ نے اسے پہچانے اور ادا کرنے میں کوتاہی کی تھی -- ؟

امیر المومنینؑ کے ان سوالات کے جواب مومنین ہی بہتر جانتے ہیں ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ---
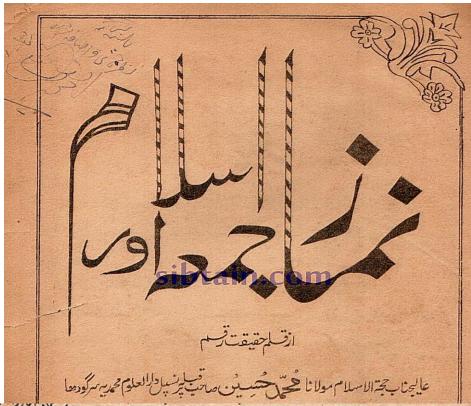
اگر 100 فقہا کا قول امام علیہ السلام کے قول سے خالی ہو تو وہ حجت نہیں اگر قولِ امامؑ دو فقیہوں کے قول میں

شامل ہو تو وہ حجت ہے لیکن یہ حجت ان فقہا کی وجہ سے نہیں بلکہ قول معصومؑ کی وجہ سے ہے...

• آیتِ جمعہ پر لفظی بحث

اس باب میں آیت جمعہ کے بارے میں بات کی جائے گی ، اور آپ کے سامنے اس آیت کا ترجمہ قرآن و احادیث سے پیش کیا جائے گا---

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ {جمعه 9}

پورے قرآن میں یہ وہ آیت ہے جس میں جمعہ کا ذکر ہے اور اسی آیت سے نماز جمعہ واجب قرار دیا جاتا ہے --- اس آیت کے بہت سے تراجم ملتے ہیں، عام طور پر یہ تراجم ملتے ہیں ---

1۔ اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو ذکر الٰہی کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، تمہارے لیے یہی بات بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو ---

2۔ اے ایمان والو جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو ----

3۔ اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت ترک کر دو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو ---

4۔ اے ایمان لانے والوں، جب تم کو جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لئے پکارا جائے تو خدا کی یاد کی طرف دوڑ پڑو اور لین دین چھوڑ دو اگر تم علم رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے ---

5۔ اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو جب کسی جمعہ کے دن تم کو نماز کے لئے ندا دی جائے تو

اللہ کے ذکر کی طرف کوشاں ہو اور فروخت بند کر دو، اگر تمہیں علم ہو تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے --

(پانچویں نمبر والا ترجمہ سب سے بہتر ہے اس میں اللہ کے نازل کردہ الفاظ کی بہت اچھی ترجمانی ہو رہی ہے یہ ترجمہ احسن زیدی مجتھد صاحب کا ہے ---) اس آیت کے ترجمہ اور معانی پر تفصیل سے بات کی جائے گی اور صحیح موقع پر ان آیات کی تفسیر پیش کی جائے گی--

قرآن میں کوئی ایسا حرف نہیں جس کا مقصد نہ ہو ہر حرف کا کوئی مقصد ہے ہر حرف بامعنی ہے کسی بھی حرف اور لفظ کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ، ایسا کرنا جرم اور کفر ہے --- ہم یہاں ان آیات کے ہر لفظ پر بات کریں گے اور دوسری آیات و احادیث سے مدد لے کر بات واضح کریں گے --- اس سے پہلے یہ ملاحظہ فرمائیں --- کہ اس آیت کے الفاظ سے نماز جمعہ نہ فرض ہے نہ واجب ہے نہ اختیاری ہے نہ حرام ہے --- بلکہ احادیث معصومینؑ کو سامنے رکھ کر واجب ہے -- آگے چل کر احادیث آپ کے سامنے پیش کی جائیں گی لیکن اس وقت ہمارا مقصد سورہ جمعہ کی آیت پر غور و فکر ہے ---کیونکہ قَالَ أميرُ المُؤمِنينَ عَلِيٌّ (عَلَيهِ السَّلَامُ): لَا خَيْرَ فِي قِرَاءَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَدَبُّرٌ. امیر المومنینؑ نے فرمایا، اُس قراءۃ میں کوئی خیر نہیں جس میں تدبر نہ ہو--- (یعنی جس نے قرآن بغیر تدبر کے پڑھا تو اس کے لئے خیر نہیں جب تک یہ علم نہ ہو کہ خالق مخلوق سے کہنا کیا چاہتا ہے تو اس کی یہ قرات خیر نہیں)

(خیر کا متضاد شر ہے جہاں خیر نہیں وہاں شر ہوتا ہے) تو ہر وہ قراءۃ شر ہے جس میں تدبر نہیں --- پس آیت جمعہ کو صرف پڑھ لینا کافی نہیں تدبر ضروری ہے ---

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

کیا ہم مذکورہ آیت سے یہ سمجھ لیں کہ خدا نے یہ فرمایا ہے کہ:۔

”۔اے مومنین ہر جمعہ کو جمعہ کی الگ نماز کے لئے پہلے اذان دینا لازم ہے اور اس اذان پر ہر سننے والے مومن کو دوڑنا یا کوشش کرنا لازم ہے۔تم میں سے کوئی شخص ایسا باقی نہ رہے کہ جو جمعہ کی اس نماز میں شریک نہ ہو۔اس نماز کے دو خطبے ہونگے۔اس نماز میں کل دو رکعات ہوں گی۔ان دونوں رکعتوں میں دو عدد قنوت ہوں گے۔ایک قنوت رکوع سے پہلے ہوگا۔ اور ایک قنوت رکوع کے بعد ہوگا۔اور یہ کہ امام کھڑے ہوکر خطبہ پڑھے گا اور خطبوں کے درمیان امام جلسہ کریگا۔وغیرہ وغیرہ۔“ اگر یہ سب کچھ اُس آیت میں موجود ہے؟ تو واقعی نماز جمعہ قرآن کریم کی اُس آیت سے واجب ہے ورنہ نہیں۔

سورہ جمعہ آیت نمبر 9، 10، کے ہر لفظ پر گفتگو کرنے کے لئے ہم آیات کو نمبر شمار سے آپ کے سامنے پیش کریں گے تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو---

سورہ جمعہ آیت نمبر 9

(1) يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا (2) اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ (3) مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ (4) فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ (5) وَ ذَرُوا الْبَيْعَ (6) ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ (7) اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

آیت نمبر 10

(8) فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ (9) فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ (10) وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (11) وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا (12) لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ
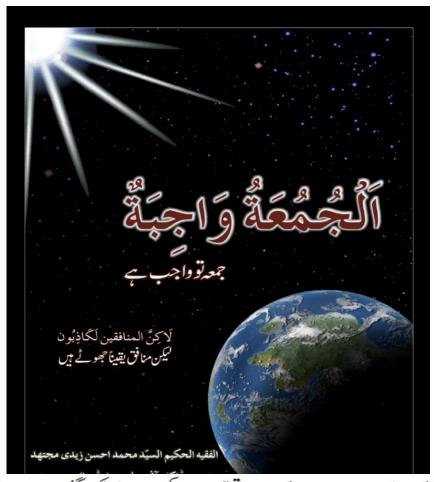
سورہ جمعہ کی یہ تین آیات، نماز جمعہ کی بحث و تحقیق میں نہ کبھی ایک جگہ لکھی گئیں اور نہ ہی اُنکو مجموعی حیثیت سے اس بحث میں ملحوظ رکھا گیا۔اور ہماری اوّلین شرط یہ ہے کہ ایک آیت یا چند آیات سے کوئی شرعی فیصلہ کرڈالنا سب سے خطرناک غلطی اور دشمنانِ قرآن وصاحبان قرآنؑ کا سب سے کامیاب حربہ ہے۔ہم نے بار بار لکھا ہے کہ اگر پورے قرآن اور تمام احادیث کوسامنے رکھ کر فیصلہ نہ کیا گیا تو وہ فیصلہ غلطی سے پاک نہیں ہوسکتا۔اُسے آخری فیصلہ نہیں کہا جا سکتا۔وہ معصوم فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ہوسکتا ہے کہ وہ فیصلہ صحیح ہو۔لیکن ہمارے پاس اس فیصلہ میں غلطی کا احتمال نہ ہونے کیلئے کوئی محسوس وبیّن دلیل نہیں۔اور جب تک ہمیں علمی معیار پر کسی فیصلہ پر حتمی یقین فراہم نہ ہوجائے۔اُس وقت تک کسی فیصلہ کوخدائی فیصلہ سمجھ کر ہم اختیار نہیں کر سکتے۔مجتہدانہ تحقیقات واستنباط صرف ظن یا ظنِ غالب تک لیجاتے ہیں۔حتمی یقین اور عقلی اطمینان محض معصومؑ حکم وفیصلہ پر منحصر ہے۔یہی سبب ہے کہ تفسیر بالرائے حرام ہے۔قیاس وظن وتخمین واوھام اور رائے ہمارے مددگار ہیں امام نہیں ہیں۔حق تک پہنچنے کیلئے یہ عقلی وسائل ہیں خودمنزل نہیں ہیں۔ہم اِن سے خدمات لیتے ہیں۔یہ سمجھتے ہوئے کہ اُن سے ہر لحہ غلطی ممکن ہے۔ہم اُنکے ہر فیصلہ کوشک وشبہ وریب وتَرَدُّد کے شکنجوں میں کستے ہیں۔احتمال وظن ویقین کے مدارج سے گذارتے ہیں۔اپنی موجودہ عقل کی پوری پوری وسعتوں کو برسرکار لانے کے باوجود اپنے فیصلہ کومعصومؑ کی تصدیق کامحتاج سمجھتے ہیں۔جو شخص ان قواعد کے خلاف عمل کرتا ہے ہم اُسے فری اسٹائل، بے مہار، فاسق وجاہل قرار دیتے ہیں۔معصومؑ کے سوا ہم کسی پر اندھادھند بھروسہ نہیں کرتے۔یہ عقلی فیصلہ ہے اور اسکے خلاف ہر فیصلہ احمقانہ ہے۔جسکا دل چاہے وہ ہمارے اس بیان سے تعرض کرے۔

• یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا

سورہ جمعہ آیت نمبر 9 میں جہاں جمعہ کا ذکر ہے اللہ نے کچھ اس طرح ذکر کیا، یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا، **اے وہ جو ایمان لائے ---**

اے ایمان والوں --- یہاں اللہ نے مومنین کو یعنی ایمان والوں کو مخاطب کیا ہے کہنے کو تو منافقین بھی خود کو مومن اور حق پر سمجھتے تھے اللہ نے ان کی زبان کچھ اس طرح بند کی --- اللہ ارشاد فرماتا ہے

اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُه ۭ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَكَاذِبُوْنَ

جب آپؐ کے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپ اس کے رسول ہیں، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک منافق جھوٹے ہیں --- {المنافقون}

سبحان اللہ کتنا خوبصورت کلام ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو سچی گواہی دینے کے باوجود بھی جھوٹے ہیں ایمان لانے کے بعد بھی اللہ کی نظر میں جھوٹے ہیں کیونکہ وہ منافق ہیں --- پس اس اصول سے ایک بات تو واضح ہو گئی کہ **<u>ہر سچ بولنے والا سچا نہیں ہوتا</u>**---

اس وقت ہمارا موضوعِ سخن ایمان والے ہیں یہ آیت اس لئے پیش کی تاکہ یہ بات ہم پر واضح رہے کہ ہر وہ شخص جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر پر ایمان رکھنے کا دعوا کرنے والا ہے حقیقت میں ایمان نہیں لایا اس کی شرائط ہیں --- ہمیں دیکھنا ہے کہ ایمان والا کون ہے؟ اور قرآن سے مومنین کی یا ایمان والوں کی چند اقسام آپ کے سامنے پیش کرتے ہی ---

١ . یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا

اے وہ لوگوں جو ایمان لا چکے، یا، اے نام نہاد مومنین، تم اپنے مال و دولت کو آپس کے رسومات کی آڑ میں باطل طریقوں میں نہ کھا جایا کرو سوائے اس کے کہ رضامندانہ تجارت ہو اور مال حرام کھا کر اپنے قتل و تباہی کا انتظام نہ کر لیا کرو اور اس بھروسہ پر گناہ نہ کیا کرو کہ اللہ تم پر مہربان ہے --- {النساء 29}

<u>قرآن میں ایمان والوں کی بہت سی اقسام ہیں جس میں سے ایک قسم کے مومن ایسے بھی ہیں جو دوسروں کا مال و دولت باطل اور حرام طریقوں سے کھا جاتے ہیں --- اور اس بھروسہ پر گناہ یعنی اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں کہ اللہ ہم پر مہربان ہے ایسے لوگ کامل</u>

مومن نہیں جو اپنے دوستوں اور بھائیوں کا مال ہڑپ کر جائیں ہمارے معاشرے ایسے بہت سے لوگ پائے جاتے ہیں ---

٢. يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا {اَلْاَحْزَاب69}

اے ایمان والوں ان لوگوں کی طرح رسولؐ کو ایذا دیتے نہ رہ جانا جس طرح بنی اسرائیل موسیٰ کو ازاد دیتے رہے، پھر اللہ نے موسی کو بنی اسرائیل کی بنائی ہوئی باتوں سے بری کر دیا اور وہ تو اللہ کے نزدیک ایک معزز فرد تھا ---

یہاں ایمان لانے والوں کی ایسی قِسم کا اللہ نے ذکر کیا ہے جو اللہ کے رسولؐ کو تکلیف دیتے ہیں یہاں ایسے ایمان والے بھی ہیں جو محمدؐ و آل محمدؐ کے قتل کی سازشیں کرتے ہیں یہ بھی نام نہاد ایمان والوں کی قِسم ہے ---

٣. يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا {اَلْاَحْزَاب70}

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم اللہ کے حضور میں ذمہ دار بنو اور بلا ہیر پھیر کے ٹھیک ٹھیک بات کرنا اختیار کر لو ---

یہاں ایسے ایمان والوں کی قِسم ہے جو ٹھیک بات نہیں کرتے ہیر پھیر کرتے ہیں اللہ کو کہنا پڑا ہیر پھیر مت کرو ٹھیک ٹھیک بات کیا کرو ---

٤. يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ {130} وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ(131) وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ {العمران 132}

اے ایمان والوں "یا" اے وہ لوگو جن کو مومن کہا جاتا ہے، تم سود در سود کئی کئی گنا کر کے کھانا چھوڑ دو اور اللہ کے سامنے ذمہ دار انسان بن جاؤ شاید اس طرح فلاح پا سکو --- اور اس آگ میں جلنے سے بچو جسے سود خوروں اور حق چھپانے والوں کے لیے خاص طور پر تیار کیا گیا ہے--- اور اللہ اور رسول کی اطاعت اختیار کر لو شاید تم پر رحم کیا جا سکے ---

یہاں ان نام نہاد مومنین کا ذکر ہے جو سود پر سود کھاتے ہیں اور اللہ انہیں اس آگ سے ڈرا رہا ہے جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے خطاب مومن سے ہے اور ڈرایا اس آگ سے جا رہا ہے جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور پھر فرمایا، اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کر لو شائد تم پر رحم کیا جائے یہ بھی ایمان والوں کی ایک قِسم ہے جو اس آگ میں ڈالیں جائیں گے جو کافروں کے

لئے ہے یہ نام نہاد مومن جنہیں مومن کہا جاتا ہے یہاں اس بات پر غورو فکر کی ضرورت ہے کہ جہنم کو آخر کیوں خلق کیا گیا؟

جہنم کے خلق کئے جانے کی کیا وجہ ہے----؟ قال رسول الله صلى الله عليه وآله لأمير المؤمنين عليه السلام: لو اجتمعت الخلائق على ولايتك لما خلق الله النار، { بحار الأنوار ج ٣٩ الصفحة ٢٤٨}

رسولؐ اللہ نے امیر المومنینؑ سے فرمایا، یا علیؑ! اگر تمام مخلوق آپؑ کی ولایت پر جمع ہو جاتی تو اللہ جہنم خلق ہی نہ کرتا---

اللہ عزوجل نے جہنم صرف ولایت علیؑ کے منکر کے لئے خلق کی اور آیت کے جملے میں اللہ ان ایمان والوں کو جو سود در سود کھاتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت نہیں کرتے جہنم میں ڈالے گا جو کافروں کے لئے خلق ہوئی ہے یعنی منکر ولایت علیؑ ہی اصل سود کھانے والا ہے پس ایسے ایمان لانے والے آگ میں ڈالے جائیں گے--- یعنی صرف وہی آگ سے بچ سکتا ہے جو ولایت علیؑ کا اقرار کرے اس کے علاوہ سب جہنمی ہیں کیونکہ جہنم منکر علیؑ کے لئے خلق ہوئی ہے -- اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ کوئی بھی خود کو منکر علیؑ نہیں سمجھتا---

٥. يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِه يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِه وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِه وَ يَغْفِرْ لَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ {الحديد28}

اے ایمان لانے والوں تم تقوی اختیار کر کے اللہ کے حضور ذمہ دار بن جاؤ اور اللہ کے رسول پر سچ مچ ایمان لے آؤ گے تو تمہیں اللہ اپنی رحمت میں سے دو حصے دے گا اور تمہارے لیے ایک نور مقرر کر دے گا جس کے ساتھ تم چلا کرو گے اور تمہیں تحفظ فراہم کر دے گا اور اللہ تحفظ دینے والا رحیم ہے ---

آیت کے الفاظ بتا رہے ہیں، کہ جن ایمان والوں سے اللہ مخاطب ہے وہ متقی نہیں اسی لئے حکم دیا کہ تقوی اختیار کرو اور یہ ایسے ایمان والے ہیں جو رسولؐ اللہ پر ایمان نہیں لائے اسی لئے اللہ رسولؐ پر ایمان لانے کا حکم دے رہا ہے ---

آپ نے ابھی ابھی قرآن کریم میں پانچ اقسام کے مومنین دیکھے ان کے علاوہ بھی قرآن کریم میں بہت سی اقسام ہیں ، یہ مذکورہ تمام نام نہاد مومنین ہیں ان میں کوئی حقیقی مومن موجود نہیں --- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوٓا میں خالص مومنین ہر جگہ مخاطب نہیں

ہیں بلکہ ان میں منافقین بھی داخل ہیں ضعیف الاعتقاد مسلمان بھی اس میں داخل ہیں اور وہ پکے مسلمان بھی داخل ہیں جو منافقین نہیں ہیں ہم آپ کو یہاں مومنین کی ایسی ہی ایک اور چھٹی (6)قسم دیکھاتے ہیں۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ الْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَ الْکِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ..... الخ {النساء 136}

اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسولؐ پر اور اُس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسولؐ پر نازل کی اور اس کتاب پر جو اس نے پہلے نازل کی تھی ---

اس آیت مبارکہ نے بتایا کہ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا میں وہ لوگ بھی داخل تھے جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے تھے نہ رسولؐ پر اُن کا ایمان تھا، نہ وہ قرآن کو مانتے تھے نہ اُنہیں توریت زبور و انجیل پر ایمان تھا، یعنی فرسٹ کلاس قسم کے مسلمان تھے ---

ہم نے صرف ان آیات کے ظاہر پر بات کی ہے تفسیر نہیں کی ابھی ہمارا مقصد تفسیر نہیں ---قرآن میں مومنین کی بہت سی اقسام ہیں ان میں سے ایک حقیقی مومن بھی ہے قرآن کریم میں جہاں ضعیف الایمان اور صرف نام کے مومنین موجود ہیں وہاں حقیقی مومنین بھی موجود ہیں جن کے امیر علیؑ ہیں اللہ نے جن آیات میں حقیقی مومنین کو مخاطب کیا ہے اور خوشخبری سنائی ہے انہیں مقامات میں سے ایک مقام آیت جمعہ بھی ہے ----

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ، یہاں اللہ عزوجل نے حقیقی مومن کو مخاطب کیا ہے --- ہمیں کیسے معلوم کہ سورہ جمعہ میں جن مومنین کو مخاطب کیا گیا ہے وہ حقیقی مومنین ہیں--؟ اس کا جواب آگے چل کر واضح ہو جائے گا کہ یہاں جن مومنین کا ذکر ہے وہ حقیقی ایمان والے ہیں یعنی پکے مولائی ہیں ----

عَن جَابِرِ بنِ يَزِيدَ الجُعْفِي عَن أَبِي جَعْفَرٍ عَن آبَائِهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ النَّبِيَّ فَقَالَ يَارَسُولَ اللَّهِ أَكُلُّ مَن قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا حَدِيثُ عَن أَبِي اللهُ مُومِنٌ قَالَ إِنَّ عَدَوَ تَنَاتَلحَقُ بِاليَهُودِ وَالنَّصَارَى إِنَّكُمْ لَا تَدْخُلُونَ سى الرِّضَا عَلَيهِ الجَنَّةَ حَتَّ تُحِبُّونِي وَكَذَّبَ مَن زَعَمَ أَنَّهُ يُحِبُّنِي وَيَبْغُضُ هَذَا يَعْنِي عَلِيّاً {امالی صدوق مجلس 41}

امام محمد باقرؑ نے فرمایا، ایک شخص رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، یا رسولؐ اللہ ! جو شخص لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے کیا وہ مومن ہے-؟ رسولؐ اللہ نے فرمایا، ہماریؑ عداوت تمہیں یہودی و نصاری سے ملحق کر دے گی اور تم میں سے کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ

وہ مجھؐ محبت کرے --- اور وہ شخص جھوٹا ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے اور علیؑ سے عداوت رکھتا ہے ---

ملاحظہ فرمائیں ، لا الہ الا اللہ پڑھنے والا بھی یہودی و نصاری ہے اگر وہ رسولؐ اللہ سے محبت نہ کرتا ہو اور رسولؐ اللہ سے محبت کی شرط امیر المومنینؑ کی محبت ہے ---- مشہور حدیث ہے ، قال رسول الله لا يُحِبَّنِيْ إِلاَّ مُؤْمِنٌ وَّ لَا يُبْغِضَنِيْ إِلَّا مُنَافِقٌ، **رسولؐ اللہ نے فرمایا ، یا علیؑ آپؑ سے سوائے مومن کے کوئی محبت کر ہی نہیں سکتا اور سوائے منافق کے کوئی بغض نہیں رکھ سکتا ---**

زیادہ لمبے چوڑے معملات میں پڑنے کی ضرورت نہیں حقیقی مومن کی نشانی رسولؐ اللہ نے بتا دی ہے کہ صرف وہی مومن ہے جو علیؑ سے محبت کرتا ہو اور اس سے آگے مومنین کی معرفت کے مطابق درجات ہیں --- اور صرف وہی منافق ہے جو علیؑ سے بغض رکھتا ہے پھر چاہے وہ صوم الصلاۃ کا پابند ہی کیوں نہ ہو یہاں نام نہاد ولایتی حضرات بھی غور فرمائیں ---

عن أبي جعفر عليه السلام قال: إن الله عز وجل نصب عليا (عليه السلام) علما بينه وبين خلقه فمن عرفه كان مؤمنا ومن أنكره كان كافرا ومن جهله كان ضالا ومن نصب معه شيئا كانمشركا ومن جاء بولايته دخل الجنة ومن جاء بعداوته دخل النار.

{الكافی كتاب الايمان و الكفر باب الكفر}

امام محمد باقرؑ نے فرمایا ، بے شک اللہ عزوجل نے علیؑ کو اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان علَم نصب کیا ہے ، پس جسے علیؑ کی معرفت ہوئی وہی مومن ہے اور جس نے علیؑ کا انکار کیا وہ کافر ہے ، اور جو علیؑ سے جاہل رہا وہ گمراہ ہے اور باطل پر ہے ، جس نے علیؑ کے ساتھ کسی شے کو قائم کیا یا نصب کیا (اگر کسی نے علیؑ کے ساتھ کسی شے کو شریک بنایا) وہ مشرک ہے ، جس نے علیؑ کی ولایت کا اقرار کیا وہ داخل جنت ہوا اور جس نے علیؑ سے عداوت کی وہ واصل جہنم ہوا ---

عن علي بن جعفر قال: سمعت أبا الحسن (عليه السلام) يقول: ليس كل من قال بولايتنا مؤمنا ولكن جعلوا انسا للمؤمنين.

{الكافي كتاب الايمان و الكفر باب في قلة عدد المؤمنين ؛ بحار الأنوار ج ٦٤ الصفحة ١٦٥}

امام موسی کاظمؑ نے فرمایا ، ہر وہ شخص جو ہماریؑ ولایت کے اقرار کا دعوا کرتا ہے مومن نہیں ! بلکہ وہ مومنین سے مانوس ہے ---

امیر المومنینؑ سے محبت کرنے والا انؑ کی معرفت رکھنے والا ہی حقیقی مومن ہے مومنین قرآن میں ایمان والوں کی اقسام ملاحظہ فرما چکے پس سورہ جمعہ میں اللہ عزوجل جن مومنین سے مخاطب ہے وہ یہی حقیقی مومن ہیں اس پر مزید آیت کی تفسیر میں بات کی جائے گی ---

• اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ

اللہ عزوجل نے جب مومنین کو جمعہ کے لئے مخاطب کیا ہے تو لفظ ندا استعمال کیا ہے اذان نہیں --- لفظ ندا کا ترجمہ اذان نہیں ہو سکتا کیونکہ ندا اور اذان دونوں عربی زبان کے لفظ ہیں اور اللہ نے قرآن میں لفظ اذان بھی استعمال کیا اور لفظ ندا بھی استعمال کیا ہے --- وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖۤ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ {التوبہ 3}

آج حج اکبر کے دن اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے تمام انسانوں کو **اذان** دے کر بتایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسولؐ مشرکوں سے بیزار ہو چکے ہیں ---الخ -- (اذان اور ندا میں فرق ہے ---)

***ندا** صرف آواز کو کہتے ہیں --- پکار کو کہتے ہیں --- وہ الگ بات ہے کہ ندا بہٖ معنیٰ ضروری ہو سکتی ہے اور بے معنیٰ بے مقصد مہمل بھی ہو سکتی ہے، یہ سب تو ندا پر منحصر ہے ---*

وَ نَادٰۤی اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوْا نَعَمْ-فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ{الاعراف44}

جنتیوں نے جہنمیوں کو ندا دی کہ جو وعدہ ہمارے رب نے ہم سے کیا تھا وہ یقیناً ہم نے پا لیا، کیا تمہیں بھی تمہارے رب کا کیا ہوا وعدہ مل گیا؟ جہنمیوں نے کہا ہاں مل گیا، چنانچہ ایک موذن نے اُن کے درمیان اذان دی کہ جو لوگ اللہ کی راہ سے روک دینا اور اسے ٹیڑھا کر دینا چاہتے تھے اور آخرت کا کفر کرتے تھے، اُن ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے --

اہل جنت نے جہنم والوں کو ندا اور اللہ کے وعدہ کے بارے میں دریافت کیا، اور پھر ایک موذن نے اذان دی کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے--- اس ایک ہی آیت میں لفظ ندا بھی آیا ہے اور اذان بھی --- ندا یعنی بلند آواز سے پکارا --- اور اذان ، باقاعدہ اذان میں خبر دی گئی اطلاع کیا گیا آگاہ کیا گیا الرٹ کیا گیا حکم نافذ کیا گیا اختیار دیکھایا گیا --- کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے ---

تفاسیر میں موجود ہے کہ اس آیت میں موذن امیر المومنینؑ علیؑ ہیں ---

***اعلان** میں **ندا** ضرور ہوگی یعنی اعلان بلند آواز سے ہو گا جس میں پکار ہو گی یعنی ندا ہوگی اور **اعلان** میں خبر ضرور ہو گی*

یعنی کسی شے کے بارے میں اطلاع دی جائے گی آگاہ کیا جائے گا --- اور اذان میں یہ سب چیزیں تو ہوں گئیں جو ندا اور اعلان میں ہیں ان کے ساتھ اذان میں یہ سب بھی موجود ہوں گئیں ، اذان میں نئ اطلاع ہو گی --- پیشنگوئی ہوگی --- احکام نافذ ہوں گے --- قدرت کا دعوی ہوگا--- سورہ توبہ کی آیت دوبارہ ملاحظہ فرمائیں --- حج اکبر کے دن اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے تمام انسانوں کو اذان دے کر بتایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسولؐ مشرکین سے بیزار ہو چکے ہیں ، اور ان کے لیے توبہ کے سوا کوئی بہتر صورت نہیں، تم اگر اب بھی توبہ کر لو تو تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم اپنی ولایت پر قائم رہو تو جان لو کہ تم کسی بھی طرح اللہ کو بے بس نہیں کر سکتے اور حق پوشوں کو نوید جہنم دیدو جہاں انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا---

اس آیت میں اللہ عزوجل نے اذان کو کھول کر بیان فرمایا ہے کہ اذان میں کیا کیا شامل ہے ---

پہلے تو اللہ عزوجل نے اذان میں نئ اطلاع دی کہ ، اللہ اور اُس کا رسولؐ مشرک لوگوں سے بیزار ہو چکے ہیں ---

اللہ نے بیزاری کی اطلاع دی --- پھر اللہ عزوجل نے پیشنگوئی کی ہے کہ ، اے مشرکوں تمہارے لئے توبہ کے سوا کوئی صورت نہیں --- یہ اللہ نے پیشنگوئی کی کہ جو کر لو لیکن توبہ سے بہتر کچھ نہیں--- پھر اللہ عزوجل نے اذان میں تنبیہ کی الرٹ کیا کہ ، اگر اب بھی توبہ کر لو تو تمہارے لئے بہتر ہے --- پھر اللہ عزوجل نے اذان میں اپنی قدرت کا ذکر کیا ہے کہ ، تم کسی بھی طرح اللہ کو بے بس نہیں کر سکتے -- پھر اللہ نے اپنا اختیار ظاہر کیا کہ ، انہیں جہنم کی خوشخبری دے دو جہاں انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا ۔

مزید ملاحظہ فرمائیں کہ اذان میں اور کیا ہے ---؟

قال امير المومنين ، حق المؤذن ، ان تعلم انه مذكر لك ربك عز وجل ، وداع لك الى حظك (ميزان الحكمت حديث ۴۴۴)

امیر المومنینؑ نے فرمایا، تجھ پر موذن کا حق یہ ہے کہ تو یہ بات اچھی طرح جان لے کہ وہ تجھے تیرے رب کی یاد دلاتا ہے، تجھے تیرے حق کی طرف بلاتا ہے ---

یہاں اذان مزید کُھل چکی، موذن یعنی اذان دینے والا اور سننے والا اذان سن رہا ہے، یہاں مزید دو امر ظاہر ہو رہے ہیں،

پہلا یہ کہ، رب کی یاد دلانا--- اور دوسرا، حق کی طرف بلانا--یعنی! اذان کسی امر کی یاد دلاتی ہے اور کسی امر کی طرف بلاتی ہے ۔

پس اذان میں یہ سب کچھ موجود ہے " نئ اطلاع دینا، پیشنگوئی کرنا، احکام نافذ کرنا، قدرت کا دعوی کرنا، اختیار کی منادی کرانا، تنفیذ کے لئے حاضر کرنا بلانا، کسی کو مجاز کرنا، کسی کو رَوا کرنا، بقوت منع کرنا، بند کرنا، پردہ پوشی کرنا، معزول کرنا، دھشت انگیز، اچانک متعجب کرنا، مضبوطی کے ساتھ نصب کرنا، یاد دلانا، بُلانا، دعوت دینا --- یہ سب کچھ اذان میں شامل ہے--- اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ حقیقی اذان کون ہے؟ ملاحظہ فرمائیں
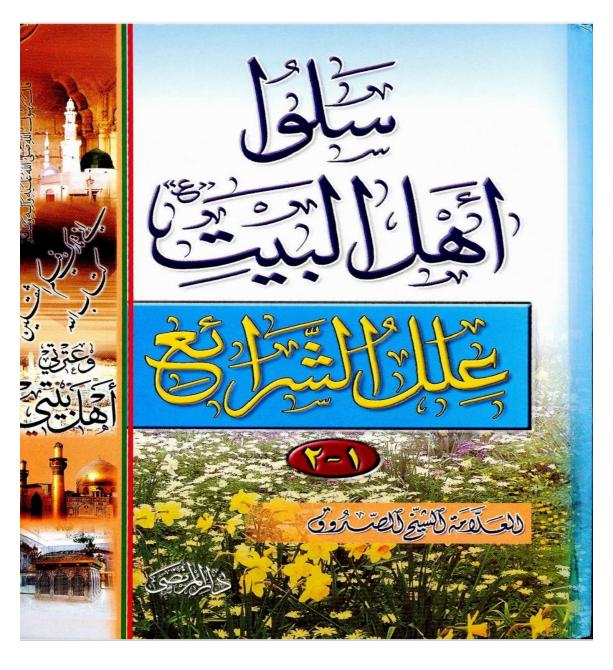
باب ١٨٨ - العلة التي من أجلها سمي الحج الأكبر

١ - حدثنا محمد بن الحسن رحمه الله قال: حدثنا محمد بن الحسن الصفار عن علي بن محمد القاشاني عن القاسم بن محمد الأصبهاني عن سليمان بن داود المنقري عن حفص بن غياث النخعي القاضي قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن قول الله تعالى: ﴿وَأَذَٰنٞ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦٓ إِلَى ٱلنَّاسِ يَوۡمَ ٱلۡحَجِّ ٱلۡأَكۡبَرِ﴾[1] فقال: قال أمير المؤمنين عليه السلام كنت أنا الأذان في الناس، قلت: فما معنى هذه اللفظة الحج الأكبر؟ قال: إنما سمي الأكبر لأنها كانت سنة حج فيها المسلمون والمشركون ولم يحج المشركون بعد تلك السنة.

باب ١٨٩ - العلة التي من أجلها سمي الطائف طائفاً

١ - أبي رحمه الله قال: حدثنا سعد بن عبد الله عن إبراهيم بن مهزيار عن أخيه علي بإسناده قال: قال أبو الحسن عليه السلام في الطائف أتدري لم سمي الطائف؟ قلت: لا فقال: إن إبراهيم عليه السلام دعا ربه أن يرزق أهله من كل الثمرات فقطع لهم قطعة من الأردن فأقبلت حتى طافت بالبيت سبعاً ثم أقرَّها الله تعالى في موضعها فإنما سميت الطائف لطوافه بالبيت.

٢ - أخبرني علي بن حاتم قال: حدثنا محمد بن جعفر وعلي بن سليمان قالا: حدثنا أحمد بن محمد قال: قال الرضا عليه السلام أتدري لم سميت الطائف طائفاً؟ قلت: لا قال: لأن الله تعالى لما دعاه إبراهيم عليه السلام أن يرزق أهله من كل الثمرات أمر بقطعة من الأردن فسارت بثمارها حتى طافت بالبيت ثم أمرها أن تنصرف إلى هذا الموضع الذي سمي الطائف فلذلك سمي الطائف.

باب ١٩٠ - العلة التي من أجلها صير الموقف بالمشعر ولم يصير بالحرم

١ - حدثنا الحسين بن علي بن أحمد الصايغ رحمه الله قال: حدثنا الحسين بن

(١) سورة التوبة، الآية: ٣.

ترجمہ، حفص بن غیاث قاضی نے امام جعفر الصادقؑ سے سورہ توبہ کی آیت 3 وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِه اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ

حج اکبر کے دن لوگوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اذان ہے --- امامؑ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے ، لوگوں کے درمیان اذان میںؑ ہوں --- میں (راوی) نے عرض کیا پھر حج اکبر لفظ کے کیا معنی ہیں؟ امامؑ نے فرمایا، اس کا نام حج اکبر اس لئے پڑا کہ اس سال مسلمین و مشرکین دونوں نے حج ادا کیا اور اس سال کے بعد پھر مشرکین نے کبھی حج نہیں کیا---

پہلے ہم جس اذان پر بات کر رہے تھے وہ الفاظ اور کلمات کی قِسم تھی اور آپ اس آیت کی تفسیر ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ اس آیت میں اذان امیر المومنینؑ ہیں وجودی اور مجسم اذان امیر المومنینؑ ہیں ---

تفسیر دُرِّ منثور مترجم

تالیف

امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

کے پاس معاہدہ کیا''۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قوم کے کئی معاہدے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ انہیں چار ماہ کی مہلت دیں، وہ ان میں سفر کر سکتے ہیں اس کے بعد ان کا کوئی معاہدہ نہیں اور اس کے بعد سب باطل قرار دے دیا اور وہ قوم جن کا کوئی معاہدہ نہیں تھا تو ان کے لیے پچاس دنوں کی مدت مقرر کر دی۔ یعنی بیس دن ذوالحجہ کے اور محرم شریف کا مکمل مہینہ۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ (التوبہ:5) ''پھر جب گزر جائیں حرمت والے مہینے تو قتل کرو مشرکین کو جہاں بھی تم پاؤ انہیں''۔ اس آیت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کسی سے کوئی معاہدہ نہیں کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖٓ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے معاہدوں سے برأت کا اعلان فرمایا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور نحاس رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ کی تفسیر میں حضرت زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: کہ یہ آیت شوال میں نازل ہوئی اور چار مہینوں سے مراد شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں (1)۔

وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳

''اور اعلان عام ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں کے لیے بڑے حج کے دن کہ اللہ تعالیٰ بری ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول بھی۔ اب بھی اگر تم تائب ہو جاؤ تو یہ بہتر ہے تمہارے لیے۔ اور اگر تم منہ پھیرے رہو تو خوب جان لو کہ تم نہیں عاجز کرنے والے اللہ تعالیٰ کو۔ اور خوش خبری سنا دو کافروں کو دردناک عذاب کی''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد خداوندی وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖٓ کا معنی بیان کرتے ہوئے حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی جانب سے اعلان عام ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حکیم بن حمید رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: مجھے حضرت علی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 73

بن حسین رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک نام کتاب اللہ میں ہے لیکن وہ اسے پہچانتے نہیں۔ میں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا: وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ قسم بخدا! وہ اسم اذان ہے۔

امام ترمذی، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے حج اکبر کے دن کے بارے پوچھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ یوم النحر (قربانی کا دن) ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یوم الحج الاکبر سے مراد یوم نحر ہے(2)۔

<u>اہلسنت بھائیوں کے ہاں بھی اذان امیر المومنینؑ ہیں قرآن میں اذان امیر المومنینؑ کا اسم ہے ---</u>

البرهان
في تفسير القرآن
تأليف
العلامة المحدث السيد هاشم البحراني
حققه وعلق عليه
لجنة من العلماء والمحققين الأخصائيين
الجزء الثالث
منشورات
مؤسسة الأعلى للمطبوعات
بيروت - لبنان
البرهان في تفسير القرآن
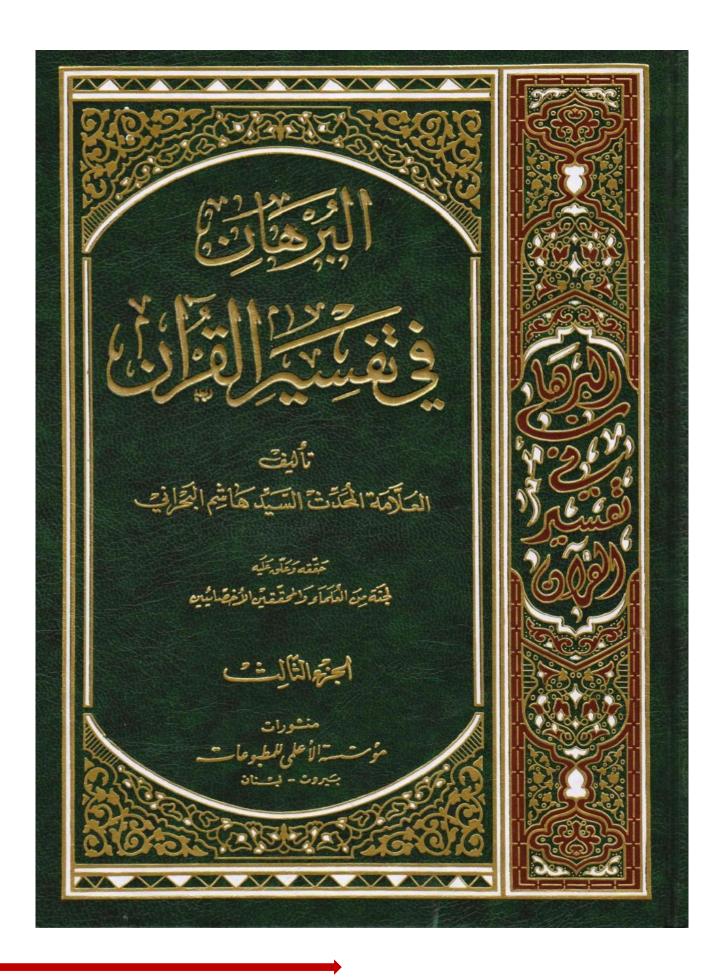
اللّه جَلَّ ذِكْرُه أمرَ المُشْرِكين فقال: ﴿فَسِيحُوا فِي الأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ﴾ ولم يَكُنْ يقصُر بوَفْدِه عن ذلك»[١].

١٤ ـ عن حكيم بن جُبير، عن عليّ بن الحسين عليه السلام، قال: «واللّهِ، إنَّ لِعَليّ عليه السلام لأسْماء في القُرآن ما يَعْرِفُها الناسُ». قال: قلتُ: وأيّ شيء تَقول، جُعِلتُ فِداك؟

فقال لي: ﴿وَأَذَانٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الأَكْبَرِ﴾، قال: «فَبعثَ رَسولُ اللّه صلى الله عليه وآله أمير المؤمنين عليّ عليه السلام، وكان هو واللّهِ المُؤذِّن، فأذَّن بأذانِ اللّه ورَسولِه يومَ الحَجّ الأكبَر، مِنَ المَواقِفِ كلِّها، فكانَ ما نادَى به أن لا يعطوفَ بعد هذا العام عُرْيانٌ، ولا يَقْرَبَ المَسْجِدَ الحَرام بعد هذا العام مُشْرِك»[٢].

١٥ ـ عن حَريز، عن أبي عبد اللّه عليه السلام، **قال في الأذان**: «هو اسمٌ في كتابِ اللّه، لا يعلم ذلك أحد غيري»[٣].

١٦ ـ عن حكيم بن جُبَير، عن عليّ بن الحُسَين عليه السلام، **في قولِ اللّه**: ﴿وَأَذَانٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾. قال: «الأذانُ أميرُ المؤمنين عليه السلام»[٤].

١٧ ـ عن جابر، عن جعفر بن محمّد وأبي جَعْفر عليهما السلام، **في قولِ اللّه**: ﴿وَأَذَانٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الأَكْبَرِ﴾، قالا: «خُروجُ القائم عليه السلام وأذانُ دَعْوَتِه إلى نَفْسِه»[٥].

١٨ ـ عن عبد الرحمن، عن أبي عبد اللّه عليه السلام، قال: «يوم الحج الأكبرِ يوم النَّحْرِ، والحَجّ الأصْغَر العُمْرَةُ»[٦].

١٩ ـ وفي رواية داود بن سِرْحان، عنه عليه السلام قال: «الحَجُّ الأكْبَرُ يومُ عَرَفَة وجَمْعُ وَرَمْي الجِمار بمِنى، والحَجُّ الأصْغَرُ العُمْرَة»[٧].

٢٠ ـ وفي رواية ابن أُذَيْنَة، عن زُرارَة، عنه عليه السلام، قال: «الحَجُّ الأكبَرُ الوُقوفُ بعَرَفَة وبجَمْع ورَمْي الجِمار بمنى، والحَجُّ الأصْغَرُ العُمْرة»[٨].

---

(١) تفسير العيّاشي: ج ٢ ص ٨١ ح ١١.
(٢) تفسير العيّاشي: ج ٢ ص ٨١ ح ١٢.
(٣) تفسير العيّاشي: ج ٢ ص ٨٢ ح ١٣.
(٤) تفسير العيّاشي: ج ٢ ص ٨٢ ح ١٤.
(٥) تفسير العيّاشي: ج ٢ ص ٨٢ ح ١٥.
(٦) تفسير العيّاشي: ج ٢ ص ٨٢ ح ١٦.
(٧) تفسير العيّاشي: ج ٢ ص ٨٢ ح ١٧.
(٨) تفسير العيّاشي: ج ٢ ص ٨٣ ح ١٨.

ترجمہ، امام سجادؑ اللہ کے قول--- اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اذان ہے---

کی تفسیر میں فرماتے ہیں، الاذان امیر المومنینؑ ہیں ---

امام محمدباقرؑ اس آیت کی باطنی تفسیر میں فرماتے ہیں،

(الحج اکبر) قائمؑ آل محمدؐ کا خروج ہے، اور (اذان) سے مراد یہ ہے کہ قائمؑ اپنی طرف دعوت دیں گے--

ندا اور اذان میں فرق روشن دن کی مانند واضح ہو چکا ہے اذان میں وہ سب کچھ ہے جو ندا میں ہے لیکن ندا میں ایسا کچھ نہیں

جو اذان میں ہے -- اب ہم آیت میں ایک قدم آگے بڑھاتے ہیں---

آیت مبارکہ میں ہے، اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ، یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ تمام مومنین کو جمعہ کے دن

ندا سُننے کی طرف متوجہ کیا ہے، یعنی تمام مومنین پر ندا کا سُننا بھی لازم نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ جب ندا دی جائے تب---

مومنین کو یہ نہیں کہا گیا کہ "یا یُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا نَادُوْا للصلوۃ من یوم الجمعۃ" اے مومنین تم جمعہ کے دن نماز

کے لئے ندا دو--- ایسا نہیں کہا گیا-- بلکہ اللہ عزوجل نے اس طرح فرمایا ہے کہ، اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ،

جب تمہیں جمعہ کے دن نماز کے لئے ندا دی جائے---

تمام مومنین اس خطاب میں شامل ہیں اور اللہ عزوجل نے تمام مومنین کو خطاب کر کے یہ حکم نہیں دیا کہ

"تم ندا دو" بلکہ اللہ نے تو ندا کی طرف متوجہ کروایا ہے اور بتایا ہے کہ ندا ہو جانے کے بعد نماز ہوگی، اور ندا دینے کا حکم نہیں بلکہ ندا کے انتظار کا حکم ہے---

فرض کیجیے کہ یہاں ندا دینے کا حکم ہے کہ اے مومنین تم جمعہ کے دن خود ہی ندا دے دیا کرو---

تو ہمیں کچھ ایسی صورتِ حال سے دوچار ہونا پڑے گا کہ، اے ایمان والوں یہاں تمام مومنین مخاطب ہیں

اس مومنین کے حصار میں بچے بوڑھے عورتیں سب آجاتے ہیں --- اے مومنوں تم جمعہ کی نماز کے لئے خود ہی ندا دو--- یہاں ہر ہر مومن سے خطاب ہے سب پر ندا دینا واجب ہر مومن ندا دے --- (اب اس حکم پر عملی حیثیت سے نظر ڈالئے، زوالِ آفتاب کا وقت ہو گیا مومنین جہاں جہاں بھی تھے، غسل خانہ میں، جہاز کے مستول پر، راہ میں، دکان پر، دفتر میں، اپنے اندازے کے مطابق یا گھڑی کی مدد سے ہر ایک نے ندا شروع کر دی، آخر ندا ختم ہوئی اب ہر مومن نے جدھر سے ندا کی آواز سُنی اُدھر دوڑا، یا تیز چلا، ندا کی آوازیں ہر مومن کے کانوں میں اُسی طرح چاروں طرف سے آئی تھیں، جس طرح اُس کی ندا چاروں طرف سے مومنین کے کانوں میں گئی تھیں، لہذا ہر مومن چاروں طرف دوڑے گا یا تیز چلے گا اور وہ چاروں طرف بیک وقت دوڑ نہیں سکتا بلکہ کبھی داہنے دوڑے گا کبھی بائیں طرف جائے گا، ذرا سا غور فرمائیں اِس طرح عمل کر کے دیکھیں، یقیناً نہ آپ ایسا کریں گے اور نہ اسے پسند کریں گے، نہ لوگ پاگل خانہ سے ادھر چھوڑیں گے، اور اگر واقعی سب مومن ایسا شروع کر دیں تو مذہب مذاق بن جائے گا، نہ معلوم کس کا سر کہاں ٹکرائے گا اور کس کی قسمت کہاں پھوٹے؟؟ اگر دو ہزار یا دس ہزار مومنین ایک جگہ جماعت سے نماز پڑھیں اور ہر مومن ندا دینا شروع کر دے تو کیا کوئی گڑبڑ نہ ہوگی؟ ایک فساد ہو جائے گا رات کو جاگنے والے گیدڑوں سے کہیں زیادہ شور و غوغا مچے گا اور ندا کے خاتمہ پر تو عقل کا خاتمہ ہو جائے گا، فہم و فراست اور سعی و فقاہت صفِ ماتم بچھا لیں گی اور مذہب ایسے عقلمند مومنین کے لیے سر پیٹے گا--- (جمعۃ واجبہ)

ایسے نماز جمعہ ادا کرنا بعید از عقل ہے --- اللہ عزوجل نے تمام مومنین کو ندا کے انتظار کرنے کا حکم دیا ہے اِذَا نُوْدِیَ، جب ندا دی جائے --- جب تمام مومنین ندا کے منتظر ہیں تو ندا کون دے گا؟؟ ظاہر ہے کہ وہ ہستی جو ندا دے گی یا ندا کے لئے دوسرا ذریعہ اختیار کرے گی وہی ہو سکتی ہے جو تمام مومنین کی سربراہؑ ہے --اُنھیں (مومنین کو) احکامات دیتی ہے طریقہ بتاتی ہے، تعمیل کراتی ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا پر حاکم ہے، آمر ہے شارع ہے اور مخاطبین (یعنی جنھیں مخاطب کیا گیا ہے) سے الگ ہے --- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا کے مخاطب مومنین محض عمل کریں گے تعمیل کریں گے،اِس لئے اُن (مومنین) سے یہی کہا گیا ہے کہ "جب ندا دی جائے تب تم سعی کرنا" یہ نہیں کہا گیا کہ، جب جمعہ کا دن آئے تو خود ہی ندا دے کر نماز قائم کر لیا کرو۔

یادرکھیں کہ تمام مسلمانوں (شیعہ و سنی) نماز جمعہ کے لئے مندرجہ ذیل پر اتفاق ہے --

1- نماز جمعہ تمام مسلمانوں پر واجب یا فرض ہے ---

2- نماز جمعہ ندا کے بعد فرض ہے ---

3- نداءِ نماز جمعہ کے بغیر نماز جمعہ ادا نہیں ہو سکتی ---

4- نماز جمعہ کے لیے ندا نماز ظہر کی اولین وقت پر دی جائے گی ---

5- نماز جمعہ کے لیے دو خطبے لازم ہیں ان کے بغیر نماز جمعہ نہیں ہوتی ---

6- نماز جمعہ کی دو رکعتیں ہوں گی ---

7- نماز جمعہ میں جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے ---وغیرہ وغیرہ --- (جمعۃ واجبہ)

مختصراً یوں عرض کریں کہ، مسلمانوں میں نماز جمعہ کا وجوب سب مانتے ہیں، کسی کو وجوب سے انکار نہیں ہے مگر مومنین و مسلمین نیز اُنکے علماء مجتہدین محدثین کی عظیم الشان کثرت قرآن و حدیث سے یہ سمجھی اور اسی پر عمل کیا کہ، نماز جمعہ کی ندا اوراس کے قائم کرنے کا اختیار سر براہِؒ امت کو ہے ، مومنین کو قران و حدیث نے یہ اختیار نہیں دیا

آیات جمعہ واحادیث میں قیاس سے کام لیتے ہوئے اور سربراہؑ امت کی اجازت کے بغیر ہی نماز جمعہ کے لئے خود ہی ندا دینا اور خود ہی نماز جمعہ قائم کر لینا یقیناً سراسر کتاب و سنت کو پسِ پشت ڈالنا ہے --

کیا نماز جمعہ ندا کے بغیر ہی پڑھ لینے سے یہ واجب ادا ہو جائے گا؟ جواب ہوگا ہرگز نہیں --- یہ یاد رہے ندا خود نہیں دینی بلکہ انتظار کرنا ہے کہ ندا دی جائے اور یہ ندا ہے اذان--- بس یہاں تک یہ بات روشن دن سے زیادہ واضح ہو چکی ہے کہ نماز کے لیے ندا کا انتظار کرنا ہے نہ کہ خود ہی ندا دینا شروع کر دی تو یہ اللہ کی نافرمانی اور دین میں اپنی مرضی ہو گی ---

تمام مومنین ندا کا انتظار کریں جب ندا ہو جائے گی تب نماز جمعہ واجب ہو جائے گا۔۔۔ ورنہ نہیں اسی لئے تو اس دور کے مجتہد حضرات واجب تخییری کا فتوی دے رہے ہیں جبکہ محمد حسین ڈھکو صاحب انہیں یہ کہہ کر رد کر چکے ہیں کہ واجب تخییری کہا سے آگئی۔۔۔؟ اے ایمان والوں جب تمہیں ندا دی جائے۔۔۔

بعد ہمیشہ جملہ واقع ہوتا ہے اور کبھی جملہ کو حذف کر دیتے ہیں اور اس کے عوض تنوین لاتے ہیں۔ جیسے "مَتیٰ جَاءَ کُمُ الْمَوتُ فَحِینَئِذٍ تَعْلَمُونَ" یہ اصل میں یوں ہے فَحِینَ اِذْ یَجِیئُ تعلَمُوْنَ :اور کبھی مفاجاۃ کے لئے آتا ہے جیسے "بَیْنَمَا اَنَا جَالِسٌ اِذْ جَاءَ زَیْدٌ" اور کبھی لام تعلیل کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے جیسے "ضَرَبْتُ اِبْنِی اِذْ سَاءَ" میں نے اپنے بیٹے کو مارا اس وجہ سے کہ اس نے گستاخی کی تھی۔

اِذَا :زمانہ مستقبل کے لئے ظرف ہے اور معنی شرط کو متضمن ہوتا ہے جیسے "اِذَا اجْتَهَدْتَ نَجَحْتَ" جب تم کوشش کرو گے تو کامیاب ہو گے اور حرف مفاجاۃ بھی ہے جیسے "خَرَجْتُ فَاِذَا اَسَدٌ بِالْبَابِ" میں نکلا تو اچانک دروازہ پر شیر تھا۔

آذار وَاَذار :ماہ مارچ۔ (رومی مہینے کا نام)

اَلْاَذْرِیُوْنَ :سورج مکھی۔

اِذْمَا :حرفِ شرط ہے بمعنی ان اور دو فعلوں کو جزم دیتا ہے جیسے اِذْ مَا تَقُمْ اقُمْ۔

اِذَنْ و اِذًا :حرفِ جواب و جزا ہے۔ مثلاً تم سے کوئی کہے کہ "اَزُوْرُکَ غَدًا" تو اس کے جواب میں تم کہو گے "اِذَن اُکْرِمُکَ".

اَذِنَ (س) اَذَنًا. اِلَیْهِ وَ لَهٗ :کان لگانا۔ سننا۔ کہا جاتا ہے "حَدَّثْتُهٗ فَاذِنَ لِی اَحْسَنَ الْاَذَن: میں نے بات چیت کی تو اس نے اچھی طرح کان لگا کر بات سنی۔

...... اِذْنًا و اَذِینًا. لَهٗ فِی الشَّیْئِ: اجازت دینا۔ مباح کرنا...... اِذْنًا و اَذْنًا و اَذَانًا و اَذَانَةً بالشَّیْئِ: جاننا۔

اَذَنَهٗ (ن) اَذْنًا: کان پر مارنا۔ گوشمالی کرنا۔

اُذِنَ: کسی کے کان میں درد ہونا۔

آذَنَ اِیْذَانًا. فُلانًا الْاَمْرَ وَبِالْاَمْرِ: جتلانا۔ آگاہ کرنا...... الرَّجُلَ: کان پر مارنا...... العشبُ: خشک ہونے لگنا......

وَاَذَّنَ تَاذِیْنًا. بِالصَّلاۃِ: اذان دینا۔

اَذَّنَ الْوَلَدَ: کان گرم کرنا۔

تَاَذَّنَ: قسم کھانا...... لَامْرَ: آگاہ کرنا۔ جتلانا۔ بِالشَّرِّ :ڈرانا۔ الْاَمِیْرُ فِی النَّاسِ :امیر کا اعلان کرنا اور دھمکانا۔

اِسْتَاذَنَ هٗ: اجازت طلب کرنا۔ عَلَیْهِ: اندر آنے کی اجازت مانگنا۔

اَلْاِذْن: اجازت علم' کہا جاتا ہے "فَعَلَهٗ بِاِذْنِیْ" اس نے اس کو میری دانستگی میں کیا۔

الاُذْن والْاُذُن: کان (مؤنث) ج آذَانٌ: تصغیر اُذَیْنَة. آذَانُ الْفَارِ و ...... الجَدْی و الاَرْنَب و ...... الْفِیل: مختلف حیوانات کے کان اُذُنُ الْکُوْزِ :ٹونٹی۔ کہا جاتا ہے "فُلَانٌ اُذُنٌ مِنَ الآذَن": فلاں ہر ایک کی بات سن کر مان لیتا ہے اور یہ لفظ واحد ہی تثنیہ جمع مذکر مؤنث سب میں استعمال ہوتا ہے جیسے "هِیَ اُذُنٌ هُمَا اُذُنٌ هُمْ اُذُنٌ" اور کہا جاتا ہے "جَاءَ نَا شِرًا اُذُنَیْهِ": وہ لالچ کرتا ہوا آیا وجَاءَ لَابِسًا اُذُنَیْهِ" وہ غافل ہو کر آیا۔

اَلْاِذْنَه: خواہش۔

اَلْاَذَان: خبردار کرنا۔

اَلْآذَنُ والْاُذَانِیُّ: بڑے کان والا۔

اَلْاَذِیْن والْمُؤَذِّنُ: اذان دینے والا۔

الاَذِیْنُ: سردار۔ لیڈر۔ کفیل۔

اَلْمِئْذَنَة :اذان دینے کی جگہ۔ منارہ۔ ج مآزن۔

اَذِیَ (س) اَذًی و آذَاةً: تکلیف پانا۔ صفت آذٍ.

اَذَی اِیْذَاءً. الرَّجُلَ: تکلیف پہنچانا۔

تَاَذّی: تکلیف اٹھانا۔

اَلْاَذی والْاَذِیَّة والْاَذَاۃ: تکلیف، رنجش۔

اَلْاَذِیَّ: تکلیف زدہ۔

الاَذِیَّ : سخت تکلیف پہنچانے والا۔ سخت تکلیف پانے والا۔

اَلْآذِیَّ: موج دریا۔ ج اَوَاذِیّ.

اَرِبَ (س) اَرَبًا: ماہر ہونا۔ صفت اَرِبٌ اَرِیْبٌ: مونث اَرِیْبَةٌ. اَرِبَ بِالشَّیْئِ: مشتاق ہونا۔ ماہر و دانا ہونا...... اِلَیْهِ: محتاج ہونا۔ الرَّجُلُ: کسی کے اعضاء کا گر جانا۔ عَلَیْهِ: قوی ہونا۔

اَرَبَ (ض) اَرْبًا. الْعُقْدَ: مضبوط گرہ لگانا۔ الرَّجُلَ: عضو پر مارنا۔

اَرُبَ (ک) اَرَابَةً و اِرْبًا: عقل مند و دانا ہونا صفت اَرِیْبٌ و اَرِبٌ.

اَرَّبَ. الشَّیْئَ: مضبوط کرنا...... اَلشَّاۃَ: ٹکڑے ٹکڑے کاٹنا۔

آرَبَهٗ مُوَارَبَةً: فریب دینا' دھوکا دینا۔ آرَبَ اِیْرَابًا. عَلَیْهِمْ: کامیاب ہونا۔

تَاَرَّبَ: بہ تکلف زیرک بننا...... الْاَمْرُ: دشوار ہونا۔

اِسْتَارَبَ: مغالطہ دینا۔ دشمنی چھپاتے ہوئے مدارات کرنا۔ قرض لینا۔

اَلْاَرُب: حاجت' ضرورت' انتہاء۔ ج آرَابٌ.

اَلْاِرْب: عضو۔ کہا جاتا ہے "قَطَعْتُ الذَّبِیْحَةَ اِرْبًا اِرْبًا": یعنی میں نے ذبیحہ کے عضو عضو کو کاٹا۔ ضرورت۔ ج آرَابٌ.

...... وَالْاِرْبَةُ: چالاکی' حیلہ۔

اَلْاَرُب: انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کے درمیان کا فاصلہ۔

اَلْاُرْب : چالاکی - پیدائش کے وقت گائے بکری کے بچے۔

اَلْاُرْبَةُ: گرہ۔ کتے کے گلے کا پٹہ۔ ج اُرَب.

اَلْاُرْبِیَّة: ران کی جڑ۔

اَلْاُرْبِیَان: جھینگا مچھلی۔

الْمَارَب والْمَارِبَةُ بتثلیث راءَ مَآرِبَةٌ: حاجت ج مَآرِبُ.

اَلْاُرْتَةُ: گرگٹ کے سر کے بال۔

اِرْث: دیکھئے مادہ ورث۔

اَرَّثَ: بھڑکانا۔ بَیْنَهُمْ: فساد کی آگ بھڑکانا۔ تَارَّثَت: النارُ: بھڑکنا۔

اَلْاُرْثَةُ والْاِرَاثُ: ایندھن۔

اَلْاِرَاثُ والْاِرَاثَةُ والْاَرِیْثُ: آگ۔

اَرِجَ (س) اَرَجًا و اَرِیْجًا و تَاَرَّجَ: خوشبو دینا' مہکنا۔ صفت اَرِجٌ. اَرِجَ النَّاسُ: رونے میں آواز بلند کرنا۔

اَرَجَ (ض) اَرْجًا. اَلْحَقَّ بِالْبَاطِلِ: حق میں

اذا شرط ہے --- اذا یعنی جب ---

جب تم کوشش کرو گے تو کامیاب ہو گے ---

یہاں کوشش کرنا شرط ہے کوشش کریں گے تو کامیاب ہو گئے ---

اگر کوشش ہی نہیں کی تو کامیابی نہیں ملے گئی، یہ "جب" یعنی اذا شرط ہے جب شرط پوری نہیں ہو گی تو وہ

کام ہی نہیں ہوگا جو مشروط ہے --- پس، اللہ عزوجل نے اس آیت کی ابتداء ہی شرط سے کی ہے اِذَا نُوْدِیَ

جب ندا دی جائے، جب ندا دے دی جائے گی تو نماز جمعہ پڑھنا واجب ہو جائے گا، اور جب تک ندا نہ دی جائے

گی تب تک نماز جمعہ واجب نہیں ہو گا --- اور ندا کا انتظار کرنا ہے خود ہی ندا نہیں دینی -- جب ندا دی جائے

اذا، زمانہ مستقبل کے لئے ظرف ہے---

یعنی اذا مستقبل کا اشارہ ہے --- کہ مستقبل میں ندا دی جائے گی (منتظر رہو) --- اذا شرط ہے ---

یہاں تک بات واضح ہو چکی ہے اب ہم آیت میں ایک قدم آگے بڑھتے ہیں ---

• مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ
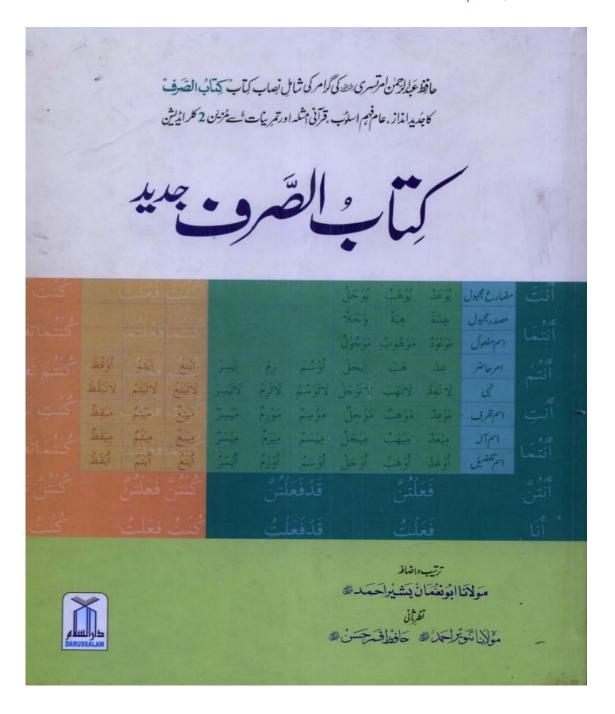
حروف

حروف کی دو قسمیں ہیں: ① حروف عاملہ ② غیر عاملہ

① حروف عاملہ: وہ حروف جو کلمے یا جملے پر داخل ہوتے ہیں اور اس میں عمل کرتے ہیں۔ حروف عاملہ کی کئی اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

① حروف جرّ: وہ حروف جو اسم پر داخل ہو کر اسے جر دیتے ہیں اور یہ تعداد میں سترہ ہیں:

بَاؤُ، تَاؤُ، کَافُ ولَامُ و واؤ، مُنْذُ ومُذُ، خَلاَ
رُبَّ، حَاشَا، مِنْ، عَدَا، فِيْ، عَنْ، عَلٰی، حَتّٰی، إِلٰی

حروف جر	مثالیں	معانی
بَ	﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾	اپنے رب کے نام سے پڑھیے۔
تَ	﴿وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ﴾	اللہ کی قسم! میں تمھارے بتوں کو (توڑنے کے لیے) ضرور تدبیر کروں گا۔
كَ	﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾	اس جیسی کوئی چیز نہیں۔
ل	﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ﴾	اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے۔
وَ	﴿وَالْعَصْرِ﴾	زمانے کی قسم!
مُذْ، مُنْذُ	مَارَاَيْتُهٗ مُذْ/مُنْذُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ	میں نے اسے جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا۔
خَلَا	رَأَيْتُ الْقَوْمَ خَلَازَيْدٍ	میں نے زید کے علاوہ تمام کو دیکھا۔
رُبَّ	رُبَّ رَجُلٍ كَرِيْمٍ لَقِيْتُهٗ	میں نے کئی معزز لوگوں سے ملاقات کی۔
حَاشَا	جَاءَ الْقَوْمُ حَاشَازَيْدٍ	زید کے علاوہ تمام قوم آگئی۔
مِنْ	﴿هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾	یہ اللہ کی طرف سے ہے۔

القاموس الوحید

جامع ترین مکمل عربی اردو لغت

تالیف

مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی

استاذ حدیث وادب عربی ومعاون مہتمم دارالعلوم دیوبند

مراجعہ وتقدیم

مولانا عمید الزمان قاسمی کیرانوی

ادارہ اسلامیات

لاہور — کراچی

اَلمَلَوَانِ: شب و روز یا صبح و شام.
لَا اَفْعَلُه ما اختلَفَ المَلَوَان: جب تک زمانہ کی گردش رہے گی میں ایسا نہیں کروں گا یعنی کبھی نہیں کرونگا.

اَلمَلَاةُ: سراب دار صحرا، گرمی والا صحرا، ج: مَلًا

اَلمُلٰی: گرم راکھ (۲) عرصۂ وقت.

اَلمِلَاوَةُ: جینے کا عرصہ.

اَلمَلْوَةُ: اَلمَلَاوَةُ - اَقَامَ عنده مَلْوَةً من الدَّهرِ: اس نے اس کے پاس کچھ عرصہ قیام کیا (۲) چوتھائی کیلو یا تین کیلوگرام کے بقدر غلہ ناپنے کا ایک مصری پیمانہ.

اَلمُلُوَةُ: المَلَاوة.

اَلمَلِیُّ: لمبا عرصہ. قرآن پاک میں ہے: "وَاهْجُرْنِی مَلِیًّا"۔ مَضَی مَلِیٌّ مِنَ النَّهارِ او اللَّیل: دن یا رات کا کچھ حصہ یا تین ثلث حصہ گزر گیا.

مَلِیًّا: کچھ دیر تک، عرصۂ دراز تک.

اَلمِلیار: ایک ارب ج: ملیارات.

المليونير: ارب پتی.

اَلمِلْیُوْنُ: دس لاکھ ج: ملایین.

م ———— م

• مِمَّ: کس چیز سے.

م ———— ن

• مَنْ: (واحد و جمع اور مذکر و مؤنث سب کے لئے) جو (۲) کون (۳) جیسے. ذوی العقول کے لئے اسم موصول. یہ حسب ذیل معانی کے لئے آتا ہے:

۱- شرطیہ: شرط اور جزا میں فعل مضارع کو جزم دیتا ہے جیسے: "مَنْ یَّعْمَلْ سُوْءًا یُّجْزَ بِه": جو برائی کرے گا وہ اس کا بدلہ پائے گا.

۲- استفہامیہ: جیسے: قَالُوا یَا وَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا؟ ہم پر کیسی آفت آئی ہمیں ہماری قبر سے کس نے اٹھایا؟ - قال مَن رَّبُّکُمَا یَا مُوْسٰی؟

کبھی استفہام کے اسلوب میں نفی کے معنی بھی ہوتے ہیں جیسے: مَنْ یَّفْعَلُ هذا الّا زَیْد؟ زید کے علاوہ اسے کون کرسکتا ہے؟ یعنی کوئی نہیں کرسکتا. نیز جیسے: وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ؟ خدا کے سوا گناہوں کو کون معاف کرسکتا ہے؟ یعنی کوئی نہیں کرسکتا.

۳- موصولہ: جیسے: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِی الاَرْضِ. کیا تم کو نہیں معلوم کہ آسمانوں اور زمین میں جو ہیں وہ سب اللہ کو سجدہ کرتے ہیں.

۴- نکرہ موصوفہ: یعنی یہ نکرہ ہوتا ہے اور اس کے بعد اس کی صفت آتی ہے اسی وجہ سے اس پر رُبَّ داخل ہوتا ہے. جیسے: سوید شاعر کا قول:

رُبَّ مَنْ اَنْضَجتُ غَیْظا قَلْبَه
قَد تَمَنّٰی لی موتا لم یُطَعْ

بعض وہ لوگ جن کا دل میں نے غصہ سے جلایا انہوں نے میرے لئے موت کی آرزو کی مگر ان کی آرزو پوری نہ ہوئی.

کبھی اس کی صفت بھی نکرہ ہی آتی ہے جیسے: مَرَرْتُ بِمَنْ مُعْجِبٍ لك: میں بعض ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جو تجھ کو پسند کرتے ہیں.

من هو، من هی، من هما، من هم، من هن، مِن انتَ، من انتما، من انتم، من اَنْتُنَّ؛ بِمَنْ؟ کسی کے ساتھ، یا کن کے ساتھ.

لِمَن ؟ کس کا، کن کا.

• مِن: حرف جر، اس کا استعمال حسب ذیل معانی کے لئے ہوتا ہے.

۱- ابتدا، جیسے: سَارَ من بغداد. وہ بغداد سے روانہ ہوا. ابتدا زمانہ کے لئے کم آتا ہے. جیسے: مَرِضْتُ من یوم الجُمُعَة.

۲- تبعیض کے لئے بمعنی بعض جیسے: منهم مَنْ اَحْسَنَ و منهم مَّنْ اَسَاءَ. ان میں سے بعض نے اچھا کیا اور بعض نے برا. حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ. تا آنکہ تم اپنی پسندیدہ چیزوں کا کچھ حصہ خرچ کرو.

۳- بیان کے لئے. یعنی اس کے بعد کا لفظ پہلے مبہم لفظ کی وضاحت کرتا ہے اور اکثر ما اور مہما کے بعد آتا ہے. جیسے: مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ من رَّحْمَةٍ. نیز مَهْمَا تَاْتِنَا به من آیَةٍ.

۴- برائے تعلیل. جیسے: مِمَّا خَطِیْئَاتِهِمْ اُغْرِقُوْا. وہ غلطیوں کی وجہ سے غرق کئے گئے.

۵- برائے بدل. جیسے: اَرَضِیْتُمْ بِالحَیَاةِ الدُّنْیَا مِنَ الآخِرَةِ؟ کیا تم نے آخرت کے بجائے یا اس کے بدلہ دنیوی زندگی کو پسند کر لیا ہے؟

۶- فصل و تمیز کے لئے. یعنی دو متضاد چیزوں میں فصل و امتیاز کرنے کیلئے جیسے: وَاللّٰهُ یَعْلَمُ المُفْسِدَ

مِن حرف جر ہے (سے، میں سے، بعض، بسب) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے ---

مِن زائد بھی ہوتا ہے، اکثر نفی استفہام کے بعد زائد ہوتا ہے ---

مِن، صیغۂ تبئیض ہے یعنی بعض کے لئے --- اور زائد (یعنی کُل) کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے ---

قرآن کا ہر حرف اور ہر لفظ با معنی اور لازم ہے اُن میں سے کسی ایک کو فضول اور عبث قرار دینا کفرِ صریح ہے، بہر طور آیت جمعہ میں نازل شدہ حرف " مِنْ " فضول اور عبث نہیں ہے، جو مطلب اس آیت سے اخذ کیا گیا ہے اگر خدا کو وہی کچھ کہنا مقصود ہوتا تو یوں فرماتا کہ --- اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلَاۃِ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ ، یعنی، جب جمعہ کے دن کی نماز کے لئے ندا دی جائے، --- یہ نہایت حَسِین و جامع عبارت ہوتی اور بات بالکل صاف ہو جاتی، اس میں ندا کے معنی خود بخود اذان ہو جاتے، خواہ مخواہ بریکٹوں (قوسین) کی مار دے کر قرآن میں اضافہ نہ کرنا پڑتا اور اس مزعومہ مفہوم کے لئے یہ ایک لاجواب جملہ ہوتا --- لیکن افسوس کہ خداوند حکیم نے یوں نہ فرمایا، بلکہ کچھ اس انداز میں فرمایا، اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلَاۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ

بہر حال خدا کہے نہ کہے ہمیں تو مذکورہ بلا نفسیاتی اصول کے تحت وہی سمجھنا ہے جو سمجھنے کے لیے ہمارے اذہان تیار کیے گئے ہیں ، یعنی اپنے بچپن اور جوانی تک کے راسخ کردہ تصورات، آخر یہ برسوں اور صدیوں کی محنت کیوں کی گئی تھی؟ یہ خود ساختہ قوانین و قواعد، یہ مروڑی ہوئی لغات اور لغویات اس لئے تو تیار ہوئے تھے کہ جہاں اپنی مرضی اور مقصد کے خلاف بات ہو اُسے چٹکی بجانے میں حکیمہ درست کر لیا جائے، چنانچہ یہ بات سمجھ کر آگے بڑھیں جو معنی یا ترجمہ یا مقصد اخذ کیا جاتا ہے وہ حرفِ " مِنْ " کو آیت سے نکال کر پیدا ہوسکتا ہے ورنہ ہرگز نہیں ---

یہ بھی سمجھ لیں کہ اگر لفظ " مِنْ " کو نکال دیا جائے تو ان کا پورا مطلب آیت سے برآمد ہو سکتا ہے ورنہ ہرگز نہیں، اس آیت میں اور ہر آیت میں ایسی ترکیبیں ہیں اور الفاظ اس طرح لائے گئے ہیں کہ انسان ان میں باطل کو داخل نہیں کر سکتا، اور نہ عقلی دلیل کے ساتھ اُس میں باطل کو اخذ کیا جا سکتا ہے، البتہ اگر عقلی پابندیوں سے آزاد (فاسق) ہو جائیں تو ممکن ہے، ہم لوگ دراصل قرآن نہیں پڑھتے بلکہ قرآن میں اپنے ماحول کے سونپے ہوئے تصورات اور خیالات و مقاصد پڑھا کرتے ہیں (جمعۃ واجبہ)

آیت میں اذا ، نودی، اور مِن ، کے الفاظ ہیں، قرآن میں جگہ جگہ مِن استعمال کیا گیا ہے --- ہم یہاں چند دوسری آیات میں مِن کی مثالیں پیش کرتے ہیں ---

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا {هود 6}

زمین پر کوئی ایسا جاندار نہیں کہ جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو ---

کوئی جاندار ایسا نہیں یعنی ہر جاندار ایسا ہے جس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے ---، یہاں مِن کُل کے معنی میں ہے ---

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا {الانعام 59}

کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے ---

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ ، کوئی پتہ نہیں گرتا ، یہاں بھی مِن کُل کے معنی میں ہے، کوئی پتہ نہیں گرتا یعنی ہر پتہ جو گرتا ہے اس کا علم اللہ کے پاس ہے ---

یٰٓاَهْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْرًا مِّمَّا کُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْکِتٰبِ {المائدہ 15}

اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے رسول تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں ---

رسولؐ کتاب سے وہ چیزیں دکھاتے ہیں جو تم نے کتاب سے چھپا دیں، مکمل کتاب نہیں چھپائی بلکہ کتاب میں سے کچھ چھپائی ہیں، یہاں مِن بعض کے معنی میں آیا ہے ---

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ{البقرہ8}

اور لوگو میں کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اور وہ مومنین نہیں ہیں --

لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں ، تمام لوگ نہیں بلکہ ان میں سے کچھ --- یہاں مِن بعض کے معنی میں آیا ہے --- ایسی آیات سے قرآن کریم پُر ہے ہمارا مقصد صرف قرآن سے مثال پیش کرنا تھا تاکہ مِن کے دونوں معانی ہم پر واضح ہو جائیں۔

تمام مقامات پر مِن کے معنی بدستور کوئی، کسی، کچھ وغیرہ بحال رکھنا لازم ہے ، البتہ جہاں ایسا ہے، کوئی پتہ نہیں گرتا، کوئی جاندار ایسا نہیں، یعنی مِن جہاں کُل کے معنی میں آیا ہے وہاں لفظ " بھی" کا اضافہ کردیں ، جیسے کوئی بھی پتہ نہیں گرتا، کوئی بھی جاندار، چنانچہ! مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ ، کسی جمعہ کے دن، یا کسی جمعہ کو، معنی کرنا لازم ہیں، اور معاذ اللہ خدا کو اصلاح دیئے بغیر دوسرے معنی (ہر جمعہ کے دن) نہیں کئے جاسکتے --- **اے مومنو! جب ندا دی جائے کسی جمعہ کے دن** ، ندا دینی نہیں بلکہ ندا کا انتظار کرنا ہے، --- ہر جمعہ نہیں بلکہ ایک خاص جمعہ ہے یعنی کسی جمعہ کے دن ---

اللہ عزوجل نے تمام مومنین کو مخاطب کیا ہے اے مومنو جب تمہیں ندا دی جائے ، اس کا مطلب کوئی مومن ندا نہیں دے سکتا ہر مومن اللہ کے اس خطاب کے حصار میں آتا ہے--- اگر کسی نے اپنی مرضی سے ندا دی تو وہ مومن نہیں رہے گا کیونکہ وہ مومنین کے اس حصار سے نکل گیا ہے اللہ نے تو تمام مومنین کو ندا کے منتظر رہنے کا حکم دیا ہے ۔

اللہ عزوجل نے یہ نہیں فرمایا، کہ، يا يُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا نَادُوْا للصلوة من يوم الجمعة"

اے مومنین تم جمعہ کے دن نماز کے لئے ندا دو--- ایسا نہیں کہا گیا--

بلکہ اللہ عزوجل نے اس طرح فرمایا ہے کہ، اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ، جب کسی جمعہ کے دن نماز کے لئے ندا دی جائے---

- فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

اے ایمان والوں جب کسی جمعہ کے دن صلات کے لئے ندا دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو، دوڑو ---

اب ہم فاسعوا الی ذکر اللہ پر مختصر بات کریں گے ---

لفظ ہے " **فاسعوا**" اس لفظ کو ذرہ کھولتے ہیں --- ف + ا + س + ع + وا = **فاسعوا**

فاسعوا میں **ف** حرف عطف ہے، ا (الف) فعل امر یعنی صیغہ امر ہے، **وا** جمع کا صیغہ ہے ، اب باقی بچا **سعی، سَعٰی یَسعٰی سَعیاً**

ہمیں اسی سعی پر بات کرنی ہے-- سعی کے معانی، دوڑنا، لپکنا تیز چلنا وغیرہ کیا گیا ہے ... اللہ کے ذکر کی طرف لپکو،تیز چلو، دوڑو -

ہم یہاں ان چند آیات کو پیش کرتے ہیں جن میں **سعی** ہے ---

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰی فِیْ خَرَابِهَا (البقرہ **114**)

اور ایسے لوگوں سے زیادہ ظالم اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی مسجد کو ویران کرنے کی کوشش کرے---

کیا یہاں بھی سعی کا معنی تیز چلنا یا دوڑنا لیا جائے-- یعنی جو اللہ کی مسجد کو ویران کرنے کے لئے تیز چلتا ہے، یا دوڑتا ہے؟ نہیں ایسا ترجمہ ہرگز قابل قبول نہیں --- بلکہ کوشش کرنا معقول ہے کوشش کرنے میں تیز چلنا اور دوڑنا بھی آ جائے گا اور مسجد کو ویران کرنے کی کوشش میں اور بھی بہت سے معانی آئیں گے ، جیسے کوشش میں مسجد کو مسمار کرنا بھی ہو سکتا ہے، کوشش میں مسجد کو اللہ کی عبادت سے محروم کرنا بھی ہوسکتا ہے، کوشش میں اس جیسے اور بھی بہت سے افعال ہو سکتے ہیں --- یہ یاد رہے ہم یہاں آیت کی تفسیر نہیں کر رہے صرف لفظ سعی پر گفتگو کر رہے ہیں ---

وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی(النجم **39**)

اور یہ کہ انسان کے لئے کچھ (بھی) نہیں سوائے اتنے کے جتنی اُس نے کوشش کی ہو--

کیا یہاں ایسا ترجمہ قابل قبول ہوگاکہ؟؟ انسان کو صرف وہی ملے گا جس کے لئے تیز چلے گا، یا دوڑے گا، یا لپکے گا؟ ایسا ترجمہ ہرگز قابل قبول نہیں یہ دوڑنا لپکنا تیز چلنا تو جسمانی افعال ہیں جو ایک تندرست شخص ہی کر سکتا ہے، اگر یہی معانی لئے جائیں تو معذور

اور نابینا، مریض اور ضعیف لوگوں کو تو کچھ نہ ملے گا ایسے لوگ تو بلکل ہی محروم رہ جائیں گے، تو یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ ترجمہ اللہ عزوجل کے کلام کی صحیح ترجمانی نہیں کر رہا، بلکہ مذاق کیا جا رہا ہے، اگر یہاں سعی کے معنی کوشش ہو تو یہ بلکل معقول ہے اور اللہ کے کلام کی ترجمانی کر رہا ہے، کیونکہ کوشش میں وہ سب کچھ آ جاتا ہے جو اللہ عزوجل انسان سے چاہتا ہے ، صرف دوڑنے، تیز چلنے، اور لپکنے سے کچھ ہاتھ آنے والا نہیں ---

اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی ﴿سورہ الیل۴﴾ یقیناً تمہاری کوششیں مختلف ہیں ---

یہاں بھی ایسا ہی معاملہ ہے، کیا یہ ترجمہ صحیح ہے کہ، تمہارا لپکنا مختلف ہے، تمہارا دوڑنا مختلف ہے، یا تمہارا تیز چلنا مختلف ہے؟؟ اگر ایسا مانا جائے تو یہ اللہ عزوجل کے کلام کی توہین ہے اور اللہ کے احکامات سے تمسخر کرنے کے مترادف ہے، یہاں بھی کوشش معقول ہے، سب کی کوششیں مختلف ہیں اور کوشش میں بہت وسعت ہے---

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ 286)

اللہ کسی ہستی کو اس کی وسعتوں سے زیادہ ذمہ داری نہیں سونپتا ---

پس فاسعوا کے معنی سعی کرنا ہے اور سعی وسعت کے اندر محدود ہے --- یہاں مزید یہ بھی دیکھنا ہو گا

فاسعوا کے معانی آیت جمعہ میں، دوڑ کر جانا چل کر جلدی جلدی جانا غلط ہیں، اگر فاسعوا کا معنی دوڑنا تیز چلنا لپکنا ہو تو کیا جو شخص آہستہ آہستہ چل کر جائے یا کسی سواری پر جائے یا خود مسجد کے حجرہ ہی میں رہتا ہو یا ندا کے وقت سے پہلے ہی مسجد میں موجود ہوں، اِن لوگوں کی نماز جمعہ ہوگی یا نہیں؟ مولوی کہے گا ضرور ہو گی، کیوں؟؟؟ کہا تو یہ گیا ہے کہ جب جمعہ کی ندا دی جائے گی تو سعی کرنا (دوڑنا) واجب ہو جائے گا، ہونا تو یہ چاہیے تھا اُن لوگوں کو ماخوذ کیا جاتا جنھوں نے سعی واجب ہوتے ہوئے اس کی خلاف ورزی کی ، دوڑنے یا تیز چلنے کی قوت کے ہوتے ہوئے انہوں نے اس واجب کے خلاف کیا یہاں ان کو گناہ کبیرہ کا عمداً مجرم ماننا ہو گا ---- اگر ایسا نہیں ہے؟ تو ثابت ہوا کہ **سعی یعنی دوڑنا یا جلدی چل کر جانا واجب نہیں ہے**--- (جمعۃ واجبۃ)

پس سعی کرنا دوڑنا تیز چلنا لپکنا نہیں بلکہ کوشش کرنا ہے

مزید حج میں سعی دیکھ لیجیئے ---

عن أبي عبد الله عليه السلام قال : انحدر من الصفا ماشياً إلى المروة وعليك السكينة والوقار حتى تأتي المنارة وهي على طرف المسعى فاسع ملأفروجك وقل: "بسم الله والله أكبر وصلى الله على محمد وعلى أهل بيته، ...الخ (الكافی، كتاب الحج ، باب السعی بين الصفا و المروة)

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، صفا سے مروہ کو جاتے ہوئے پُر سکون ہو کر بڑے وقار سے چلو یہاں تک کہ مروہ پہنچ جاؤ جب مینار تک آؤ تو وہاں سے سعی کرو --- (الخ)

یہاں جو کچھ ہم دکھانا چاہتے ہیں وہ اس قدر ہے کہ دونوں پہاڑیوں پر اترنا اور چڑھنا پیدل اور پرسکون اور با وقار طریقے پر چل کر بتایا گیا، اور وہاں پہنچ جانے کے بعد سعی کرنا یعنی دوڑنا شروع کرے، اس سے یہ ثابت ہوا کہ دوڑنا سکون اور وقار کو برقرار نہیں رکھتا لہذا مساجد کی طرف جانا بھی دوڑ کر نہ ہوا بلکہ وہ چلنا بھی باوقار اور پرسکون ہونا ضروری ہے-- لہذا **فاسعوا** کے معنی آیت جمعہ میں آیت جمعہ میں دوڑ کر جانا یا چل کر جلدی جلدی جانا غلط ہوا ، پھر یہ صفا و مروہ کے درمیان بہت سے اعمال ہیں جن میں دعائیں وغیرہ کے ساتھ ساتھ یہ پرسکون و پروقار چلنا، پہاڑ پر چڑھنا اور اُترنا بھی داخل ہیں، لہذا سعی کے معنی صرف دوڑنا یا تیز چلنا غلط ہوئے بلکہ اصل منشاء وہی ہے کہ حضرت ھاجرہؑ کی بے چینی و تلاش کی نقل کی جائے جو فرض عبادت ہے اور اُن تمام اعمال کا نام سعی ہوا جو صفا و مروہ کے درمیان بجالائے جاتے ہیں (جمعۃ واجبہ)

پس فاسعوا یعنی سعی بھاگ دوڑ نہیں بلکہ کوشش کرنا ہے ---

الكافي
فروع الكافي
منشورات الفجر
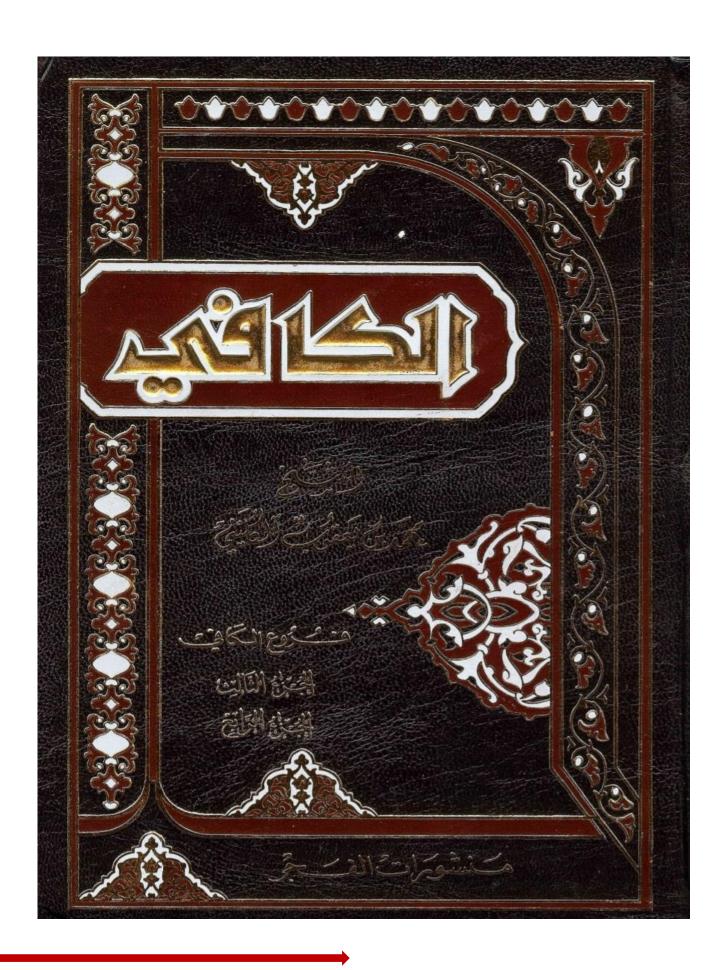
صلى الله عليه وعليهم فَأَكْثِرْ مِنْهَا. وقَالَ: يَا عُمَرُ إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ فِي كُلِّ يَوْمِ جُمُعَةٍ أَلْفَ مَرَّةٍ وفِي سَائِرِ الْأَيَّامِ مِائَةَ مَرَّةٍ.

١٤ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَخِيهِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ، عَنِ الرِّضَا عليه السلام قَالَ: قُلْتُ لَهُ: بَلَغَنِي أَنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَقْصَرُ الْأَيَّامِ؟ قَالَ: كَذَلِكَ هُوَ، قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ كَيْفَ ذَاكَ؟ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وتَعَالَى يَجْمَعُ أَرْوَاحَ الْمُشْرِكِينَ تَحْتَ عَيْنِ الشَّمْسِ فَإِذَا رَكَدَتِ الشَّمْسُ عَذَّبَ اللَّهُ أَرْوَاحَ الْمُشْرِكِينَ بِرُكُودِ الشَّمْسِ سَاعَةً فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ لَا يَكُونُ لِلشَّمْسِ رُكُودٌ رَفَعَ اللَّهُ عَنْهُمُ الْعَذَابَ لِفَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَلَا يَكُونُ لِلشَّمْسِ رُكُودٌ.

٢٣٨ - باب: التزين يوم الجمعة

١ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: لِيَتَزَيَّنْ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَغْتَسِلُ ويَتَطَيَّبُ ويُسَرِّحُ لِحْيَتَهُ ويَلْبَسُ أَنْظَفَ ثِيَابِهِ ولْيَتَهَيَّأْ لِلْجُمُعَةِ ولْيَكُنْ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ السَّكِينَةُ والْوَقَارُ ولْيُحْسِنْ عِبَادَةَ رَبِّهِ ولْيَفْعَلِ الْخَيْرَ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ اللَّهَ يَطَّلِعُ عَلَى [أَهْلِ] الْأَرْضِ لِيُضَاعِفَ الْحَسَنَاتِ.

٢ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ عُمَرَ الْجُرْجَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَنْ أَخَذَ مِنْ شَارِبِهِ وقَلَّمَ [مِنْ] أَظْفَارِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ قَالَ: «بِسْمِ اللَّهِ عَلَى سُنَّةِ مُحَمَّدٍ وآلِ مُحَمَّدٍ» كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ وكُلِّ قُلَامَةٍ عِتْقَ رَقَبَةٍ ولَمْ يَمْرَضْ مَرَضاً يُصِيبُهُ إِلَّا مَرَضَ الْمَوْتِ.

٣ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الرِّجَالِ والنِّسَاءِ فِي الْحَضَرِ وعَلَى الرِّجَالِ فِي السَّفَرِ.

٤ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى، عَنْ حَرِيزٍ، عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عليه السلام: لَا تَدَعِ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ سُنَّةٌ وشَمَّ الطِّيبَ والْبَسْ صَالِحَ ثِيَابِكَ ولْيَكُنْ فَرَاغُكَ مِنَ الْغُسْلِ قَبْلَ الزَّوَالِ فَإِذَا زَالَتْ فَقُمْ وعَلَيْكَ السَّكِينَةَ والْوَقَارَ، وقَالَ: الْغُسْلُ وَاجِبٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

[illegible] عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: أَخْذُ الشَّارِبِ والْأَظْفَارِ وغَسْلُ الرَّأْسِ بِالْخِطْمِيِّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَنْفِي الْفَقْرَ ويَزِيدُ فِي الرِّزْقِ.

٦ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُوسَى بْنِ سَعْدَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: مَنْ أَخَذَ مِنْ شَارِبِهِ وقَلَّمَ مِنْ أَظْفَارِهِ وغَسَلَ رَأْسَهُ بِالْخِطْمِيِّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ نَسَمَةً.

٧ - مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: أَخْذُ الشَّارِبِ والْأَظْفَارِ مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ أَمَانٌ مِنَ الْجُذَامِ.

ترجمہ؛ امام محمدؐباقرؑ نے فرمایا، جمعہ کے روز غسل ترک نہ کرو یقیناً یہ سنت (لازمہ) ہے، خوشبو لگانا عمدہ ترین کپڑے پہننا، مگر زوال سے پہلے غسل سے فارغ ہو جانا، اگر زوال کا وقت ہو جائے تب بھی (فکر نہیں) اُٹھو مگر سکون اور وقار تم پر فرض ہے ---

اور فرمایا؛ جمعہ کے روز غسل کرنا واجب ہے --

للعليل .

۱۰ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : غسل الرأس بالخطمي في كلّ جمعة أمان من البرص و الجنون .

باب ۶۶

روز جمعہ زینت کرنا

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے چاہیئے کہ ہر ایک روز جمعہ زینت کرے، غسل کرے، خوشبو لگائے۔ داڑھی درست کرے، پاکیزہ لباس پہنے اور نماز جمعہ کی تیاری کرے اور سکینہ و وقار سے رہے اور اچھی طرح عبادت کرے اور حسب استطاعت خیرات کرے۔

۲۔ فرمایا حضرت نے جو کوئی روز جمعہ مونچھیں کتروائے، ناخن کٹوائے۔ پھر کہے بسم اللہ وعلیٰ سنت محمدؐ و آل محمدؐ تو اللہ اس کے ہر بال اور ہر ناخن کے تراشنے کے بدلے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب دیتا ہے اور اسے سوائے مرض الموت کے اور کوئی مرض لاحق نہ ہوگا۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا روز جمعہ مرد و عورت دونوں کو حضر میں کرنا چاہیئے اور سفر میں صرف مردوں کو۔ (م)

۴۔ فرمایا غسل روز جمعہ ترک نہ کرو، خوشبو سونگھو عمدہ لباس پہنو اور قبل زوال غسل سے فارغ ہو جاؤ اور جب زوال ہو جائے تو سکینہ و وقار پر قائم رہو اور فرمایا غسل جمعہ واجب ہے۔ (حسن)

۵۔ فرمایا روز جمعہ مونچھیں اور ناخن کٹواؤ اور خطمی سے اپنا سر دھوؤ، یہ باعث ہوگا فقر دور کرنے اور رزق کو بڑھانے کا۔

۶۔ فرمایا حضرت نے جو اپنے ناخن کٹوائے اور اپنا سر خطمی سے دھوئے روز جمعہ تو ایسا ہے گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا۔ (ضعیف)

۷۔ فرمایا مونچھیں کٹوانا اور ناخن ترشوانا ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک جذام سے بچاتا ہے۔ (مجہول)

۸۔ میں نے پوچھا کیا روز جمعہ صبح کو غسل کرنا کافی ہوگا فرمایا ہاں۔ (حسن)

۹۔ فرمایا روز جمعہ غسل کرنا ضروری ہے حضر میں ہو یا سفر میں جو بھول جائے وہ دوسرے روز غسل کرے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ بیمار غسل نہ کرنے کی اجازت ہے۔

۱۰۔ فرمایا روز جمعہ خطمی سے سر دھونا امان ہے برص اور جنون سے۔ (موثق)

جمعہ کے دن سکینہ و وقار یعنی سکون واجب و لازم ہے اور دوڑنے یا تیز چلنے یا لپکنے سے سکون اور وقار باقی نہیں رہتا پس ثابت ہوا **فاسعوا** کا معنی دوڑنا تیز چلنا لپکنا لینا باطل اور غلط ہے ، بلکہ **فاسعوا** کے معنی کوشش کے ہیں یہ غسل جمعہ بھی نماز جمعہ کی **سعی یعنی کوشش** میں سے ہے ---

تفسير القمي
لأبي الحسن علي بن إبراهيم القمي رحمه الله
من أعلام القرن الثالث الهجري
الجزء الثالث
مؤسسة الإمام المهدي
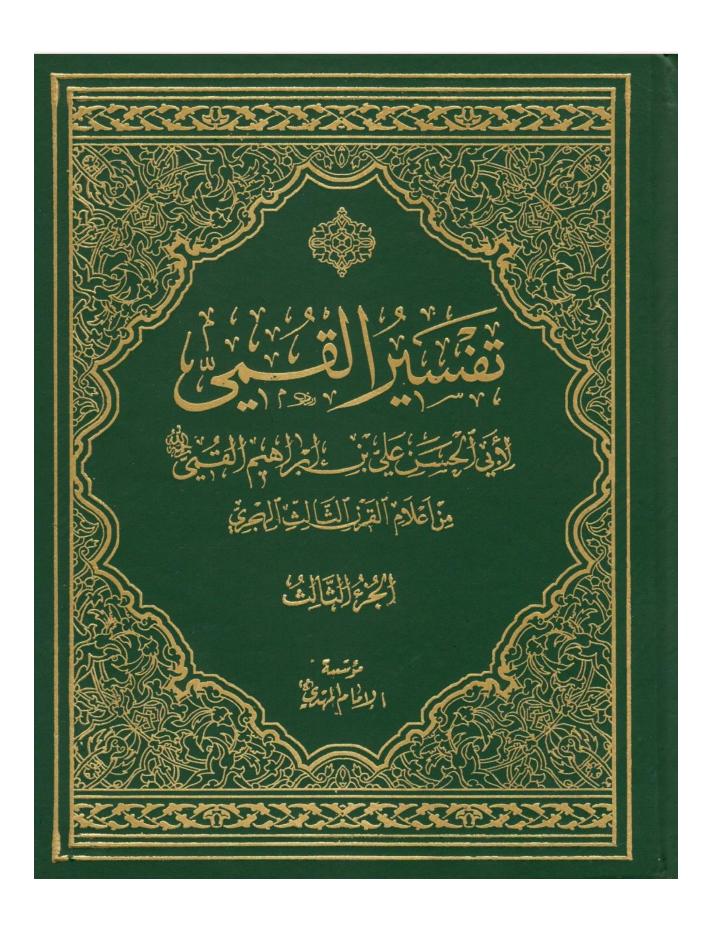
وقوله: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنْ زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ قال: إنّ في التوراة مكتوب: أولياء الله يتمنّون الموت.[1]

﴿قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ -إلى قوله- فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ «٨»

ثمّ قال: ﴿قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ﴾.

٢ـ وقال أمير المؤمنينعليه السلام: يا أيّها الناس، كلّ امرئ ملاق في فراره ما منه يفرّ، والأجل مساق النفس إليه، والهرب [منه] موافاته.[2][3]

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ -إلى قوله- وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ «٩ـ١١»

قوله: ﴿فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾ السعي هو الإسراع في المشي.

٣ـ وفي رواية أبي الجارود، عن أبي جعفرعليه السلام في قوله: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾ قال: اسعوا [أي] امضوا، ويقال: اسعوا [أي] اعملوا لها، وهو قصّ الشارب، ونتف الإبط[4] وتقليم الأظفار، والغسل، ولبس أفضل ثيابك[5] وتطيّب للجُمُعة، فهو السعي، لقول الله: ﴿وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾.[6][7]

٤ـ حدثنا جعفر بن أحمد[8] قال: حدثنا عبد الكريم بن عبد الرحيم، عن محمّد بن

---

(١) عنه البحار: ١٢٥/٦ ح١ (قطعة) و١٣/٣٤٠ ح١٥ (قطعة) و٢٢/٧٢ صدر ح٢٤ (قطعة)، والبرهان: ٣٧٦/٥ ح١، ونور الثقلين: ٣٦٦/٧ ح٢٥.

(٢) «مؤاتاته» البرهان.

(٣) عنه البرهان: ٣٧٧/٥ ح١، ونور الثقلين: ٣٦٦/٧ ح٢٧.

(٤) «الإبطين» البرهان.

(٥) «ولبس أنظف الثياب» البرهان.

(٦) الإسراء: ١٩.

(٧) عنه البحار: ٣٤٤/٨٩ ح١١، والبرهان: ٣٧٨/٥ ح٥، ونور الثقلين: ٣٦٨/٧ ح٣٥، ومستدرك الوسائل: ٥٠٥/١ ذح١٤ و٨٩/٦ ح٣.

(٨) «جعفر بن محمّد» خ. والصواب ما في المتن، أنظر معجم رجال الحديث: ٥٠/٤ و٩٣/١٠.

فاسعوا در حقیقت امضوا ہے ملاحظہ فرمائیں---

(۳) سوزش، جلن۔

[illegible]

• مَضَى الشَّيءُ ـِ مُضِيًّا: گزر جانا، چلا جانا، وقت نکلنا، ختم ہونا۔ قرآنِ پاک میں ہے: "وَمَضَى مَثَلُ الاَوَّلِينَ"۔ "وَامْضُوا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ"۔

—— علَى الاَمْرِ وَفيه: کسی کام کو جاری رکھنا، اس پر قائم رہنا یا اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا۔ هو ماضٍ والاَمْرُ مَمْضِيٌّ عليه وفيه۔

—— فُلانٌ سَبِيلَهُ وَبِسَبِيلِه: مرنا۔

—— قُدُمًا فی كذا: کسی کام میں آگے بڑھنا، کرتے رہنا۔

—— علی وجهه: اپنی راہ لینا، جدھر منہ اٹھے ادھر چلے جانا۔

—— السَّيْفُ مَضَاءً: تیز ہونا۔ هو اَمْضَى من السَّيف: وہ تلوار سے بھی زیادہ تیز ہے۔

—— عَلَى البَيْع: بیع کو نافذ کرنا۔

مَضَى يقولُ: و مَضَى قائلا: اس نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

اَمْضَى الحكمَ وَ الاَمْرَ: فیصلہ یا حکم جاری کرنا، نافذ کرنا، تکمیل کرنا، حدیث میں ہے: "لَيْسَ لَكَ من مَالِكَ الا ما تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَيْتَ"۔

—— البَيْعَ ونَحْوَه: نافذ کرنا۔

—— الشَّيْءَ و الوَقْتَ: گزارنا۔

—— الصَّكَّ وغَيْرَهُ: چک وغیرہ اپنے دستخط سے جاری کرنا، دستخط کرنا۔

—— السَّيْفَ: تلوار تیز کرنا۔

اَمْضَى بالتَّوكيل: کسی کی طرف سے دستخط کرنا یا کوئی کام کرنا۔

—— الوَصِيَّةَ: وصیت کو پورا کرنا۔

مَضَّى الاَمْرَ: نافذ و جاری کرنا۔

تَمَضَّى الرَّجُلُ: آگے بڑھنا۔

—— الاَمْرُ: جاری اور نافذ ہونا، پورا یا ختم ہونا۔

الاِمْضَاءُ: اجرا، تنفیذ، تکمیل (۲) دستخط ج: اِمْضَاءَاتٌ۔

الاِمْضَاءاتُ المُصَدَّقُ عَلَيها: مصدقہ دستخط۔

الماضی: زمانۂ گذشتہ۔ کہتے ہیں: كانَ ذلك فی الزَّمانِ الماضِی۔ (۲) گذشتہ (۳) وہ فعل جو زمانۂ ماضی پر دلالت کرے (۴) جاری، نافذ، ہو کر رہنے والا (۵) تیز، تیز تلوار ج: مَوَاضٍ۔

الماضی فی الاُمُور: معاملات کا پکا کر کے دکھانے والا، بات کا پکا، نڈر، باہمّت۔

المَضَاءُ: تیزی۔

المَضّاءُ: جری، ارادے کا پکا (۲) تیز طرار۔

المُضَوَاءُ: پیش رفت۔ مَضَى علَى مُضَوَائِهِ: وہ آگے بڑھتا رہا۔

المُضِيُّ: رفت، اختتام، گزر جانا۔

المُمْضِی: نافذ کنندہ، دستخط کنندہ۔

م ــــــ ط

• مَطَحَهُ ـَ مَطْحًا: کسی کو ہاتھ سے مارنا، ہاتھ مارنا۔

اِمْتَطَحَ الوَادِی: وادی کا پانی سے لبریز ہو جانا۔

تَمَطَّحَ الوَادِی: اِمْتَطَحَ۔

• مَطَخَ فُلانٌ ـَ مَطْخًا: بہت کھانا۔

مَطَخَ الشَّيءَ: کسی چیز کو چاٹنا۔ جیسے: مَطَخَ العَسَلَ۔

—— الرَّجُلَ بيدِه: ہاتھ سے مارنا۔

—— عِرْضَهُ: عزت کو داغ دار کرنا۔

—— بالدَّلْوِ: ڈول کھینچنا۔

المَاطِخُ: سبک اور تیز رفتار گھوڑا۔

المَطَّاخُ: احمق (۲) مغرور (۳) بدزبان و فحش گو۔

• مَطَرَتِ السَّمَاءُ ـُ مَطْرًا و مَطَرًا: بارش ہونا، آسمان سے پانی برسنا۔ فالسَّمَاءُ مَاطِرَة۔

—— السَّمَاءُ القَوْمَ: آسمان کا کسی قبیلہ پر پانی برسانا۔ کہتے ہیں: لاَ اَدْرِی من مَطَرَ به: نہ معلوم اسے کون لے گیا۔ مَطَرَنی بِخَيرٍ: اس سے مجھے بھلائی ملی۔ ما مُطِرَ منه خَيْرًا وما مُطِرَ منه بِخَيرٍ: اس سے اسے کوئی بھلائی نہیں ملی۔

—— فُلانٌ فی الاَرْض مُطُورًا: زمین پر کسی جگہ چلا جانا۔

—— الصَّيْدُ: شکار کا بھاگ جانا۔

—— الطَّيْرُ: پرندوں کا تیزی سے نیچے آنا۔

—— الفَرَسُ مَطْرًا و مُطُورًا: گھوڑے کا تیز دوڑنا یا گزرنا۔ هو مَطَّارٌ۔

—— القِرْبَةَ: مشکیزہ کو بھرنا۔

اَمْطَرَت السَّمَاءُ: آسمان سے پانی برسنا، بارش ہونا۔

—— السُّحُبُ والسَّمَاءُ القَومَ: کسی قبیلہ میں بارش ہونا، قبیلہ پر بادل یا آسمان کا پانی برسانا۔ قرآن پاک میں ہے: "فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِم قَالُوا هَذا عَارِضٌ مُمْطِرُنا"۔

فاسعوا امضوا ہے، مُضِیاً، یعنی کسی کام کو بڑھانا اسے کرتے رہنا، کسی کام کو اختتام تک پہنچانا، کسی کام کو جاری رکھنا ---آیت جمعہ میں فاسعوا امضوا ہے -- اب اوپر دی گئی تفسیر کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

ابو الجارود کہتے ہیں میں نے اسی آیت جمعہ کی تفسیر کا امام محمدؐباقرؑ سے سوال کیا ---

مولاؑ نے فرمایا، اس سعی سے مراد امضوا ہے ، اور فرمایا یہ سعی اعمال کی طرف سعی ہے، اور وہ یہ ہے کہ اپنی مونچھوں کے بالوں کو درست کرو، ناخن کٹواؤ غسل کرو پاکیزہ لباس پہنو اور خوشبو لگاؤ، جمعہ کی سعی یہ ہے --

وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ (بنی اسرائیل 19)

جو آخرت کا ارادہ کرے اور اس کے لئے کوشش کرے تو وہ ہی مومن ہے ---

ملاحظہ فرمائیں ، سعی کرنا بھاگنا دوڑنا تیز چلنا نہیں بلکہ کوشش کرنا ہے --- امضوا یعنی کسی کام کو جاری رکھنا --- مزید دیکھیے ---!

هُوَ خَالِدُ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: (كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلَاةِ. وَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ) يَعْنِي الْجُمُعَةَ. قَالَ يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو خَلْدَةَ وَقَالَ: (بِالصَّلَاةِ) وَلَمْ يَذْكُرِ الْجُمُعَةَ. وَقَالَ بِشْرُ بْنُ ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَلْدَةَ قَالَ: (صَلَّى بِنَا أَمِيرٌ الْجُمُعَةَ. ثُمَّ قَالَ لِأَنَسٍ، كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ؟). [نسائی:۴۹۸]
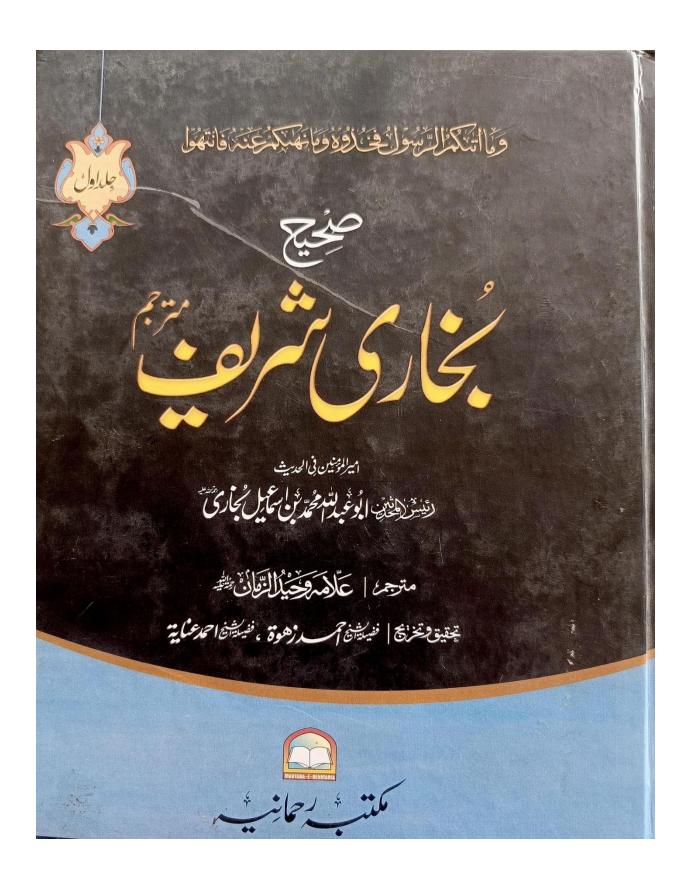
ابوخلدہ خالد بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سنا آپؓ فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سخت سردی ہوتی تو جمعہ کی نماز سویرے پڑھ لیتے اور جب سخت گرمی ہوتی تو ٹھنڈے وقت پڑھتے۔ اور یونس بن بکیر نے ابوخلدہ سے صرف نماز کا لفظ روایت کیا ہے جمعہ کا ذکر نہیں کیا اور بشر بن ثابت نے کہا ہم سے ابوخلدہ نے بیان کیا کہ ایک امیر نے ہم کو جمعہ کی نماز پڑھائی پھر۔ (اس نے) حضرت انسؓ سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ ظہر کی نماز کس وقت پڑھتے تھے؟

572۔ بَابُ الْمَشْيِ إِلَى الْجُمُعَةِ

وَقَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: {فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللهِ} وَمَنْ قَالَ السَّعْيُ الْعَمَلُ وَالذَّهَابُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: {وَسَعَى لَهَا سَعْيَهَا}. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَحْرُمُ الْبَيْعُ حِينَئِذٍ. وَقَالَ عَطَاءٌ تَحْرُمُ الصِّنَاعَاتُ كُلُّهَا. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ مُسَافِرٌ فَعَلَيْهِ أَنْ يَشْهَدَ.

باب جمعہ کی نماز کے لئے چلنے کا بیان

اور اللہ تعالیٰ نے جو (سورہ جمعہ میں) فرمایا: (فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللهِ) اس کی تفسیر اور جس نے کہا کہ سعی کے معنی عمل کرنا اور چلنا جیسے سورۂ بنی اسرائیل میں ہے: وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا اور ابن عباس نے کہا جمعہ کی اذان ہوتے ہی بیچ کھوچ حرام ہو جاتی ہے۔ اور عطاء بن ابی رباح نے کہا ہر پیشہ (دنیا کا کام) حرام ہو جاتا ہے۔ اور ابراہیم ابن سعد نے ابن شہاب زہری سے روایت کی انہوں نے کہا جب جمعہ کے دن مؤذن اذان دے اور کوئی مسافر اس کو سنے تو جمعہ میں آنا اس پر واجب ہو جاتا ہے۔

860 حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَايَةُ بْنُ رِفَاعَةَ قَالَ: أَدْرَكَنِي أَبُو عَبْسٍ وَأَنَا أَذْهَبُ إِلَى الْجُمُعَةِ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللهِ حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ)).

[طرفہ فی: ۲۸۱۱][ترمذی: ۱۶۳۲، نسائی: ۳۱۱۶]

۸۶۰۔ ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے ولید بن مسلم نے کہا ہم سے یزید بن ابی مریم نے کہا ہم سے عبایہ بن رفاعہ بن رافع بن خدیج نے انہوں نے کہا میں جمعہ کی نماز کے لئے جا رہا تھا (رستے میں) ابو عبس (عبدالرحمٰن بن جبر صحابی) مجھ سے ملے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے اللہ کی راہ میں جس کے پاؤں پر گرد پڑے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ پر حرام کر دے گا۔

861 حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ. يَقُولُ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ، وَأْتُوهَا تَمْشُونَ

۸۶۱۔ ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی ذئب نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے وہ ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی وہ زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ ابوہریرہؓ نے کہا میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپؐ فرماتے تھے جب نماز کی تکبیر ہو تو نماز کے لئے دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ (معمولی چال سے) چلتے ہوئے اور

السَّكِينَةَ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا
فَأَتِمُّوا)). [راجع: ٦٣٦]

862- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو
قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى
أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ لَا أَعْلَمُهُ
عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَقُومُوا حَتَّى
تَرَوْنِي وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ. [راجع: ٦٣٧]

573- بَابُ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

863- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ:
أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ
أَبِيهِ عَنِ ابْنِ وَدِيعَةَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، ثُمَّ ادَّهَنَ أَوْ مَسَّ
مِنْ طِيبٍ، ثُمَّ رَاحَ وَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَصَلَّى
مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ أَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ
مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى)). [راجع: ٨٨٣]

574- بَابُ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَقْعُدُ فِي مَكَانِهِ

864- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا
مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ:
سَمِعْتُ نَافِعًا قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ:
نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُقِيمَ الرَّجُلُ أَخَاهُ مِنْ
مَقْعَدِهِ وَيَجْلِسَ فِيهِ)). قُلْتُ لِنَافِعٍ: الْجُمُعَةَ؟
قَالَ الْجُمُعَةَ وَغَيْرَهَا.

[طرفاه فی: ۶۲۶۹، ۶۲۷۰] [مسلم: ۵۶۸۵]

575- بَابُ الْأَذَانِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

آہستگی سے اور اطمینان کو لازم کرلو۔ پھر جتنی نماز (امام کے ساتھ ملے) وہ پڑھ لو اور جتنی نہ ملے اس کو پورا کرلو۔

۸۶۲- ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابوقتیبہ بن قتیبہ نے کہا ہم سے علی بن مبارک نے انہوں نے یحیٰی بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ انصاری سے، امام بخاری نے کہا میں سمجھتا ہوں انہوں نے اپنے باپ ابوقتادہؓ سے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے آپؐ نے فرمایا جب تک مجھ کو نہ دیکھو نہ اٹھو اور آہستگی سے چلنا لازم کرلو۔

باب جمعہ کے دن جہاں دو آدمی بیٹھے ہوں ان کے بیچ میں نہ گھسے

۸۶۳- ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو ابن ابی ذئب نے خبر دی انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے اپنے باپ ابو سعید سے انہوں نے عبداللہ بن ودیعہ سے انہوں نے سلمان فارسی سے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک صفائی کرسکتا ہے، صفائی اور طہارت کرے پھر تیل یا خوشبو لگائے پھر چلے اور (مسجد میں آن کر) دو کے بیچ میں نہ گھسے اور جتنی اسکی قسمت میں لکھی ہے (نفل) نماز پڑھے پھر جب امام برآمد ہو (خطبہ شروع کرے) تو خاموش رہے اسکے گناہ اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے بخش دیئے جائینگے۔

باب جمعہ کے دن کسی مسلمان بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے (یوں کہہ سکتا ہے بھیا ذرا کھل بیٹھو)

۸۶۴- ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے مخلد بن یزید نے خبر دی کہا ہم کو ابن جریج نے کہا میں نے نافع سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی آدمی اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں بیٹھے ابن جریج نے کہا میں نے نافع سے پوچھا کیا یہ جمعہ کے دن حکم ہے؟ انہوں نے کہا جمعہ غیر جمعہ سب میں۔

باب جمعہ کے دن اذان کا بیان

ہم سے محمد بن عبدالرحمن بن

سلوا
أهل البيت ع
علل الشرائع
١-٢
العلامة الشيخ الصدوق
دار المرتضى
وعترتي
أهل بيتي

الرحمان بن الحجاج قال: سأل رجل أبا عبد الله عليه السلام وأنا عنده عن جلود الخز فقال: ليس به بأس فقلت جعلت فداك إنها علاجي وإنما هي كلاب تخرج من الماء فقال: إذا خرجت تعيش خارجاً من الماء قلت: لا قال: ليس به بأس.

٢ - أبي رحمه الله قال: حدثنا محمد بن يحيى وأحمد بن إدريس جميعاً عن أحمد بن محمد بن عيسى ومحمد بن عيسى عن أيوب بن نوح رفعه قال: قال أبو عبد الله الصلاة في الخز الخالص لا بأس به وأما الذي يخلط فيه الأرانب أو غيرها مما يشبه هذا فلا تصل فيه.

باب ٧٢ - علة الرخصة في الصلاة في ثوب أصابه خمر وودك الخنزير

أبي رحمه الله قال: حدثنا سعد بن عبد الله، عن محمد بن الحسين وعلي بن إسماعيل ويعقوب بن يزيد عن حماد بن عيسى عن حريز قال: قال بكير، عن أبي جعفر عليه السلام وأبو الصباح وأبو سعيد والحسن النبال عن أبي عبد الله عليه السلام قالوا: قلنا لهما إنما نشتري ثياباً يسيبها الخمر وودك الخنزير عند حاكتها انصلي فيها قبل أن نغلسها؟ قال: نعم لا بأس بها وإنما حرم الله أكله وشربه ولم يحرم لبسه ومسه والصلاة فيه.

باب ٧٣ - علة السعي إلى الصلاة

١ - حدثنا جعفر بن محمد بن مسرور رحمه الله قال: حدثنا الحسين بن محمد بن عامر عن عبد الله بن عامر عن محمد بن أبي عمير عن حماد عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا قمت إلى الصلاة إن شاء الله فأتها سعياً وليكن عليك السكينة والوقار فما أدركت فصل وما سبقت به فأتمه فإن الله عز وجل يقول: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَوٰةِ مِن يَوۡمِ ٱلۡجُمُعَةِ فَٱسۡعَوۡاْ إِلَىٰ ذِكۡرِ ٱللَّهِ﴾[1] ومعنى قوله: فاسعوا، هو الانكفاء.

(١) سورة الجمعة، الآية: ٩.

ترجمہ، امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو، تو تم نماز کی طرف سعی کرنے والے ہو، انشاءاللہ مگر تم پر سکون اور وقار فرض ہے چنانچہ جس قدر (نماز) تمہیں مل جائے اتنی پڑھ لو جو گذر چکی ہو اُسے پورا کر لو ---

جیسا کہ اللہ نے کہا ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب کسی جمعہ کو نماز کے لئے ندا دی جائے تو ذکر اللہ کی طرف کوشاں ہو

--- اور اللہ کے قول (آیت جمعہ میں) فاسعوا کے معنی الانکفاء ہے یعنی اُس کی طرف جھک کر استحکام کے ساتھ چلنا ہے ---
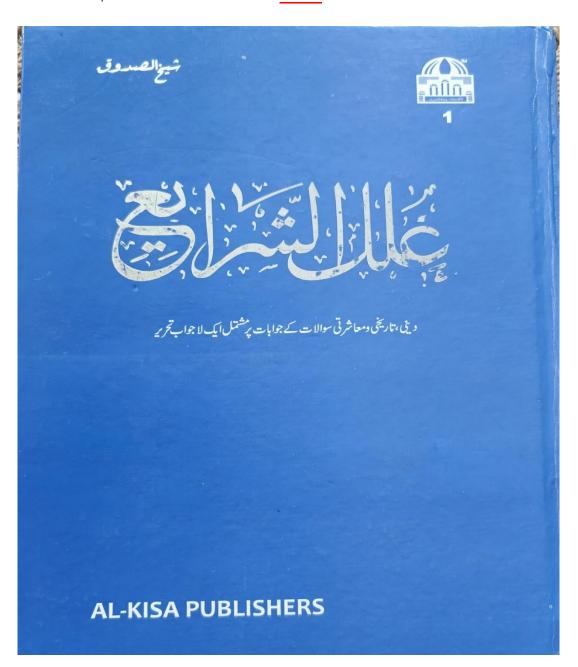
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز عصر کو ضائع کردے گا وہ اپنے اہل و مال سے موتور (محروم) ہوگا۔ میں نے کہا: اہل و مال سے موتور ہونے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کے لئے جنت میں نہ اس کے اہل ہونگے اور نہ مال ہوگا۔ نماز عصر کے ضائع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کو عمداً چھوڑے رہے یہاں تک کہ سورج زرد ہو جائے اور ڈوبنے کے قریب ہو۔

باب (۷۱) نماز میں خز کا لباس پہننے کی اجازت

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا ہم سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے والد سے اور انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے عبد الرحمٰن بن حجاج سے، انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا اور میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا، [illegible] نے خز کی جلد کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: میں آپ (علیہ السلام) پر قربان یہ تو میری دوا [illegible] یہ سگ دریائی ہے جو پانی سے نکلتا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ بتاؤ وہ پانی سے نکل کر زندہ رہ سکتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر اس کی جلد [illegible] کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲) میرے والد رحمہ ال[illegible] نے فرمایا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن یحییٰ اور احمد بن ادریس نے ان دونوں نے روایت کی احمد بن محمد بن عیسیٰ اور محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ایوب بن [illegible]ح سے اور انہوں نے روایت مرفوع کی اور کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خالص خز کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج [illegible] لیکن جس میں خرگوش یا ایسی ہی کوئی چیز مخلوط ہو اس میں نماز نہ پڑھو۔

باب (۷۲) وہ لبا[illegible] جو شراب یا سور کی چربی سے مس ہو گیا ہو اس میں نماز کی اجازت کا سبب

(۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا [illegible]یان کیا ہم سے سعد بن عبد اللہ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین، علی بن اسماعیل اور یعقوب بن یزید سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہو[illegible] نے حریز سے۔ انہوں نے کہا کہ بکیر نے روایت کی ہے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور ابو صباح اور ابو سعید اور حسن نبال نے حضرت امام ج[illegible] صادق علیہ السلام سے ان سب کا بیان ہے کہ ہم نے ان دونوں حضرات سے عرض کیا: ہم لوگ وہ لباس خریدتے ہیں جو اس کے بنانے والے کے [illegible] شراب اور سور کی چربی سے مس ہو گیا ہے کیا ہم لوگ اس کو پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا کھانا پینا حرام کیا ہے [illegible]

باب (۷۳) نماز کی طرف سعی کا سبب

(۱) بیان کیا ہم سے جعفر بن محمد بن مسرور رحمہ اللہ نے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے حسین بن محمد بن عامر نے روایت کرتے ہوئے عبد اللہ بن عامر سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے حماد سے، انہوں نے حلبی سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم ان شاء اللہ نماز کے لئے آمادہ اور کھڑے ہو تو اسی کا نام سعی ہے مگر تم پر سکون و وقار لازم ہے اب جو رکعت تمہیں مل جائے اسے پڑھ لو اور جو گزر گئی اس کو تمام کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یآ ایھا الذین امنوآ اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ (اے ایمان لانے والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے ندا دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کے لئے دوڑ پڑو) (سورہ جمعہ۔ آیت ۹) اس آیت میں فاسعوا کا مطلب اس کی طرف جھکنا اور رُخ کرنا ہے۔

ملاحظہ ہو، **فاسعوا** کا مطلب دوڑنا لپکنا تیز چلنا نہیں بلکہ **جھکنا اور اُس کی طرف رخ کرنا ہے** ----

وعن علي (ص) أنه مسئل عن قول الله يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إذا نُودِي لِلصَّلَوَةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعوا إلى ذكر الله ، قال :ليس السعي الاشتداد ، ولكن يمسون إليها مشيا {دعائم الاسلام ج 1 ص 182}

امام علیؑ سے سورہ جمعہ کی آیت نمبر 9 صلات کے لئے سعی کے متعلق سوال کیا گیا؛ امامؑ نے فرمایا، سعی کرنا شدید دوڑنا نہیں ہے، بلکہ وہ (سعی کرنے والا) مشی کر کے (یعنی پیدل چل کر ٹہل کر) پہنچے ---

امام محمدباقرؑ جابر جعفیؒ سے فرماتے ہیں،

اے جابر اس آیت جمعہ میں اگر **فاسعوا** ہوتا تو اس کا معنی یہ ہوتا کہ نماز کے لیے دوڑو حالانکہ رسولؐ اللہ مرد کا نماز کے لیے دوڑنے کو ناپسند کرتے تھے۔ (تفسیر برھان)

ہم آگے چل کر اس کی تفصیل پیش کریں گے لیکن اس وقت اتنا جان لینا کافی ہے کہ رسولؐ اللہ کو نماز کے لیے دوڑنا یا جلدی کرنا ناپسند تھا --- پس ثابت ہوا کہ دوڑنا نہیں بلکہ سکون اور وقار سے کوشش کرنا ہے ---

- **فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ**

فاسعوا پر مختصر بات کر چکے اب باری ہے، **الیٰ ذکر اللہ**، کی۔ **فاسعوا الی ذکر اللہ**، یعنی کوشش کرو اللہ کے ذکر کی طرف --

اب ہمارا موضوعِ سخن ذکر اللہ ہے --- سورہ جمعہ میں بقول مولوی دوڑنا یا لپکنا ہے کس کی طرف؟؟ وہ نماز کی طرف نہیں بلکہ اللہ کے ذکر کی طرف ہے ، یعنی جب کسی جمعہ کے دن ندا دی جائے تو سعی کرو اللہ کے ذکر کی طرف--- یہ سعی کرنا یہ دوڑنا لپکنا نماز کی طرف نہیں بلکہ اللہ کے ذکر کی طرف ہے، اگر نماز کے لیے ہوتا تو اس کے لیے موزوں ترین تھا فاسعوا الیھا جو قرآن میں نہیں ہے ، بلکہ قرآن میں فاسعوا الی ذکر اللہ ہے --- **ہمیں دیکھنا ہے کہ یہ ذکر، ذکر اللہ کیا ہے؟**

ملاحظہ ہو ---

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ {النور 37}

ایسے مرد بھی ہیں جن کو زکوۃ ادا کرنے اور نماز قائم کرنے اور ذکر اللہ سے نہ تجارت غافل کرتی ہے اور نہ بیع ---

یہاں اس نقطہ پر غور و فکر کی ضرورت ہے کچھ لوگ نماز کو ہی ذکر اللہ سمجھتے ہیں --- جبکہ اللہ عزوجل نے اس آیت میں نماز کا الگ ذکر کیا ہے اور ذکر اللہ کا الگ --- کچھ مرد نماز اور ذکر اللہ سے غافل نہیں ہوتے ---اس مقام پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز الگ ہے ذکر اللہ الگ ہے --- اور ندا کے بعد ذکر اللہ کی طرف سعی کرنی ہے نہ کہ نماز کی طرف ---

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ {سورہ جمعہ10}

اور جب نماز تمام ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

یہ آیت سورہ جمعہ کی ہی آیت ہے اور اسی سورہ جمعہ کی آیت نمبر 9 کا حصہ ہے جس میں کہا جا رہا ہے نماز ادا کرنے کے بعد پھیل جاؤ اللہ کا فضل تلاش کرو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو یہاں نقطہ کی بات یہ ہے کہ جب نماز ادا کر لی پھر اللہ کا ذکر کرنا ہے، اس کا مطلب نماز اللہ کا ذکر نہیں نماز میں اور اللہ کے ذکر میں فرق ہے

اور مزید یہ کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ذکر اللہ سے مراد نماز جمعہ کے خطبے ہیں تو یہ بھی ان کی فضول بات ہے خطبہ کو ذکر اللہ کہنے والے اِسی آیت میں منہ کی کھائیں گے اگر اس آیت جمعہ میں خطبہ ہی اللہ کا ذکر ہے تو اللہ عزوجل یہ کیوں فرما رہا ہے کہ، جب نماز تمام ہو جائے تو تم زمین میں پھیل جاؤ اللہ کا فضل تلاش کرو کثرت سے اللہ کا ذکر کرو اگر خطبہ ہی ذکر اللہ تھا تو پھر یہ کیا ہے کہ نماز کے اختتام میں ذکر اللہ کرو؟ یہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت میں خطبے ذکر اللہ نہیں ہیں --- مزید ملاحظہ فرمائیں---

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا { النسآء 103}

پس جب تم نماز ادا کر چکو تو اُٹھتے بیٹھتے اور کروٹ کروٹ اللہ کا ذکر جاری رکھو، اور جب تمہیں اطمنان حاصل ہو جائے تو نماز قائم کرو ، بتحقیق ! نماز مومنین پر وقت کی پابندی کے ساتھ فرض کی گئی ہے ---

نماز اور ذکر اللہ میں فرق آپ پہچان رہے ہیں؟ نماز کا مخصوص وقت مخصوص جگہ لباس کا پاکیزہ ہونا اور وضو میں ہونا ناپاک نہ ہونا ضروری ہے، جب کہ ذکر اللہ کے لئے نہ وضو کی ضرورت ہے نہ خاص جگہ کی نہ لباس پاک ہونا ضروری ہے یعنی ہر حالت میں اللہ کا ذکر کیا جاسکتا ہے بلکہ کرنا ہے---

عَنِ الْحَلَبِيِّ، أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قال : لأَبَاسَ بِذِكْرِ اللَّهِ وَانْتَ تَبُولُ فَإِنَّ ذِكْرَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ حَسَنٌ عَنْ علی حَالٍ فَلَا تَسْأَمُ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ. { الکافی، کتاب الدعا، باب، مایجب من ذکر اللّٰہِ عزوجل فی کل مجلس}

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، اس میں کوئی حرج نہیں کہ تو پیشاب کرتے ہوئے (بھی) اللہ کا ذکر کرتا رہے، بے شک اللہ کا ذکر ہر حال میں اچھا ہے، چنانچہ ذکر اللہ سے خستگی محسوس نہ کر---

- فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

اب تک ہم سورہ جمعہ میں ذکر اللہ تک بات کر چکے ہیں اور اب ذروا البیع پر مختصراً بات کریں گے --- ابھی ہمارا مقصد صرف صحیح معانی میں ترجمہ ہے اور آپ پر دین کے ٹھیکہ داروں کی منافقت پر پڑا پردہ ہٹانا ہے کہ کس طرح اپنی مرضی سے اللہ کے احکامات کو اپنے مطابق پھیرتے ہیں ---

آیت جمعہ میں ذروا البیع کیا ہے؟ تقریباً ہر مترجم نے اس کا ترجمہ ***خرید فروخت کو ترک کر دو*** کیا ہے---

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت ترک کر دو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو--- (عام ترجمہ)

یعنی تقریباً تمام مترجمین نے ذروا البیع کا ترجمہ "***خرید و فروخت ترک کر دو کیا ہے اور تجارت ترک کر دو کیا ہے***" --- ذروا ***کے معنی کیئے گے ہیں، ترک کر دو، چھوڑ دو--- قرآن میں یہ لفظ کن معانی میں استعمال ہوا ہے؟؟ ملاحظہ فرمائیں ---***

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (البقرہ 278)

اے مومنو اللہ کا تقوی اختیار کرو اور اگر تم واقعی مومن ہو تو جو کچھ سُود کسی کے ذمہ باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو ---

مومنین ملاحظہ فرمائیں ، اللہ عزوجل نے لفظ ذروا حرام شے (سود) کے لئے استعمال کیا ہے ---جو قیامت تک حرام ہے ۔ اور یہ ایسا لفظ ہے کہ اس کی خلاف ورزی اللہ اور رسولؐ سے اعلان جنگ ہے ، اس کے معنی صرف چھور دینا ہے، یا کسی کام سے الگ ہو جانا، صرف چھوڑ دینا کافی نہیں اور وہ بھی عارضی طور پر کسی کام کو چھوڑ دینا ذروا کے معنی نہیں ہیں ، پس ذروا حرام کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسے ذروا سُود کو چھڑوانے کے لئے استعمال ہوا ہے

سود کو عارضی طور پر نہیں چھوڑنا بلکہ یہ قیامت تک حرام ہے --- پس ذروا جیسے سود کو چھوڑنے کے لئے ہے اسی طرح ذروا البیع کو چھوڑنے کے لئے ہے --- عام طور پر البیع کے معانی صرف خرید و فروخت کئے جاتے ہیں، اگر اسے صحیح مان لیا جائے صرف تباہی اور ہلاکت ہے--- چونکہ ذروا حرام کے معنی میں استعمال ہوا ہے، اگر اس کے معانی خرید و فروخت لیئے جائیں گے تو یہ قیامت تک حرام ہے کیونکہ، عن زرارة قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الحلال والحرام فقال: حلال محمد حلال أبدا إلى يوم القيامة، وحرامه حرام أبدا إلى يوم القيامة {الكافي ج ١ الصفحة ٥٨}

امام جعفر الصادقؑ سے حلال و حرام کے متعلق سول کیا گیا تو فرمایا، محمدؐ کا حلال کیا ہوا قیامت تک حلال ہے اور محمدؐ کا حرام کیا ہوا قیامت تک حرام ہے ---

جو (خرید و فروخت تجارت) ہر جمعہ حرام ہو جاتی ہے تو یہ علم ہونا چاہیے کہ جو حرام ہے وہ قیامت تک حرام ہے ، اس اصول پر تو جو خرید و فروخت نماز جمعہ سے پہلے حرام ہوئی تھی نماز جمعہ کے بعد بھی حرام رہنا لازم ہے، کیونکہ محمدؐ کا حرام کیا ہوا تا قامت حرام رہے گا --- اور اگر ایسا ہوا تو لوگ بھوکے مر جائیں گے نسلیں تباہ ہو جائیں گی ہر طرف صرف ہلاکت دکھائی دے گی ذروا کیونکہ حرام شے کو ترک کرنے کے لئے آیا ہے تو البیع حرام ہے --- یہاں البیع سے تجارت مراد لینا خرید و فروخت مراد لینا جہالت ہے --- البیع کیا ہے غور کیجیے ---

اَلدُّنْيَا دَارُ مَمَرٍ لا دَارُ مَقَرٍ ، وَالنَّاسُ فِيهَا رَجُلان رَجُلٌ بَا عَ نَفْسَهُ فَأَوْبَقَهَا ، وَرَجُلٌ ابْتَاعَ نَفْسَهُ فَاعْتَقَهَا (نھج البلاغه حکمت نمبر 133)

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں، یہ دنیا منزل نہیں راہ گذر ہے، یہاں تمام انسان دو مَردوں کی طرح ہیں ایک وہ مرد جو یہاں جود کو بیچ ڈالتا ہے اور اپنی ذات کو تباہ کر دیتا ہے، دوسرا وہ مرد جو یہاں اپنے نفس کو خرید لیتا ہے پھر اسے آزاد کر دیتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَ الْقُرْاٰنِ وَ مَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ وَ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ(التوبہ111)

بالتحقیق اللہ نے مومنین میں سے اُن کے نفوس کو اور اُن کے اموال جنت کے یقینی عیوض پر خرید لیا ہے وہ فروخت شدہ مومنین راہِ خدا میں مرنے اور مارنے کے لئے جنگ کرتے ہیں ، اس خرید و فروخت اور عمل درآمد پر (تمام کتب خداوندی مثلاً) توریت انجیل اور قرآن میں ہمارا وعدہِ حق لکھا جا چکا ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے ایفاءِ وعدہ میں، وہ تمام مومنین اپنی اس بیع پر جو انہوں نے اللہ کے ساتھ بیع کی ہے ہم سے مژدہ بشارت سن کر مسرور ہوں وہ اُن کی بیع ہی تو فوز العظیم ہے ---

اس آیہ کریمہ میں بیع و شرا کا پورا پورا معاملہ آپکے سامنے آ گیا ہے، یہ ہے وہ بیع جو دین و دُنیا میں خدا کو پسند ہے، یہ بیع کسی لمحہ حرام نہیں ہے، جمعہ کے روز یہی بیع ہے جسکی تجدید کے لئے امامؑ کے حضور حاضر ہونا لازم ہے، یہی بیع ہر قسم کی بیع پر پابندی عائد کرتی ہے، اور جو بیع یا شرا اُسکے اثر و نفوذ میں دخل انداز یا حارج ہو حرام مطلق ہے، اسی لئے ہر وہ جزوی بیع جس میں کوئی شخص اپنی ذات کو روزی پیدا کرنے کے لیے عارض طور پر وقف کر دے جمعہ کے روز قطعاً حرام ہے --- اس لئے کہ آج تمام انسانوں کے مالک و آقا اور حجت خدا کے سامنے جانا ہے، حجت خداوندی تمام مومنین کہ نفوس جان و مال و اولاد کی مالک ہے ، یہ تمام مومنین اُسؑ کے ہاتھ میں (بیع) بکے ہوئے ہیں، جو شخص اپنی جان و مال و اولاد ازواج و اقرباء وغیرہ کو حجت خدا سے عزیز تر خیال کرے و کافر ہے جہنمی ہے مردود و ملعون ہے -- (جمعۃ واجبہ)

اس بیع کو قرآن میں کچھ اس انداز سے بیان کیا گیا ہے ---

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ وَ مَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا(الفتح 10)

بتحقیق! جو لوگ خود کو اپنے ہاتھوں سے تمہارے ہاتھ بیع کر رہے ہیں، وہ اللہ ہی کی بیع کر رہے ہیں، اُن کے ہاتھوں

پر **اللہ کا ہاتھ** ہے چنانچہ جو کوئی اس معاہدہ بیع کو توڑے وہ اپنی جان کے خلاف ہی عہد توڑتا ہے، جو کوئی اللہ کی اس بیع کے معاہدہ پر ثابت قدم رہے گا اُسی کو عنقریب اللہ عظیم الشان اجر عطا کرے گا --- یہ بیع بیعت ہے جس کی تجدید جمعہ کے دن کرنی ہے اور ہر وہ بیعت حرام ہے جو حجت خدا کے سوا کسی کے ہاتھ پر کی جائے --- اس پر ہم آگے چل کر مزید تفصیل پیش کریں گے --- اس وقت اتنا جان لینا کافی ہے کہ یہ بیع تجارت نہیں بلکہ بیعت ہے ---

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (سورہ جمعہ)

یہ تمہارے لئے خیر ہے اگر تم جانتے ہو تو ---

پس یہ اس شرط سے مشروط ہے کہ اگر تم جانتے ہو تو خیر ہے ورنہ تمہارے لئے خیر نہیں ---

امیر المومنینؑ سے سوال کیا گیا خیر کیا ہے؟؟

فرمایا، خیر یہ نہیں کہ تمہارے مال اور اولاد میں فروانی ہو جائے، بلکہ خیر یہ ہے کہ تمہارے علم میں زیادتی ہو جائے تمہارے اندر حلم عظمت حاصل کرتا جائے ---- دو مردوں کے علاوہ خیر کہیں نہیں، ایک وہ مرد جو فضول بڑھ جائے تو اصلاح کے لئے واپس لوٹ کر اس کر اس کا تدارک کرے ، اور دوسرا وہ مرد جو خیرات ہی میں جلدی کرتا رہے---- (نہج البلاغہ حکم نمبر 94)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ {سورہ جمعہ 9}

جب کسی جمعہ کے دن صلات کے لئے ندا دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف سعی کرو اور بیع چھوڑ دو یہ تمہارے لئے خیر ہے اگر تم جانتے ہو تو ---اس آیت پر مختصر بحث مکمل ہوئی --- آگے چل کر تفسیر پیش کی جائے گی ابھی صرف لفظی بحث ہے ---

اب چلتے ہیں اگلی آیت کی طرف ---

- فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ

فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَ اذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ {سورہ جمعہ 10}

پھر جب نماز ہوچکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ ---

پس جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں چلو پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ ----

پھر جب نماز ادا ہوچکے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور (پھر) اللہ کا فضل (یعنی رزق) تلاش کرنے لگو اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ ---(عام ترجمے)

اس آیت میں پہلا جز فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ ہے --- آپ ہی نہیں بلکہ ہمارا سارا ماحول اس لفظ "**قضا**" کی بنیاد کو جانتا اور بولتا ہے، اردو بولنے والے نماز کے سلسلہ میں نماز کا قضا ہونا اُس وقت بولتے ہیں جب مقررہ وقت گذر جانے کا شرعاً یقین ہو جائے، یعنی جب وہ کہتے ہیں کہ میری نماز قضا ہو گئی، یا کوئی ان سے یہی بات کہتا ہے تو وہ ہرگز نہیں سمجھتے کہ نماز ادا ہو گئی یا نماز پوری کر لی گئی، بلکہ وہ سمجھتے ہیں کہ نماز فوت ہو گئی --- اس لئے کہ وقت نکل گیا اور نماز وقت کے اندر اندر نہ پڑھی جا سکی، اس حساب سے فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ کے معنی ہو جائیں گے کہ جب نماز قضا ہو گئی یعنی فوت ہو گئی یعنی وقت کے اندر نہ پڑھی جا سکی ---

پھر اردو بولنے والے کہتے ہیں کہ جب قضا آتی ہے تو کوئی روک نہیں سکتا، یا فلاں شخص قضا کر گیا یعنی موت کا آنا اور مر جانا اس کے معنی سمجھتے ہیں --- پھر ہر موڑ پر آپ کو ایک بورڈ لٹکتا ہوا ملے گا اس پر لکھا ہوگا "**قاضی فلاں**" "**قاضی شہر**" آج کل تو ہر وہ شخص جو کسی طرح نکاح پڑھ سکتا ہے قاضی بن جاتا ہے، مگر مسلمان جانتے ہیں کہ اُن کے یہاں شرعی جج کو قاضی کہا جاتا ہے،

یاد رکھئے کہ لفظ **قضا** یا اس کے خاندان کے الفاظ (یعنی قَضَی یَقضِی، قَضَیاً و قَضِیۃ) جہاں بولیں وہاں اس کا خیال رکھیں کہ

قاضی موجود ہے، تو قضا سو فیصد صحیح جگہ بولا گیا ہے ---

اسی لئے ہم نے فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ کا ترجمہ **اور جب نماز فیصل کر دی جائے** کیا ہے، نماز کے لئے یہ لفظ ایک قاضی کے

بغیر بولنا مقصد اصلی کے خلاف بولنا ہے، یعنی اُس نماز پر بولا جانا چاہیے جو قاضی نے جماعت سے پڑھائی ہو (جمعۃ واجبہ)

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ قُضِيَ الْاَمْرُ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ(البقرہ210)

کیا تم اس انتظار میں ہو کہ اللہ اور فرشتے بادلوں کے سائے میں تمہارے سامنے آ کھڑے ہوں اور ہر امر کا فیصلہ کر دے سنو تمام

امور اللہ ہی طرف پلٹتے ہیں -- (ملاحظہ فرمائیں یہاں اللہ قاضی ہے)

اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ(یونس، 93)

یقیناً قیامت کے دن تمہارا رب ہی تمہارے درمیان قاضی ہوگا (یعنی فیصلہ کرے گا) جس میں تم اختلاف کرتے تھے ---

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (الاحزاب36)

کسی مومن کے لیے اور کسی مومنہ کو یہ حق نہیں دیا کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کوئی بھی فیصلہ کر دیں تو پھر ان کے لیے

اپنے کسی معاملے میں کسی رد و بدل کا اختیار باقی رہ جائے اور جو کوئی ایسی رد و بدل کر کے اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے وہ کھلی

کھلی گمراہی میں داخل ہو جائے گا--- (پس یہاں اللہ اور اس کا رسولؐ قاضی ہے)

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ، کا ترجمہ ہے، جب صلوۃ کا فیصلہ کر دیا جائے --- پس ایسے قاضی کا ہونا ضروری ہے جو صلوۃ کا

فیصلہ کرے گا---

- **فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ**

یہاں یہ معلوم ہو گیا کہ فیصلہ حاکم کرتا ہے، یعنی حاکم کا قاضی ہونا بھی ضروری ہے، چنانچہ قَضَی ماضی واحد مذکر غائب معروف ہے، اس کا مذکر مجہول "قُضِیَ" ہے اور اسی قُضِیَ کی مونث ہے قُضِیَت یعنی فیصل کی گئی، لہذا بات یہ ہوئی کہ **جب نماز جمعہ کے لیے ایک مختار حاکم اور قاضی کے مقام سے ادا ہو جانے کا فیصلہ ہو جائے** تو فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ، پھر روئے زمین میں پھیل جاؤ، منتشر ہو جاؤ، اور اللہ کا فضل حاصل کرو ---

(یہاں زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو کے معانی جمعہ کے بعد مسجد سے نکل کر رزق تلاش کرو لئے گئے ہیں)

یہاں سوال یہ ہے کہ، اگر یہ دوسری آیت یعنی " فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ،" نہ ہوتی تو کیا لوگ مسجدوں میں ڈیرے لگا لیتے؟ جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں! یہ قدرتی و فطری اور عقلی امر ہے کہ نماز پڑھ کر واپس آنا ہوگا، جس طرح پانچوں واجب نمازوں کا حال ہے کہ لوگ خود بخود نماز پڑھ کر واپس آ جاتے ہیں، اور جس کام کو چھوڑ کر گئے تھے بلا کسی خدا اور رسولؐ کے حکم کے اس میں مصروف ہو جاتے ہیں، لہذا جمعہ کے سلسلہ میں یہ کہنا یا یہ سمجھنا کہ نماز پڑھنے کے بعد مسجد سے باہر نکلو، اور ٹانگوں سے چل کر نکلو، پھر اپنے کاموں میں یا عیادت اور ملاقاتوں میں لگ جاؤ حماقت ہے جہالت ہے اور آیت قرآنی کی سراسر توہین ہے، لہذا ہرگز ہرگز فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ کے یہ معانی نہیں کی جا سکتے، اگر صرف مسجد سے واپس نکلنا مراد ہو تو اس کے کہنے کی اول تو ضرورت نہ تھی، اس لیے کہ فطری طور پر نکلنا ہی پڑتا، لیکن اگر صرف نکالنا اور نکل جانا ہی منظور تھا تو جس طرح رسول اللہ کہ گھر سے بدتمیز لوگوں کو نکلنے کا حکم دیا گیا اُسی طرح یہاں بھی فَانْتَشِرُوْا کہنا کافی ہو جاتا ---

سنئے کہا گیا تھا کہ رسولؐ اللہ کے گھر بِلا بُلائے نہ جایا کرو پھر ؛

وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ (سورہ الاحزاب 53)

مگر جب تمہیں بلایا جائے تو اس کے بعد جاؤ اور جب کھا چکے ہو تو منتشر ہو جاؤ، اور باتوں میں نہ لگ جایا کرو ---

یہاں بھی فَانْتَشِرُوْا کہنے کی ضرورت اس لیے ہوئی کہ لوگ رسولؐ اللہ کو ایذا پہنچانے کے لیے اُنؐ کے حرم میں بیٹھنے کی کوشش کیا کرتے تھے، بات پر بات نکالتے چلے جاتے تھے لہذا ان کو دفع کرنے کے لیے اللہ نے خاص توجہ دی مگر فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ نہیں کہا، صرف فَانْتَشِرُوْا، کافی ہوگیا، گھر یا مسجد سے منتشر ہو گئے تو گھر یہ مسجد خالی ہو گئی، اب لوگ خود بخود اپنے گھر یا جہاں سینگ سمائیں چلے جائیں گے، **یہ ہے وہ بات جس پر تفکر و تعقل یقینا عبادت ہے**، یہ وہ قرأت ہو گی جس میں ضرور بالضرور خیر ہے، پھر فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ میں آئے ہوئے لفظ ارض کے معنی مٹی بھی ہے ۔ جیسا کہ فرمایا گیا ؛ قال جعفر الصادق، السجود علی الارض فریضة و علی غیر ذلک سنة، امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، زمین پر سجدے فرض اور اس کے علاوہ پر سنت ہے --- تو کیا فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ، کے معانی مٹی میں مل جانا کر لیں؟ یہ بھی عقلمندی کے خلاف اور مقاصد جمعہ سے بعید ہے ، اگر مسجد سے نکال کر گھروں وغیرہ میں بھیجنا منظور ہوتا تو یوں کہا جا سکتا تھا، فَاِذَا قضیت الصلوة فانصرفوا الی منازلکم ، جب نماز ہو چکے تو اپنے گھروں کو چلے جاؤ

چنانچہ اس مطلب کو حدیث کے الفاظ میں دیکھیے کہ جمع بین الصلاتین بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔

ثم قام المنادی فی مکانه فی المسجد فأقام الصلوة فصلو العشاء ثم انصرف الناس الی منازل هم (الکافی، کتاب الصلاۃ)

پھر منادی اپنی جگہ کھڑا ہوا مسجد کے اندر، چنانچہ نماز کھڑی ہوئی، پھر انہوں نے نماز عشاء پڑھی پھر لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ---

پس فَانْتَشِرُوْا اور وہ بھی فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ کیوں کہا گیا؟ (جمعۃ واجبہ)

یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ نماز جمعہ کے بعد زمین میں پھیل جاؤ کا مطلب گھروں کو یا کاروبار کو لوٹ جاؤ اور رزق تلاش کرو ہرگز نہیں۔۔۔ اس کی مزید تفصیل آگے چل کر پیش کی جائے گی ---

فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَ اذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ

جب آپ کے سامنے زمین میں پھیل جانے کا مقصد پیش کیا جائے گا تو فضل اللہ آپ پر روشن دن سے بھی زیادہ واضح ہو جائے گا --- اِس وقت ہمارا مقصد صرف مختصراً لفظی بحث ہے ---

یٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ۭ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (9)

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورہ جمعہ، **10**)

اے ایمان والوں، جب کسی جمعہ کے دن تمہیں نماز کے لئے ندا دی جائے، تو تم ذکر اللہ کی طرف سعی کرو اور بیع کو ترک کر دو یہ تمہارے لئے خیر ہے اگر تم جانتے ہو تو (9) چنانچہ جب نماز کا فیصلہ کر دیا جائے تو تم زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اللہ کا ذکر کثرت سے کرو شاید تم ایسے ہی فلاح پا سکو ---

آئیے اب ہم احادیث کی طرف چلتے ہیں ---

الصلاۃ الجمعة فی احادیث

اب ہم جمعہ پر احادیثِ محمدؐ وآل محمدؐ سے روشنی ڈالیں گے ---

۱. عن محمد بن مسلم ؛ وزرارة أبي جعفر عليه السلام قال: تجب الجمعة على من كان منها على فرسخين

{فروع الکافی کتاب الصلاة، باب وجوب الجمعة و علی کم تجب ؛ الاستبصار الجز الاول ص ۶۲۸ مطبوعه بیروت لبنان }

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، جمعہ ہر اُس شخص پر واجب ہے جو دو فرسخ کے فاصلے پر رہتا ہے ---

ملاحظہ فرمائیے، جمعہ واجب ہے ---

۲. عن زرارة قال: كان أبو جعفر عليه السلام يقول : لا تكون الخطبة والجمعة صلاة ركتين على أقل من خمسة رهط الإمام وأربعة

{فروع الکافی کتاب الصلاة، باب وجوب الجمعة و علی کم تجب}

امام محمد باقرؑ نے فرمایا، جمعہ کا خطبہ اور دو رکعت نماز پانچ آدمیوں سے کم میں نہیں ہوگی --- جن میں سے ایک الامامؑ ہے

اور چار اور آدمی ---

جمعہ کے واجب ہونے کی شرائط میں سے ایک شرط امامؑ سمیت پانچ آدمیوں کا ہونا ضروری ہے اگر ایک بھی کم ہوا یعنی

امامؑ سمیت اگر چار آدمی ہوئے تو اس وقت نماز جمعہ واجب نہیں ---

۳. عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال: فرض الله على الناس من الجمعة إلى الجمعة خمساً وثلاثين صلاة منها صلاة واحدة فرضها الله في جماعة وهي الجمعة ووضعها عن تسعة : عن الصغير والكبير والمجنون والمسافر والعبد و والمرأة والمريض والأعمى ومن كان على رأس فر سخين. {ایضاً فروع الکافی}

امام محمدؐ باقرؑ نے فرمایا، اللہ عزوجل نے لوگوں پر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک 35 نمازیں فرض کی ہیں، اور وہ نماز جو جماعت کے ساتھ فرض ہے وہ جمعہ ہے جو نو 9 آدمیوں سے ساقط ہے یا نو آدمیوں پر یہ نماز نہیں؛ بچہ، بوڑھا، مجنون، مسافر، غلام، عورت، مریض، اور اندھا اور وہ شخص جو دو فرسخ سے آگے رہتا ہو ---

٤. وقال زرارة قلت له على من يجب الجمعة قال يجب على سبعة نفر من المسلمين ولا جمعة لأقل من خمسة من المسلمين أحدهم الامام وذا اجتمع سبعة ولم يخافوا أمهم به ضهم وخطبهم . {من لا يحضر الفقيه حديث ١٢١٨ اردو حديث 1221 و الاستبصار}

زارہ کہتے ہیں، میں نے (امام جعفر الصادقؑ) پوچھا کہ جمعہ کتنے لوگوں پر واجب ہے، فرمایا، مسلمانوں میں سے جمعہ سات افراد ہوں تو واجب ہے اور پانچ سے کم پر واجب نہیں ان میں سے ایک امامؑ ہے، پس جب سات افراد جمع ہو جائیں تو ان میں سے ایک امامت کرے گا اور خطبہ دے گا اور یہ تب ہو گا جب **انہیں کوئی کسی قِسم کا خوف نہ ہو**۔۔

٥. وروى عبد الرحمن بن أبي عبد الله عن أبي عبد الله عليه السلام أنه قال : لا بأس أن تدع الجمعة في المطر . {ايضاً ح ١٢٢١}

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، اگر کوئی شخص بارش میں (نماز) جمعہ چھوڑ دے تو کوئی حرج نہیں ---

٦. وروى محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال تجب الجمعة على سبعة نفر من المؤمنين ولا تجب على أقل منهم : الامام وقاضيه ، ومدعيا حق ، وشاهدان والذي يضرب الحدود بين يدي الامام . { من لا يحضر الفقيه حديث ١٢٢٢ اردو 1225}

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں، اگر مومنین کی تعداد سات ہے تو جمعہ واجب ہے، اور اس سے کم تعداد پر جمعہ واجب نہیں ، جن پر واجب ہے اُن میں سے الامامؑ ہے، 2، اور الامامؑ کا قاضی ہے، 3، مدعی ہے، 4، مدعیٰ علیہ ہے، 5،6، دو گواہ ہیں 7،اور وہ عہدیدار جو امامؑ کے سامنے حد جاری کرے ---

٧. وروى ربعي بن عبدالله وفضيل بن يسار عن أبي عبدالله عليه السلام أنه قال ليس في السفر جمعة ولا فطر ولا أضحى .
{ من لا يحضر الفقيه حديث ١٢٣٦ اردو 1239}

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، سفر میں نہ جمعہ ہے نہ عید فطر ہے نہ عید الاضحیٰ ہے ---

٨. عن جعفر بن محمد ، عن آبائه ، في وصية النبي لعلي (عليهما السلام) قال : ليس على النساء جمعة ولا جماعة – إلى أن قال ولا تسمع الخطبة { وسائل الشيعة إلى تحصيل مسائل الشريعة الجزء السابع حديث ٩٣٨٥ ؛ اردو جلد 5 ص 36 ؛ مستدرک الوسائل الجزء السادس ص6}

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، رسولؐ اللہ کی وصیت میں ہے جو انہوں نے امیر المومنینؑ کو کی، رسولؐ اللہ نے فرمایا، عورتوں پر نہ جمعہ ہے نہ جماعت ہے اور نہ ہی خطبہ سننا ہے ---

۹.عن جعفر ، عن أبيه ، عن علي (عليهم السلام) قال: لا جمعة إلا في مصر تقام فيه الحدود . { وسائل الشيعة الجزء السابع حديث ٩٤٢٥ }

مولا علیؑ فرماتے ہیں، نماز جمعہ صرف اُسی شہر میں ہوتی ہے جہاں اللہ کی حدود جاری کی جاتی ہوں ، اس کے علاوہ شہروں میں نہیں ہوتی ---

۱۰. عن جعفر ، عن أبيه قال : ليس على أهل القرى جمعة ولا خروج في العيدين .

{الاستبصار ص ٦٢٨ مطبوع بيروت لبنان؛ مستدرک الوسائل ج 6 ص 12؛ وسائل الشيعة الجزء السابع مطبوعه قم حديث ٩٤٢٦ }

امام محمد باقرؑ نے فرمایا، گاؤں والوں پر جمعہ نہیں ہے اور نہ ہی دونوں عیدوں کے لئے نکلنا ہے (یعنی اُن پر واجب نہیں)

۱۱.عن زرارة ابن أعين، عن أبي جعفر الباقر عليه ، قال : صلاة الجمعة فريضة، والإجتماع إليها فريضة مع الإمام، فإن ترك رجل من غير علة ثلاث جمع فقد ترك ثلاث فرائض ولا يدع ثلاث فرائض من غير علة إلا منافق.

{أمالي صدوق ص ٣٥٠ مطبوع بيروت لبنان ؛ مستدرک الوسائل الجزء السادس ص 8}

امام محمد باقرؑ نے فرمایا، جمعہ کی نماز فرض ہے ، اور **نماز جمعہ کے لئے جمع ہونا صرف امامؑ کے ساتھ اور امامؑ کی موجودگی میں فرض ہے**، اگر کسی شخص نے تین نماز جمعہ بغیر کسی وجہ بغیر کسی سبب کے چھوڑے تو اُس نے تین فرائض چھوڑ دیئے ، اور بغیر کسی وجہ کے تین فرائض صرف منافق ہی ترک کر سکتا ہے --

۱۲.عن أبي جعفر محمد بن علي (ع) أنه قال : تجب الجمعة على من كان منها على فرسخين إذا كان الإمام عدلاً

{دعائم الاسلام ج 1 ص 181 ؛ مستدرک الوسائل ج6 ص 12}

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں، بے شک (نماز) جمعہ اُن پر واجب ہے جو دو فرسخ کے فاصلے میں ہوں **جبکہ امامؑ عادل بھی موجود ہو**

۱۳.عن جعفر بن محمد (ص) أنه قال : لا جمعة إلا مع إمام عدل تقي . {دعائم الاسلام ج 1 ص 182}

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا؛ **امامؑ عادل التقی کے بغیر جمعہ ہے ہی نہیں**---

۱۴. **الشيخ جعفر بن أحمد القمي في كتاب العروس : عن الصادق (عليه السلام) أنه قال:لا جمعة إلا في مصر يقام فيه الحدود**

{مستدرک الوسائل ج 6 ص 12 حدیث ٦٢٩٩ }

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا بتحقیق، جمعہ صرف اُس شہر میں ہوتا ہے جہاں حدود جاری کی جاتی ہوں، اس کے علاوہ جمعہ نہیں ہوتا---

کیا جمعہ ہر حال میں واجب ہے؟؟ نہیں نماز جمعہ کی شرائط ہیں نماز جمعہ کسی شخص پر اُس وقت واجب ہوتا ہے جب تمام شرائط لاگو ہوں جب تمام شرائط پائی جائیں جب اگر کوئی ایک شرط باقی رہ جائے اور مکمل نہ ہو تو نماز جمعہ واجب نہیں، ہم بات کو آسان کرنے کے لئے یہاں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتے ہیں، ہم روزانہ پانچ نمازیں پڑھتے ہیں، ان نمازوں میں سے ایک کو لے لیجیئے، نماز فجر! کی اور تمام نمازوں کے ادا کرنے کی شرائط یہ ہیں نماز کے وقت کا ہونا، لباس کا نجاست سے پاکیزہ اور حلال پیسوں سے خریدہ ہونا، جسم کا نجاست سے پاک اور وضو کا ہونا، جگہ کا پاکیزہ ہونا جہاں نماز ادا کرنی ہے، جس زمین پر نماز ادا کرنی ہے اُس زمین کے مالک کی اجازت ہونا، قبلہ رخ ہونا، غصب زمین کا نہ ہونا، وغیرہ وغیرہ، اگر ان میں سے کوئی ایک شرط مکمل نہ ہوئی تو آپ کی نماز نہیں ہوگی، اگر نماز فجر کا وقت نہیں ہوا اور آپ فرض واجب کی نیت کر کے نماز شروع کر دیں گے تو کیا نماز valid ہو گی؟ جی نہیں آپ کی نماز درست نہیں ہوگی، جب وقت ہی نہیں ہوا تو نماز فجر پڑھنا نہ صرف غلط ہو گا بلکہ اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی کہلائے گا اور دین میں اپنی مرض سے تبدیلی کہلائے گا، اب نماز فجر کا وقت موجود ہے لیکن آپ کا وضو یا دوسری صورتِ حال میں تیمم نہیں تو کیا نماز valid ہو گی؟ ہرگز نہیں بغیر وضو نماز پڑھنا درست نہ ہو گا بلکہ آپ گناہگار ہوں گے حالانکہ آپ کر تو اللہ کی عبادت رہے ہیں لیکن اللہ اس عبادت کے بدلے جزا نہیں سزا دے گا کیونکہ آپ اللہ کے حکم کے خلاف عمل کر کے نماز ادا

کر رہے ہیں، اللہ عزوجل نے غسل ، وضو، یا تیمم کا حکم دیا تھا اور وہ کرنا لازم ہے، فرض کیجیے کہ آپ کا غسل وضو یا تیمم (صورتِ حال کے مطابق) ہے لباس پاک ہے تمام شرائط مکمل ہیں لیکن مخصوص نماز کا وقت نہیں ہوا جیسے نماز فجر کو لے لیجیئے، اگر آپ نماز فجر کو نماز ظہر عصر کے وقت میں واجب فرض کی نیت سے ادا کریں تو کیا یہ valid ہوگا؟ ہرگز نہیں! نماز تو تب ہو گی جب نماز کا وقت داخل ہو، فرض کیجیے کہ آپ جو نماز ادا کرنا چاہتے ہیں اس کی تمام شرائط موجود ہیں لیکن زمین غصب شدہ ہے زمین پر کسی کا ناحق قبضہ ہے یا آپ نے زمین کے مالک سے وہاں نماز ادا کرنی کی اجازت نہیں لی تو کیاآپ کی نماز valid ہو گی؟ ہرگز نہیں! وہ نماز باطل ہو گی جب تک زمین کے مالک سے اجازت نہ لی جائے اسی طرح دیگر تمام شرائط کا ہونا لازم ہے ان شرائط کی غیر موجودگی میں وہ عمل کرنا بجائے اللہ کی رضا کے اللہ کے عذاب کا حق دار ٹھہرائے گا اب ہم یہاں ایک ساتھ نماز جمعہ کی تمام شرائط تحریر کئے دیتے ہیں تاکہ ساری بات کُھل کر سامنے آجائے

نماز جمعہ کی شرائط

مومنین اوپر پہلی ہی حدیث میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ نماز جمعہ فرض اور واجب ہے، اب سوال یہ ہے کہ کیا نماز جمعہ ہر حال میں واجب ہے؟ جواب ہے جی نہیں نماز جمعہ ہر حال میں واجب نہیں بلکہ وہ خاص شرائط ہیں جن کی موجودگی میں نماز جمعہ فرض اور واجب ہوتا ہے، اور اگر تمام شرائط مکمل نہ ہوں تو نماز جمعہ نہ صرف یہ کہ واجب نہیں ہوگا بلکہ ہو گا ہی نہیں کیونکہ ایک واجب کو اپنی مرضی سے نہ سنت بنایا جاسکتا ہے نہ واجب تخییری ہاں ایک صورت میں نماز جمعہ ادا کیا جاسکتا ہے اس پر آگے چل کر بات کی جائے گی اس وقت ہمارے مقصد نماز جمعہ کی شرائط کو سامنے رکھنا ہے اور ضرورت کے مطابق مخصوص شرط کی تشریح کرنا ہے --- ملاحظہ فرمائیں

جمعہ واجب ہے اور جمعہ کے واجب ہونے کی شرائط درج ذیل ہیں ---

1۔ نماز جمعہ اُس شخص پر فرض ہے جو **دو فرسخ کے فاصلہ میں ہو،** یعنی جہاں نماز جمعہ پڑھایا جا رہا ہے ---

اُس مسجد یا جگہ جہاں نماز جمعہ ہو رہا ہے سے چاروں اطراف میں نماز جمعہ ادا کرنے والے کی رہائش دو فرسخ یعنی 6 میل کے اندر ہو تو اُس پر نماز جمعہ واجب ہوگا ، اگر رہائش اس فاصلے سے زیادہ ہو گی تو اس شخص پر نماز جمعہ واجب نہیں ہوگا، اگر اب بھی وہ شخص جسے یہ شرط مکمل نہیں اور نماز جمعہ ادا کرے تو اللہ عزوجل کی نافرمانی کرے گا کیونکہ اللہ عزوجل کی قائم کی گی حدود و شرائط سے تجاوز کر رہا ہے اور اپنی حد سے بڑھ رہا ہے، پس حد سے بڑھنے والا غالی ہے ---

2۔ **نماز جمعہ اور خطبِہ جمعہ 5 لوگوں سے کم پر واجب نہیں ہے** --- یعنی نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے اور خطبوں کے سننے کے لئے کم از کم امامؑ سمیت پانچ لوگ ہوں اگر ان پانچ سے ایک شخص بھی کم ہوا تو اُن پر نماز جمعہ اور خطبہ واجب نہیں ہوگا --- اگر حقیقی امامؑ عادل موجود ہوں تو جمعہ نہیں پڑھائیں گے کیونکہ شرط ہی مکمل نہیں اگر پڑھایا بھی تو وہ خود دین کے وارث ہیں --- اور اگر کوئی خود ساختہ امام ہوا یعنی جسے لوگ اپنی جہالت کی بنا پر لغوی امام سمجھتے ہیں اگر ایسے کسی شخص نے پانچ عدد لوگوں سے کم پر نماز جمعہ و خطبے ادا کئے تو وہ بھی اللہ عزوجل کی نافرمانی کر رہے ہیں اور دین میں اپنی مرضی داخل کر رہے ہیں کیونکہ اللہ نے پانچ لوگوں سے کم پر نماز جمعہ رکھا ہی نہیں تو کوئی کیسے اس شرط کو پسِ پشت ڈال کر نماز جمعہ ادا کر سکتا ہے اگر کرے گا تو اجر کے بدلے اللہ کے عذاب کا مزہ چکھے گا ---

3۔ **جمعہ ان افراد پر نہیں ہے**، **بچہ، بوڑھا، مجنون، مسافر، غلام، عورت، مریض، اور اندھا ---**

4۔ **جمعہ اس پر فرض ہے جسے کوئی خوف نہ ہو،** یہ تمام شرائط اُوپر احادیث میں گزر چکی ہیں ان میں سے ایک شرط خوف کا نہ ہونا ہے، اگر تمام شرائط مکمل ہوں مگر کسی قِسم کا خوف ہو تو پھر نماز جمعہ واجب نہیں اور ادا کرنا بھی صحیح نہیں، **خوف کا ہونا یا نہ ہونا کتنی اہم شرط ہے** یاد رکھیں کہ جس جس سے جمعہ ساقط ہے بظاہر سقوط کی کوئی وجہ معلوم ہوتی ہو، لیکن بنیاد اسی خوف پر رکھی گئی ، مریض کے مرض میں اضافہ کا خوف، مسافر کی صحت و مقصد سفر کی خلاف ورزی کا خوف ،

بچوں کے گھروں سے تنہا بلا حفاظت رکھنے کا خوف، اوردوسری فطری ضروریات کا خوف، اصل وجہ خوف ہی ہے، لیکن یہاں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ خوف کیسا ہے جو تمام مسلمانوں سے اس وجوب کو ساقط کر دیتا ہے؟؟ جمعہ کی نماز کے قائم ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ عدل کے خلاف کسی ظلم و ستم اور جور کا خوف نہ ہو، یعنی عدالت اور انصاف کا دور دورہ ہو، کسی کی مجال نہ ہو کہ سات آدمیوں یا کم از کم پانچ آدمیوں کی ایک قلیل جماعت پر بھی کسی قسم کا ظلم کر سکیں ستم ڈھا سکیں، اُن کہ مذہبی اعمال اور افکار پر کوئی ناجائز پابندی یا سزا ٹھونس سکیں ، ورنہ نماز جمعہ ساقط ہے، خواہ باقی تمام شرائط پورے ہوں، یعنی امام زمانہؑ موجود ہوں اس کی طرف سے اجازت بھی ہو وہ خود پڑھانے پر آمادہ بھی ہوں، تعداد سات یا زیادہ موجود ہو تب بھی نماز جمعہ ترک کر دینا لازم ہوگا، اور اگر کوئی اُس زمانہ میں نماز جمعہ واجب کہہ کر شور کرے گا، اُسے اُس ظالم و جائر کا جاسوس قرار دیا جائے گا، السلام سے خارج تصور کیا جائے گا، اس کے کہنے پر عمل کرنے والے دشمنان اسلام ہوں گے ---

اگر آپ نے بغور پڑھا ہے تو یہ روشن دن سے بھی زیادہ واضح ہو چکا ہے کہ ایسا زمانہ وہ ہو گا جب امام العصرؑ کا دور ہوگا، لہذا حدیث یعنی اس خوف کی شرط میں نہ صرف امامؑ کی موجودگی ثابت ہے بلکہ اُنؑ کی مرضی کہ مطابق ایک دینی اقتدار کے وجود کا ثبوت و شرط موجود ہے، چونکہ حدیث میں خوف کی کوئی قِسم، مقدار یا وجہ مذکور نہیں ہے، اس لئے اس خوف کو ہم صرف وہی خوف قرار دیں گے جو جمعہ سے متعلق ہو، دیکھئے ایک قلیل جماعت جس کی تعداد سات ہو اگر اُس کا عقیدہ کثرت کے عقیدہ کے ضد ہو اور وہ ضد خصوصاً جمعہ میں لازم ہو تو وہ کثرت جب تک موجود ہیں خوف موجود ہے، اس میں حکومت کی شرط نہیں ہے، کثرت کی حکومت نہ ہو تب بھی یہ خوف کم نہیں ہوتا بلکہ شدت اختیار کرتا ہے اس لئے کہ حکومت کا بہرحال ایک قانون ہوتا ہے اور اُس کی خلاف ورزی جرم ہوتی ہے لیکن کثرت کے افراد میں سے مذہبی جنون رکھنے

والوں کے لئے عمدہ موقعہ ہے ایسے تمام اجتماعات میں قلت کو سر تا سر ختم کر دینے اور ٹھکانے لگا دینے کا، مرد تمام جمعہ میں ہوں گے مستورات اور بچے گھروں میں، مال و اسباب کمزور ہاتھوں میں، چنانچہ ان کو لوٹنا قتل و غارت کرنا نہایت آسان ہوگا، چنانچہ ایسے واقعات کہیں نہ کہیں ایسے اجتماعات میں رونما ہوتے رہتے ہیں، حدیث نے یہی بتایا ہے کہ اگر ایسے اجتماعات میں شرکت خطرہ اور خوف سے خالی نہ ہو تو وجوب اجتماع ساقط ہے، ایک شخص کے متعلق پختہ یقین ہے کہ وہ لازما نماز جمعہ میں جاتا ہے اور گھر تنہا رہتا ہے، اس کے گھر میں چوری نہایت آسان ہے، چنانچہ محرم کے زمانے میں مومنین کو تجربہ ہوتا رہتا ہے، وہ معہ بال بچوں کے عزاداری میں مصروف اور گھر میں چور خوشیاں منا رہے ہیں واپسی پر گھر خالی ملتا ہے، لہذا اس حدیث کے تمام خطرناک حالات اور خوف و اندیشہ کے مقامات کو مد نظر رکھا ہے، البتہ اولین بات حاکم وقت ہے، اگر وہ ظالم نہیں تو عادل ہے اور اگر عادل ہے تو معصومؑ ہے، حاکم معصومؑ ہے تو کسی کی کیا مجال ہے کہ اقلیت پر ظلم کر سکے، دین کے خلاف بے دینی کو نافذ کر سکے، حق بات کہنے سے روک سکے، ہر مذہب و ملت کو اس کی الہامی کتاب کے مطابق پوری پوری آزادی ہونا لازم ہے اور یہی اصل شرط ہے-- (جمعۃ واجبہ)

<u>اُوپر جمعہ کی شرائط میں ہے کہ کم از کم تعداد جس پر جمعہ فرض ہے پانچ ہے ان پانچوں پر کسی قِسم کا کوئی خوف نہ ہو تو جمعہ فرض ہے بصورت دیگر فرض نہیں، چونکہ حدیث میں خوف کی کوئی قِسم کا تعین نہیں کیا گیا، اس وجہ سے ہمیں ہر خوف کو مد نظر رکھنا ضروری ہے کیونکہ خوف کسی قِسم کا چاہیے چھوٹے درجے کا چاہیے بڑے درجے کا ہو تو جمعہ واجب نہیں، اسی سلسلے میں ہم آپ کے سامنے خوف کی چند مزید اقسام رکھتے ہیں ---</u>

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قال : إِنَّمَا جُعِلَتِ التَّقِيَّةُ لا يُحْقَنَ بِهَا الدَّمُ فَإِذَا بَلَغَ الدَّمُ فَلَيْسَ تَقِيَّةٌ.

{اصول الکافی، کتاب الایمان و الکفر ، باب التقیة}

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں، اللہ عزوجل اور اس کے رسولؐ نے اس لئے تقیہ رکھا ہے تاکہ مومن کا خون نہ بہے

اور اگر خون بہنے سے روکنا تقیہ سے ممکن نہ ہو تو پھر تقیہ جائز نہیں ---

غور فرمائیے مومنین، تقیہ اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ مومن کا خون نہ بہے یعنی تقیہ کی وجہ خوف ہے اگر مومن کے خون بہائے جانے کا خوف نہ ہوتا تو اللہ اور اس کے رسولؐ کبھی تقیہ کا حکم نہ دیتے، یہ حدیث اس بات کو روشن دن سے بھی زیادہ واضح کر رہی ہے کہ تقیہ کی وجہ صرف اور صرف خوف ہے --- اسی باب کی اس سے اگلی حدیث ملاحظہ ہو ---

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قالَ: كُلَّمَا تَقَارَبَ هَذَا الْأَمْرُ كَانَ أَشَدَّ لِلتَّقِيَّةَ. {ایضاً}

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، جب اس امر (یعنی ظہورِ قائمؑ) کا وقت قریب ہو تو تقیہ اور زیادہ سختی سے ہونا چاہیے ---

مومنین یہی وہ آخری اور سخت اور خطرناک وقت ہے جس میں تقیہ میں زیادہ سختی کرنے کا حکم ہے --- تقیہ میں سختی کرنی ہے یعنی خوف بہت زیادہ ہے اگر اس دور میں خوف کی زیادتی نہ ہوتی تو تقیہ بھی نارمل ہوتا، لیکن اب تقیہ نارمل نہیں بلکہ بہت سختی سے تقیہ کا حکم ہے یعنی خوف بہت زیادہ ہے ---

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَعْفُورٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قال: اتَّقُوا عَلَى دِينِكُمْ فَاحْجُبُوهُ. بِالتَّقِيَّةِ فَإِنَّهُ لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لا تَقِيَّةُ لَهُ ، إِنَّمَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَالنَّحْلِ فِي الطَّيْرِ لَوْانَّ الطَّيْرَ تَعْلَمُ مَا فِي أَجْوَافِ النَّحْلِ مَا بَقِي مِنْهَا شَيْءٍ إِلَّا أَكَلَتْهُ وَلَوْ أَنَّ النَّاسِ عَلِمُوا مَا فِي أَجْوَافِكُمْ إِنَّكُمْ تُحِبُّونَا أَهْلَ الْبَيْتِ لَا كَلُوكُمْ بِالْسِنتَهِمْ وَلَنَحلو كُمْ فِي السِّتْرِ وَلْعَلانِيةِ ، رَحِمَ اللَّهُ عَبْدًا مِنْكُمْ كَانَ عَلَى وَلَا يِتِنا.

{ایضاً الکافی}

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، اپنے دین کو مخالفوں سے بچاؤ اور تقیہ کے ذریعے سے اُسے چھپاو، جس کے لیے تقیہ نہیں اس کے لیے ایمان نہیں، تم مخالفوں کے درمیان ایسے ہو جیسے پرندوں میں شہد کی مکھی، اگر وہ جان لیں کہ شہد کی مکھیوں کے پیٹ میں کیا چیز ہے تو وہ اس کو کھا جائیں اور اگر تمہارے مخالفین جان لیں کہ تمہارے اندر ہمؑ اہل البیتؑ کی محبت ہے تو تم کو اپنی زبانوں سے کھا جائیں تمہاری مذمت کریں اور پوشیدہ علانیہ تم کو گالیاں دیں اللہ ان لوگوں پر رحم کرے جو ہماریؑ ولایت کا دم بھرتے ہیں ---

ملاحظہ فرمائیں ، اس حدیث میں مزید خوف سے آگاہ کیا گیا ہے، مومن کو اپنا دین چھپانا ہے چونکہ خوف ہے کہ مخالف مومن کے دین سے کہیں آگاہ نہ ہو جائے، پس مخالفین سے اپنے دین کو ہمیشہ چھپا کر رکھنے کا خوف ہمیشہ رہے گا اگر مخالفین کو محبانِ حیدرؑ کے ایمان کا علم ہو جائے تو لوگ انہیں کھا جائیں اس میں مومنین کے قتل کا خطرہ ہر وقت منڈلا رہا ہے، اس کے بعد مومن کے ایمان کا سن کر مخالفین کہیں مومن کی مذمت نہ شروع کر دیں اس مذمت کا خوف، مخالفین کہیں مومنین کو اُن کی ایمان کی وجہ سے گالیاں نہ دیں پس ان گالیوں کا خوف --- یہ خوف برابر رہے گا--- اب یہ دیکھنا ہے کہ تقیہ کب ختم ہو گا کیونکہ جب تقیہ ختم ہو گا یہ وہ وقت ہوگا جب کوئی خوف باقی نہیں رہے گا ہر قِسم کا خوف ختم ہو جائے گا ---

عَنْ حَبِيبَ بْنِ بشرٍ قَالَ : قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عليه السلام : سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ : لأو اللهُ ما عَلَى لَهُ تَقِيَّةٌ رَفَعَهُ اللَّهُ ، يَا حَبِيبُ مَنْ وَجْهِ الْأَرْضَ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَى مِنَ التَّقِيَّةِ ، يا حَبيبُ إِنَّهُ مَنْ كَانَتْ لَمْ تَكُنْ لَهُ تَقِيَّةٌ وَضَعَهُ اللهُ ، يا حَبِيبُ إِنَّ النَّاسَ أَنَّمَا هُمْ فِي هُدْنَةٍ فَلَوْ قَدْ كَانَ ذَلِكَ كَانَ هذا . {اصول الكافى، كتاب الايمان و الكفر ، باب التقية}

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، روئے زمین پر میرےؑ نزدیک تقیہ سے زیادہ محبوب چیز نہیں، جو تقیہ کرے گا اللہ اس کو بلند مرتبہ دے گا اے حبیب (راوی) جو تقیہ نہ کرے گا اللہ اسے پست کر دے گا، اے حبیب اس زمانے میں مخالفین سکون اور فراغت میں ہیں، پس جب قائمؑ آل محمدؐ ظہور فرمائیں گے تو فوراً تقیہ ترک کیا جائے گا---

یہاں ہمارا مدعا روشن دن سے زیادہ واضح اور روشن ہوچکا ہے کہ تقیہ خوف کی وجہ سے ہے اور یہ خوف صرف اُس وقت ختم ہوگا جب قائمؑ آل محمدؐ ظہور کریں گے --- پس ثابت ہوا کہ ظہورِ قائمؑ سے پہلے خوف ختم نہیں ہوگا بلکہ ظہور کے قریب خوف میں زیادہ شدت آتی جائے گی اور جب تک خوف ختم نہ ہو گا تب تک نماز جمعہ کی شرائط میں سے ایک شرط جو خوف کا

نہ ہونا ہے مکمل نہ ہوگی، نماز جمعہ ادا کرنے والے کو کسی قِسم کا کوئی خوف نہ ہو یہ اُس وقت ہو گا جب امام زمانہؑ ظہور فرمائیں گے--- مزید دیکھیے !
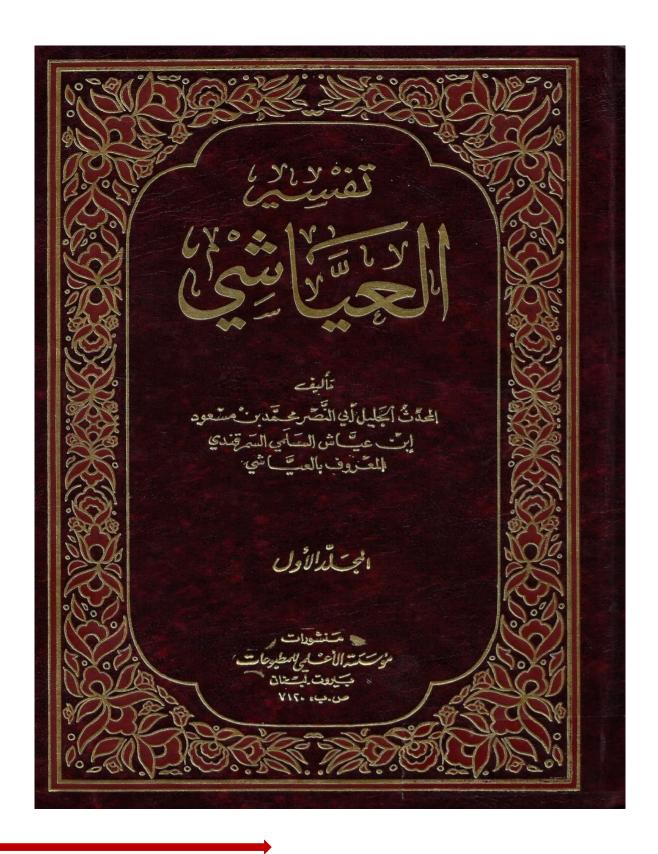
١٤٣ ـ عن أبي عمرو الزبيري عن أبي عبد الله قال : رحم الله عبداً لم يرض من نفسه أن يكون إبليس نظيراً له في دينه وفي كتاب الله نجاة من الرّدى ، وبصيرة من العمى ، ودليل إلى الهدى ، وشفاء لما في الصدور ، فيما أمركم الله به من الاستغفار مع التوبة قال الله : **﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾** وقال : **﴿وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءاً أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُوراً رَحِيماً﴾** فهذا ما أمر الله به من الاستغفار ، واشترط معه بالتوبة ، والإقلاع عمّا حرّم الله فإنّه يقول **﴿إليه يصعد الكلم الطيّب والعمل الصالح يرفعه﴾** وهذه الآية تدلُّ على أن الاستغفار لا يرفعه إلى الله إلاّ العمل الصالح والتوبة [١] .

١٤٤ ـ عن جابر عن أبي جعفر عليه السلام في قول الله : **﴿وَمن يغفر الذّنوب إلّا الله ولم يصرُّوا على ما فعلوا وهم يعلمون﴾** قال : الإصرار أن يذنب العبد ولا يستغفر الله ولا يحدث نفسه بالتوبة فذلك الإصرار [٢] .

١٤٥ ـ عن زرارة عن أبي عبد الله عليه السلام في قول الله **﴿وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ﴾** قال : ما زال مذ خلق الله آدم دولة لله ودولة لإبليس ، فأين دولة الله أما هو إلاّ قائم واحد [٣] .

١٤٦ ـ عن الحسن بن علي الوشاء بإسناد له يرسله إلى أبي عبد الله عليه السلام قال : والله لتمحصنَّ والله لتميزنَّ والله لتغربلنَّ حتّى لا يبقى منكم إلا الأندر ، قلت : وما الأندر قال : البيدر (الأبذرخ ل) وهو أن يدخل الرجل فيه الطعام يطين عليه ثم يخرجه قد أكل بعضه بعضاً ، فلا يزال ينقيه ثم يكن عليه ثم يخرجه حتى يفعل ذلك ثلاث مرات ، حتى يبقى ما لا يضرُّه شيء [٤] .

---

(١) البحار ج ٣ : ١٠١ . البرهان ج ١ : ٣١٥ .
(٢) البحار ج ٣ : ١٠١ . البرهان ج ١ : ٣١٥ . الصافي ج ١ : ٢٩٨ .
(٣) البحار ج ١٣ : ١٣٠ . البرهان ج ١ : ٣١٨ . إثبات الهداة ج ١ : ٢٦٣ .
(٤) البرهان ج ١ : ٣١٨ .

ترجمہ،

وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ {العمران 140}

یہ تو ادلتے بدلتے حالات اور گھٹتے بڑھتے دن ہیں اور ہم ہی ان کو لوگوں کے درمیان لے جاتے ہیں ---

امام جعفر الصادقؑ نے سورہ العمران کی اس آیت "یہ دن ہم لوگوں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں" کے متعلق فرمایا

جب سے اللہ عزوجل نے آدمؑ کو خلق کیا ہے، اُس وقت سے (دو حکومتیں بن گئیں) ایک حکومت و سلطنت اللہ ﷻ

کی ہے --- اور دوسری حکومت و سلطنت ابلیس لعین کی ہے --- فأين دولة الله أما هو الا قائم واحد

لیکن! اللہ ﷻ کی حکومت کہاں ہے؟ سب جگہ ابلیس ہی کی حکومت ہے --- اللہ ﷻ کی حکومت تو صرف قائمؑ آل محمدؐ کے دور

میں اُنؑ کے ظہور کے بعد ہو گی ---

مومنین کرام ہم نے ابھی ابھی کیا ملاحظہ کیا؟ اس دنیا کی ابتداء سے ہی دو قِسم کی حکومتیں پائی جاتی ہیں ایک حکومت ابلیس لعین کی ہے، اور دوسری حکومت اللہ عزوجل کی ہے --- ابلیسی حکومت میں وہ سب کچھ ہو گا جو اللہ نہیں چاہتا ابلیسی حکومت میں صرف وہ ہو گا جو ابلیس چاہتا ہے --- اور اللہ کی حکومت تب قائم ہو گی جب قائمؑ آل محمدؐ ظہور فرمائیں گے --- یعنی اس وقت اللہ کی حکومت نہیں بلکہ ابلیس کی حکومت چل رہی ہے اگر اِس وقت اللہ کی حکومت ہوتی تو امامؑ زمانہ کا دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دینا اور ظلم کو ختم کرنا اور حق کو قائم کرنا بے مقصد ہوتا کیونکہ اگر اللہ کی حکومت ہے تو عدل و انصاف بھی ضرور ہوگا، اگر اللہ کی حکومت ہے تو ظلم کا وجود ہی نہیں ہوگا ، کیونکہ اللہ کی حکومت اور پھر اس حکومت میں ظلم کیا جائے یا ظلم بھی موجود ہو ایسا ہونا ممکن ہی نہیں! اگر یہ سب موجود ہی نہیں تو امام زمانہؑ کا عدل و حق کا نافذ بے معنی ہو جائے گا کیونکہ یہ سب تو پہلے سے ہی موجود ہے --- لہذا اللہ عزوجل کی حکومت اُس وقت قائم ہو

گی جب قائمؑ آل محمدؐ قیام کریں گے تب تک صرف ابلیسی سلطنت ہے ---

اب آ جائیے نماز جمعہ کی شرائط میں سے ایک شرط خوف کی طرف یہ کیسے ممکن ہے کہ ابلیس کی حکومت ہو اور مومن پر کوئی خوف نہ ہو یہ خوف اُس وقت تک برقرار رہے گا جب تک اللہ عزوجل کی حکومت قائم نہیں ہو جاتی، اگر جمعہ کی تمام شرائط مکمل ہو جائیں تب بھی نماز جمعہ واجب نہیں ہو گا کیونکہ ان شرائط میں سے ایک بہت ہی اہم شرط خوف ہے اور خوف قائمؑ آل محمدؐ کے ظہور تک رہے گا پس جب قائمؑ آئیں گے تو خوف ختم ہوگا جب خوف ختم ہوگا تو نماز جمعہ واجب ہوگا لہذا یہ شرط قائمؑ آل محمدؐ کے قیام تک مکمل نہیں ہوسکتی یعنی خوف ختم نہیں ہوسکتا، ابلیس کی حکومت میں صرف ابلیسی شخص ہی مطمئن ہوسکتا ہے مومن نہیں، ابلیسی حکومت میں تقیہ واجب ہے جب اللہ کی حکومت قائم ہو گی تقیہ یعنی خوف ختم ہوگا ---

5- سفر میں نماز جمعہ نہیں اور نہ ہی عورتوں پر ہے ---

6- اوپر حدیث میں گزر چکا ہے کہ، جمعہ سات پر واجب ہے جن پر واجب ہے اُن میں سے الامامؑ ہے، دوسرا الامامؑ کا قاضی ہے، تیسرا ، مدعی ہے، چوتھا، مدعیٰ علیہ ہے، پانچوں اور چھٹا، دو گواہ ہیں ساتواں، وہ عہدیدار جو امامؑ کے سامنے حد جاری کرے --- اور جمعہ صرف اُس شہر میں ہو گا جہاں حدود الٰہی جاری کی جاتی ہوں ---

ان معصوم بیانات کی موجودگی میں کوئی صاحب عقل مسلمان فریب نہیں کھا سکتا، جمعہ کی نماز کی فرضیت و وجوب کے لئے امام معصومؑ اور اسلامی حکومت و حدود کا جاری ہونا لازم اور واجب اور فرض، یہاں بھی صرف لفظ امامؑ ہی آیا ہے، مگر یہ امام ایسا امام ہے جس کا ایک قاضی القضاۃ ہو، جس کی عدالتوں میں تمام مقدمات و تنازعات کا فیصلہ کیا جاتا ہو، جس کے حکم سے خلاف ورزی کرنے والوں کو واقعی سزا دی جاتی ہو، جو فتنہ و فساد کو قوت کے ساتھ کچل سکتا ہو، اس حدیث میں حکومت الہیہ یا ولایت کا مکمل خاکہ دیا گیا ہے، جمعہ کی نماز اسی صورت میں واجب و فرض ہوتی ہے

یہی وہ صورتحال ہے جس میں نماز جمعہ کا ترک کرنا منافق اور کافر بنا دیتی ہے، اسی صورت کو قیام ولایت فرمایا گیا ہے، یہی اسلامی حکومت ہے، اس حدیث (1) مسلم رعایا --- (2) اُن کا حاکم امام معصومؑ --- (3) محکمہ عدل (عدلیہ) --- (4) اور نظم و ضبط (نظمیہ) دکھا کر اسلامی ولایت کا نچوڑ پیش کر دیا گیا ہے، یہ سب لازم و ملزوم ہیں، ان میں سے کسی ایک کا اسلامی تصور دوسرے کے بغیر نہیں ہو سکتا، **جلاّد** ، حدود جاری کرنے اور سزا و تعزیز نافذ کرنے والا نہیں ہوسکتا اگر قانون خلاف ورزی رعایا وغیرہ نہ ہوں قاضی اور مقنن (قانون بنانے والا) صاحب اختیار نہ ہوں، گرفتاری و مواخذہ نہیں ہو سکتا اگر فوج وغیرہ نہ ہو یہ سب کچھ نہیں ہو سکتا اگر امامؑ نہ ہوں، یہ صحیح ہے کہ اسلامی نقطہ نظر کے علاوہ حاکم و حکومت وغیرہ کفار میں بھی ہیں، لیکن ہم خلافت الٰہیہ یا ولایت کی بات کر رہے ہیں ، وہاں یہ لازم ملزوم نہیں ہیں، لیکن اسلام میں حکومت کے لیے یہ فیصلہ موجود ہے --- (جمعۃ واجبہ)

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، حکومت کے فرائض کا، احساس رکھو چنانچہ حکومت کے معنی اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ حقیقتاً حکومت ایسے امامؑ کے لیے زیبا ہے جو مسلمانوں میں عادل ہو علم القضا کا عالم ہو، یہ صفات صرف ایک نبیؐ یا اس کے وصیؑ سے مخصوص ہے ---(فروع الکافی جلد7 کتاب القضاء)

7- اوپر حدیث میں گزر چکا ہے کہ، جمعہ صرف اُس شہر میں ہوتا ہے جہاں اللہ کی حدود جاری کی جاتی ہوں --- اور ہم پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ امام قائمؑ آل محمدؐ کے ظہور تک ابلیسی حکومت چلے گی یعنی اِس وقت ابلیس کی حکومت ہے اور یہ بات ایک عقل مند مسلمان آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ ابلیس کی حکومت میں ابلیس کی سلطنت میں حدود الٰہی کیسے جاری ہو سکیں گئیں؟ حدودِ الٰہی جاری کرنے کے لئے اللہ عزوجل کی حکومت کا قائم ہونا ضروری ہے ---

اور حدود الٰہی جاری کرنا امام معصومؑ کا کام ہے --- ملاحظہ فرمائیں ---

قال الامام الرضا إِنَّ الْإِمَامَةَ زِمَامُ الدِّينِ ، وَنِظَامُ الْمُسْلِمِينَ ، وَصَلاحُ الدُّنْيَا وَعِزُّ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ الْإِمَامَةَ أُسُّ الْإِسْلَامِ النَّامِي وَفَرْعُهُ السّامي ، بِالْإِمَامِ تَمَامُ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّيَامِ وَالْحَجِّ وَالْجِهَادِ وَتَوْفِيرُ الْفَيْءِ وَالصَّدَقَاتِ وَإِمْضَاءُ الْحُدُودِ وَالْأَحْكامِ وَمَنْعُ الثُغُورِ وَالا طرافِ : الْإِمَامُ يُحِلُّ حَلالَ اللَّهِ وَيُحَرِّمُ حَرامَ اللهِ وَيُقِيمُ حُدُودَ اللَّهِ وَيَذُبُّ عَنْ دِينِ اللَّهِ وَيَدْعُو إِلَى سَبِيلِ رَبِّهِ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَالْحُجَّةِ الْبَالِغَةِ. {الکافی، کتاب الحجت ، باب نَادِرٌ جَامِعٌ فَضْلِ الْإِمَامِ وَصِفَاتِهِ}

امام علی الرضاؑ نے فرمایا، بے شک، امامت دین کی مہار ہے، امامت نظام مسلمین ہے امامت سے امور دنیا کی درستی ہے امامت مومنین کی عزت ہے یقیناً امامت ترقی کرنے والے اسلام کا سر ہے اور اس کی بلند شاخ ہے --- امامؑ ہی سے نماز زکوۃ و صوم حج و جہاد تمام ہوتے ہیں، وہیؑ مال غنیمت کا مالک ہے، وہی صدقات کا وارث ہے، **وہیؑ حدود اور احکامات کا جاری کرنے والا ہے**، وہیؑ حدود اطراف اسلام کی حفاظت کرنے والا ہے --- امامؑ اللہ کے حلال کو حلال اور اللہ کے حرام کو حرام کرتا ہے، **اور اللہ کی حدود قائم کرتا ہے**، اور اللہ کے دشمنوں سے اللہ کے دین کی حفاظت کرتا ہے، اور لوگوں کو سبیل اللہ کی طرف حکمت اور نصیحت سے دعوت دیتا ہے، امامؑ اللہ کی حجت بالغہ ہے ---

اُوپر حدیث گزر چکی ہے کہ جمعہ صرف اُس شہر میں ہوگا جس شہر میں اللہ کی حدود جاری ہوں ---اور یہ حدیث مومنین ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ امام معصومؑ ہی وہ ہستی ہیں جو اللہ کی حدود جاری فرماتے ہیں --- پس حدود جاری کرنا امام معصومؑ سے تعلق رکھتا ہے ---

حدود صرف معصومؑ جاری کر سکتا ہے غیر معصومؑ یا اُمت میں سے کوئی حد جاری نہیں کر سکتا --

ہمارا یہ مدعا علامہ حلی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں ---

بین الاقوامی شہرت یافتہ کتاب
الفین
مؤلف
علامہ حلّی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر
ثاقب پبلی کیشنز
لاہور پاکستان
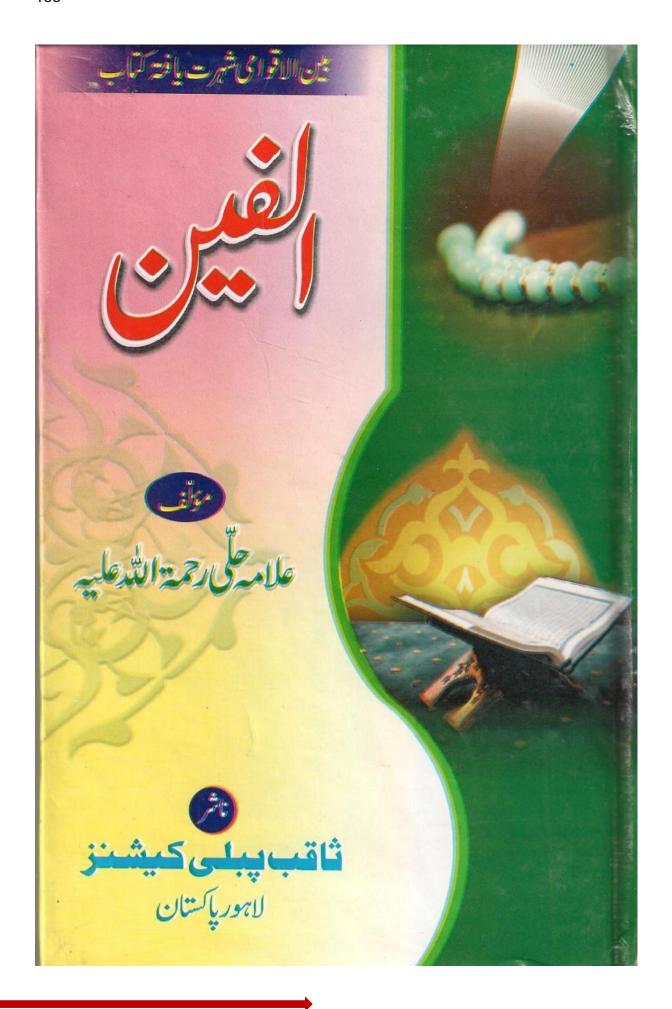
اور قصاص کمیٹی اور اجماع (کانفرنس) کر کے نہیں کر سکتی تو ایسا حاکم (امام اور خلیفہ نبی) جو ان احکام کو جاری کرے اس کا اختیار اُمت کو کیونکر ہو سکتا ہے۔

توضیح سبب

اُمت کو اختیار اجرائے حدود اور قصاص نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ اُمت کا ہر فرد خطا کار ہے ایسا نہ ہو کہ اجرائے حکم قصاص میں غلطی واقع ہو کر خون ناحق ہو جائے پھر چونکہ اُمت کا بنایا ہوا خلیفہ یا امام وہ بھی خطا کار ہے یہی سبب مانع اجرائے حدود اور قصاص کا اس میں بھی موجود ہے وہ کیونکر اس کے قابل ہوگا۔

دفعِ شبہہ

نبی اور امام یا خلیفہٗ منصوص بھی جس کو قاضی مفتی اور اپنا نائب مقرر کرتا ہے اور اس کو اجازت اجرائے حدود اور قصاص کی دیتا ہے وہ بھی تو غیر معصوم اور جائز الخطا ہوتا ہے پھر اس کو کیونکر قابل اجرائے حدود اور قصاص سمجھا جائے۔ عالم دین کو نبی اور امام نے نائب عام مقرر فرمایا وہ بھی اور نائب خاص جو زمانۂ امامؑ میں تھے وہ سب جائز الخطا تھے لہٰذا جو خرابی اُمت کے بتائے ہوئے خلیفہ میں تم نے اس دلیل میں لکھی وہی امامؑ کی نائب عام اور نائب خاص میں ثابت ہے۔

جواب

یہ شبہہ اگر زمانۂ ظہورِ امامؑ اور خلیفہٗ منصوص میں کیا جائے اس کا جواب تو ظاہر ہے کہ امام کا تجویز کیا ہوا قاضی اور نائب خاص اگرچہ وہ معصوم نہیں ہے مگر چونکہ امامؑ کسی بات میں جائز الخطا نہیں ہے لہٰذا اس شخص کے نائب مقرر کرنے میں بھی امام سے خطا نہیں ہو سکتی اس کا علم امامت جو اعلیٰ درجے کا ہر امر کی شناخت میں ہے اُس کو اس تجویز میں خطا سے منع کرے گا اس نائب کو اگرچہ ہم معصوم نہیں کہتے مگر اس

الكافي
الشيخ
محمد بن يعقوب الكليني
فروع الكافي
الجزء السابع
روضة الكافي الجزء الثامن
منشورات الفجر
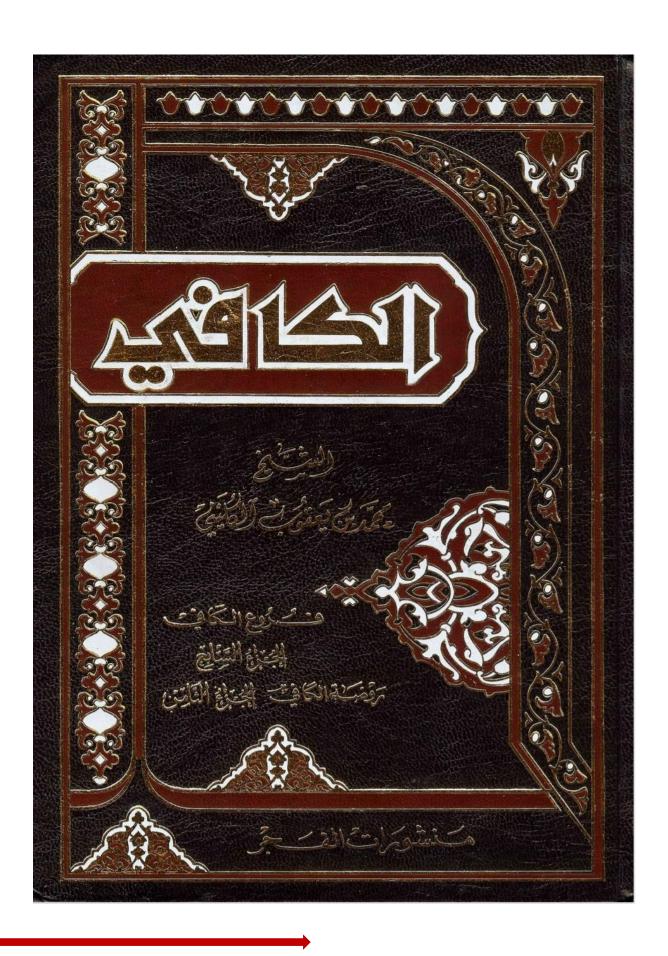
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

كتاب القضاء والأحكام

٢٥١ - باب: أن الحكومة إنما هي للإمام عليه السلام

١ - عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْمُؤْمِنِ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: اتَّقُوا الْحُكُومَةَ فَإِنَّ الْحُكُومَةَ إِنَّمَا هِيَ لِلْإِمَامِ الْعَالِمِ بِالْقَضَاءِ الْعَادِلِ فِي الْمُسْلِمِينَ لِنَبِيٍّ أَوْ وَصِيِّ نَبِيٍّ.

٢ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبَلَةَ، عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام لِشُرَيْحٍ: يَا شُرَيْحُ قَدْ جَلَسْتَ مَجْلِساً لَا يَجْلِسُهُ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ وَصِيُّ نَبِيٍّ أَوْ شَقِيٌّ.

٣ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: لَمَّا وَلَّى أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ شُرَيْحاً الْقَضَاءَ اشْتَرَطَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يُنْفِذَ الْقَضَاءَ حَتَّى يَعْرِضَهُ عَلَيْهِ.

٢٥٢ - باب: أصناف القضاة

١ - عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيهِ رَفَعَهُ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: الْقُضَاةُ أَرْبَعَةٌ ثَلَاثَةٌ فِي النَّارِ وَوَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ: رَجُلٌ قَضَى بِجَوْرٍ وَهُوَ يَعْلَمُ فَهُوَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ قَضَى بِجَوْرٍ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَهُوَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ قَضَى بِالْحَقِّ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَهُوَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ قَضَى بِالْحَقِّ وَهُوَ يَعْلَمُ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ؛ وَقَالَ عليه السلام: الْحُكْمُ حُكْمَانِ: حُكْمُ اللَّهِ وَحُكْمُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ أَخْطَأَ حُكْمَ اللَّهِ حَكَمَ بِحُكْمِ الْجَاهِلِيَّةِ.

٢ - أَبُو عَلِيٍّ الْأَشْعَرِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: الْحُكْمُ حُكْمَانِ حُكْمُ اللَّهِ وَحُكْمُ الْجَاهِلِيَّةِ؛ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾ [المائدة: ٥٠] وَاشْهَدُوا عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ لَقَدْ حَكَمَ فِي الْفَرَائِضِ بِحُكْمِ الْجَاهِلِيَّةِ.

٢٥٣ - باب: من حكم بغير ما أنزل الله عز وجل

١ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ، عَنْ صَبَّاحٍ الْأَزْرَقِ، عَنْ حَكَمٍ الْحَنَّاطِ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام؛ وَحَكَمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي يَعْفُورٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَا: مَنْ حَكَمَ

حیی علی خیر العمل
علیاً ولی اللہ
وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (القصص 28 آیت 50)
اس سے بڑا گمراہ کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی
ہوس (خواہش) کی پیروی کرے یقیناً اللہ عزوجل ظالم قوم کی ہدایت نہیں فرماتا۔
معصوم امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کی تفسیر یوں بیان فرمائی ہے
علی بن ابراہیم نے اپنے والد سے، اُس نے قاسم بن سلیمان سے، اُس نے معلیٰ بن خنیس سے، اُس نے امام ابو عبداللہ سے
اس آیت (اس سے بڑا گمراہ کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی ہوس (خواہش) کی پیروی کرے کے متعلق پوچھا۔
امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ اس کے بارے میں جو دین بغیر اللہ کے مقرر کردا امام معصومؑ کے اپنی رائے سے لے۔ (تاویل الآیات صفحہ ۴۱۳)
اَلْکافی
عربی جلد نمبر 7
اردو میں ترجمہ
عربی جلد نمبر 7 کا پہلی مرتبہ 1440ھ ہجری بمطابق 2019 عیسوی میں اردو میں ترجمہ
اللَّهُمَّ إِنِّي أُجَدِّدُ
لَهُ فِي صَبِيحَةِ
يَوْمِي هَذَا وَمَا
عِشْتُ مِنْ أَيَّامِي
عَهْداً أَوْ عَقْداً أَوْ
بَيْعَةً لَهُ فِي عُنُقِي
لَا أَحُولُ عَنْهَا وَلَا
أَزُولُ أَبَداً
مستدرک الوسائل ج5: ص74
Ya Allah[azwj]!
(Witness) I hereby renew to him[ajfj], at this very morning and for the days I have lived, the covenant and the contract, and pay allegiance to him[ajfj], (which) shall (always be) on my neck. I will neither turn away from it nor will I let it lapse.
Imam Mohammed Baqir[asws] says: "When Al-Mahdi[ajfj] takes a stand, he[ajfj] will not have an open enemy other than the 'Fuqha' (scholars). He[ajfj] will have the Sword (for support). And had it not been for the sword at his[ajfs] hands, the 'Fuqha' would issue 'Fatwas' for him[ajfs] to be killed, but Allah[azwj] will Support him[ajfj] with 'Al-Karam' (Divine Powers) and the Sword. They (the Fuqha) will be obeying (him[ajfj]) and would be fearing. Thus, they would be accepting his[ajfj] rulings without 'Eman' (belief) but they would be harboring (enmity) against him[ajfj].
نورالانوار ج 3: ص99
(Ref. YANBI AL MUWWDAH VOL-3 PAGE-215 & 99)
وروي عن الباقر (ص)
وإذا خرج هذا الامام المهدي فليس له عدو مبين إلا الفقها، خاصة،
هو والسيف اخوان، ولولا أن السيف بيده لافتوا الفقها، في قتله،
ولكن الله يظهره بالسيف والكرام، فيطيعون ويخافون،
فيقبلون حكمه من غير إيمان بل يضمرون خلافه

کتاب قضاء واحکام

باب أَنَّ الْحُكُومَةَ إِنَّمَا هِيَ لِلْإِمَامِ (عليه السلام)

حکومت فقط امام علیہ السلام کیلئے مخصوص ہے

1- عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْمُؤْمِنِ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) قَالَ اتَّقُوا الْحُكُومَةَ فَإِنَّ الْحُكُومَةَ إِنَّمَا هِيَ لِلْإِمَامِ الْعَالِمِ بِالْقَضَاءِ الْعَادِلِ فِي الْمُسْلِمِينَ لِنَبِيٍّ أَوْ وَصِيِّ نَبِيٍّ .

1- ہمارے بہت سے اصحاب نے سہل بن زیاد سے، اس نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے ابو عبد اللہ مومن سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا" حکومت سے بچو کیونکہ حکومت فقط مسلمانوں کے معاملات کی قضاء کے عالم عادل امام علیہ السلام کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی کیلئے مخصوص ہے"۔

2- مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبَلَةَ عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (**عليه السلام**) قَالَ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (**عليه السلام**) لِشُرَيْحٍ يَا شُرَيْحُ قَدْ جَلَسْتَ مَجْلِساً لَا يَجْلِسُهُ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ وَصِيُّ نَبِيٍّ أَوْ شَقِيٌّ .

2- محمد بن یحییٰ نے محمد بن احمد سے، اس نے یعقوب بن یزید سے، اس نے یحییٰ بن مبارک سے، اس نے عبد اللہ بن جبلہ سے، اس نے ابو جمیلہ سے، اس نے اسحاق بن عمار سے، اس نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے شریح سے فرمایا" اے شریح! تو اس مقام پر بیٹھ گیا ہے کہ جس پر یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھتا ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصی بیٹھتا ہے یا بد بخت بیٹھتا ہے"۔

3- عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (**عليه السلام**) قَالَ لَمَّا وَلَّى أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (**صلوات الله عليه**) شُرَيْحاً الْقَضَاءَ اشْتَرَطَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يُنْفِذَ الْقَضَاءَ حَتَّى يَعْرِضَهُ عَلَيْهِ .

3- علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ہشام بن سالم سے روایت کی ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا" جب امیر المومنین علیہ السلام نے شریح کو قضاوت کے عہدے پر مامور کیا تو اس پر شرط رکھی کہ وہ اپنے فیصلے کو نافذ نہ کرے یہاں تک کہ اسے آپ علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرے"۔

مومنین ملاحظہ فرمائیں!

حکومت صرف مسلمانوں کے معاملات کی قضاء کے عالم عادل امامؑ کے لئے ہے یا نبیؐ کے لئے ہے---

یا نبیؐ کے وصیؑ کے لئے ہے---

امیر المومنینؑ نے قاضی شریح سے فرمایا،

اے شریح! تو اس مقام پر بیٹھ گیا ہے کہ جس پر صرف نبیؐ بیٹھتا ہے--- یا نبیؐ کا وصی بیٹھتا ہے--- یا

شقی بد بخت بیٹھتا ہے---

جمعہ صرف اس شہر میں ہوتا ہے جہاں حدود جاری ہوں--- اور حدود جاری کرنا امام معصومؑ کا کام ہے

قضاء و حدود اور احکامات جاری کرنا صرف اور صرف امام معصومؑ کا حق ہے--- حکومت کرنا صرف امامؑ

العصر و الزمانؑ کا حق ہے---

قائمؑ آل محمدؐ کی حکومت سے پہلے ہر حکومت ابلیسی اور شیطانی حکومت ہے---

اللہ عزو جل کی حکومت قائمؑ آل محمدؐ کے قیام سے قائم ہو گی---

مستدرك الوسائل
ومستنبط المسائل
تأليف
خاتمة المحدثين
الحاج ميرزا حسين النوري الطبرسي
المتوفى سنة ١٣٢٠ هـ
تحقيق
مؤسسة آل البيت عليهم السلام لإحياء التراث
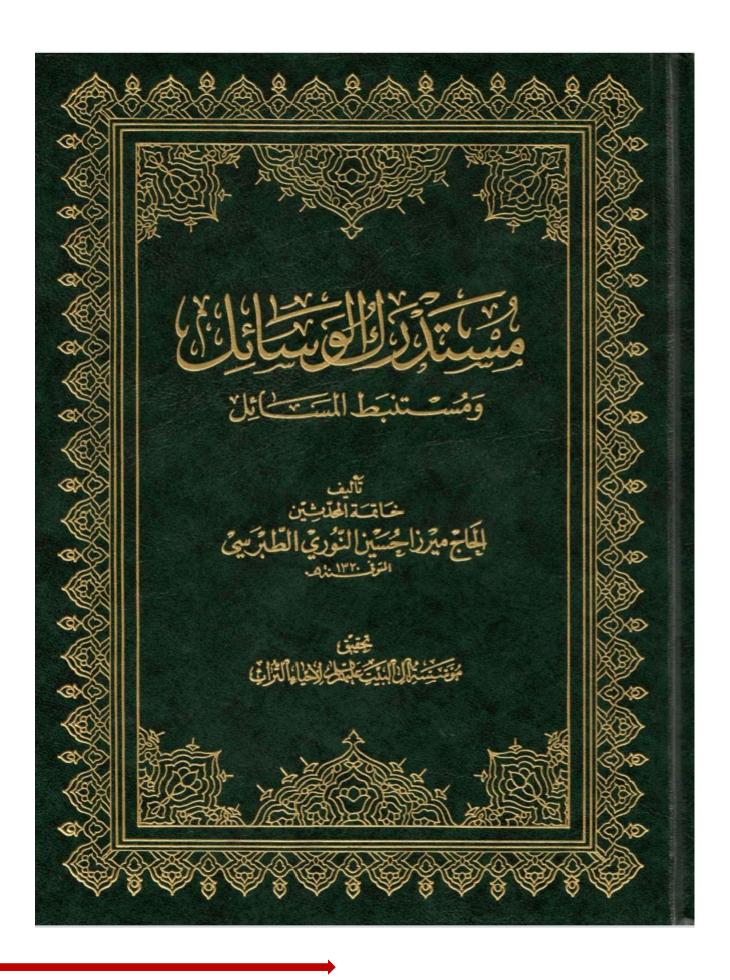
٣ - ﴿ باب وجوب الجمعة على أهل الأمصار ، وعلى أهل القرى وغيرهم ، وعدم اشتراطها بالمصر ﴾

١/٦٢٩٩ - الشيخ جعفر بن أحمد القمي في كتاب العروس : عن الصادق (عليه السلام) أنه قال : « لا جمعة إلا في مصر يقام فيه الحدود » .

٢/٦٣٠٠ - وعنه (عليه السلام) أنه قال : « ليس على أهل القرى جماعة ، ولا خروج في العيدين » .

٣/٦٣٠١ - دعائم الإسلام : عن علي (عليه السلام) أنه قال : « ليس على المسافر جمعة ، ولا جماعة ، ولا تشريق[1] ، إلا في مصر جامع » .

٤ - ﴿ باب عدم وجوب حضور الجمعة ، على من بعد عنها بأزيد من فرسخين ، ووجوبها على من بعد عنها بفرسخين ﴾

ترجمہ، امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، جمعہ صرف اُس شہر میں ہوگا یہاں حدود جاری

کی جاتی ہوں اس کے علاوہ جمعہ نہیں ----

8۔ جمعہ کے لئے جمع ہونا صرف امامؑ کے ساتھ واجب ہے ---۔ ملاحظہ فرمائیں

مُنذُ خَلَقتُ السَّمٰوَاتِ وَالاَرَضِینَ ثُمَّ لَقِیَنِی جَاحِداً الِوِلَایَۃِ عَلِیٍّ لَاَکْبَبْتُهٗ فِی سَقَرَ۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا پر جبرائیل نازل ہوا تو اس نے عرض کیا: اے محمد! خدا آپ کو سلام پیش کرتا ہے اور میری طرف سے بھی آپ پر سلام ہو۔ اور خدا فرماتا ہے کہ میں نے سات آسمانوں اور جو کچھ اس کے اندر موجود ہے اور سات زمینوں اور جو کچھ ان کے درمیان موجود ہے اس کو میں نے خلق کیا اور تمام ان مقامات سے افضل مقام جو میں نے خلق کیا ہے وہ رکن کا مقام ہے۔ اس سے افضل کوئی مقام نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اس مقام پر میری اس وقت سے عبادت کرے جب سے میں نے زمین و آسمان کو خلق کیا ہے۔ اور پھر وہ میرے ساتھ ملاقات اس حالت میں کرے کہ وہ علیؑ کی ولایت کا منکر ہو تو میں اسے سقر (جہنم کا نام) میں ضرور ڈالوں گا۔

نماز جمعہ کے وقت حضور امامؑ

۱۲۔حَدَّثَنَا الحُسَینُ بنُ اِبرَاهِیمَ بنِ نَاتَانَهٖؒ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بنَ اِبرَاهِیمَ عَن أَبِیهِ اِبرَاهِیمَ بنِ هَاشِمٍ عَن حَمَّادِ بنِ عِیسٰی عَن حَرِیزِ بنِ عَبدِاللّٰهِ عَن زُرَارَةَ بنِ اعیُنٍ عَن اَبِی جَعفَرِ البَاقِرِؑ قَالَ صَلٰوةُ الجُمُعَةِ فَرِیضَةٌ وَالِاجتِمَاعُ اِلَیهَا فَرِیضَةٌ مَعَ الاِمَامِ فَاِن تَرَکَ رَجُلٌ مِن غَیرِ عِلَّةٍ ثَلٰثَ جُمَعٍ فَقَد تَرَکَ ثَلٰثَ فَرَائِضَ وَلَایَدَعُ ثَلٰثَ فَرَائِضَ مِن غَیرِ عِلَّةٍ اِلَّا مُنَافِقٌ وَقَالَؑ مَن تَرَکَ الجَمَاعَةَ رَغبَةً عَنهَا وَعَن جَمَاعَةِ المُسلِمِینَ مِن غَیرِ عِلَّةٍ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ۔

زرارہ بن اعین نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: نماز جمعہ واجب ہے اور امام کی موجودگی میں اس کے لیے آنا اور جمع ہونا بھی واجب ہے، پس جو شخص بغیر عذر کے تین جمعہ ترک کردے تو اس نے تین واجبات کو چھوڑا ہے اور تین فرائض و واجب کو بغیر عذر کے سوائے منافق کے کوئی نہیں ترک کرے گا۔ اور فرمایا کہ جو نماز جماعت کو ترک کرتا ہے اعراض و بے توجہی کی وجہ سے اور مسلمان کی جماعت کو غیر عذر کے ترک کردے تو اس کی نماز نہیں ہے۔

أمالي الصدوق
الشيخ الجليل الأقدم
الصدوق
أبي جعفر محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي
المتوفى سنة ٣٨١
قدم له :
الشيخ حسين الأعلمي
منشورات
مؤسسة الأعلمي للمطبوعات
بيروت - لبنان

محمد، عن أبيه، عن آبائه عليهم السلام، قال: نزل جبرئيل عليه السلام على النبي صلى الله عليه وآله فقال: يا محمد، السلام يقرئك السلام ويقول: خلقت السماوات السبع وما فيهن، والأرضين السبع ومن عليهن، وما خلقت موضعاً أعظم من الركن والمقام، ولو أن عبداً دعاني هناك

١٣ — **حدثنا** الحسين بن إبراهيم بن ناتانة رحمه الله، قال: حدثنا علي بن إبراهيم، عن أبيه إبراهيم بن هاشم، عن حماد بن عيسى، عن حريز بن عبد الله، عن زرارة ابن أعين، عن أبي جعفر الباقر عليه السلام، قال: صلاة الجمعة فريضة، والإجتماع إليها فريضة مع الإمام، فإن ترك رجل من غير علة ثلاث جمع فقد ترك ثلاث فرائض، ولا يدع ثلاث فرائض من غير علة إلا منافق. وقال عليه السلام: من ترك الجماعة رغبة عنها وعن جماعة المسلمين من غير علة، فلا صلاة له.

١٤ — **حدثنا** أحمد بن زياد بن جعفر الهمداني رحمه الله، قال: حدثنا علي بن إبراهيم، عن أبيه إبراهيم بن هاشم، عن عبد الله بن ميمون، عن الصادق جعفر ابن محمد، عن أبيه، عن آبائه عليهم السلام قال: اشترط رسول الله صلى الله عليه وآله على جيران المسجد شهود الصلاة، وقال: لينتهين أقوام لا يشهدون الصلاة، أو لآمرن مؤذناً يؤذن ثم يقيم، ثم لآمرن رجلاً من أهل بيتي - وهو عليّ - فليحرقن على أقوام بيوتهم بحزم الحطب لأنهم لا يأتون الصلاة.

١٥ — **حدثنا** جعفر بن محمد بن مسرور رحمه الله، قال: حدثنا الحسين بن محمد ابن عامر، عن عمه عبد الله بن عامر، عن محمد بن أبي عمير، عن عبد الله بن سنان، عن الصادق جعفر بن محمد عليهما السلام، قال: صلى رسول الله صلى الله عليه وآله الفجر، فلما انصرف أقبل بوجهه على أصحابه، فسأل عن أناس هل حضروا؟ فقالوا: لا، يا رسول الله. فقال: أغيَّب هم؟ قالوا: لا. فقال: أما إنه ليس من صلاة أشد على المنافقين من هذه الصلاة والعشاء.

١٦ — **حدثنا** الحسين بن أحمد بن إدريس، قال: حدثنا أبي، عن أحمد بن محمد ابن عيسى، عن الحسن بن علي بن فضال، عن حماد بن عيسى، عن إبراهيم ابن عمر اليماني، عن أبي عبد الله الصادق عليه السلام، قال: ما من مؤمن يُخذل أخاه وهو يقدر على نصرته إلا خذله الله في الدنيا والآخرة.

١٧ — **حدثنا** أبي، قال: حدثنا محمد بن أبي القاسم، عن محمد بن علي الكوفي،

نماز جمعہ فرض ہے اور نماز جمعہ کے لئے لوگوں کا اجتماع کرنا صرف امامؑ کے ساتھ فرض ہے --- اگر امامؑ نہ ہو تو اجتماع جمعہ نہیں ہے --- **یہاں سے ایک نیا اور حیران کن مسئلہ شروع ہو جاتا ہے یہ مسئلہ واقع ہی پریشان کن ہے کیوں کہ اس مقام پر پہنچ کر کہا جاتا ہے کہ یہاں امام سے مرادِ امامِ معصومؑ نہیں بلکہ مولوی حضرات ہیں یعنی پیش نماز کو امام سمجھا اور مانا جارہا ہے--- اور ستم ظریفی تو یہ کہ کچھ عقل کے اندھے کہتے ہیں کہ مولوی حضرات کو ہم لغوی طور پر امام کہتے ہیں، انہیں ہمارا امام کہنا لغوی طور پر ہے ,, تو ہماری عرض یہ ہے کہ صرف امام ہی کیوں کہا جاتا ہے؟ کسی پیغام پہنچانے والے کو نبی کیوں نہیں کہا جاتا یا کسی کے بھیجے ہوئے کو فلاں کا رسول کیوں نہیں کہا جاتا؟ یہاں بھی لغوی معانی لے کر یہ الفاظ استعمال کئے جائیں ---**

اب اِن کی عقل کا علاج کون کرے یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہم تو صرف دلائل ہی دے سکتے ہیں ہدایت دینا میرے امامؑ قائمؑ آل محمدؐ کا کام ہے ---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الحجت

خلافت رسالت نبوت امامت

ترجمہ **اصول کافی** جلد دوم

حضرت ثقتہ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ بن محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمتہ

ترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

بانی و منتظم جامعہ امامیہ کراچی

مصنف دوصد کتب

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

بنگلہ نمبر R-19-A، سوہنی ریزورٹس، فیز نمبر 1، سیکٹر 40، اسکیم نمبر 33، گلستان جوہر، کراچی۔

طرف سے ہے اور قرآن خاص و عام اور محکم و متشابہ اور ناسخ و منسوخ ہے اور راسخون فی العلم اس کو جانتے ہیں۔

۳. الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أُوْرَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام قَالَ: الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْأَئِمَّةُ مِنْ بَعْدِهِ عَلَيهُم السلام.

۳۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے راسخون فی العلم امیر المومنین ہیں اور ان کے بعد آئمہ علیہم السلام

بائیسواں باب

قرآن میں دو اماموں کا ذکر ہے ایک اللہ کی طرف بلانے والے دوسرے جہنم کی طرف

(بابُ) ۲۲

اَنَّ الْاَئِمَّةَ فِی کِتَابِ اللّٰهِ اِمَامَانِ: اِمَامٌ یَدْعُوْ اِلَی اللّٰهِ وَاِمَامٌ یَدْعُوْ اِلَی النَّارِ

۱. مُحَمَّدُ بْنِ يَحْيىٰ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ غَالِبٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: "يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ" (سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۷)قَالَ: الْمُسْلِمُونَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ أَلَسْتَ إِمَامَ النَّاسِ كُلِّهِمْ أَجْمَعِينَ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم: أَنَا رَسُولُ اللّٰهِ إِلَى النَّاسِ أَجْمَعِينَ وَلٰكِنْ سَيَكُونُ مِنْ بَعْدِي أَئِمَّةٌ عَلَى النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يَقُومُونَ فِي النَّاسِ فَيُكَذَّبُونَ وَيَظْلِمُهُمْ أَئِمَّةُ الْكُفْرِ وَالضَّلَالِ وَأَشْيَاعُهُمْ، فَمَنْ وَالَاهُمْ وَاتَّبَعَهُمْ وَصَدَّقَهُمْ فَهُوَ مِنِّي وَمَعِي وَسَيَلْقَانِي، أَلَا وَمَنْ ظَلَمَهُمْ وَكَذَّبَهُمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَا مَعِي وَأَنَا مِنْهُ بَرِيءٌ.

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اس روز ہم ہر گروہ کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے تو مسلمانوں نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا آپؐ سب لوگوں کے امام نہیں فرمایا میں اللہ کا رسول ہو کر آیا

ہوں تمام لوگوں کی طرف اور میرے بعد امام ہوں گے میرے اہل بیت سے، وہ لوگوں کے درمیان رہیں گے پس لوگ ان کو جھٹلائیں گے اور آئمہ کفر ان پر ظلم کریں گے اور آئمہ ضلال اور ان کے تابعین بھی ستائیں گے پس وہ لوگ جنہوں نے ان سے محبت کی اور ان کا اتباع کیا اور ان کی تصدیق کی وہ مجھ سے ہیں اور میرے ساتھ ہیں اور عنقریب مجھ سے ملاقات کریں گے اور جنہوں نے ان پر ظلم کیا اور ان کو جھٹلایا وہ مجھ سے نہیں ہیں میں ان سے بری ہوں۔

۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيىٰ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِبْنِ يَحْيىٰ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ: إِنَّ الْأَئِمَّةَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ إِمَامَانِ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ "وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُونَ بِأَمْرِنَا" (سوره الانبياء ۲۱/۷۳) لَا بِأَمْرِ النَّاسِ يُقَدِّمُونَ أَمْرَ اللّٰهِ قَبْلَ أَمْرِهِمْ وَحُكْمَ اللّٰهِ قَبْلَ حُكْمِهِمْ قَالَ: "وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُونَ اِلَى النَّارِ" (سوره القصص ۲۸/۴۱) يُقَدِّمُونَ أَمْرَهُمْ قَبْلَ أَمْرِ اللّٰهِ وَحُكْمَهُمْ قَبْلَ حُكْمِ اللّٰهِ وَيَأْخُذُونَ بِأَهْوَائِهِمْ خِلَافِ مَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ کتاب خدا میں دو قسم کے اماموں کا ذکر ہے ایک کے متعلق ہے ہم نے ان کو امام بنایا وہ ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتے ہیں نہ لوگوں کے حکم کے مطابق وہ امر خدا کو بندوں کے حکم سے مقدم رکھتے ہیں اور امر خدا کو بندوں کے امر پر ترجیح دیتے ہیں اور دوسرے گروہ کے متعلق فرمایا کہ ہم نے ان کو امام قرار دیا وہ جہنم کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں اور ان کے امر کو امر خدا سے مقدم جانتے ہیں اور بندوں کے حکم کو حکم خدا سے زیادہ جانتے ہیں وہ اپنی ان خواہشوں پر عمل کرتے ہیں جو کتاب خدا کے خلاف ہیں۔

الكافي
الشيخ
محمد بن يعقوب الكليني
أصول الكافي
الجزء الأول
الجزء الثاني
منشورات الفجر
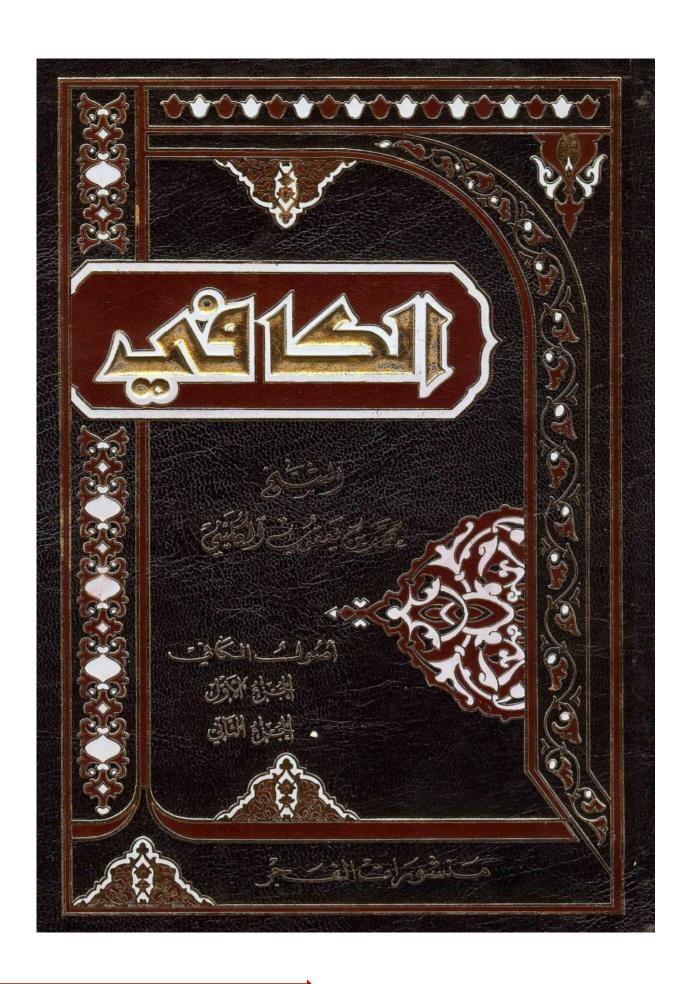
بِالْخَيْرَاتِ: الْإِمَامُ، والْمُقْتَصِدُ: الْعَارِفُ لِلْإِمَامِ، والظَّالِمُ لِنَفْسِهِ: الَّذِي لَا يَعْرِفُ الْإِمَامَ.

٢ - الْحُسَيْنُ عَنْ مُعَلَّى، عَنِ الْوَشَّاءِ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا ٱلْكِتَٰبَ ٱلَّذِينَ ٱصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا﴾ فَقَالَ: أَيَّ شَيْءٍ تَقُولُونَ أَنْتُمْ؟ قُلْتُ: نَقُولُ: إِنَّهَا فِي الْفَاطِمِيِّينَ؟ قَالَ: لَيْسَ حَيْثُ تَذْهَبُ، لَيْسَ يَدْخُلُ فِي هَذَا مَنْ أَشَارَ بِسَيْفِهِ ودَعَا النَّاسَ إِلَى خِلَافٍ، فَقُلْتُ: فَأَيُّ شَيْءٍ الظَّالِمُ لِنَفْسِهِ؟ قَالَ: الْجَالِسُ فِي بَيْتِهِ لَا يَعْرِفُ حَقَّ الْإِمَامِ، والْمُقْتَصِدُ: الْعَارِفُ بِحَقِّ الْإِمَامِ، والسَّابِقُ بِالْخَيْرَاتِ: الْإِمَامُ.

٣ - الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وجَلَّ: ﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا ٱلْكِتَٰبَ ٱلَّذِينَ ٱصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا﴾ الْآيَةَ، قَالَ: فَقَالَ: وُلْدُ فَاطِمَةَ عليها السلام والسَّابِقُ بِالْخَيْرَاتِ: الْإِمَامُ، والْمُقْتَصِدُ: الْعَارِفُ بِالْإِمَامِ، والظَّالِمُ لِنَفْسِهِ: الَّذِي لَا يَعْرِفُ الْإِمَامَ.

٤ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ أَبِي وَلَّادٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وجَلَّ: ﴿ٱلَّذِينَ ءَاتَيْنَٰهُمُ ٱلْكِتَٰبَ يَتْلُونَهُۥ حَقَّ تِلَاوَتِهِۦٓ أُوْلَٰٓئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِۦ﴾ [البقرة: ١٢١] قَالَ: هُمُ الْأَئِمَّةُ عليهم السلام.

٨٢ - باب أَنَّ الْأَئِمَّةَ فِي كِتَابِ اللهِ إِمَامَانِ: إِمَامٌ يَدْعُو إِلَى اللهِ وإِمَامٌ يَدْعُو إِلَى النَّارِ

١ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ غَالِبٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿يَوْمَ نَدْعُوا۟ كُلَّ أُنَاسٍۭ بِإِمَٰمِهِمْ﴾ [الإسراء: ٧١] قَالَ الْمُسْلِمُونَ: يَا رَسُولَ اللهِ: أَلَسْتَ إِمَامَ النَّاسِ كُلِّهِمْ أَجْمَعِينَ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله: أَنَا رَسُولُ اللهِ إِلَى النَّاسِ أَجْمَعِينَ، ولَكِنْ سَيَكُونُ مِنْ بَعْدِي أَئِمَّةٌ عَلَى النَّاسِ مِنَ اللهِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يَقُومُونَ فِي النَّاسِ فَيُكَذَّبُونَ، ويَظْلِمُهُمْ أَئِمَّةُ الْكُفْرِ والضَّلَالِ وأَشْيَاعُهُمْ، فَمَنْ وَالَاهُمْ، واتَّبَعَهُمْ وصَدَّقَهُمْ فَهُوَ مِنِّي ومَعِي وسَيَلْقَانِي، أَلَا ومَنْ ظَلَمَهُمْ وكَذَّبَهُمْ فَلَيْسَ مِنِّي ولَا مَعِي وأَنَا مِنْهُ بَرِيءٌ.

٢ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، ومُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ: إِنَّ الْأَئِمَّةَ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وجَلَّ إِمَامَانِ. قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وتَعَالَى: ﴿وَجَعَلْنَٰهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا﴾ [الأنبياء: ٧٣] لَا بِأَمْرِ النَّاسِ. يُقَدِّمُونَ أَمْرَ اللهِ قَبْلَ أَمْرِهِمْ، وحُكْمَ اللهِ قَبْلَ حُكْمِهِمْ، قَالَ: ﴿وَجَعَلْنَٰهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى ٱلنَّارِ﴾ [القصص: ٤١] يُقَدِّمُونَ أَمْرَهُمْ قَبْلَ أَمْرِ اللهِ، وحُكْمَهُمْ قَبْلَ حُكْمِ اللهِ، ويَأْخُذُونَ بِأَهْوَائِهِمْ خِلَافَ مَا فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وجَلَّ.

٨٣ - باب أَنَّ الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلْإِمَامِ

١ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ

یہاں آپ کے سامنے دو احادیث پیش کی ہیں --- سب سے پہلے آپ مومنین سے گزارش ہے کہ پہلی حدیث پاک پر توجہ فرمائیں، **رسولؑ اللہ سے پوچھا گیا،** یا رسول اللہ ألست امام الناس أجمعين؟ فقال رسول الله أنا رسول الله الى الناس أجمعين و لكن سيكون من بعدى أئمة على الناس من الله من أهل بيتي،

رسول اللہؐ سے پوچھا گیا، یا رسولؑ اللہ کیا آپؐ تمام لوگوں کے امام نہیں ہیں --- تو رسولؑ اللہ نے فرمایا، میںؑ تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسولؑ بن کر آیا ہوں --- لیکن! میرےؐ بعد تمام لوگوں پر میریؑ اہلبیتؑ سے امامؑ ہوں گے ---

ہم آپ کو یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ رسولؑ اللہ اگر چاہتے تو پوچھنے والے سے فرما سکتے تھے کہ میں امامؑ ہوں --- لیکن رسولؑ اللہ نے اس لفظ میں فرق رکھا ہے اور فرمایا کہ میںؑ رسولؑ ہوں اور امامؑ میریؑ اہل بیتؑ سے ہیں --- رسولؑ اللہ کا یہ عمل ثابت کر رہا ہے کہ لفظ امامؑ ایسے ہی استعمال نہیں کیا جاسکتا --- اور معصومؑ کا فعل ہم پر حجت ہے، لہذا ہمیں چاہیے کہ لفظ امام کو لغوی معنی میں بھی غیرِ امامؑ کے لئے استعمال نہ کریں ---

اب دوسری حدیث پر غور کیجیے --- **امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، کتاب اللہ میں دو قِسم کے اماموں کا ذکر ہے ----**

1- ایک کے متعلق فرمایا، وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا {سورہ انبیاء 73}

ہم نے انؑ کو امامؑ بنایا ہے وہ ہمارے امر سے ہدایت کرتے ہیں --- نہ کہ لوگوں کے حکم کے مطابق ہدایت کرتے ہیں وہ اللہ کے امر کو بندوں کے حکم سے مقدم رکھتے ہیں اور امر اللہ کو ان پر ترجیح دیتے ہیں ---

2- اور دوسری قِسم کے متعلق فرمایا، وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ {سورہ القصص41}

اور ہم نے انہیں ایسے امام قرار دیا جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں، اور قیامت کے دن ان کی کسی قِسم کی کوئی مدد نہ کی جائے گی--- یہ (جہنم کے امام) لوگوں کے حکم کو اللہ کے امر سے مقدم جانتے ہیں، اور بندوں کے حکم کو اللہ کے حکم سے زیادہ جانتے ہیں، وہ اپنی ان خواہشوں پر عمل کرتے ہیں جو کتاب اللہ کے خلاف ہیں ---

قرآن میں دو قِسم کے امام ہیں، ایک قِسم حقیقی امامؑ ہیں جن میں پہلے امامؑ امیر المومنینؑ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں اور آخری امامؑ قائمؑ آل محمدؐ ہیں --- جن کی تعداد بارہ 12 ہے --- یہ امامؑ من جانب اللہ ہیں انہیؑ کو امامؑ عادل کہا گیا ہے یہی وہ حقیقی امامت ہے کہ جس کے ہاتھ میں تمام امور کائنات اور دین کی مہار ہے ---

اور امام کی دوسری قِسم جہنمی ہے وہ جہنم کی طرف لے جانے والے امام ہیں یعنی لوگوں کو اللہ کے حکم کے خلاف لے جانے والے ہیں ---

قرآن کریم میں ان دو قِسم کے اماموں کے سوا تیسری کوئی قِسم نہیں --- لہذا صرف لغوی معنی میں امام کہنا بے وقوفی ہٹ دھرمی ہے اس کی کوئی دلیل آپ کے پاس نہیں بس میرا دین میری مرضی کے تحت لغوی امام بنائے ہیں --- اگر لغوی معنی میں نبی یا رسول یا امام بنائیں جائیں تو یہ عمل نہایت ہی قابل نفرت ہے اس کا فائدہ ہو نہ ہو نقصان ضرور ہے ---

آ ئیے ایک نظر دیکھتے ہیں علماء اس بارے میں کیا کہتے ہیں ---؟

250 سالہ انسان
آئمہ معصومین علیہم السلام کی ڈھائی سوسالہ سیاسی زندگی پر ایک نظر
آیت اللہ العظمیٰ
رہبر انقلاب اسلامی
امام خامنہ ای
مدظلہ العالی
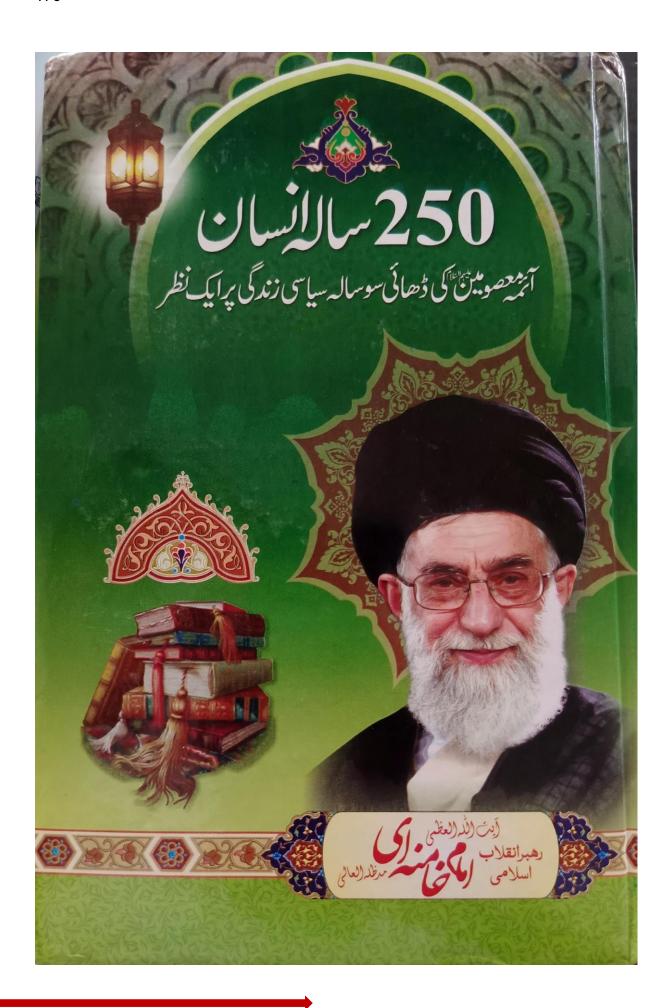
حضور اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد لوگوں کے درمیان فکری اور سیاسی لحاظ سے اختلافِ رائے کہ جس کے نتیجے میں اسلام کے پیروکاروں کے درمیان گروہ بندی اور فرقہ پرستی نے جنم لیا، اس کا اصل نقطۂ اختلاف بھی اُمت کی سیاسی رہبری اور قیادت کا مسئلہ ہی تھا اور لفظِ امامت و امام کو ایک خاص اہمیت حاصل ہوئی اور یہ لفظ اپنے دیگر تمام معانی سے زیادہ "سیاسی رہبری اور قیادت" کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ آہستہ آہستہ یہ معنی دوسرے تمام معانی پر چھا گیا، یہاں تک کہ جب دوسری صدی ہجری میں کلامی مباحث کا دائرہ وسیع ہوا اور مختلف اسلامی افکار و نظریات کے درمیان حد بندیاں ہونے لگیں تو ان تمام کلامی مکاتبِ فکر کے اہم مسائل میں سے ایک، مسئلہ امامت تھا جس کے معنی سیاسی قیادت اور رہبری کے ہیں۔

مسئلہ امامت میں عام طور پر امام کی شرائط اور خصوصیات (یعنی معاشرے پر حاکم اور اس کی باگ ڈور سنبھالنے والے) کے بارے میں بحث کی جاتی تھی اور ہر کوئی اس مسئلے پر ایک خاص عقیدہ اور نظریہ رکھتا ہے۔ مکتبِ تشیع میں بھی (جس کے پیروکاروں کے درمیان امامت کا منصب، اسلام کے دوسرے تمام احکام ومسائل پر محیط ہے) امامت سے اسی معنی کو مراد لیا جاتا ہے اور امامت کے بارے میں مکتبِ تشیع کے نظریے کا درج ذیل جملوں میں خلاصہ کیا جا سکتا ہے: امام اور اسلامی معاشرے کے حاکم کا انتخاب اور تعیُّن، خدا کی طرف سے ہوا اور پیغمبر اکرم ﷺ کی طرف سے اس کا تعارف کرایا گیا ہو۔ رہبر اور پیشوا کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ دین کے تمام اسرار و رموز سے آگاہ ہونے کے علاوہ مفسّرِ قرآن بھی ہو اور وہ ہر قسم کے خَلقی، خُلقی اور سبھی عیوب و نقائص سے پاک اور معصوم ہو اور اس نے پاک و پاکیزہ خاندان میں جنم لیا ہو وغیرہ۔

یوں پہلی اور دوسری صدی ہجری کے مسلمانوں کی نظر میں جہاں لفظِ امامت صرف سیاسی رہبری اور قیادت کے معنی میں استعمال ہوتا تھا، وہاں شیعوں کے مخصوص نظریے کے مطابق سیاسی رہبری کے علاوہ، فکری اور اخلاقی رہبری کے مفہوم کو بھی اپنے اندر سموئے ہوئے تھا۔

سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین
حضرت علامہ الشیخ محمد حسین النجفی
مدظلہ العالی علیٰ رؤس المومنین
کے خطبات کا مجموعہ
حصہ سوئم
مجالس محسنیہ
(اثبات امامت)
مرتب و ناشر
آغا محمد شعیب الحسن قمی
بونگہ جھمٹ ضلع سرگودھا
ناشر
حیدر بک ڈپو
امام بارگاہ بلاک 7
خوشاب روڈ سرگودھا
E-mail: raza_najfi@yahoo.com 0300-6050501 :فون
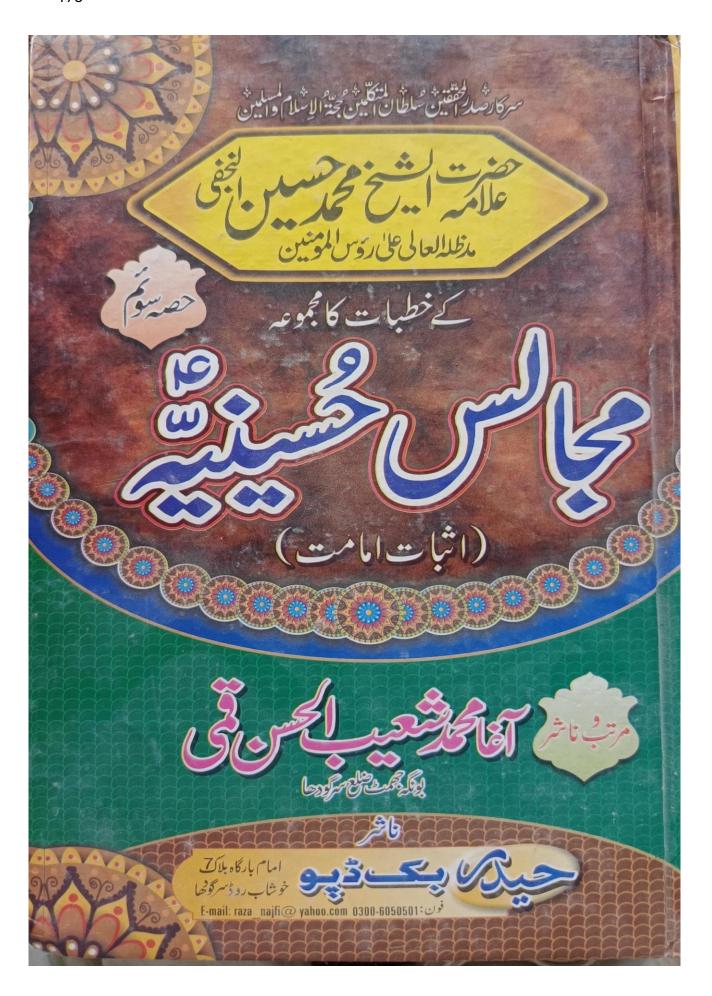
کا ورد کرتے ہوئے باہر آجاتے ہیں۔ تو پتا چلا کہ ظاہر بین ظاہر پر نظر کر سکتے ہیں وہ باطن کو نہیں سمجھ سکتے کہ مفسد کون ہے اور مصلح کون ہے؟ تو میں کہتا ہوں جب چند بندے جمع ہو جائیں تو ایک صحیح ممبر منتخب نہیں کر سکتے تو وہ پیغمبرؐ کی مسند کا وارث کیسے منتخب کر سکتے ہیں؟

امام کی صفات

کیونکہ امام کے لیے کچھ ملکات کی، کچھ قدسی صفات کی ضرورت ہے کہ جن کو وہی سمجھ سکتا ہے جو علیم بذات الصدور ہے۔ میں آنے والی تقریروں میں یہ واضح کروں گا کہ جس طرح نبی بغیر عصمت کے مسند نبوت پہ نہیں بیٹھ سکتا۔ اسی طرح کوئی امام بغیر عصمت کے مسندِ امامت پہ قدم بھی نہیں رکھ سکتا۔ اور ظاہر ہے کہ عصمت یہ وہ عہدہ باطنیہ ہے، یہ وہ ملکہ نفسانیہ ہے کہ جس کو ظاہر بینوں کی نظریں کبھی دیکھ نہیں سکتیں:

تو یہ خالق بہتر سمجھ سکتا ہے کہ کس کے اندر ملکہ عصمت ہے اور کس کے اندر ملکہ عصمت نہیں ہے۔ امامت کے لیے، امام کے لئے عالم علم لدنی ہونا بھی ضروری ہے تو یہ خالق ہی سمجھ سکتا ہے کہ کون دُنیا کے سکولوں اور کالجوں کا پڑھا ہوا ہے اور کون وہ ہے جو اللہ کے مدرسۂ علم لدنی کا فارغ التحصیل ہے۔ امام کے لیے افضل ہونا بھی ضروری ہے تو یہ خالق ہی بہتر سمجھ سکتا ہے کہ افضل کون ہے اور مفضول کون ہے؟ لہٰذا ماننا پڑتا ہے کہ جب اللہ کے سوا کوئی مصلح اور مفسد میں تمیز نہیں کر سکتا تو پھر ماننا پڑے گا کہ اللہ کے سوا کوئی اور منصب امامت یا امام کا انتخاب بھی نہیں کر سکتا۔　　　　(نعرہ)

امام کا انتخاب

دوسری دلیل تمام اہل اسلام سنی شیعہ بھائیوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ

سخن
استاد شہید مرتضیٰ مطہری
جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان
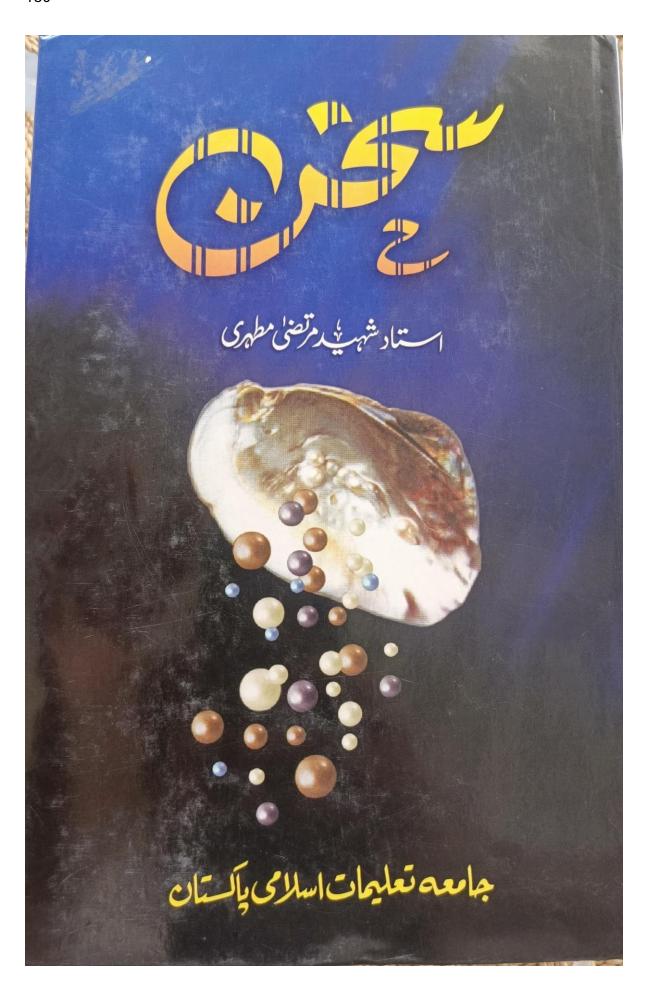
خرمن کا خوشہ چیں سمجھا جاتا ہے۔ اس نے ایک مذہبی اور علمی خاندان میں نشوونما پائی ہے اور دینی مدارس میں عمر بسر کی ہے اس لیے جہاں تک یاد ہے جب سے معاشرتی مسائل پر کچھ سوچنے کے قابل ہوا ہے اسی موضوع پر غور وفکر کرتا رہا ہے۔

مسئلہ کی اصل جڑ

تقریباً تیرہ سال قبل ایک روز رات کے وقت قم[1] میں ایک دوستانہ محفل میں متعدد اساتذہ اور فضلاء جمع تھے اور مجھے بھی اس محفل میں شرکت کا فخر حاصل تھا کہ نظام روحانیت اور اس کے مسائل اور خامیوں کا تذکرہ آ گیا۔ بات یہ ہو رہی تھی کہ ماضی میں ہمارے علمی و روحانی مراکز تعلیمی لحاظ سے متنوع اور جامع ہوتے تھے۔ ان میں مختلف علوم مثلاً تفسیر، حدیث، تاریخ، فقہ، اصول، فلسفہ، کلام، ادبیات حتیٰ کہ طب اور ریاضی کی تعلیم بھی دی جاتی تھی مگر آہستہ آہستہ ان کا رجحان محدودیت کی طرف ہوتا چلا گیا۔ یوں کہئے کہ پہلے اگر یونیورسٹیاں تھیں تو اب صرف کالج رہ گئے بلکہ کچھ دن سے تو کالج بھی صرف فقہ ہی کے رہ گئے ہیں۔ باقی علوم کی باقاعدہ تعلیم نصاب سے خارج ہوتی چلی گئی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ پھر یہ کیا بات ہے کہ روحانیت کے مقدس ماحول میں زیادہ تعداد بیکار، لغو اور رکاوٹ ڈالنے والے لوگوں کی ہے یہاں تک کہ ایک روحانی پیشوا مجبور ہے کہ ایک پھول کو سینچنے کے لیے سیکڑوں کانٹوں اور گھاس پھوس کو بھی پانی دے۔ ہمارے یہاں جمود، سکوت اور بے حسی کو آزادی رائے، حریت اور زندہ صفتی پر کیوں ترجیح حاصل ہے؟ چونکہ ہر شخص اس فکر میں ہے کہ اپنے درجے، منصب، حیثیت اور مقام کا تحفظ کرے، ناچار منہ میں گھنگھنیاں بھرے بیٹھا رہتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ہمارا تعلیمی نصاب ہماری ضروریات کے مطابق مرتب نہیں کیا جاتا؟ ہمارے یہاں تصنیف و تالیف اور اخبار و رسائل کی اشاعت اس قدر کیوں نہیں جس قدر ضروری ہے؟ ہمارے یہاں ناموں کے ساتھ لمبے چوڑے اور بیجا القاب لگانے کا رواج کیوں ہے؟ اور بدقسمتی سے یہ رواج روز بروز کیوں بڑھ رہا ہے؟ اس کی کیا وجہ ہے کہ ہمارے صالح اور روشن فکر ہادیان دین کو جونہی کچھ اختیار حاصل ہوتا ہے اصلاح کی طاقت ان سے سلب ہوجاتی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنے پچھلے افکار و خیالات سب بھول گئے۔

کچھ گفتگو کے بعد ... کہ ہمارے شخص ...

۱۔ ایران کے اسلامی انقلاب کا مرکز۔

خامنہ ای صاحب کا بیان آپ کے سامنے ہے ---

کہتے ہیں امام و رہبر کا انتخاب اللہ کی طرف سے ہوا اور رسولؐ اللہ نے اُس کا تعارف کروایا ہے اور وہ پاک اور معصوم ہوتا ہے

(امامؑ کا انتخاب اللہ کی طرف سے، جو عہدہ جو منصب اللہ عزوجل کی طرف منسوب ہو تو کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اسی عہدہ و منصب کا نام یا وہ منصب کسی ایسے شخص کے لئے استعمال کرے جو اللہ کی طرف سے امام نہیں بنایا گیا)

محمد حسین ڈھکو صاحب کا بیان بھی آپ کے سامنے ہے ---

کہتے ہیں، امامؑ ہونے کے لئے عالم علم لدنی ہونا ضروری ہے، یہ خالق ہی سمجھ سکتا ہے کہ کون دُنیا کے سکولوں اور کالجوں کا پڑھا ہوا ہے اور کون وہ ہے جو اللہ کے مدرسہ سے علم لدنی کا فارغ التحصیل ہے ---

(مسلمانوں یہ انصاف نہیں کہ جو منصب اللہ عطا کرتا ہے علم لدنی کے مالک کو اللہ یہ منصب ایسی ہستی کو عطا کرتا جسے اللہ عزوجل نے علم دیا --- تو وہی منصب اور نام کسی ایسے شخص کے لئے استعمال کیا جائے جو پہلے جاہل تھا اور سکول کالج میں پڑھ کر امام بنا دیا گیا یہ سراسر جہالت و ناانصافی ہے)

اور مرتضیٰ مطہری کا بیان بھی آپ کے سامنے ہے ---

کہتے ہیں، ہمارے یہاں ناموں کے ساتھ لمبے چوڑے اور بے جا القاب لگانے کا رواج کیوں ہے؟ اور بد قسمتی سے یہ رواج روز بروز کیوں بڑھ رہا ہے؟ اس کی کیا وجہ ہے کہ ہمارے صالح اور روشن فکر ہادیانِ دین کو جو ہی کچھ اختیار حاصل ہوتا ہے اصلاح کی طاقت ان سے سلب ہو جاتی ہے ---

(اب بندہ ناچیز اس بیان پر کیا بات کرے؟ سب واضح الفاظ میں آپ کے سامنے ہے مومنین) مزید ملاحظہ فرمائیں ---

بین الاقوامی شہرت یافتہ کتاب
الفین
مؤلف
علامہ حلّی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر
ثاقب پبلی کیشنز
لاہور پاکستان

چھٹی دلیل
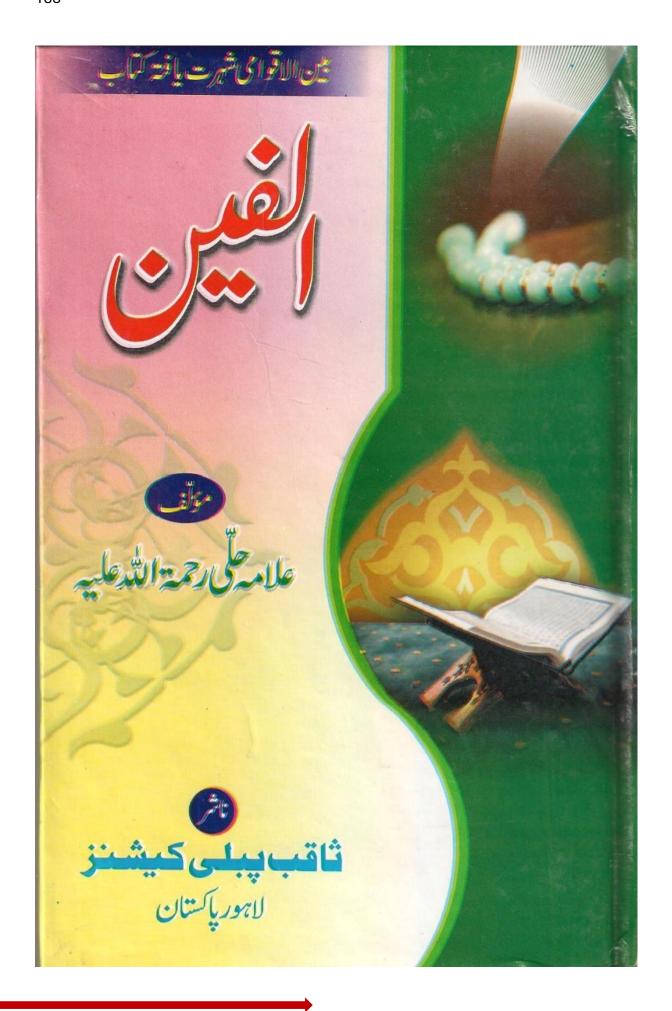
۱۹/۱۔ اگر امام معصومؑ یعنی عالم کامل نہ ہو جس پر اجتہاد کرنا حرام ہے اُس کی دو صورتیں ہیں یا تو جاہل محض ہے یا مجتہد ہے۔ جاہل محض کا امام ہونا یہ تو محال ہے اس لئے کہ عالم پر بھی امام کی اطاعت واجب ہے اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مجتہد جاہل کی پیروی کرے دوسری بات یہ ہے کہ جاہل محض کی پیروی کا حکم دینا خدا کا یہ بھی محال ہے اسی طرح امام جاہل کی پیروی جاہل پر بھی واجب نہیں اس لئے کہ دونوں جاہل ہیں کسی کو اولیت اور فضیلت دوسرے پر نہیں۔ اب رہی یہ بات کہ امام مجتہد ہو یہ بھی محال ہے اس لئے کہ مجتہد کی پیروی دوسرے مجتہد پر واجب نہیں اور رہا جاہل اُس کو اختیار ہے چاہے امام مجتہد کی پیروی کرے چاہے دوسرے مجتہد غیر امام کی۔ اب ایسے امام کے مقرر کرنے میں کوئی فائدہ نہ رہا بلکہ فعل لغو ہوا جو خدا سے ہر گز صادر نہیں ہوسکتا۔

دفعِ شبہہ

اگر کسی کو یہ شبہہ ہو کہ امام مجتہد اور مجتہد دیگر میں فرق ظاہر ہے کہ دوسرا مجتہد امام نہیں ہے لہٰذا مجتہد غیر امام اور جاہل دونوں پر اُس کی پیروی واجب ہوگی اس کا جواب یہ ہے کہ مجتہد کو امام بنانا یا تو اُس کی اجتہاد کی وجہ سے ہے پھر سب مجتہد برابر ہیں اُس کی اولویت کیا رہی اور اگر کسی اور سبب سے وہ امام بنایا گیا ہے سوائے عصمت کے وہ کافی برآمد کار میں نہ ہوگا۔

ساتویں دلیل

۲۱/۱ شیطان کی طرف خطاب کر کے خدا فرماتا ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِم سُلْطَانٌ ۔ میرے خاص بندوں پر تجھے قدرت اضلال (گمراہ کرنا)

علامہ حلی کا بیان آپ کے سامنے ہے کہتے ہیں ---

اگر امام مجتہد ہو تو یہ محال ہے اس لیے کہ مجتہد کی پیروی دوسرے مجتہد پر واجب نہیں ہے --- اب

ایسے امام کے مقرر کرنے میں کوئی فائدہ نہیں بلکہ یہ فعل لغو ہوا ---

(علامہ حلی نے ایسے فعل یعنی لغوی امام یعنی مجتہد امام بنانے کو لغو یعنی بیہودہ اور واہیات فعل کہا ہے جو

اللہ سے سرزد نہیں ہو سکتا --- مگر مسلمان اس بیہودہ فعل میں غرق ہیں)

ہمیں معلوم ہے کہ لغوی امام بنانے والے اب کیا کہیں گے ؟

کہیں گے، دیکھیے! علامہ حلی نے یہ دلائل مخالفین کو دیئے ہیں اور آپ یہ سب ہمارے خلاف استعمال کر

رہے ہیں ---

تو ہمارا جواب ہوگا، سرکار! آپ بھی تو شیعہ مخالفین والا کام کر رہے ہیں خدائی منصب (امامت) کو چاہے

لغوی معانی میں آپ ان ہی کی طرح استعمال کر رہے ہیں جیسے شیعہ مخالفین کرتے ہیں ---

آ ئیے اب ہم آپ کو اِن کا بیان اور ذہنی معیار دکھائیں جو لغوی امام کی رٹ لگاتے ہیں ---

عوامی حکومت
یا ولایت فقیہ
تالیف: آیت اللہ سید حسن طاہری خرم آبادی مدظلہ
ترجمہ: مولانا روشن علی نجفی
السلام علیک یا انصار دین اللہ
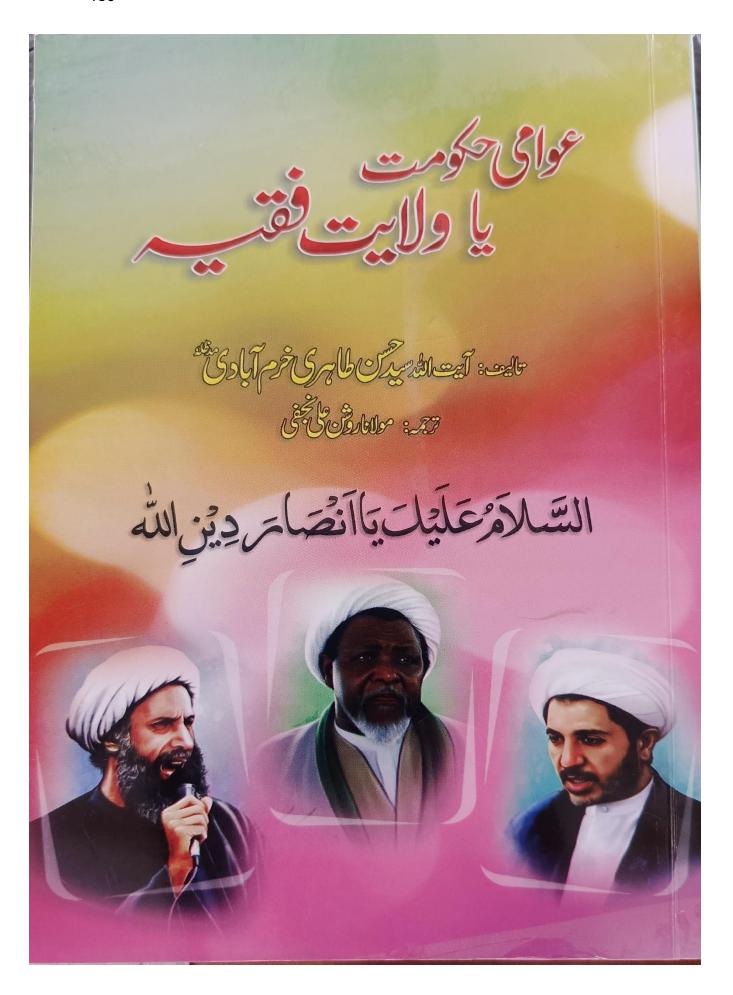
ولایت، امامت، ولی، امام کا لفظ حکومت کے معاملہ میں، دوسرے لفظوں سے زیادہ اس وجہ سے بولا جاتا ہے کہ اسلام میں حکومت ایک قسم کی سرپرستی و ذمہ داری کا نام ہے، ولی کو اُمت کا رہبر اور نمونہ بننا ہوتا ہے۔

ولی و امام کا لوگوں سے رابطہ، باپ بیٹوں کا سا رابطہ ہوتا ہے۔ جس طرح ایک باپ اپنے بچوں کی سعادت و کمال کا خواہشمند ہونے کی وجہ سے مکمل طریقہ سے بچوں کی بہبود کے لیے بھرپور کوشش کرتا ہے اور بچوں کی سعادت و نیک بختی کے علاوہ کوئی دُوسرا مقصد اس کے پیش نظر نہیں ہوتا۔ والی مسلمین بھی اسلامی معاشرہ کی اسی قسم کی سرپرستی کرتا ہے اور معاشرہ کی سعادت کے علاوہ کوئی چیز اس کے پیش نظر نہیں ہوتی۔ اسی طرح ایک رہبر و رہنما، انسانوں کے لیے نمونہ ہوتا ہے اور انسانوں کو بلند مقاصد تک پہنچانے کے علاوہ اس کا کوئی ہدف نہیں ہوتا۔ اسلامی حاکم بھی اُمت کے لیے امام و رہبر صرف اس لیے ہوتا ہے کہ اُمت کو انسانی کمال تک پہنچائے۔

لٰہذا، ان دونوں لفظوں امام و رہبر کا انتخاب اسی مناسبت کی وجہ سے کیا گیا ہے کہ یہ دونوں، اسلام میں حکومت کی کیفیت، صورت اور مقصد کا پتہ دیتے ہیں۔

ولایت کی قسمیں

یوں تو اسلام میں کئی قسم کی ولایت ملتی ہے مگر چند ولایتیں اہم ہیں جن کو ہم تحریر کرتے ہیں:

(۱) ولایت خدا

(۲) ولایت رسول خداؐ

(۳) ولایت امامؑ

ملاحظہ فرمائیں مومنین!

اسلامی حاکم بھی اُمت کا امام ہوتا ہے ۔۔۔ اسلامی حاکم امت کا امام ہوتا ہے ۔۔۔ یہ لغوی امام کی حالت ہے ۔۔۔

اگر اسلامی حاکم امت کا امام ہوتا ہے تو یہ اصول اسی طرح برقرار رکھیے گا بہت تباہی ہونے والی ہے ۔۔۔

عبیداللہ ابن زیاد گورنر بصرہ و کوفہ اسلامی حاکم تھا یا نہیں ؟ اس ملعون نے امام حسینؑ پر لشکر کشی کی یا نہیں ؟ امام حسینؑ اور اُنؑ کی اہلبیتؑ پر ظلم کیا یا نہیں ؟ امام حسینؑ کا جسم اطہر پامال کیا یا نہیں ؟ سید زادیوںؑ کی چادریں لوٹیں یا نہیں ؟ ۔۔۔۔

اگر اسلامی حاکم اُمت کا امام ہوتا ہے تو کیا یزید اسلامی حاکم تھا یا نہیں ۔۔۔ ؟ اس نے امام حسینؑ کو قتل کیا یا نہیں ؟ ۔۔۔

ایسا امام لغوی امام والوں کو ہی مبارک ہم اس سے بیزار ہیں ۔۔۔

چلیے آج کا زمانہ دیکھ لیجیئے ! اسلامی حاکم اگر شرابی ہو تو بھی امام شرابی امام لغوی امام ۔۔۔ اسلامی حاکم اگر زانی ہو تو زانی امام ۔۔۔ اسلامی حاکم وقت اگر دشمن علیؑ ہو منبروں سے علیؑ کو گالیاں نکلوائے تو بھی امام لغوی ہی مان لیجیئے لیکن امام مانا جائے اور وہ آپ ہی کو مبارک ہو ۔۔۔ یہ تو بس ہم نے الزامی سوال و جواب رکھا ہے ۔۔۔

اگر آپ ابھی بھی بضد ہیں لغوی امام پر ۔۔۔ تو رہیے ہم اپنا انداز گفتگو بدل لیتے ہیں تاکہ کوئی پہلو چھوٹ نہ جائے ۔۔۔

اس بات کا ہمارے علماء نے جواب دیا ہے کہ ۔۔۔ علماء شیعہ جہاں بھی لفظ امام آجائے وہاں امام معصومؑ سمجھ لیتے ہیں، یہ صرف بدظنی ہے ۔۔۔ جب تک کسی جگہ لفظ امام سے امام معصومؑ مراد لینے کا تقاضہ خود حدیث کے الفاظ میں نہ ہو، ہرگز وہاں امام معصومؑ مراد نہیں لیا جاتا ۔۔۔ نماز جمعہ کی نماز کے لئے جو شرائط بتائی گئی ہیں وہ کوئی لغوی امام کے ہونے سے مکمل نہیں ہوں گئیں تمام شرائط پر غور کرنے سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں امام سے مراد لغوی ہے یا حقیقی امام معصومؑ ہے ۔۔۔ نماز جمعہ کے لئے جمع ہونا امامؑ کے ساتھ واجب ہے یہاں اس بحث کو تمام کرتے ہیں اور آگے بڑھتے ہیں

9۔ جمعہ امام عادلؑ کے ساتھ واجب ہے

رسالة

توضيح المسائل

المرجع الدّيني الكبير

سماحة آية الله العظمى الشّيخ مكارم الشيرازي «دام ظلّه»

٣ ـ صلاة الآيات.

٤ ـ صلاة الميّت.

٥ ـ فوائت الأب والأُمّ التي يجب قضاؤها على الولد الأكبر على النحو الذي سيأتي.

٦ ـ النوافل التي وجبت بسبب النذر والعهد والقسم.

الصلوات اليومية الواجبة

(المسألة ٦٧٠): الصلوات اليومية الواجبة خمس هي: صلاة الظهر والعصر وهما رباعيتان وصلاة المغرب وهي ثلاثية وصلاة العشاء وهي رباعية وصلاة الصبح وهي ثنائية، فيكون المجموع سبع عشرة ركعة. هذا في الحضر وامّا في

(المسألة ٦٧١): صلاة الجمعة ركعتان وهي تنوب صلاة الظهر يوم الجمعة، وهي واجبة عيناً في زمان حضور النبي ﷺ والإمام المعصوم عليه السلام ونائبه الخاص، وامّا في زمن الغيبة الكبرى فهي واجبة تخييراً، يعني أنّ الإنسان مخيّر بين صلاة الجمعة وصلاة الظهر، ولكن الأحوط أن لا تترك في زمن الحكومة الإسلامية العادلة.

أوقات الصلوات اليومية الخمس

وقت صلاة الظهر والعصر

(المسألة ٦٧٢): وقت صلاة الظهر والعصر من أوّل الظهر الشرعي، وهو زوال الشمس من وسط السماء نحو المغرب، إلى حين غروب الشمس، وأفضل طريقة لمعرفة دخول وقت الظهر هي الإستفادة من الشاخص وهو عبارة عن قطعة عود مستقيمة أو شيش حديد يغرسها في الأرض بصورة عمودية، فإذا أشرقت

ملاحظہ فرمائیں، نماز جمعہ نبیؑ کے ساتھ واجب ہے، اور امام معصومؑ کے ساتھ واجب ہے، یا امام معصومؑ کے نائب خاص کے ساتھ واجب ہے، اور غیبت کے زمانہ میں واجب نہیں بلکہ واجب تخییری ہے ---

شرائع الاسلام
(کا اردو ترجمہ)
المعروف جامع الجعفری
حصہ اول دوم
علامہ حلی رحمتہ اللہ علیہ
ناشر
المؤسسۃ الاسلامیہ لاہور پاکستان
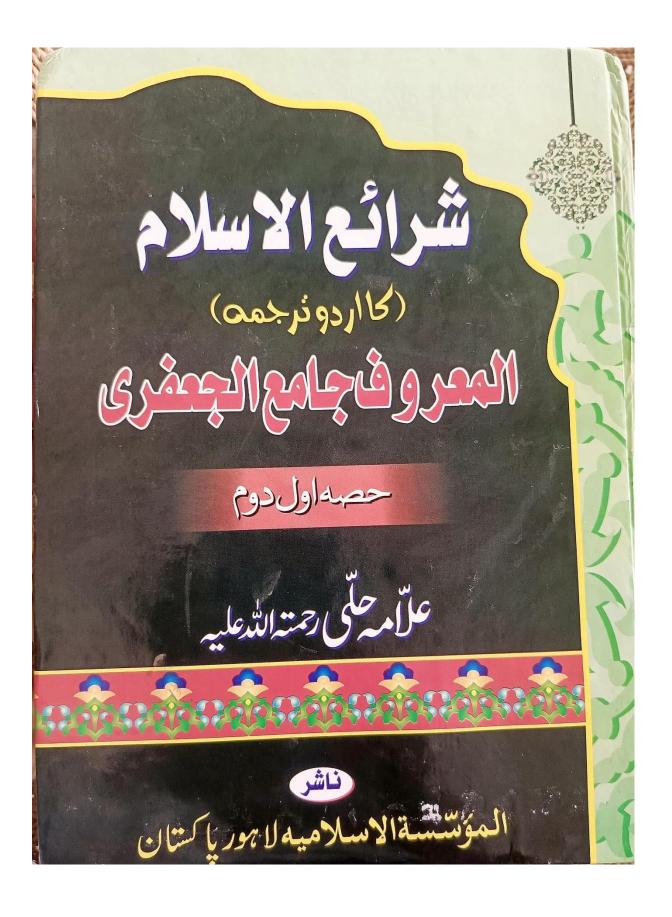
اور شاخص کی مقدار کے برابر ہو جاتا ہے اور شاخص وہ لکڑی وغیرہ ہے کہ جسے وقت کے دریافت کرنے کے لیے نصب کرتے ہین جیسا کہ ظہر کی فضیلت مین بیان ہو چکا ہے اور اگر نماز جمعہ پڑھنے مین یہ وقت نکلجائے تو نماز جمعہ کو بدستور تمام کرے خواہ امام ہو خواہ ماموم ہو اور وقت گزرنے سے جمعہ کی نماز فوت ہو جاتی ہے اور اسکے بعد ظہر ہی پڑھنا چاہیے اور جمعہ کی نماز کی قضا نہ پڑھنا چاہیے اور پورا پور شرطون کے پائے جانے سے نماز جمعہ واجب ہو اور ظہر کی نماز پڑھ لے تو واجب ہے کہ جامع مسجد مین جائے پھر اگر نماز ملجائے تو بہتر ہے نہین تو ظہر کا اعادہ کرے اور پہلی ظہر کی نماز پر اکتفا نکرے اور اگر یقین سے جان لے کہ وقت صرف خطبہ کا اور تخفیف سے دو رکعت نماز کا باقی ہے یعنی تنہا حمد سے پڑھنے کا وقت رہگیا ہے تو جمعہ کی نماز کا پڑھنا واجب ہے اور اگر اِس امر کا یقین یا گمان غالب ہو کہ وقت جمعہ پڑھنے کے موافق باقی نہین تو جمعہ جاتا رہا اور نماز ظہر بجا لائیگا اور اگر خطبہ کے وقت اور اول نماز مین نہ پہونچے اور امام کے ساتھ ایک رکعت نماز پا جائے تو اِس صورت مین امام کے سلام کے بعد دوسری رکعت بجا لائیگا اور سلام کہیگا نماز جمعہ کا ادراک کریگا اور یہی حکم ہے جبکہ امام کو اسطرح پر پائے کہ وہ دوسری رکعت کے رکوع مین ہے تو ایک قول ہے کہ اسے نماز جمعہ کا ادراک ہو جائیگا اور اگر تکبیر کہے اور رکوع مین جائے پھر شک ہو کہ امام رکوع مین رہا یا نہ رہا تو اسے جمعہ پڑھنا چاہیے اور ظہر کی نماز اسکے بعد بجا لانا چاہیے واضح ہو کہ جمعہ کی نماز کئی شرطون سے واجب ہوتی ہے اور بے اِن شرطون کے واجب نہین ہوتی ہے پہلی شرط بادشاہ عادل یعنی امام اصلی ہے یا جسے امام علیہ السلام نماز جمعہ کے لیے منصوب فرمائین اور اگر پیشنماز نماز کے اثنا مین مر جائے تو جمعہ باطل نہوگا اور مؤمن دوسرے کو [illegible]

[illegible]

علامہ حلی فرماتے ہیں، جمعہ کے واجب ہونے کی پہلی شرط ہی بادشاہ عادل یعنی امام معصومؑ اصلی امامؑ کا ہونا ضروری ہے یا تو وہ ہستی ہو جسے جمعہ کے لئے امام معصومؑ منتخب کردے۔۔۔

بعض تین شرط ہے اتنی یا زیادہ سن لین اور آمین تردد ہے اُردو مترجم کہتا ہے کہ صاحب
مدارک کہتے ہین کہ تردد کا منشاء یہ ہے کہ اصل تو واجب نہونا ہے اور خطبہ پڑھنے کی غرض بے سُنے
حاصل نہین ہوتی ہے پھر اظہر آواز بلند کر کے پڑھنا واجب ہے - چوتھی شرط جماعت ہے بس
اکیلے نماز جمعہ پڑھنا صحیح نہین اور جب اصلی امام یعنی حضرت صاحب العصر علیہ الصلوٰۃ والسّلام
تشریف فرما ہون تو واجب ہے کہ تشریف لا کر نماز پڑھائین اور اگر تشریف لانے سے کوئی ا
مانع ہو تو جائز ہے کہ کوئی نائب مقرر فرمائین پانچوین شرط تین میلون سے کم مقدار کے فاصلے د

علامہ حلی اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں، نماز جمعہ کے لئے جمع ہونے کے لئے ضروری ہے کہ امام العصرؑ و زمان

موجود ہوں یا امام زمانہؑ کوئی نائب مقررر فرمائیں ---

(اگر ان دونوں صورتوں یعنی اگر امام معصومؑ موجود نہیں اور نہ ہی امام معصومؑ کی طرف سے کوئی نائب مقرر

کیا گیا ہو تو جمعہ کے لئے جمع ہونا واجب نہیں)

فتاوى

آية الله العظمى

السيد الشهيد محمد الصدر قدس سره

شبكة ومنتديات جامع الائمة (ع)

الجزء الأول

المقصد السابع
في بقية الصلوات الواجبة

وفيه مباحث

المبحث الأول
صلاة الجمعة

وفيه فصول :

الفصل الأول : في شرائط وجوبها

تجب صلاة الجمعة بالنحو الذي سنذكره، مع وجود أحد الشرطين الآتيين :

الشرط الأول : وجود الولي العام العادل أو من نصبه خصوصاً أو عموماً، بنحو يشملها . فلو لم يكن الولي العادل موجوداً، لم تجب .

الشرط الثاني : وجود العدد وهو خمسة أحدهم الإمام بقصد إقامة هذه الصلاة جماعة . ولو انفضوا في أثناء الخطبة أو بعدها قبل التلبس بالصلاة، أثموا وسقط الوجوب . وإن دخلوا في الصلاة، ولو بالتكبير وجب الإتمام، ولو لم يبق إلا واحد .

(مسألة ٩٩٣) مع وجود الشرط الأول يكون وجوبها تخييرياً . ومع وجود الشرط الثاني يكون وجوبها تعيينياً على الأحوط، وكذلك لو اجتمع الشرطان . وكذا إذا أمر بها الولي العام العادل . أما لو لم يتحقق الشرطان معاً فلا وجوب ،

شہید باقر الصدر جن کی اقتدا میں عراق میں نماز جمعہ شروع ہوا ان کا بیان ملاحظہ فرمائیں

نماز جمعہ کے واجب ہونے کی شرائط میں سے ایک شرط امام عادلؑ کا موجود ہونا لازم ہے یا اُس ہستی کا موجود ہونا ضروری ہے جسے امام معصومؑ نے خاص طور پر یا عام طور پر نصب کیا ہو، پس اگر ولی عادلؑ (یعنی امام معصومؑ) موجود نہیں تو نماز جمعہ واجب نہیں۔ ---

اثرِ نگارش
اہلِ قلم کی ایک جماعت
زیرِ نظر
اُستاد محقق آیت اللہ العظمیٰ ناصر مکارم شیرازی
تفسیر نمونہ
ترجمہ
حضرت مولانا سید صفدر حسین نجفی
مصباح القرآن ٹرسٹ
Presented by Ziaraat.Com

ایک محدث نے عبدالرحمٰن بن کعب سے نقل کیا ہے کہ میرا باپ جب جمعہ کی اذان کی آواز سنتا، تو اسعد بن زرارہ کے لیے رحمت کی دعا کیا کرتا تھا۔ جب میں نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا: اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ پہلا شخص تھا جس نے ہمارے ساتھ نماز جمعہ ادا کی۔ میں نے کہا: اس وقت کتنے افراد حاضر تھے؟ اس نے کہا: صرف چالیس نفر۔[1]

۲ : نمازِ جمعہ کی اہمیّت

سب سے پہلے تو اس عظیم اسلامی فریضہ کی اہمیت کی بہترین دلیل اسی سورہ کی آیات ہیں جو تمام مسلمانوں اور اہلِ ایمان کو یہ حکم دیتی ہیں کہ جمعہ کی اذان سنتے ہی اس کی طرف دوڑ پڑیں۔ ہر قسم کے کاروبار اور رکاوٹ ڈالنے والے کام چھوڑ دیں۔ یہاں تک کہ اگر کسی سال لوگ غذائی اشیاء کی کمی میں گرفتار ہوں اور کوئی قافلہ آ جائے جو ان کی ضرورت کی چیزیں ساتھ لے کر آیا ہو تو وہ اس کی طرف نہ جائیں اور نمازِ جمعہ کے اعمال کو جاری رکھیں۔

اسلامی روایات میں بھی اس سلسلہ میں بہت سی تاکیدیں وارد ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک خطبہ ہے کہ جسے موافق و مخالف سب نے پیغمبرِ گرامی سے نقل کیا ہے۔ اس میں آیا ہے:

ان اللّٰہ تعالٰی فرض علیکم الجمعۃ فمن ترکھا فی حیاتی او بعد موتی استخفافًا بھا او جحودًا لھا فلا جمع اللّٰہ شملہ، ولا بارک لہ فی امرہ الا ولا صلٰوۃ لہ، الا ولا زکٰوۃ لہ، الا ولا حج لہ الا ولا صوم لہ، الا ولا برلہ حتی یتوب.

"خدا نے نمازِ جمعہ تم پر واجب کی ہے۔ اگر کوئی شخص اسے میری زندگی میں یا میری وفات کے بعد استخفاف یا انکار کے طور پر ترک کرے تو خدا اسے پریشان حال کر دے گا اور اس کے کسی کام میں برکت نہیں دے گا۔ جان لو کہ اس کی نماز قبول نہیں ہے اس کی زکوٰۃ قبول نہیں ہے اور جان لو کہ اس کے نیک اعمال قبول نہیں ہیں جب تک کہ اپنے اس عمل سے توبہ نہ کرے۔"[2]

ایک اور حدیث میں امام محمد باقرؑ سے مروی ہے:

صلٰوۃ الجمعۃ فریضۃ، والاجتماع الیھا فریضۃ مع الامام، فان ترک رجل من غیر علۃ ثلاث جمع فقد ترک ثلاث فرائض، ولا یدع ثلاث فرائض من غیر علۃ الا منافق؛

"نمازِ جمعہ ایک فریضہ ہے اور اس کا اجتماع امام (معصوم) کے ساتھ واجب ہے۔ جب کوئی شخص تین جمعے بغیر کسی عذر کے ترک کر دے تو اس نے تین فریضے ترک کیے ہیں۔ اور تین فرائض بغیر کسی علت کے ترک نہیں کرتا مگر منافق۔"[3]

---

[1] روح المعانی جلد ۲۸ ص ۹۹

[2] وسائل الشیعہ جلد ۵ ص ۷، باب وجوب صلٰوۃ الجمعۃ حدیث ۲۸

[3] وسائل الشیعہ جلد ۵ ص ۴ حدیث ۸

كتاب السرائر

الحاوي

لتحرير الفتاوي

تأليف

الشيخ الفقيه أبي جعفر محمد بن منصور
بن أحمد بن إدريس الحلي

المتوفى ٥٩٨ هـ

الجزء الأول

مؤسسة النشر الإسلامي
التابعة لجماعة المدرسين بقم المشرفة

الجماعة، وإن كان الإمام ممن لا يقتدى به، فليبن على صلاته، ويدخل معه في الصلاة، فإذا فرغ من صلاته، سلّم وقام مع الإمام، فصلّى مابقي له، واحتسبه من النافلة، فإن وافق حال تشهده، حال قيام الإمام، فليقتصر في تشهده على الشهادتين، ويسلّم إيماءً، ويقوم مع الإمام.

و لا يجوز للإمام أن يصلّي بالقوم القيّام، وهو جالس، إلا أن يكونوا عراة، فانّهم يصلّون كلّهم جلوساً، ولا يتقدّمهم إمامهم إلا بركبتيه على ماقدّمناه.

و إذا أقيمت الصلاة التي يقتدى بالإمام فيها، لا يجوز أن يصلّي النوافل.

و إذا صلّيت خلف مخالف، وقرأ سورة يجب فيها السجود، وكنت مستمعاً **لقراءته**، ولم يسجد هو، وخفت أن تسجد وحدك، فأوم **إيماءً**، وقد أجزاك، وإن لم تكن مستمعاً **لقراءته** فلا يجب عليك ذلك.

بابُ صَلاة الجُمعة و أحكامها

صلاة الجمعة فريضة على من لم يكن معذوراً بما سنذكره من الأعذار بشروط، أحدها حضور الإمام العادل أو من نصبه للصلاة، واجتماع خمسة نفر فصاعداً، الإمام أحدهم على الصحيح من المذهب، وقال بعض أصحابنا وهو

نماز جمعہ فرض ہے شرائط کے ساتھ--- نماز جمعہ کی شرائط میں سے ایک شرط

امام عادلؑ یا اُس ہستی کا ہونا لازم ہے جسے امام عادلؑ نے خود نصب کیا ہو---

علامہ مجلسی بحار الأنوار جلد52 میں جزیرہ خضرا اور بحر ابیض (سفید سمندر) کے واقعات لکھتے ہوئے شیخ زین الدین علی بن فاضل کا واقع نقل کرتے ہیں جسے امام العصرؑ کی اولاد میں سے ایک سیدؒ کی زیارت ہوتی ہے جن کا نام سید شمس الدین محمد عالم ہے اس قصہ کا ایک مخصوص حصہ میں یہاں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔۔۔
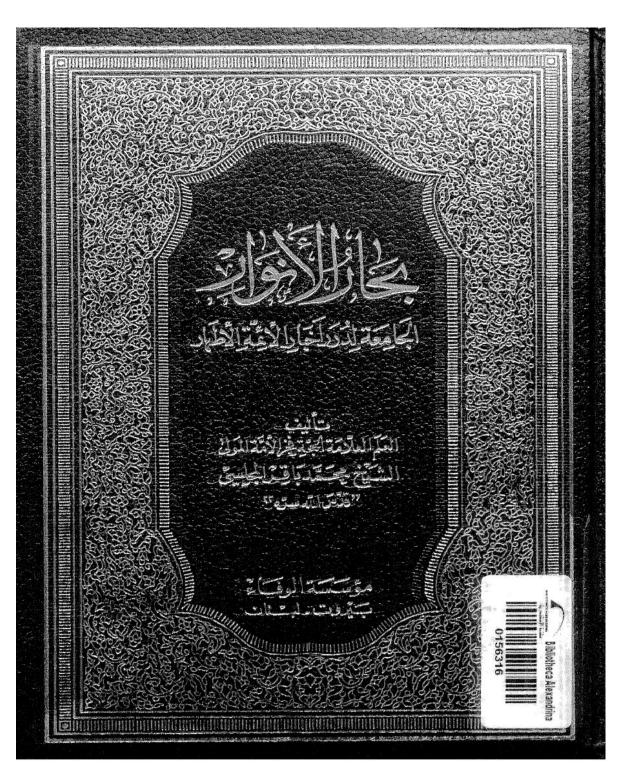
يكون لك إذا أردت الخلوة والراحة ، فنهضت ومضيت إلى ذلك الموضع ، فاسترحت فيه إلى وقت العصر ، و إذا أنا بالموكّل بي قد أتى إليّ و قال لي : لا تبرح من مكانك حتّى يأتيك السيّد وأصحابه لأجل العشاء معك ، فقلت : سمعاً وطاعة.

فماكان إلاّ قليل و إذا بالسيّد سلّمه الله قد أقبل ، و معه أصحابه ، فجلسوا ومدّت المائدة فأكلنا و نهضنا إلى المسجد مع السيّد لأجل صلاة المغرب والعشاء فلمّا فرغنا من الصلاتين ذهب السيّد إلى منزله ، و رجعت إلى مكاني وأقمت على هذه الحال مدّة ثمانية عشر يوماً ونحن في صحبته أطال الله بقاءه.

فأوّل جمعة صلّيتها معهم رأيت السيّد سلّمه الله صلّى الجمعة ركعتين فريضة واجبة ، فلمّا انقضت الصلاة قلت : ياسيّدي قدرأيتكم صلّيتم الجمعة ركعتين فريضة واجبة ؟ قال : نعم لأنّ شروطها المعلومة قد حضرت فوجبت فقلت في نفسي : ربما كان الامام عليه السلام حاضراً .

ثمّ في وقت آخر سألت منه في الخلوة : هل كان الامام حاضراً ؟ فقال : لا ولكنّي أنا النائب الخاصّ بأمر صدر عنه عليه السلام فقلت : يا سيّدي وهل رأيت الامام عليه السلام ؟ قال: لا، ولكنّي حدّثني أبي -رحمه الله- أنّه سمع حديثه ولم ير شخصه وأنّ جدّي -رحمه الله- سمع حديثه ورأى شخصه.

فقلت له : ولم ذاك يا سيّدي يختصّ بذلك رجل دون آخر ؟ فقال لي : يا أخي إنّ الله سبحانه وتعالى يؤتي الفضل من يشاء من عباده ، وذلك لحكمة بالغة وعظمة قاهرة، كما أنّ الله تعالى اختصّ من عباده الأنبياء والمرسلين ، والأوصياء المنتجبين ، و جعلهم أعلاماً لخلقه ، وحججاً على بريّته ، ووسيلة بينهم وبينه ليهلك من هلك عن بيّنة ، ويحيى من حيّ عن بيّنة ، ولم يخل أرضه بغير حجّة على عباده للطفه بهم ، ولابدّ لكلّ حجّة من سفير يبلغ عنه .

ثمّ إنّ السيّد سلّمه الله أخذ بيدي إلى خارج مدينتهم ، وجعل يسير معي نحو البساتين ، فرأيت فيها أنهاراً جارية ، و بساتين كثيرة ، مشتملة على أنواع الفواكه ، عظيمة الحسن والحلاوة ، من العنب والرمّان ، و الكمّثرى وغيرها

بحار الانوار
۱۲
در حالات
حضرت امام محمد مہدی
آخر الزمان علیہ السلام
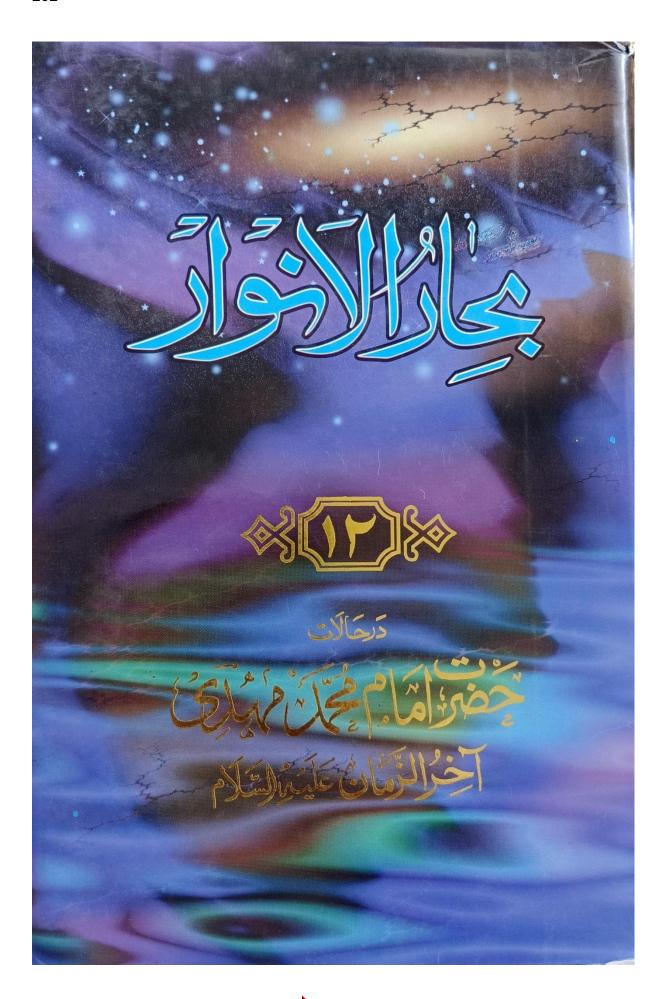
ایک خادم نے مجھ سے کہا کہ آپ کہیں باہر نہ جائیں کیونکہ سیّد صاحب موصوف مع مصاحبین تشریف لانے والے ہیں اور شام کا کھانا آپ کے ساتھ ہی تناول فرمائیں گے ۔

میں نے کہا: بہتر ہے، بسر و چشم حاضر ہوں۔

چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں سیّد صاحب (خداوند عالم اُنھیں سلامت رکھے) اپنے اصحاب کے ہمراہ تشریف لائے۔ دستر خوان بچھایا گیا، کھانا چُنا گیا، اور ہم نے مل کر کھانا کھایا بعد فراغت، ہم سب نمازِ مغربین کے لیے مسجد میں گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر سیّد صاحب اپنے مکان تشریف لے گئے اور میں اپنی قیامگاہ پر آگیا۔ اٹھارہ روز میرا وہاں قیام رہا۔ اس دوران نمازِ جمعہ بھی میں نے سیّد صاحب کی اقتدا میں ادا کی۔ بعد نمازِ جمعہ میں نے اُن سے سوال کیا کہ کیا آپ نے نمازِ جمعہ واجب کی نیت سے ادا فرمائی ہے؟

- اُنھوں نے فرمایا: ہاں، ایسا ہی ہے۔ کیونکہ وجوب کی تمام شرائط پائی جاتی ہیں۔ اس لیے میں نے واجب کی نیت سے نماز ادا کی ہے۔
- میں نے سوال کیا: کیا امامؑ موجود ہیں؟
- اُنھوں نے فرمایا: نہیں اس وقت حاضر نہیں ہیں لیکن میں آنجنابؑ کا نائبِ خاص اور اس امر پر اُن کی طرف سے مامور ہوں۔
- میں نے سوال کیا: اے میرے سردار! کیا آپ نے امامؑ کو دیکھا ہے؟
- اُنھوں نے فرمایا: نہیں، البتہ میرے والد فرماتے تھے کہ میں نے آنجناب کا کلام تو سُنا تھا مگر زیارت نہیں کی۔

پھر سیّد صاحب نے فرمایا کہ میرے جد نے امامؑ سے کلام بھی کیا تھا اور زیارت سے بھی مشرّف ہوئے تھے۔

- میں نے عرض کیا: اے میرے سردار! اس کا کیا سبب ہے کہ بعض لوگ تو حضرت کی زیارت سے مشرّف ہوتے ہیں اور بعض محروم رہتے ہیں؟
- اُنھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے فضل و احسان فرماتا ہے۔ یہ اُس کی حکمت بالغہ اور عظمت قاہرہ ہے۔ دیکھو! بندوں ہی میں سے تو کچھ بندے نبوّت و رسالت اور ولایت کے لیے مخصوص کیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن انبیاء و مرسلین اور اوصیاءِ منتجبین کو اپنی ساری مخلوق پر حجّت اور اپنے بندوں کے درمیان اُن کو وسیلہ اور ذریعہ قرار دیتا رہا ہے تاکہ جو شخص ہلاک اور گمراہ ہو وہ اتمامِ حجّت کے بعد ہلاک ہو اور جو زندہ رہے اور ہدایت پائے وہ بھی دلیل و حجّت کے

ملاحظہ فرمائیں مومنین!

سید شمس الدین محمد عالم کہ جو خود صاحب العصر و الزماںؑ کی اولاد سے ہیں --- شیخ زین الدین علی کا بیان ہے کہ میں نے

انؒ کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کی --- اور بعد از جمعہ میں نے سید شمس الدینؒ سے سوال کیا کہ آپ نے نمازِ جمعہ واجب کی

نیت سے ادا فرمائی ؟؟؟ یعنی زین الدین کو معلوم تھا کہ جمعہ غیبت امامؑ میں واجب نہیں ---

اس سوال کے جواب میں سید شمس نے فرمایا، ہاں ایسا ہی ہے (میں نے نماز جمعہ فرض کی نیت سے ادا کروائی) کیونکہ جمعہ

کے واجب ہونے کی تمام شرائط پائی جاتی ہیں، اس لیے میں نے واجب کی نیت سے نماز ادا کی ---

میں (شیخ زین الدین علی) نے سوال کیا، کیا امامؑ موجود ہیں ---؟

انہوں نے فرمایا، نہیں اس وقت موجود نہیں لیکن میں امامؑ کا نائبِ خاص اور اس امر پر اُن کی طرف سے مامور ہوں ---

اس قصہ پر غور کیجیے! زین الدین علی جانتا تھا کہ امام زمانہؑ کے بغیر نماز جمعہ واجب نہیں اس لئے پوچھا کہ آپ نے جمعہ

واجب کی نیت سے پڑھا؟ اور سید شمس الدینؒ نے فرمایا، ہاں واجب ہے کیونکہ تمام شرائط مکمل ہیں --- (جن میں سے ایک

شرط امامؑ کی موجودگی ہے) زین الدین نے کہا، کیا امامؑ موجود ہیں ؟؟ زین الدین کا یہ سوال پوچھنا بتا رہا ہے کہ وہ جانتا تھا کہ

شرائط جمعہ میں سے ایک شرط امام معصومؑ کا موجود ہونا ہے --- اس سوال پر سیدؒ نے فرمایا، نہیں امامؑ موجود نہیں بلکہ میں

اُنؑ کی طرف سے اِس امر (جمعہ) پر مامور ہوں اور امامؑ کا نائب خاص ہوں --- سید شمس الدین قائمؑ آل محمدؐ کے حکم سے

نماز جمعہ ادا کر رہے تھے ---یہاں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نماز جمعہ صرف امام معصومؑ ادا کروا سکتا ہے یا امامؑ کی

طرف سے اس کام پر مامور شخص جمعہ پڑھا سکتا ہے اور تیسرا کوئی شخص نہیں --- اور ہماری کتاب کے شروع میں ہی آپ

تمام توضیح المسائل میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ جمعہ کے واجب ہونے کے لئے امام معصومؑ شرط ہے، مزید دیکھ لیجیے

تفقهوا فی الحلال و الحرام و الا انتم اعراب

حلال اور حرام کو سمجھو ورنہ تم غیر مہذب ہو۔

(امام محمد باقر علیہ السلام، بحار الانوار)

توضیح المسائل

مطابق فتاویٰ

اعلم العلماء والمجتہدین رئیس الملۃ والدین

زعیم الحوزۃ العلمیۃ آیۃ اللہ العظمیٰ

آقائے حاج سید علی حسینی سیستانی دام ظلہ الوارف

(نجف اشرف عراق)

یکے از مطبوعات

جامعہ تعلیمات اسلامی

پوسٹ بکس نمبر ۵۴۲۵ کراچی۔ پاکستان
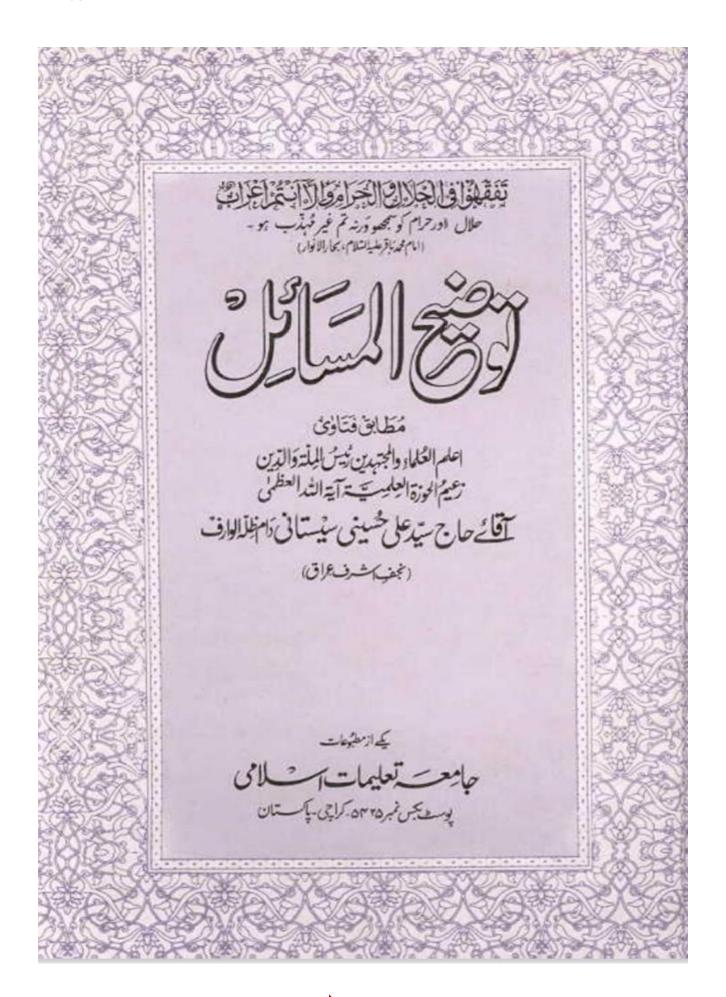
جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کی چند شرطیں ہیں:

(۱) باجماعت پڑھا جانا۔ پس یہ نماز فرادیٰ ادا کرنا صحیح نہیں اور جب مقتدی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے امام کے ساتھ شامل ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور وہ اس کے بعد ایک رکعت فرادیٰ پڑھ لے گا اور اگر وہ دوسری رکعت کے رکوع میں نماز میں شامل ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس نماز جمعہ پر اکتفا نہیں کرسکتا اور ضروری ہے کہ ظہر کی نماز پڑھے۔

(۲) نماز سے پہلے دو خطبے پڑھنا۔ پہلے خطبے میں خطیب اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے نیز نمازیوں کو تقویٰ اور پرہیز گاری کی تلقین کرے اور قرآن مجید کا ایک چھوٹا سورہ پڑھے اور دوسرے خطبے میں ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بجالائے۔ پھر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمۂ مسلمین علیہم السلام پر درود بھیجے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مومنین اور مومنات کے لئے استغفار (بخشش کی دعا) کرے۔ ضروری ہے کہ خطبے نماز سے پہلے پڑھے جائیں۔ پس اگر نماز دو خطبوں سے پہلے شروع کرلی جائے تو صحیح نہیں ہوگی اور زوال آفتاب سے پہلے خطبے پڑھنے میں اشکال ہے اور ضروری ہے کہ جو شخص خطبے پڑھے وہ خطبے پڑھنے کے وقت کھڑا ہو۔ لہٰذا اگر وہ بیٹھ کر خطبے پڑھے گا تو صحیح نہیں ہوگا اور دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کر فاصلہ دینا لازم ہے جو کہ ضروری ہے کہ چند لمحوں کے لئے ہو۔ یہ بھی ضروری ہے کہ امام جماعت ہی خطبے پڑھے۔ احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، اسی طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمۂ مسلمین علیہم السلام پر درود عربی زبان میں ہو اور اس سے زیادہ میں عربی معتبر نہیں ہے بلکہ اگر حاضرین کی اکثریت عربی نہ جانتی ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ بطور خاص تقویٰ کے بارے میں وعظ و نصیحت کرتے وقت جو زبان حاضرین جانتے ہیں اسی میں تقویٰ کی نصیحت کرے۔

(۳) یہ کہ جمعہ کی دو نمازوں کے درمیان ایک فرسخ سے کم فاصلہ نہ ہو۔ پس جب جمعہ کی دوسری نماز ایک فرسخ سے کم فاصلے پر قائم ہو اور دو نمازیں بیک وقت پڑھی جائیں تو دونوں باطل ہوں گی اور اگر ایک نماز کو دوسری پر سبقت حاصل ہو خواہ وہ تکبیرۃ الاحرام کی حد تک ہی کیوں نہ ہو تو وہ (نماز جسے سبقت حاصل ہو) صحیح ہوگی اور دوسری باطل ہوگی۔ لیکن اگر نماز کے بعد پتا چلے کہ ایک فرسخ سے کم فاصلے پر جمعہ کی ایک اور نماز اس نماز سے پہلے یا اس کے ساتھ ساتھ قائم ہوئی تھی تو ظہر کی نماز بجالانا واجب نہیں ہوگی۔ جمعہ کی نماز کا قائم کرنا مذکورہ فاصلے کے اندر جمعہ کی دوسری نماز قائم کرنے میں اس وقت مانع ہوتا ہے جب وہ نماز خود صحیح اور جامع الشرائط ہو اور اگر ایسا نہ ہو [illegible]

(۷۲۱) جب جمعہ کی ایک ایسی نماز قائم ہو جو شرائط کو پورا کرتی ہو اور نماز قائم کرنے والا امام وقت یا اس کا نائب خاص ہو تو اس صورت میں نماز جمعہ کے لئے حاضر ہونا واجب ہے۔ اس صورت کے علاوہ حاضر ہونا واجب نہیں ہے۔ پہلی صورت میں بھی چند افراد پر نماز میں شرکت واجب نہیں ہے۔

نائبِ امامؑ کون ہوتا ہے ملاحظہ فرمائیں ---
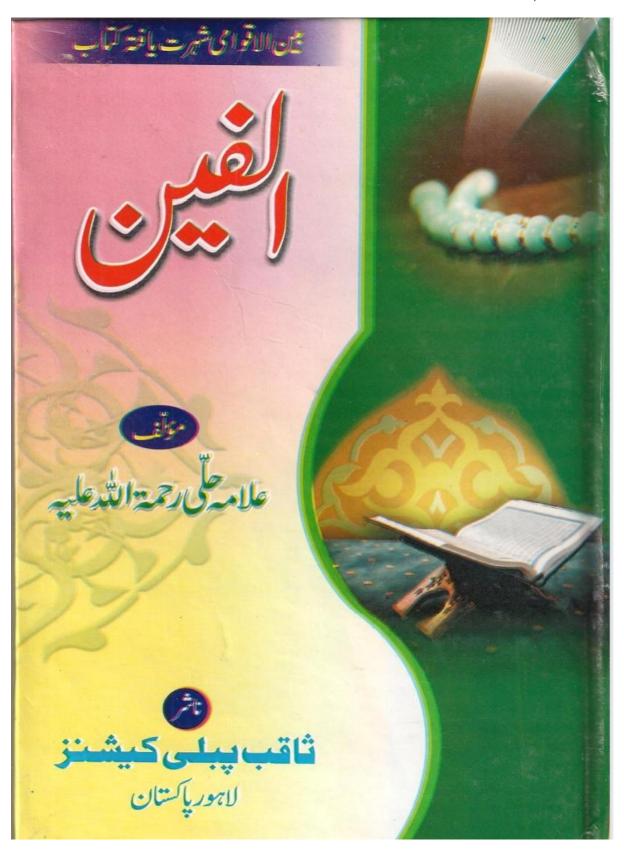
مجید میں اور پڑھو تاریخی حالات حضوری حیوانات کو اور ان کی حاجت روائی اور ان سے پیش آمد ہمارے نبی کی اور علم منطق الطیر کا حضور کو ہونا اور انسان کی زبان ہائے مختلفہ کو سمجھنا اب ایسے اولی العزم نبی کا خلیفہ اور نائب اُسی کو ہونا سزاوار ہے جو ان سب امور کو زمانۂ غیر موجودگیٔ نبی میں انجام دے سکے اب اگر تمام دنیا کے آدمی اجماع کر کے کسی کو خلیفہ ہمارے نبی کا بنائیں ان امور کی بجاآوری کی لیاقت کسی فرد بشر میں اُن کو کیونکر معلوم ہو سکتی ہے سوائے اُسی خلیفہ اور امام کے جس کو نبی نے بحکم خدا اپنا خلیفہ بنایا ہو جن اور حیوانات کے واقعات کو جانے دیجئے۔ حضرت شہر بانو کا قصہ جب بندی عجم کے آئی ہے اور اپنی زبان فارسی میں جناب شہر بانو نے کچھ یزد جُرد کے حق میں کہا خلیفہ صاحب سمجھے کہ مجھے سخت وست کہہ رہی ہیں اور قریب تھا کہ کوئی تشدد اُن کی نسبت کیا جائے خیریت گزری کہ حضرت سلمان فارسیؓ موجود تھے اُنہوں نے ترجمہ کر کے سمجھایا تب خلیفہ صاحب کا غصہ فرو ہوا اگر حضرت سلمانؓ کو علم منطق الطیر نہ تھا کہ بوقت ضرورت حیوانات اور پرند کی زبان کا ترجمہ کرتے۔

اسی طرح ہند اور چین وغیرہ کے لوگ ہمارے آئمہ علیہم السلام کی خدمت میں آتے تھے اور اُنہی کے زبان میں اُن کے سوالات کا جواب ملتا تھا عبرانی اور سُریانی زبان میں کتب مقدسہ آسمانی سے استدلال یہود اور نصاریٰ اور صابئین پر یہ سب کچھ اُنہیں خلفاء سے انجام پاتا تھا جن کو خدا نے امام اور نائب رسول بنایا تھا اور اُمت کے بنائے خلیفہ ایسے مواقع میں پادرگل ہو کر ان کی خلافت کا بر غلط ہونا بخوبی سب پر ظاہر ہو جاتا تھا یہ دلیل اگرچہ واقعات پر مبنی ہے مگر اصل اس کی محض عقلی ہے کہ نائب کو منیب کے عہدہ کے لوازم اور اسباب کا اپنی ذات میں موجود رکھنا شرط ضروری ہے۔

تیسری دلیل

(۳) خلیفہ بنانا تمام اُمت پر واجب ہونے کا عقیدہ جو اہلسنت کا ہے یہ

خلاصۃ الکلام
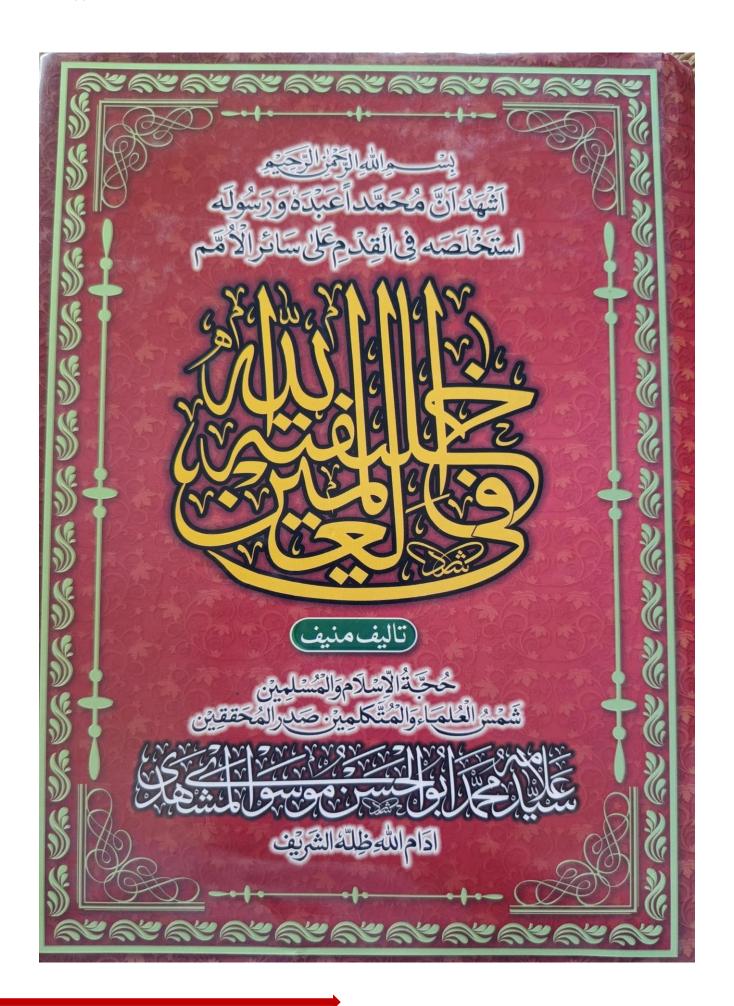
خلیفۃ اللہ فی العالمین دراصل قائم مقام پروردگار صمدی اور مراۃ خداوندی وآئینہ سرمدی ہے جیسا کہ عارف بزرگوار آیت اللہ خمینی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ یظھرہ فی مرائی الخلفاء (مصباح الھدایۃ) کہ خداوند قدوس ومنان اپنے خلفاء کے آئینہ میں ظاہر ہے اور صاحبان فہم وفراست احباب عقل ودانش سے حقیقت مخفی نہیں کہ خلیفہ اپنے مستخلف کا اور نائب منیب کی صفات کا ظاہر کرنے والا ہوتا ہے بلکہ نائب ہوتا ہی وہی ہے جو منیب کے کام کرے اگر وہ منیب کے کام نہیں کرتا تو پھر وہ اسم بے مسمیٰ ہے۔

خلیفۃ اللہ کے مقام ذوالاحتشام کی عظمت' شان اور اس کے معنوی مقام تک رسائی ناممکن ہے۔ خلافت آدم علیہ السلام جو کہ ارضی خلافت تھی اس کے اعلان کے ساتھ ہی پروردگار مطلق نے واضح الفاظ میں اعلان فرمادیا۔

اِنِّیٓ اَعۡلَمُ مَالَا تَعۡلَمُوۡن (سورۃ بقرہ آیت نمبر 30)

اسی لئے خلیفۃ اللہ نے ارشاد فرمایا:

نائب صرف وہی ہوسکتا ہے جس میں منیب کی تمام صفات پائی جائیں، جیسے رسولؐ اللہ کے نائب اور خلیفہ مولا علیؑ ہیں، امیر المومنینؑ میں تمام وہی صفات موجود ہیں جو رسولؐ اللہ کی صفات ہیں، اور ایسا ہونا لازم ہے ورنہ وہ نائب نہیں ہے، اسی طرح امام زمانہؑ کی غیبت میں اگر کوئی نائب امامؑ ہے تو اس میں وہ تمام صفات ہونا لازم ہیں جو امام زمانہؑ کی صفات ہیں ---- اور وہ صفات مولوی مجتہد میں ہرگز ہرگز نہیں ---

جلد نہم

سُوْرَۃُ الْوَاقِعَۃِ ۵۶ تا سُوْرَۃُ الْمُرْسَلٰتِ ۷۷

محسن علی نجفی

مصباح القرآن ٹرسٹ۔لاہور

تفسیر آیات

موت ایسی اٹل حقیقت ہے جس سے کسی نبی مرسل اور مقرب فرشتوں کو بھی خلاصی ملنا ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن اللہ کی عدالت میں اپنے اعمال کی جوابدہی کے لیے حاضر ہونا بھی اللہ کا اٹل فیصلہ ہے کہ کوئی مجرم خواہ اس کا تعلق کسی بھی نسل اور اصل سے ہو اس جوابدہی سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الۡبَیۡعَ ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۹﴾

۹۔ اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت ترک کر دو، یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

تفسیر آیات

۱۔ اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوۃِ: جب نماز کے لیے ندا دی جائے۔ ندا سے مراد اذان ہے لیکن اذان شرط وجوب نہیں ہے۔ بالفرض اگر کوئی اذان نہ دے تو بھی نماز جمعہ واجب ہے۔ لہٰذا اس ندا سے مراد عادل امام کی حکومت کی ندا ہے۔ نماز جمعہ اسلامی نظام کا ایک ریاستی فریضہ، سیاسی عبادت اور عبادی سیاست ہے بشرطیکہ اس نظام میں عبادت اور سیاست میں تصادم نہ ہو۔

سیاست یعنی ریاستی نظام کی درستگی اور مفاد عامہ کا تحفظ وغیرہ ہے۔ نماز جمعہ اسلامی ریاست کا اہم حصہ ہونے کی وجہ اس نماز کا حکومت کی طرف سے قائم ہونا اور ریاست کے نمائندے کا نماز پڑھانا ہے۔ اسی وجہ سے قبلہ رخ ہو کر دو رکعت کی جگہ لوگوں کی طرف رخ کر کے دو خطبے دیے جاتے ہیں چونکہ اس عبادت میں ریاست کو لوگوں سے کام ہے۔ اس لیے امامیہ فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ اذان قانونی اسلامی ریاست کی طرف سے ہو تو جمعہ نماز کے لیے حاضر ہونا واجب عینی ہے۔

عبد اللہ بن عباس اور ابومسعود انصاری کی روایت کے مطابق نماز جمعہ ہجرت سے قبل فرض ہوگئی تھی لیکن مکہ میں اسلامی ریاست قائم نہ ہونے کی وجہ سے نماز جمعہ قائم نہیں فرمائی۔ چنانچہ رسول ﷺ نماز جمعہ کی امامت کے لیے خود افراد کا تعین فرماتے تھے جس طرح قضاوت کے لیے افراد کا تعین خود فرماتے تھے۔[1]

لہٰذا فقہائے امامیہ کا اجماع نہیں ہے تو تقریباً اتفاق ضرور ہے اس بات پر کہ اقامۂ نماز جمعہ کے

---

[1] بیہقی السنن الکبری ۳: ۱۲۳۔ کنز العمال ۷: ۱۰۰ حدیث نمبر ۲۰۴۵۳

واجب عینی ہونے کے لیے امام معصوم یا ان کے نائب خاص کا موجود ہونا شرط ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ نیابت عامہ کافی ہے یا نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرات ابوبکر و عمر کے زمانے میں بھی نماز جمعہ کی ایک ہی اذان ہوتی تھی۔ حضرت عثمان کے زمانے میں آبادی بڑھنے کی وجہ سے ایک اذان کا اضافہ کیا گیا۔ شیعہ امامیہ کے نزدیک یہ اضافی اذان بدعت ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔

۲۔ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ: اجتماع کی وجہ سے اس دن کا نام جمعہ ہو گیا۔ پہلے یہ دن العروبۃ کے نام سے موسوم تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم سے ہجرت سے پہلے مدینہ میں بیاضہ کے مقام پر انصار نماز جمعہ قائم کرتے تھے۔

۳۔ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ: ذکر خدا کی طرف دوڑ پڑو۔ ذکر اللہ سے مراد نماز ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں نماز جمعہ کے لیے دوڑنا واجب ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ پورے اہتمام کے ساتھ نماز میں حاضر ہو۔ تساہل کے ساتھ، کاہل اور بوجھل ہو کر نہیں، نماز کے لیے سکون وقار کے ساتھ جانے کا حکم ہے، دوڑنے کا نہیں۔

۴۔ وَ ذَرُوا الۡبَیۡعَ: خرید فروخت ترک کر دو۔ صرف خرید و فروخت نہیں بلکہ ہر وہ کام جو ترک نماز جمعہ کا موجب بنے، ترک کرو۔ خرید و فروخت کا خاص کر ذکر اس لیے کیا ہے کہ جس زمانے میں یہ سورہ نازل ہوئی لوگ جمعے کے دن اطراف مدینہ سے چیزیں فروخت کرنے مدینہ لاتے اور لوگ عموماً خرید و فروخت میں مصروف ہو جاتے تھے۔

۵۔ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ: دنیوی کام چھوڑ کر ایک ہفتہ وار اجتماعی عبادت میں دوسرے لوگوں کے ساتھ شریک ہونے میں دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی ہے۔

۶۔ فَاسۡعَوۡا اور وَ ذَرُوا الۡبَیۡعَ سے نماز جمعہ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانۡتَشِرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَ ابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ وَ اذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا لَّعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۰﴾

۱۰۔ پھر جب نماز ختم ہو جائے تو (اپنے کاموں کی طرف) زمین میں بکھر جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

تفسیر آیات

۱۔ نماز ختم ہونے کے بعد تلاش رزق کے لیے زمین میں پھیل جاؤ سے مراد یہ نہیں ہے کہ نماز کی

اللهم عجل لولیک الفرج
کاشف الاحزان
فی معرفۃ
صاحب العصر والزمان
تالیف
علامہ السید نثار عباس نقوی مد ظلہ العالی
بقیۃ اللہ پبلیکیشنز گجرات
Cell: 0333-3360786
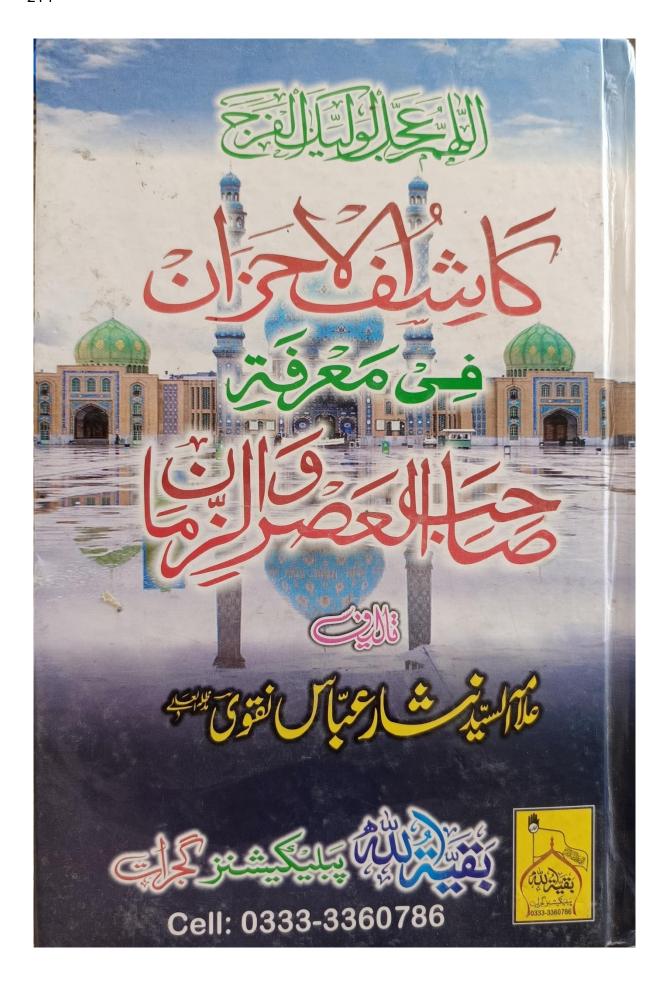
☆۔ آپ ؑ ہی وہ کریمِ قرآن ہیں جو پردہ ٔغیبت میں ہے جیسے مطاہرون کے علاوہ کوئی مَس کرسکتا ہی نہیں۔

☆۔ میرے زمانہ کے امام علیہ السلام کا نام نامی اِسمِ گرامی یومُ الجمعہ بھی ہے جیسا کہ مفاتیح الجنان میں مرقوم ہے یومُ الجمعہ اِسمِ قائم آلِ محمد علیہ السلام یہ دن سیّد الایام کہلاتا ہے

☆۔ آپ ؑ ہی کے ظہور پر نماز جمعہ واجب عینی ہوگی نماز جمعہ سوائے اقتداء معصوم ؑ کسی کے پیچھے پڑھنا جائز نہیں ہے۔

☆۔ آپ ؑ کا لقب مبارک اللہ تعالیٰ کی مشیت کا ظرف ہے

☆۔ آپ ؑ صاحب الزمان ؑ ،صاحب الوقت ،صاحب الحال ،زمانہ کے مالک۔وقت کے مالک،حال کے مالک

☆۔ آپ ؑ کے جسد اقدس پر گردش لیل ونہار اثر انداز نہیں ہوسکتی۔

عدم تصرف الليل والنهار فی بيته الشريفة ۔

ماضی حال مستقبل حضرت حجت ؑ پر اثر انداز نہیں ہوسکتے

یہ تینوں حال، مستقبل، ماضی یہ صاحب الزمان کے حالات کا ظرف ہیں

☆۔ آپ ؑ ماضی کو حال۔حال کو مستقبل۔ مستقبل کو ماضی معدوم کو موجود کرنے پر قدرت رکھتے ہیں

☆۔ آپ ؑ **فلذالك يتصرف فی الزمان بالبسط والقبض** ۔کا زمانے میں بسط وقبض کے ساتھ تصرف ہے

☆۔ آپ ؑ زمانے کو پھیلا سکتے ہیں سمیٹ سکتے ہیں مثلاً سرکارِ دو عالم معراج پر

تهذيب الأحكام
في شرح المقنعة للشيخ المفيد رضوان الله عليه
تأليف
شيخ الطائفة ابي جعفر محمد بن الحسن الطوسي قدس سره
المتوفى ٤٦٠ هـ
دار الكتب الإسلامية
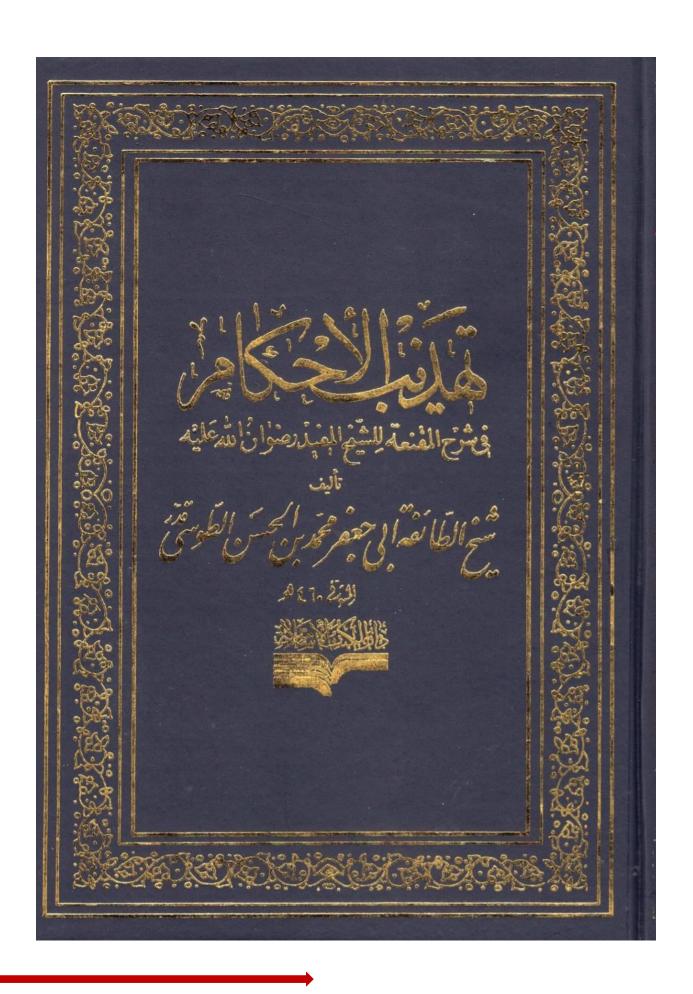
عبدالله بن المغيرة ، عن جميل ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام « قال : يكون بين الجماعتين ثلاثة أميال ـ يعني لاتكون جمُعة إلاّ فيما بينه وبين ثلاثة أميال ـ ، وليس تكون جمعة إلاّ بخطبة ، و إذا كان بين الجماعتين في الجمُعة ثلاثة أميال فلا بأس أن يُجمّعَ هؤلاء ويُجمّعَ هؤلاء ـ »[١].

ق ﴿٨٠﴾ ٨٠ ـ محمّد بن احمدَ بنِ يحيي ، عن يعقوبَ بنِ يزيدَ ، عن إبراهيمَ ابنِ عبدِالحميد ، عن جميل ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام « قال : تجب الجمُعة على من كان منها على فرسخين » ومعنى ذلك[٢] إذا كان إمام عادل ، وقال : إذا كان بين الجماعتين ثلاثة أميال فلا بأس أن يجمّع هؤلاء ويجمّع هؤلاء ، ولا يكون بين الجماعتين أقلّ من ثلاثة أميال ، واعْلَم أنَّ للجمُعة حقّاً قد ذكر عن أبي جعفر عليه السلام أنّه قال لعبدالملك[٣] مثلك يَهْلِك ولم يصلِّ فريضة فرضها الله عليه، قال : قلت : كيف أصنَع ؟ قال : صَلِّها جماعة ـ يعني الجمعة ـ .

س ﴿٨١﴾ ٨١ ـ محمّد بن أحمدَ بنِ يحيي ـ عن رَجل ـ عن عليِّ بن الحسين الضَّرير[٤]، عن حمّاد بن عيسى ، عن جعفر ، عن أبيه ، عن عليٍّ عليه السلام « قال : إذا قدم الخليفة مِصراً من الأمصار جَمَّع بالنّاس ليس ذلك لأحدٍ غيره ».

٢٣

* * *

ترجمہ،

امام محمد باقرؑ نے فرمایا، جمعہ اُس شخص پر واجب ہے جو دو فرسخ (کے area) میں رہائش پذیر ہو --- اور

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب امام عادلؑ موجود ہوں (تو دو فرسخ میں رہنے والوں پر نماز جمعہ واجب ہے)

دعائم الإسلام

وذكر الحلال والحرام ، والقضايا والأحكام

عن أهل بيت رسول الله عليه وعليهم أفضل السلام

لسيدنا القاضي الأجل

أبي حنيفة النعمان بن محمد بن منصور بن أحمد بن حيّون التميمي المغربي

قدس الله روحه ، ورزقنا شفاعته

١

تحقيق

آصف بن علي أصغر فيضي

دار المعارف

١٣٨٣ - ١٩٦٣

الصلوة على محمد وعلى آل محمد حتى تغرب الشمس .

وقال أبو جعفر :(١) إنّ الأعمال تُضاعَف يوم الجمعة ، فأكثِروا فيه من الصلوة والصدقة(2) .

وقال (ع) : ليلة الجمعة ليلةٌ غَرّاءُ ويومها أزهر ، وما من مؤمن ولا مؤمنةٍ مات ليلة الجمعة إلاّ كُتِبَ(3) له براءةٌ من عذاب القبر ، ومن(4) مات يوم الجمعة عَتَقَ من النّار ، ولا بأس بالصلوة يوم الجمعة كلّه لأن النار لا تُسعَّرُ فيــه .

وعنه وعن أبي عبد الله صلوات الله عليهما أنّهما قالا : إذا كانت ليلة الجمعة أمر الله عز وجل ملكًا فنادى من أول الليل إلى آخره ، وينادى فى كل ليلة غير ليلة الجمعة من ثُلُث الليل الآخر : هل مِن سائل فأُعطيه ، هل من تائب فأتوب عليه ، هل من مستغفرٍ فأغْفِرَ له ، يا طالب الخير أقبِلْ ، يا طالب الشرّ أقْصِرْ .

وعن على (ص) أنه قال : يُوشِكُ(5) أحدُكم أن يتَبَدّى(6) حتى لا يأتى المسجدَ إلا يوم الجمعة ، ثم يستأخر حتى لا يأتى الجمعة إلاّ مرّةً ويدعها [illegible]

وعن أبى جعفر (ع) أنه قال : صلوة الجمعة فريضة(7) ، والاجتماع إليها مع الإمام العدل(8) فريضةٌ ، فمن ترك (9) ثلثَ جُمَعٍ على هذا فقد ترك ثلثَ فرائضَ ، ولا يترك ثلاث فرائض من غير عذرٍ ولا علّةٍ إلاّ منافقٌ(10) .

---

(1) T, D. C قال جعفر بن محمد .

(2) C adds here marg. وقال عم وأطرفوا أهاليكم بشىء من الفاكهة يوم كل جمعة حتى يفرحوا بها وقال إلخ. The same words occur in the margin of T, but there is no indication as to the blace they are to be inserted. Probably, an interpolation. S, E, D omit.

(3) C adds الله .

(4) T, D إن .

(5) T gl. أوشك فلان يوشك إيشاكاً أى أسرع السير ، ومنه قولهم يوشك أن يكون كذا . من ص

(6) T gl. تبدى الرجل أى أقام بالبادية . من ص .

(7) T gl. وقال عم فى قول الله (ع ج) ، حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى : قال الصلوة الوسطى صلوة الجمعة ، وهو فى سائر الأيام صلوة الظهر .

(8) C. مع إمام إلخ .

(9) C. تركها .

(10) C, D (mar.), E, B, S add (آثر) فجار (أن) يستحق اللعنة وسوء الدار وأشد مقعده فى النار . Text as in T & D (corrected)

وقد ذكرنا فيما تقدّم من هذا الكتاب أن الغسل يوم الجمعة من السنة [1].

ورُوينا عن أبي جعفر محمد بن على (ع) أنه قال : ولا تدع الغسل يوم الجمعة ، فإنه من السنة ، وليكن غسلك قبل الزوال .

وعن رسول الله (صلع) أنه قال: لِيَتَطَيَّبْ أحدكم يوم الجمعة ولو من قارورة امرأته .

وعن أبي جعفر (ع) أنه قال : ولا تَدَعْ يومَ الجمعة الطيبَ ولباسَ صالح ثِيابك .

وعنه (ع) أنه قال : فى يوم الجمعة ساعةٌ لا يسأل اللهَ عبدٌ مؤمنٌ فيها حاجةً إلا أعطاه ، وهى من حين تزول الشمسُ إلى حين يُنادَى بالصلوة[2].

وعن علىّ (ع) أنه قال : ليس على المسافر جمعةٌ ولا جماعةٌ ولا تشريق[3] إلاّ [illegible]

وعن جعفر بن محمد (ص) أنه قال : أتَى رسول الله (صلع) بخمسٍ وثلاثين صلوةً فى كلّ سبعة أيام ، منها صلوةٌ لا يسعُ أحداً أن يَتَخَلَّفَ عنها إلاّ خمسةٌ : المرأةُ والصبىُّ والمسافر والمريض والمملوك ، يعنى[4] صلوة الجمعة مع الإمام العدل .

وعن علىّ (ص) أنه قال : إذا شهدت المرأة والعبد الجمعة أجْزَتْ عنهما ، يعنى من صلوة الظهر .

وعن أبي جعفر محمد بن علىّ (ع) أنه قال : تجب الجمعةُ على من كان منها على فرسخين إذا كان الإمام عدلاً[5].

وعن جعفر بن محمد (ص) أنه قال : يَتجمع[6] القوم يوم الجمعة إذا كانوا خمسةً فَصَاعِداً ، فإن كانوا أقلّ من خمسة فلا جمعة عليهم .

وعن رسول الله (صلع) أنه قال : التهجير إلى الجمعة حجّ فقراء أمّتى [7] .

---

(1) C, D (mar.) add . وليكن غسلكم قبل الزوال (2) C, D قائمة .

(3) T gl. التشريق صلاة العيد أخذ من شروق الشمس لأن ذلك وقتها والمشرق المصلى ، من الغريبين ،

(4) C, E, S وهى ; D, T يعنى . (5) Riwaya omitted in T.

(6) T gl. جمع القوم تجميعاً أى شهدو الجمعة وقضوا الصلوة فيها من ص .

(7) C, D add وهو الحج الأصغر .

ترجمہ،

١. امام محمد باقرؑ نے فرمایا، نماز جمعہ فرض ہے, اور نماز جمعہ کے لیے جمع ہونا امام عادلؑ کے ساتھ فرض ہے ---

٢. امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، جمعہ کی نماز امام عادلؑ کے ساتھ ہوتی ہے ---

٣. امام محمد باقرؑ نے فرمایا، نماز جمعہ اُس شخص پر واجب ہے جو دو فرسخ میں رہتا ہو، جبکہ امام عادلؑ بھی موجود ہو ---

مستدرك الوسائل
ومستنبط المسائل
تأليف
خاتمة المحدثين
الحاج ميرزا حسين النوري الطبرسي
المتوفى ١٣٢٠ هـ
تحقيق
مؤسسة آل البيت عليهم السلام لإحياء التراث
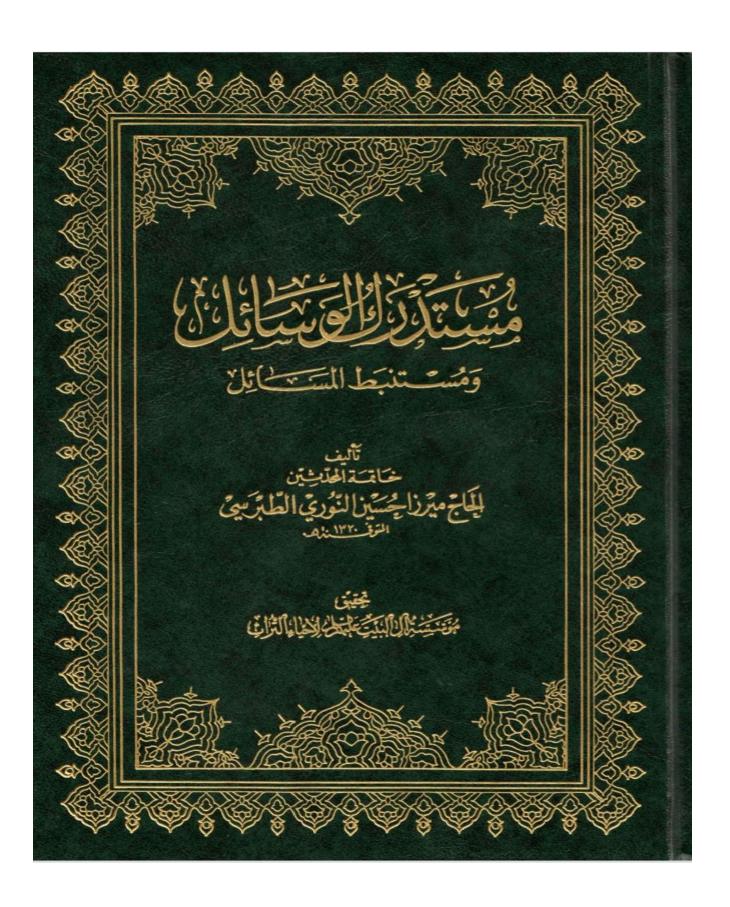
الجمعة زيارة وجمال ، فقيل : يا أمير المؤمنين وما الجمال ؟ قال : قضوا[١] الفريضة وتزاوروا » .

ورواه الراوندي في نوادره[٢] بإسناده عن علي (عليه السلام) ، عن رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، مثله ، إلا أن فيه بعد قوله « وما الجمال » قال (عليه السلام) : « ضوء[٣] الفريضة » .

ورواه سبط الطبرسي في مشكاة الأنوار[٤] : نقلاً من كتاب المحاسن ، عن أمير المؤمنين (عليه السلام) ، مثله .

١٠/٦٢٨٨ ـ دعائم الإسلام : عن علي (عليه السلام) ، أنه قال : « يوشك أحدكم أن يتبدى[١] حتى لا يأتي المسجد إلا يوم الجمعة ، ثم يتأخر حتى لا يأتي الجمعة الا مرة ويدعها مرة ، ثم يستأخر حتى لا يأتيها ، فيطبع الله على قلبه » .

١١/٦٢٨٩ ـ وعن أبي جعفر (عليه السلام) أنه قال : « صلاة الجمعة فريضة ، والإجتماع إليها مع الإمام العدل فريضة ، فمن ترك ثلاث جمع على هذا ، فقد ترك ثلاث فرائض ، ولا يترك ثلاث فرائض من غير علة ولا عذر إلا منافق » . وعن علي (عليه السلام) أنه قال : « ليس

(١) في المصدر : أقضوا .
(٢) نوادر الراوندي ص ٢٤ .
(٣) في المصدر : قضوا .
(٤) مشكاة الأنوار ص ٢٠٧ .
١٠ ـ دعائم الإسلام ج ١ ص ١٨٠ .
(١) تبدّى : أقام بالبادية وبَعُدَ عن الحاضرة . (لسان العرب ـ بدا ـ ج ١٤ ص ٦٧) .
١١ ـ دعائم الإسلام ج ١ ص ١٨٠ .

٥ - ﴿ باب اشتراط وجوب الجمعة بحضور السلطان العادل ، أو من نصبه ، وعدم وجوبها مع عدم وجود إمام عدل ، يحسن الخطبتين ، وعدم الخوف ﴾

١/٦٣٠٣ - الجعفريات : أخبرنا محمد ، حدثني موسى ، حدثنا أبي ، عن أبيه ، عن جده جعفر بن محمد ، عن أبيه ، عن جده علي بن الحسين ، عن أبيه ، عن علي (عليهم السلام) قال : « العشيرة إذا كان عليهم أمير يقيم الحدود عليهم ، فقد وجب[1] عليهم الجمعة والتشريق » .

٢/٦٣٠٤ - وبهذا الإسناد : عن علي بن الحسين ، عن أبيه أن علياً (عليهم السلام) قال : « لا يصح الحكم ولا الحدود ولا الجمعة ، إلا بإمام » .

٣/٦٣٠٥ - وبهذا الإسناد : أن علياً (عليه السلام) سئل عن الإمام يهرب ولا يخلف أحداً يصلي بالناس ، كيف يصلون الجمعة ؟ قال : « يصلون كصلاتهم أربع ركعات » .

٤/٦٣٠٦ - دعائم الإسلام : عن جعفر بن محمد (عليهما السلام) أنه قال : « لا جمعة إلا مع إمام عدل تقي » . وعن علي (عليه السلام) أنه قال : « لا يصلح الحكم ولا الحدود ولا الجمعة ، إلا بإمام عدل[1] » .

الباب ٥

١ - الجعفريات ص ٤٣ .

(١) في المصدر : وجبت .

٢ و ٣ - الجعفريات ص ٤٣ .

٤ - دعائم الإسلام ج ١ ص ١٨٢ .

(١) عدل : ليس في المصدر .

ترجمہ

۱. امام محمد باقرؑ نے فرمایا، نماز جمعہ فرض ہے --- اور نماز جمعہ کے لئے جمع ہونا امام عادلؑ کی موجودگی میں فرض ہے پس امامِ عادلؑ کی موجودگی میں جس نے تین جمعہ چھوڑے تو وہ ایسا ہے جیسے اُس نے تین فرائض کو چھوڑا اور بغیر کسی وجہ کے کوئی فرائض ترک نہیں کرتا سوائے منافق کے ---

۲. مولا علیؑ نے فرمایا، ایسا قبیلہ جس میں ایسا امیر موجود ہو جو ان پر حدود قائم کرتا ہو تو ان پر جمعہ اور تشریق (عیدین) واجب ہو جاتے ہیں---

(حدود صرف امام معصومؑ جاری کرتا ہے یا پھر جسے امامؑ اجازت دیں اور امامؑ کے سامنے جاری کی جائیں)

۳. امام سجادؑ نے فرمایا، بغیر امامؑ کے حکم لگانا صحیح نہیں، امامؑ کے بغیر حدود جاری کرنا صحیح نہیں، اور نہ ہی جمعہ امامؑ کے بغیر صحیح ہے ---

(یعنی امام عادلؑ کے بغیر کوئی حکم نہیں لگا سکتا،، امام عادلؑ کے بغیر کوئی حد جاری نہیں کرسکتا اگر کوئی کرتا ہے تو وہ درست نہیں، اور امام عادلؑ کے بغیر کوئی جمعہ ادا نہیں کرسکتا اگر کوئی کرتا ہے تو وہ جمعہ صحیح نہیں)

٤. امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، جمعہ امام عادلؑ التقی کے ساتھ ہے --- اس کے علاوہ جمعہ نہیں ہے ---

۵. مولا علیؑ نے فرمایا، حکم (حکومت) حدود اور جمعہ امام عادلؑ کے بغیر اصلاح نہیں پا سکتے ---

(جمعہ امام معصومؑ کے بغیر درست نہیں)
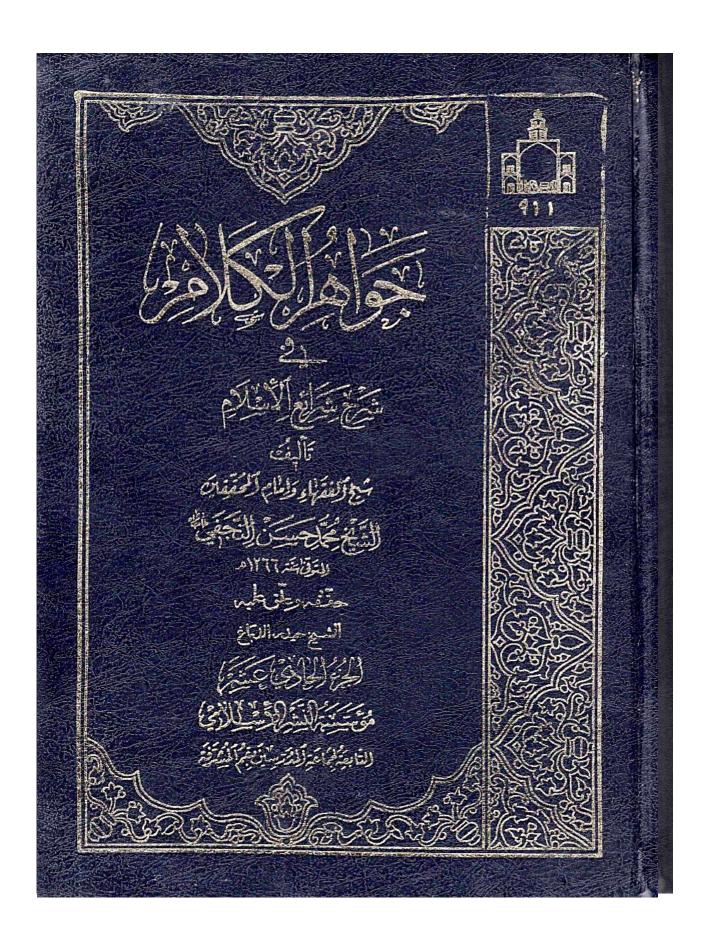
استحبّ الاجتماع وانعقدت جمعة، وأطبق الجمهور على الوجوب، لنا: أنّا بيّنّا أنّ الإمام العادل أو من نصبه شرط الوجوب، والتقدير عدم ذلك الشرط، أمّا الاستحباب فلما بيّنّاه من الإذن مع عدمه»[١].

وفي التذكرة: «يشترط في وجوب الجمعة السلطان أو نائبه عند علمائنا أجمع؛ للإجماع على أنّ النبيّ ﷺ كان...»[٢] إلى قوله في المعتبر: «كذا إمامة الجمعة».

وقال أيضاً فيها بعد ذلك بمسافة: «وهل للفقهاء المؤمنين حال الغيبة والتمكّن من الاجتماع والخطبتين صلاة الجمعة؟ أطبق علماؤنا على عدم الوجوب، واختلفوا في استحباب إقامتها، فالمشهور ذلك، وقال ابن إدريس وسلّار[٣]: لا يجوز...»[٤] إلى آخره.

وقال فيها أيضاً بعد ذلك: «ولو كان السلطان جائراً ثمّ نصب عدلاً، استحبّ الاجتماع وانعقدت جمعة على الأقوى، ولا تجب؛ لفوات الشرط وهو الإمام ومن نصّبه، وأطبق الجمهور على الوجوب»[٥].

وفي التحرير أنّ «من شرائط الجمعة الإمام العادل أو من نصّبه، فلو لم يكن الإمام ظاهراً ولا نائب له سقط الوجوب إجماعاً، وهل يجوز الاجتماع مع إمكان الخطبة؟ قولان»[٦].

(١) المعتبر: سنن الجمعة ج ٢ ص ٣٠٧.
(٢) تذكرة الفقهاء: شرائط صلاة الجمعة ج ٤ ص ١٩.
(٣) يأتي التعرض لقولهما.
(٤) تذكرة الفقهاء: شرائط صلاة الجمعة ج ٤ ص ٢٧.
(٥) المصدر السابق: ص ٢٤.
(٦) تحرير الاحكام: صلاة الجمعة ج ١ ص ٤٣.

ترجمہ، جمعہ کی شرائط میں سے ایک شرط امام عادلؑ ہیں یا وہ ہستی جنہیں امامؑ نے نصب کیا ہو۔۔۔ پس اگر امام عادلؑ یا اُنؑ کا نائب (ان میں سے کوئی بھی) موجود نہ ہو تو جمعہ کے لئے اجتماع کرنا ساقط ہو جاتا ہے۔۔۔

بحار الأنوار

الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار

تأليف

العلم العلامة الحجة فخر الأمة المولى

الشيخ محمد باقر المجلسي

"قدس الله سره"

الجزء التاسع والثمانون

دار إحياء التراث العربي
بيروت - لبنان

الجمعة حين تزول الشمس ، و ليجهر بالقراءة في الركعتين الأوليين إذا كان وحده، و يقنت .

وقال الباقر عليه السلام :الرجل إذا صلّى الجمعة أربع ركعات يجهر فيها ، وكان رسول الله صلّى الله عليه و آله وسلّم أوّل ما صلّى في السّماء صلاة الظهر يوم الجمعة جهر بها .

بيان : قوله عليه السلام : « إذا كان وحده » لعلّه بيان للفرد الخفيّ ، و كذا قوله: « إذا صلّى الجمعة أربع ركعات » و المشهور بين قدماء الأصحاب استحباب الجهر بالظهر يوم الجمعة ، و نقل المحقّق في المعتبر عن بعض الأصحاب المنع من الجهر بالظهر مطلقاً وقال : إنّ ذلك أشبه بالمذهب و قال ابن إدريس : يستحبّ الجهر بالظهر إن صلّيت جماعة لا انفراداً ، و يدفعه صريحاً رواية زرارة ، هنا ، و حسنة الحلبيّ في التهذيب (١) والأوّل أقوى .

٥٥ ـ العروس : باسناده عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ينبغي للامام الّذي يخطب يوم الجمعة أن يلبس عمامة في الشتاء والصّيف ، ويتردّى ببرد يمنيّة أو عبري ، ويخطب و هو قائم .

و منه : باسناده عن جعفر بن محمّد قال : ليس على اهل القرى جماعة ولاخروج في العيدين .

و منه : باسناده عن الصّادق عليه السّلام قال : لا جمعة إلاّ في مصر يقام فيه الحدود .

بيان : روى الشيخ في التهذيب [illegible] (٢) و الّذي قبله عن حفص بن غياث (٣) ،والأوّل ضعيف على المشهور والثاني موثّق ، وحملهما الشيخ على التقيّة ، لأنّهما موافقان لمذاهب أكثر العامّة ، أو على حصول البعد بأكثر من فرسخين مع اختلال الشرايط عندهم ، وردّهما في المنتهى بالضعف و الحمل على

(١) التهذيب ج ١ ص ٢٤٩ .
(٢) التهذيب ج ١ ص ٣٢٢ .
(٣) التهذيب ج ١ ص ٣٢٤ .
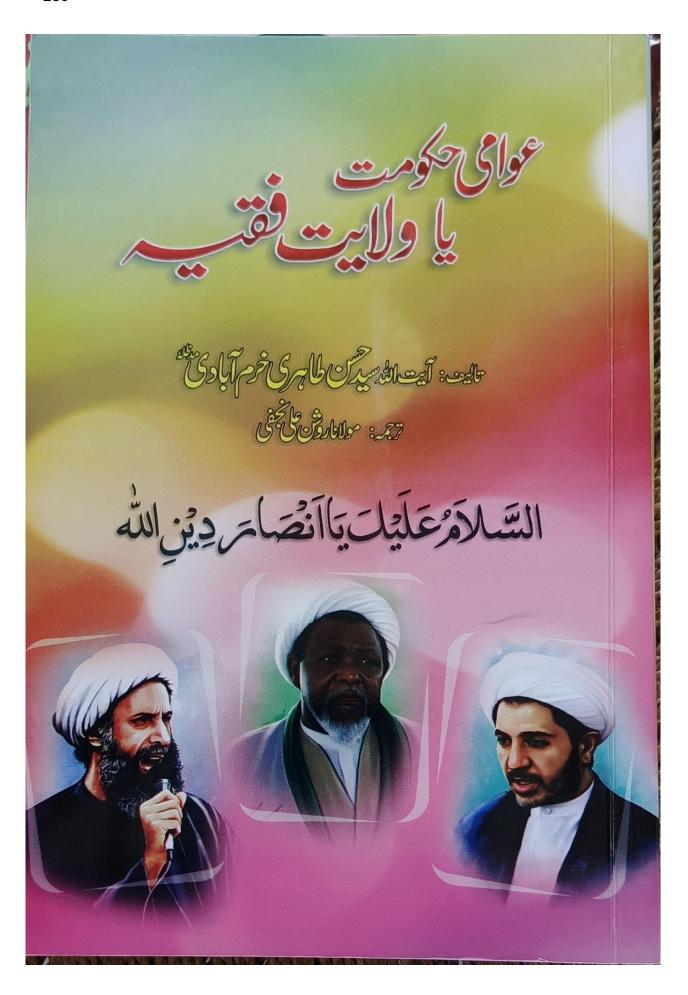
ترجمہ، امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، صرف اُس شہر میں جمعہ ہوسکتا ہے جہاں حدود جاری کی جاتی ہوں ۔۔۔

اور ہم پہلے دیکھ چکے ہیں حدود جاری کرنا امام معصومؑ کا کام ہے یہاں جمعہ کے وجوب کی شرط امامؑ کی موجودگی ہے

عوامی حکومت
یا ولایت فقیہ
تالیف: آیت اللہ سید حسن طاہری خرم آبادی مدظلہ
ترجمہ: مولانا روشن علی نجفی
السلام علیک یا انصار دین اللہ

ہے کہ جب تک اپنے لیے ایک ایسا امام (ورہبر) منتخب نہ کرلیں جو پاک دامن، متقی، احکام و مسائل قضائی اور سنت رسولؐ کا جاننے والا، ان کے لیے اموال عمومی کو جمع کرنے والا، اور صدقات کا اکٹھا کرنے والا، حج و جمعہ و جماعت کا قائم کرنے والا ہو اس وقت تک نہ تو کوئی عمل انجام دیں نہ کسی کام کی طرف ہاتھ بڑھائیں اور نہ کسی مسئلہ کی طرف قدم اُٹھائیں"۔ ے ا

اس حدیث میں امامت و ولایت کے کلی معیاروں کو بیان کیا گیا ہے اور مسلمانوں پر واجب قرار دیا گیا ہے کہ، ایک ایسے رہبر کو منتخب کریں جو مذکورہ بالا صفات کا حامل ہو اور یہ بات کسی زمانہ کے لیے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر زمانہ میں لازم ہے اور یہ بعنوان وظیفہ الٰہی ہے۔

(۳) "امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے فرمایا: میں یقیناً ان تمام لوگوں کو عذاب میں مبتلا کروں گا جو اس امامِ ظالم کی ولایت کو قبول کرے جو خدا کی طرف سے نہیں ہے اور اس کی اطاعت کرے چاہے وہ لوگ نیک و پرہیزگار رہوں اور یقیناً اس رعیت کو معاف کردوں گا جو امامِ عادل کی ولایت وسرپرستی میں ہو اور اس کی اطاعت کرتی ہو اور وہ امام خدا کی طرف سے ہو چاہے وہ رعیت اپنے شخصی اعمال میں گناہ گار و خطا کار رہو اور ظالم ہو"۔ ے ا

یہ روایت بھی اس بات کی دلالت کرتی ہے کہ ہر زمانہ کے لوگوں کا فریضہ ہے کہ عادل رہبر کے ذریعہ حکومت عدل الٰہی کو قائم کریں جو خدا کی طرف سے ہو اور غیر الٰہی حکومتوں کو کسی قیمت پر تسلیم نہ کریں۔

(۴) "لوگ صالح نہیں ہوتے مگر امام کے بغیر اور زمین کی اصلاح نہیں ہوتی مگر اسی امام کی [illegible]"۔ ے ا

(۵) "لوگوں کے درمیان حکومت اور نہ حدود اور نہ جمعہ ان میں سے کسی کی اصلاح امامِ عادل کے بغیر نہیں ہو سکتی"۔

ے ا بحار ج ۹۷ ص [illegible] نقل [illegible] ص ۳۴۷

ے ا بحار ج ۳۳ ص ۲۲ عن الشرائع

ے ۲ بحار ج ۸۹ ص ۲۵۶

جمعہ امام عادلؑ کے ساتھ ہے، جمعہ حدود اور حکومت امام عادل کے بغیر اصلاح نہیں پاتے --- امام عادلؑ کون ہے ؟ ملاحظہ فرمائیں ---

الأنام ـ الأذن ١٣٩
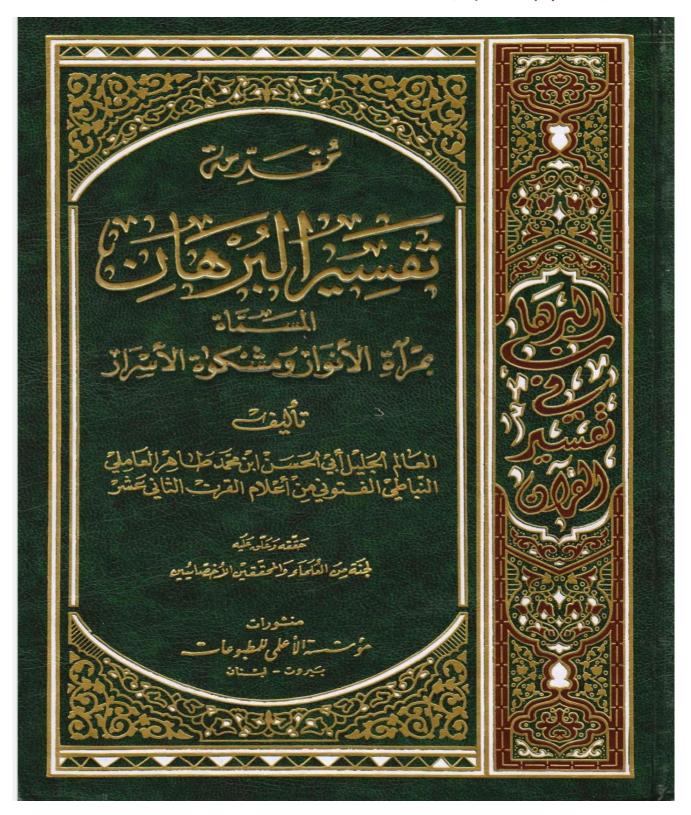
وفي خطبة اللؤلؤة عن أمير المؤمنين عليه السلام في وصف بني أمية وبني العباس قال عليه السلام فيها: إنهم أئمة الكفر وخلفاء الباطل. الخبر. وقد روى طلحة بن زيد عن الصادق عليه السلام أنه قال: الأئمة في كتاب الله إمامان إمام عدل وإمام جور. قال الله تعالى: ﴿وجعلنا منهم أئمة يهدون بأمرنا﴾ لا بأمر الناس، وقال: ﴿وجعلناهم أئمة يدعون إلى النار﴾ يقدمون أمرهم قبل أمر الله ويأخذون بأهوائهم خلافاً لما في كتاب الله.

وعن أبي بصير عليه السلام أنه قال: الدنيا لا تكون إلا وفيها إمامان بر وفاجر فالبر الذي قال الله: ﴿وجعلنا منهم أئمة يهدون بأمرنا﴾ وأما الفاجر فالذي قال الله: ﴿وجعلناهم أئمة يدعون إلى النار﴾. وعن علي عليه السلام أنه قال: الأئمة من قريش أبرارها أئمة وفجارها أئمة ثم تلى الآيتين. وفي صحيح الترمذي وصحيح أبي داود وغيرهما عن النبي صلى الله عليه وآله قال: «إنما أخاف على أمتي الأئمة المضلّين» وسيأتي في المستضعفين وفي الفجور وغيرهما ما يدل على أن المراد بالإمام الممدوح في القرآن علي وذريته الأئمة عليهم السلام، وبغيره أعدائهم كما ظهر آنفاً ومرّ في الأئمة تأويل الأمة بالأئمة بل قرىء في بعض المواضع الأمة بالأئمة كما يأتي في آية الأمّة الوسط وفي غيرها إن شاء الله تعالى.

ترجمہ،

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، کتاب اللہ میں دو قِسم کے اماموں کا ذکر ہے ایک قِسم امام عادل ہے، اور دوسری قِسم امام جور

1۔ امام عادل کے متعلق اللہ عزوجل فرمایا، وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا {سورہ انبیاء 73}

ہم نے انؑ کو امامؑ بنایا ہے وہ ہمارے امر سے ہدایت کرتے ہیں --- نہ کہ لوگوں کے حکم کے مطابق ہدایت کرتے ہیں

2۔ اور امام جور کے متعلق فرمایا، وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ {سورہ القصص 41}

اور ہم نے انہیں ایسے امام قرار دیا جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں، اور قیامت کے دن ان کی کسی قِسم کی کوئی مدد نہ کی جائے گی--- یہ (جہنم کے امام) لوگوں کے حکم کو اللہ کے امر سے مقدم جانتے ہیں، اور بندوں کے حکم کو اللہ کے حکم سے زیادہ جانتے ہیں، وہ اپنی ان خواہشوں پر عمل کرتے ہیں جو کتاب اللہ کے خلاف ہیں--- {تفسیر مرآۃ الانوار}

غور کیجیے! امام عادلؑ کو اللہ عزوجل نے امام بنایا ہے--- امام عادلؑ من جانب اللہ ہے---

کتاب مستطاب
الشافی
ترجمہ
اصول کافی
جلد سوئم
مفسر قرآن عالی جناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی
ناشر
ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

طَالِبِ ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم وَهٰذَا أَبُو الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ابْنَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم وَهٰذَا زَوْجُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم فَأَقْبَلَ الْيَهُودِيُّ عَلٰى عَلِيٍّ عليه السلام فَقَالَ: أَكَذَاكَ أَنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثٍ وَوَاحِدَةٍ، قَالَ: فَتَبَسَّمَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام مِنْ غَيْرِ تَبَسُّمٍ وَقَالَ: يَا هَارُونِيُّ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَقُولَ سَبْعاً؟ قَالَ: أَسْأَلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ فَإِنْ أَجَبْتَنِي سَأَلْتُ عَمَّا بَعْدَهُنَّ وَإِنْ لَمْ تَعْلَمْهُنَّ عَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ فِيكُمْ عَالِمٌ، قَالَ علی عليه السلام: فَإِنِّي أَسْأَلُكَ بِالْإِلٰهِ الَّذِي تَعْبُدُهُ لَئِنْ أَنَا أَجَبْتُكَ فِي كُلِّ مَا تُرِيدُ لَتَدَعَنَّ دِينَكَ وَلَتَدْخُلَنَّ فِي دِينِي؟ قَالَ: مَا جِئْتُ إِلَّا لِذَاكَ، قَالَ: فَسَلْ، قَالَ: أَخْبِرْنِي عَنْ أَوَّلِ قَطْرَةِ دَمٍ قَطَرَتْ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ أَيُّ قَطْرَةٍ هِيَ؟ وَأَوَّلِ عَيْنٍ فَاضَتْ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ، أَيُّ عَيْنٍ هِيَ؟ وَأَوَّلِ شَيْءٍ اهْتَزَّ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ أَيُّ شَيْءٍ هُوَ؟ فَأَجَابَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَقَالَ لَهُ: أَخْبِرْنِي عَنِ الثَّلَاثِ الْأُخَرِ، أَخْبِرْنِي عَنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم كَمْ لَهُ مِنْ إِمَامٍ عَدْلٍ وَفِي أَيِّ جَنَّةٍ يَكُونُ وَمَنْ سَاكِنُهُ مَعَهُ فِي جَنَّتِهِ؟ فَقَالَ: يَا هَارُونِيُّ، إِنَّ لِمُحَمَّدٍ اثْنَيْ عَشَرَ إِمَاماً عَدْلاً، لَا يَضُرُّهُمْ خِذْلَانُ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا يَسْتَوْحِشُونَ بِخِلَافِ مَنْ خَالَفَهُمْ وَإِنَّهُمْ فِي الدِّينِ أَرْسَبُ مِنَ الْجِبَالِ الرَّوَاسِي فِي الْأَرْضِ، وَمَسْكَنُ مُحَمَّدٍ فِي جَنَّتِهِ مَعَهُ أُولٰئِكَ الْاِثْنَا عَشَرَ الْإِمَامُ الْعَدْلُ، فَقَالَ: صَدَقْتَ وَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنِّي لَأَجِدُهَا فِي كُتُبِ أَبِي هَارُونَ، كَتَبَهُ بِيَدِهِ وَأَمْلَاهُ مُوسٰى عَمِّي عليه السلام، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْوَاحِدَةِ، أَخْبِرْنِي عَنْ وَصِيِّ مُحَمَّدٍ كَمْ يَعِيشُ مِنْ بَعْدِهِ؟ وَهَلْ يَمُوتُ أَوْ يُقْتَلُ؟ قَالَ: يَا هَارُونِيُّ يَعِيشُ بَعْدَهُ ثَلَاثِينَ سَنَةً، لَا يَزِيدُ يَوْماً وَلَا يَنْقُصُ يَوْماً، ثُمَّ يُضْرَبُ ضَرْبَةً هٰهُنَا. يَعْنِي عَلٰى قَرْنِهِ، فَتُخْضَبُ هٰذِهِ مِنْ هٰذَا قَالَ: فَصَاحَ الْهَارُونِيُّ وَقَطَعَ كُسْتِيجَهُ وَهُوَ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّكَ وَصِيُّهُ، يَنْبَغِي أَنْ تَفُوقَ وَلَا تُفَاقَ وَأَنْ تُعَظَّمَ وَلَا تُسْتَضْعَفَ، قَالَ: ثُمَّ مَضٰى بِهِ عَلِيٌّ عليه السلام إِلٰى مَنْزِلِهِ فَعَلَّمَهُ مَعَالِمَ الدِّينِ.

۵۔ ابو طفیل سے مروی ہے کہ میں وفاتِ ابوبکرؓ کے وقت موجود تھا اور اس وقت بھی جب عمر سے بیعت کی گئی۔ علی

ایک طرف بیٹھے تھے ایک نہایت خوبصورت یہودی لڑکا عمدہ لباس پہنے ہوئے آیا جو اولا د ہارون علیہ السلام سے تھا اس نے عمر سے کہا اے امیر المومنین اس امامت میں کیا آپ سب سے زیادہ جاننے والے کتاب خدا اور امر نبی کے ہیں یہ سن کر عمر نے سر جھکا لیا اس نے کہا میری مراد آپ ہی سے ہے اور اپنے قول کا پھر اعادہ کیا یہ سوال کس غرض سے ہے اس نے کہا میں اس لئے آپ کے پاس آیا ہوں کہ مجھے اپنے دین میں شک ہے انہوں نے کہا اس جوان کے پاس جاؤ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا علی ابن ابی طالب ابن عم رسول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور رسول خداؐ کے دونوں بیٹوں حسن و حسین کے باپ اور شوہر فاطمہ بنت رسول اللہؐ ہیں وہ حضرت علی کے پاس آیا اور کہا کیا آپ ایسے ہی ہیں فرمایا ہاں اس نے کہا میں آپ سے تین تین اور ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں حضرت غیر معمولی طور پر مسکرائے اور فرمایا اے ہارونی سات کیوں نہیں کہتا اس نے کہا میں پہلے آپ سے تین سوال کروں گا اگر جواب دے دیا تو بعد میں تین اور کروں گا ورنہ سمجھوں گا کہ تم میں کوئی عالم نہیں فرمایا میں تجھ سے یہ پوچھتا ہوں کہ جس کی تو عبادت کرتا ہے وہ کون ہے۔

اگر میں نے ہر سوال کا جواب دے دیا تو تجھے اپنا دین چھوڑ کر میرے دین میں داخل ہونا پڑے گا اس نے کہا میں تو آیا ہی اسی لئے ہوں فرمایا اب پوچھ کیا پوچھنا چاہتا ہے اس نے کہا سب سے پہلے روئے زمین پر جو قطرۂ خون بہایا گیا وہ کون تھا اور سب سے پہلے کون سا چشمہ روئے زمین پر بہا اور سب سے پہلے کون سی شے روئے زمین پر حرکت میں آئی حضرت نے ان سب کے جواب دیئے اس نے کہا اب بقیہ تین بتایئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کتنے امام عادل ہوں گے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس جنت میں ہوں گے اور ان کے ساتھ اس جنت میں کون ہوگا۔

فرمایا اے ہارونی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ عادل خلیفہ ہوں گے رسوا کرنے والوں کی رسوائیاں ان کو ضرر نہ پہنچائیں گی نہ وہ مخالفوں کی مخالفت سے متوحش ہوں گے وہ امور دین میں پہاڑوں سے زیادہ مستحکم ہوں گے مسکن محمدؐ جنت ہے ان کے ساتھ بارہ عادل امام ہوں گے اس نے کہا آپ نے سچ کہا۔ قسم اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے یہی مضمون اپنے باپ ہارون کی کتابوں میں دیکھا ہے جس کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اور میرے چچا موسیٰ نے لکھوایا ہے اب مجھے بقیہ ایک کو بتایئے۔ محمدؐ کے وصی کتنے دن زندہ رہیں گے فرمایا اے ہارونی وہ محمدؐ کے بعد ۳۰ سال زندہ رہیں گے فرمایا ایک دن کم نہ زیادہ ان کے سر پر ضربت لگے گی جس سے ان کا سر خون سے بھر جائے گا یہ سن کر وہ خوشی سے چیخ اٹھا اور اپنی کمر کا پٹکا کاٹ کر پھینک دیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے اور محمدؐ اس کے عبد اور رسول ہیں اور آپ ان کے وصی ہیں آپ کو سب پر فوقیت ہے اور آپ پر کسی کو فوقیت نہیں اور آپ صاحبِ عظمت ہیں اور ضعف کا اظہار کرنے والے نہیں۔ پھر حضرت اس کو اپنے گھر لے گئے اور احکام

الكافي
الشيخ
محمد بن يعقوب الكليني
أصول الكافي
الجزء الأول
الجزء الثاني
منشورات الفجر
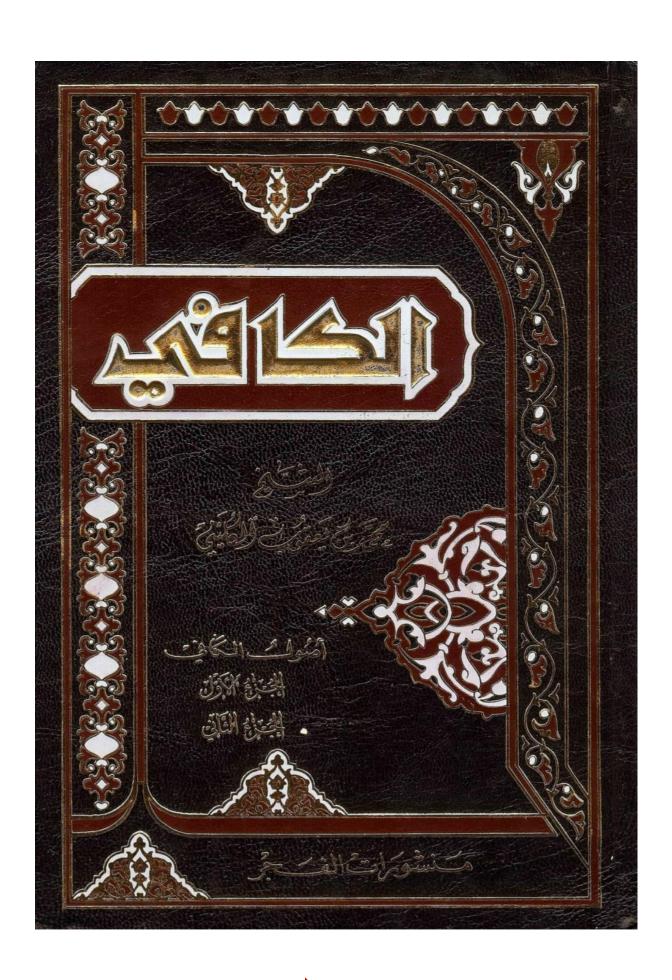
أنْفُسِهِمْ، وسَتُدْرِكُهُ يَا عَلِيُّ، ثُمَّ ابْنُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أنْفُسِهِمْ وسَتُدْرِكُهُ يَا حُسَيْنُ، ثُمَّ يُكَمِّلُهُ اثْنَيْ عَشَرَ إمَاماً تِسْعَةً مِنْ وُلْدِ الْحُسَيْنِ، قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ: واسْتَشْهَدْتُ الْحَسَنَ والْحُسَيْنَ، وعَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وعُمَرَ ابْنَ أُمِّ سَلَمَةَ، وأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَشَهِدُوا لِي عِنْدَ مُعَاوِيَةَ، قَالَ سُلَيْمٌ: وقَدْ سَمِعْتُ ذَلِكَ مِنْ سَلْمَانَ وأبِي ذَرٍّ والْمِقْدَادِ، وذَكَرُوا أنَّهُمْ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله.

٥ - عِدَّةٌ مِنْ أصْحَابِنَا، عَنْ أحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ حَنَانِ بْنِ السَّرَّاجِ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ سُلَيْمَانَ الْكِسَائِيِّ، عَنْ أبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: شَهِدْتُ جِنَازَةَ أبِي بَكْرٍ يَوْمَ مَاتَ، وشَهِدْتُ عُمَرَ حِينَ بُويِعَ، وعَلِيٌّ عليه السلام جَالِسٌ نَاحِيَةً، فَأقْبَلَ غُلامٌ يَهُودِيٌّ جَمِيلُ الْوَجْهِ بَهِيٌّ، عَلَيْهِ ثِيَابُ حِسَانٌ وهُوَ مِنْ وُلْدِ هَارُونَ حَتَّى قَامَ عَلَى رَأْسِ عُمَرَ فَقَالَ: يَا أمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ: أنْتَ أعْلَمُ هَذِهِ الأُمَّةِ بِكِتَابِهِمْ وأمْرِ نَبِيِّهِمْ؟ قَالَ: فَطَأْطَأَ عُمَرُ رَأْسَهُ، فَقَالَ: إيَّاكَ أعْنِي، وأعَادَ عَلَيْهِ الْقَوْلَ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: لِمَ ذَاكَ؟ قَالَ: إنِّي جِئْتُكَ مُرْتَاداً لِنَفْسِي، شَاكّاً فِي دِينِي، فَقَالَ: دُونَكَ هَذَا الشَّابَّ، قَالَ: ومَنْ هَذَا الشَّابُّ؟ قَالَ: هَذَا عَلِيُّ بْنُ أبِي طَالِبٍ ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله، وهَذَا أبُو الْحَسَنِ والْحُسَيْنِ ابْنَيْ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله، وهَذَا زَوْجُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله. فَأقْبَلَ الْيَهُودِيُّ عَلَى عَلِيٍّ عليه السلام فَقَالَ: أكَذَاكَ أنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: إنِّي أُرِيدُ أنْ أسْألَكَ عَنْ ثَلاثٍ وثَلاثٍ ووَاحِدَةٍ، قَالَ: فَتَبَسَّمَ أمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام مِنْ غَيْرِ تَبَسُّمٍ وقَالَ: يَا هَارُونِيُّ مَا مَنَعَكَ أنْ تَقُولَ سَبْعاً؟ قَالَ: أسْألُكَ عَنْ ثَلاثٍ فَإنْ أجَبْتَنِي سَألْتُ عَمَّا بَعْدَهُنَّ، وإنْ لَمْ تَعْلَمْهُنَّ عَلِمْتُ أنَّهُ لَيْسَ فِيكُمْ عَالِمٌ، قَالَ عَلِيٌّ عليه السلام: فَإنِّي أسْألُكَ بِالإلَهِ الَّذِي تَعْبُدُهُ، لَئِنْ أنَا أجَبْتُكَ فِي كُلِّ مَا تُرِيدُ لَتَدَعَنَّ دِينَكَ ولَتَدْخُلَنَّ فِي دِينِي؟ قَالَ: مَا جِئْتُ إلَّا لِذَاكَ، قَالَ: فَسَلْ. قَالَ: أخْبِرْنِي عَنْ أوَّلِ قَطْرَةِ دَمٍ قَطَرَتْ عَلَى وَجْهِ الأرْضِ أيُّ قَطْرَةٍ هِيَ؟ وأوَّلِ عَيْنٍ فَاضَتْ عَلَى وَجْهِ الأرْضِ، أيُّ عَيْنٍ هِيَ؟ وأوَّلِ شَيْءٍ اهْتَزَّ عَلَى وَجْهِ الأرْضِ أيُّ شَيْءٍ هُوَ؟ فَأجَابَهُ أمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَقَالَ لَهُ: أخْبِرْنِي عَنِ الثَّلاثِ الأُخَرِ، أخْبِرْنِي عَنْ مُحَمَّدٍ كَمْ لَهُ مِنْ إمَامِ عَدْلٍ؟ وفِي أيِّ جَنَّةٍ يَكُونُ؟ ومَنْ سَاكِنُهُ مَعَهُ فِي جَنَّتِهِ؟ فَقَالَ: يَا هَارُونِيُّ إنَّ لِمُحَمَّدٍ اثْنَيْ عَشَرَ إمَامَ عَدْلٍ، لا يَضُرُّهُمْ خِذْلانُ مَنْ خَذَلَهُمْ، ولا يَسْتَوْحِشُونَ بِخِلافِ مَنْ خَالَفَهُمْ، وإنَّهُمْ فِي الدِّينِ أرْسَبُ مِنَ الْجِبَالِ الرَّوَاسِي فِي الأرْضِ، ومَسْكَنُ مُحَمَّدٍ فِي جَنَّتِهِ مَعَهُ أُولَئِكَ الاثْنَيْ عَشَرَ الإمَامَ الْعَدْلَ، فَقَالَ: صَدَقْتَ واللهِ الَّذِي لا إلَهَ إلَّا هُوَ إنِّي لأجِدُهَا فِي كُتُبِ أبِي هَارُونَ، كَتَبَهُ بِيَدِهِ وأمْلاهُ مُوسَى عَمِّي عليه السلام، قَالَ: فَأخْبِرْنِي عَنِ الْوَاحِدَةِ، أخْبِرْنِي عَنْ وَصِيِّ مُحَمَّدٍ كَمْ يَعِيشُ مِنْ بَعْدِهِ؟ وهَلْ يَمُوتُ أوْ يُقْتَلُ؟ قَالَ: يَا هَارُونِيُّ يَعِيشُ بَعْدَهُ ثَلاثِينَ سَنَةً، لا يَزِيدُ يَوْماً ولا يَنْقُصُ يَوْماً، ثُمَّ يُضْرَبُ ضَرْبَةً هَاهُنَا - يَعْنِي عَلَى قَرْنِهِ - فَتُخْضَبُ هَذِهِ مِنْ هَذَا. قَالَ: فَصَاحَ الْهَارُونِيُّ وقَطَعَ كُسْتِيجَهُ وهُوَ يَقُولُ: أشْهَدُ أنْ لا إلَهَ إلَّا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، وأشْهَدُ أنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ ورَسُولُهُ، وأنَّكَ وَصِيُّهُ، يَنْبَغِي أنْ تَفُوقَ ولا تُفَاقَ وأنْ تُعَظَّمَ ولا تُسْتَضْعَفَ، قَالَ: ثُمَّ مَضَى بِهِ عَلِيٌّ عليه السلام إلَى مَنْزِلِهِ فَعَلَّمَهُ مَعَالِمَ الدِّينِ.

تاویل الآیات
الظاہرۃ فی فضائل العترۃ الطاہرۃ
جلد اوّل و جلد دوئم
تالیف
سید حسین شرف الدین الحسینی
مترجم
غلام مرتضیٰ علوی (ایم اے عربی)
ناشر
ترابی پبلیکیشنز کراچی
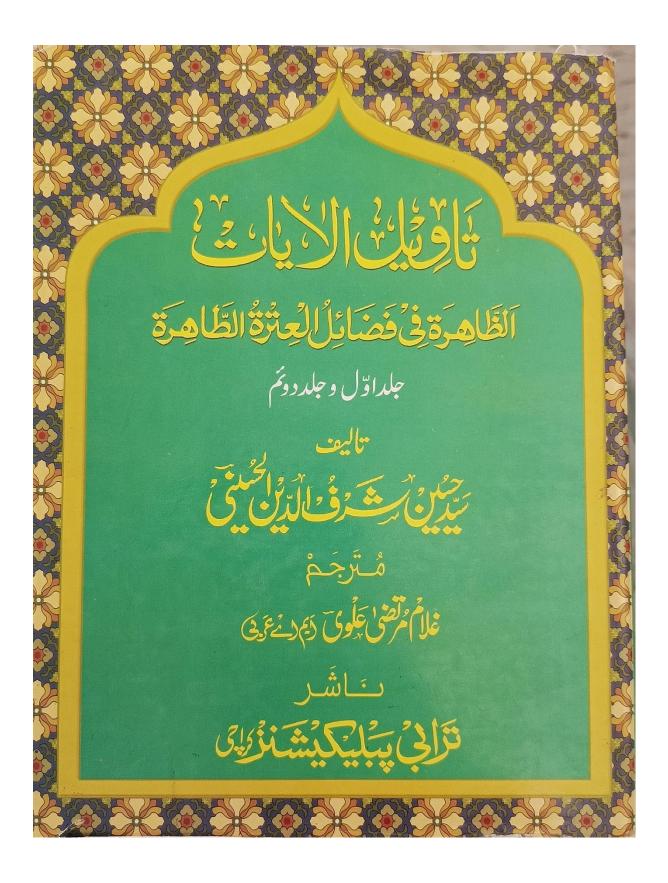
الشیخ ابو جعفر محمد بن بابویہ نے اپنے والد سے اسناد کے ساتھ مرفوعاً ابو بصیر سے اور محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ امام ابو عبداللہؑ نے فرمایا مجھ سے میرے والد گرامیؑ نے انہوں نے اپنے داداؑ سے انہوں نے اپنے آباءؑ سے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے اپنے اصحاب کو ایک دن میں چودہ سو علم کے باب سکھائے ان میں سے ایک یہ ہے کہ حماقت سے بچو حماقت یہ ہے کہ وہ انبیاء کو قتل کرنے سے نہیں ڈرتے تھے اور ان میں ہمارے دشمن ہیں اللہ نے زمین میں سے ہم کو اختیار کیا ہے اور ہمارے لیے ہمارے شیعہ چنے ہیں کہ جو ہماری مدد کریں ہماری خوشی میں خوش ہوں اور ہمارے غم میں غمگین ہوں اور اپنے مال اور جان ہمارے لیے خرچ کریں ہمارا گناہگار شیعہ اس وقت تک نہیں مرتا کہ اس کی آزمائش کے ذریعے اس کے گناہ اس کی موت سے قبل مٹا دیئے جاتے ہیں اور ہمارا امر نے والا شیعہ صدیق و شہید ہوتا ہے کہ جس نے ہمارے امر کی تصدیق کی اور ہمارے لیے ہی محبت کی اور ہمارے لیے ہی بغض رکھا وہ اس سے اللہ کی رضا چاہتا تھا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا تھا تو اللہ نے اس کے لیے اپنی کتاب میں فرمایا (جو لوگ اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لائے وہی صدیق اور شہید ہیں ان کے رب کے ہاں ان کے لیے اجر اور نور ہے۔۔۔)

اللہ کا قول (اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ وہ تم کو اپنی رحمت کے دو حصے دے گا اور تمہارے لیے نور بنا دے گا کہ جس کے ذریعے تم چلو گے اور تمہیں بخش دے گا بے شک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے)

تاویل۔ محمد بن العباس نے کہا کہ ہم سے علی بن عبداللہ نے انہوں نے ابراہیم بن محمد الثقفی سے انہوں نے اسماعیل بن بشار سے انہوں نے علی بن صقر سے انہوں نے جابر بن یزید الجعفی سے روایت کی ہے کہ میں نے امام ابو جعفرؑ سے سوال کیا اللہ کے اس قول کے بارے میں (وہ تم کو اپنی رحمت کے دو حصے دے گا) فرمایا حسنؑ اور حسینؑ میں نے کہا (اور تمہارے لیے نور بنا دے گا جس کے ذریعے تم چلو گے) فرمایا تمہارے لیے امام بنا دے گا جس کے ذریعے تم امن میں رہو گے۔

اسی طرح عبدالعزیز بن یحییٰ نے انہوں نے محمد بن زکریا سے انہوں نے احمد بن عیسیٰ سے انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے چچا حسین بن زید نے کہا کہ مجھ سے شعیب بن واقد نے کہا کہ میں نے حسین بن زید کو فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے جعفرؑ بن محمدؑ سے انہوں نے اپنے والد گرامیؑ سے انہوں نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے نبیؐ سے روایت کی ہے کہ اللہ کا قول (وہ تم کو رحمت کے دو حصے

[illegible]

ہم سے علی بن عبداللہ نے انہوں نے ابراہیم بن محمد سے انہوں نے ابراہیم بن میمون سے انہوں نے ابن ابی شیبہ سے انہوں نے جابر الجعفی سے انہوں نے امام ابو جعفرؑ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں روایت کی ہے (تم کو رحمت کے دو حصے دے گا) فرمایا حسنؑ اور حسینؑ (اور تمہارے لیے نور بنا دے گا جس کے ذریعے تم چلو گے) فرمایا امام عدال علیؑ ابن ابی طالبؑ۔

[illegible] عبدالعزیز بن یحییٰ نے انہوں نے [illegible] سے انہوں نے [illegible] بن [illegible] المروزی سے انہوں نے الاحول بن حواب سے انہوں

تأويل الآيات الظاهرة
في فضائل العترة الطاهرة
الجزء الأول
تأليف
الفقيه المفسر والعلامة المتبحر
السيد شرف الدين علي الحسيني
الأسترآبادي النجفي
من مفاخر أعلام القرن العاشر
تحقيق
مؤسسة الإمام المهدي
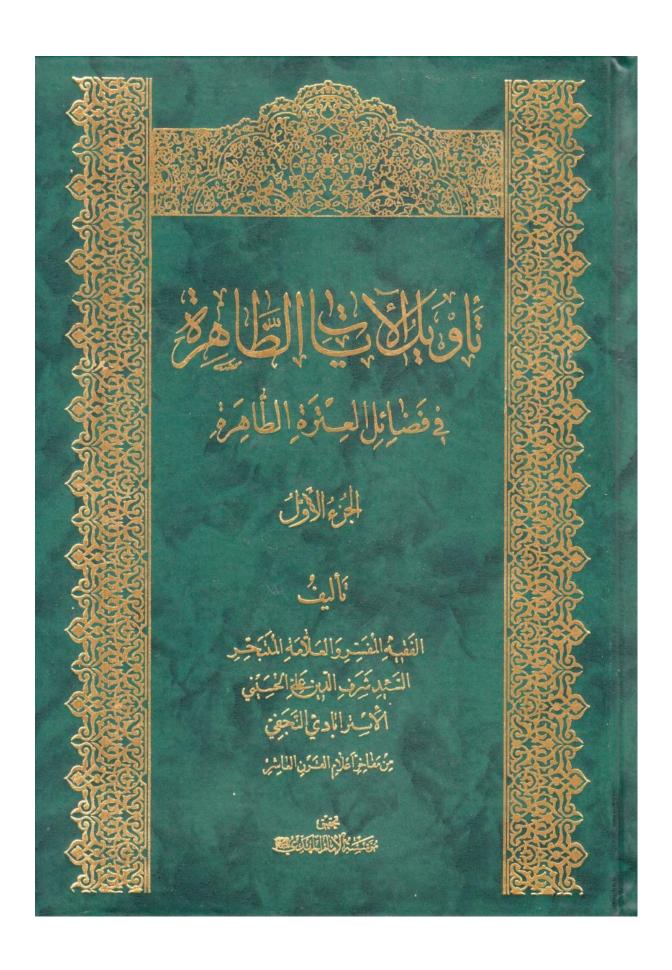
الجعفي، قال: سألت أبا جعفر عليه السلام عن قول الله عزّ وجلّ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ آمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ﴾؟ قال: الحسن والحسين عليهما السلام.

قلت: ﴿وَ يَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ﴾ قال: يجعل لكم إماماً تأتمّون به.[١]

٢٨ـوقال أيضاً: حدّثنا عبدالعزيز بن يحيى، عن محمّد بن زكريّا، عن أحمد بن عيسى بن زيد[٢]، قال: حدّثني عمّي الحسين بن زيد، قال: (و)[٣] حدّثني شعيب بن واقد، قال: سمعت الحسين بن زيد يحدّث، عن جعفر بن محمّد، عن أبيه عليهما السلام، عن جابر بن عبدالله رضي الله عنه، عن النبيّ صلّى الله عليه وآله، في قوله تعالى:

﴿يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ﴾ قال: الحسن والحسين عليهما السلام.

﴿وَ يَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ﴾ قال: عليّ عليه السلام.[٤]

٢٩ـوقال أيضاً: حدّثنا عليّ بن عبدالله، عن إبراهيم بن محمّد، عن إبراهيم بن ميمون[٥]، عن ابن أبي شيبة[٦]، عن جابر الجعفي، عن أبي جعفر عليه السلام، في قوله عزّ وجلّ:

---

١ ـ عنه البحار: ٣١٩/٢٣ ح٣١، والبرهان: ٣٠٦/٥ ح٣، وفي البحار: ٥٤/٦٧ مرسلاً عن الصادق عليه السلام، تفسير القمّي: ٣٣٢/٢، الكافي: ٤٣٠/١ ح٨٦، بإسناده عن سماعة بن مهران، عن أبي عبدالله عليه السلام (مثله).

٢ ـ ذكره الذهبي في سير أعلام النبلاء: ٧٢/١٢ رقم ١٨، وميزان الإعتدال: ١٢٧/١ رقم ٥١٢، وجاء في الشواهد محمّد بن زكريّا، عن محمّد بن عيسى، عن شعيب، عن الحسين. وهو المذكور في معجم رواة الحديث وثقاته: ٣٠٦/١.

٣ ـ في النسخ: قال: حدّثني شعيب بن واقد، وما أثبتناه كما جاء في طريق الصدوق إلى شعيب بن واقد في معجم رجال الحديث: ٣٤/٩ حيث روى محمّد بن زكريّا عنه، فيكون معطوفاً على أحمد بن عيسى، وقد روى الحسين بن زيد عن جعفر بن محمّد عليهما السلام، فتدبّر، والله العالم. وروى عنه شعيب بن واقد كما في المعجم: ٢٣٩/٥.

٤ ـ عنه البحار: ٣١٩/٢٣ ح٣٢، والبرهان: ٣٠٧/٥ ح٥، وأخرجه في البحار: ٣١٧/٢٣ ح٢٦، وج٤٣ ٣٠٧/٤٣ ح٧٠، عن تفسير فرات: ٤٦٨ ح٢ معنعناً، عن ابن عبّاس، شواهد التنزيل: ٢٢٨/٢ ح٩٤٤.

٥ ـ غير معروف، واحتمل في تعليقات الغارات أنّه قد سقطت الواسطة وأنّ بينه وبين إبراهيم بن محمّد إبراهيم بن محمّد بن ميمون، وذكر في ميزان الإعتدال رواية محمّد بن عثمان بن أبي شيبة عنه، والله العالم.

٦ ـ غير معروف، وجاء في شواهد التنزيل إبراهيم بن محمّد بن أبي شعيب عن جابر.

﴿يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ ـقال: الحسن والحسين عليهما السلام ـوَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ﴾، قال: إمام عدل تأتمّون به، وهو عليّ بن أبي طالب عليه السلام.[١]

٣٠ـوقال: حدّثنا عبدالعزيز بن يحيى، عن المغيرة بن محمّد، عن حسين بن حسن المروزي[٢]، عن الأحوص بن جوّاب[٣]، عن عمّار بن رزيق[٤]، عن ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان[٥]، عن كعب بن عياض[٦]، قال:

طعنت على عليّ عليه السلام بين يدي رسول الله صلى الله عليه وآله، فوكزني في صدري، ثمّ قال:

يا كعب، إنّ لعليّ نورين: نور في السماء ونور في الأرض، فمن تمسّك بنوره أدخله الله الجنّة، ومن أخطأه أدخله الله النار، فبشّر الناس عنّي بذلك.[٧]

٣١ـوروي في معنى نوره عليه السلام: ما روي مرفوعاً، عن أنس بن مالك، قال:

قال رسول الله صلى الله عليه وآله: خلق الله من نور وجه عليّ بن أبي طالب عليه السلام سبعين ألف ملك، يستغفرون له ولمحبّيه إلى يوم القيامة.[٨]

١ـعنه البحار: ٣١٩/٢٣ح٣٣، والبرهان: ٣٠٧/٥ح٤، شواهد التنزيل: ٢٢٨/٢ح٩٤٥.

ترجمہ، ا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِه يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِه وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِه {الحديد 28}

اے ایمان والو اللہ کا تقوی اختیار کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اللہ تم پر اپنی رحمت دوگنا کر دے گا اور تمہارے لیے ایسا نور بنا دے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے ---امام محمد باقرؑ نے اِس آیت کی تفسیر میں فرمایا، اللہ تم پر اپنی رحمت کو دو گنا کر دے گا، سے مراد حسنؑ اور حسینؑ ہیں، اور ایسا نور جس کی روشنی میں چلنا ہے سے مراد امام عادلؑ ہے جس کی اتباع کرنی ہے وہ علیؑ ابن ابی طالب ہیں---

البرهان
في تفسير القرآن
تأليف
العلامة المحدث السيد هاشم البحراني
حققه وعلق عليه
لجنة من العلماء والمحققين الأخصائيين
الجزء الأول
منشورات
مؤسسة الأعلى للمطبوعات
بيروت - لبنان
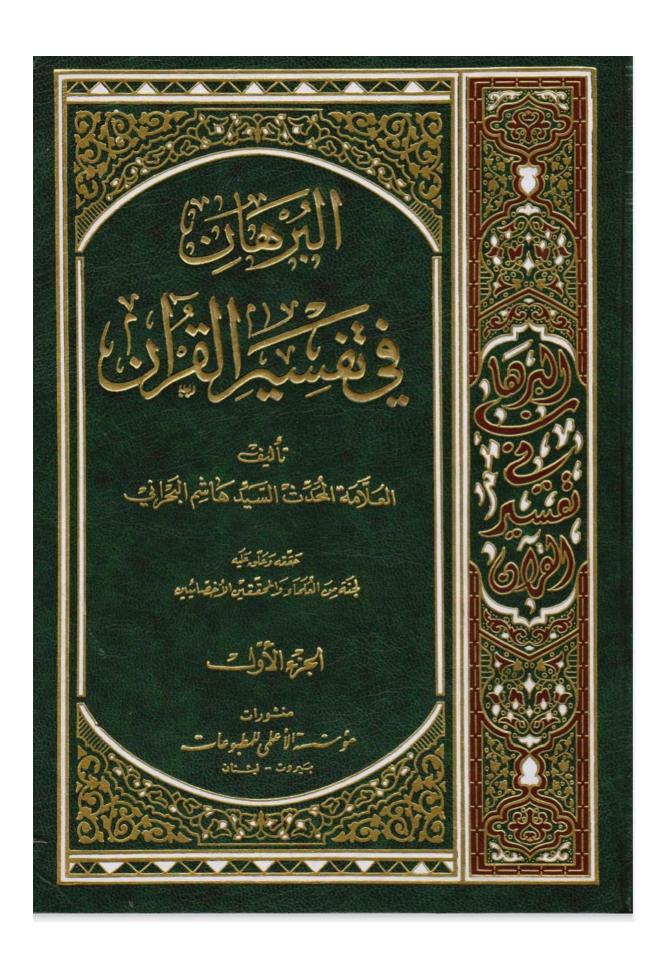
الأمانة ولا الوفاء ولا الصدق، قال: فاستوى أبو عبد الله عليه السلام جالساً فأقبل عليَّ كالغضبان ثم قال: لا دين لمن دان الله بولاية إمام جائر ليس من الله، ولا عتب على من دان بولاية إمام عادل من الله، قلت: لا دين لأولئك ولا عتب على هؤلاء؟ قال: نعم لا دين لأولئك ولا عتب على هؤلاء، ثم قال: ألا تسمع لقول الله عز وجل: ﴿اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ ءَامَنُواْ يُخْرِجُهُم مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ﴾، يعني من ظلمات الذنوب إلى نور التوبة والمغفرة بولايتهم كل إمام عادل من الله، وقال: ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُواْ أَوْلِيَآؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ﴾، إنما عنى بهذا أنهم كانوا على نور الإسلام، فلما تولوا كل إمام جائر ليس من الله عزّ وجلّ خرجوا بولايتهم إياه من نور الإسلام إلى ظلمات الكفر، فأوجب الله لهم النار مع الكفار، فأولئك أصحاب النار هم فيها خالدون[1].

٢ ـ **وعنه**، عن علي بن إبراهيم، عن أبيه، ومحمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، جميعاً عن ابن محبوب، عن عبد الله بن سنان، عن أبي عبد الله عليه السلام، في قول الله عز وجل: ﴿فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ﴾، قال: هي الإيمان بالله وحده لا شريك له[2].

٣ ـ **وعنه**، عن حميد بن زياد، عن الحسن بن محمد بن سماعة، عن غير واحد، عن أبان، عن محمد بن مسلم، عن أحدهما عليهما السلام، في قول الله عز وجل: ﴿فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ﴾، قال: هي الإيمان[3].

٤ ـ **ابن بابويه**، قال: حدثنا محمد بن علي ماجيلويه، قال: حدثني عمي محمد بن أبي القاسم، عن أحمد بن أبي عبد الله البرقي، عن أبيه، عن خلف بن حماد الأسدي، عن أبي الحسن العبدي، عن الأعمش، عن عباية بن ربعي، عن عبد الله بن العباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: من أحب أن يستمسك بالعروة الوثقى التي لا انفصام لها فليستمسك بولاية أخي ووصيي علي بن أبي طالب عليه السلام، فإنه لا يهلك من أحبه وتولاه ولا ينجو من أبغضه وعاداه[4].

٥ ـ **وعنه بإسناده**، عن حذيفة بن أسيد، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: يا حذيفة

---

(١) الكافي: ج١ ص٣٠٧ ح٣.
(٢) الكافي: ج٢ ص١٢ ح١.
(٣) الكافي: ج٢ ص١٢ ح٣.
(٤) معاني الأخبار: ص٣٦٨ ح١.

ترجمہ،

امام جعفر الصادقؑ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ مولاؑ جو لوگ آپؑ سے محبت نہیں کرتے اور فلاں فلاں کی ولایت پر ایمان رکھتے ہیں میں انُہیں زیادہ وفادار اور امین پاتا ہوں بنسبت آپؑ پر ایمان رکھنے والوں کے ---

امام جعفر الصادقؑ نے غضب ناک ہو کر فرمایا، جو بندہ کسی ظالم اور جائر امام کی امامت کا قائل ہو جو اللہ کی طرف سے نہ ہو تو اس کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور اس کے لیے اللہ کے ذمے کوئی اجر و ثواب نہیں ہوگا ---

اور جو شخص امام عادلؑ کی ولایت پر قائم ہو جو اللہ عزوجل کی طرف سے امامؑ ہے تو اُس پر کوئی عتاب و گناہ نہیں ہوگا ---

راوی نے عرض کیا، اُن کا کوئی دین نہیں ہوگا اور ان پر کوئی عتاب و گناہ نہیں ہوگا ---؟

امامؑ نے فرمایا، کیا تو نے اللہ عزوجل کو یہ فرمان نہیں سنا -- اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ {البقرہ 357}

یعنی اللہ اِن کو گناہوں کی تاریکی سے نکال کر مغفرت کے نور کی طرف لے جاتا ہے اور یہ اس امام عادلؑ کی ولایت پر قائم ہونے کی وجہ سے ہے جو اللہ تعالی کی طرف سے معین ہوتا ہے --- الخ --- {اصول الکافی ، تفسیر البرہان}

امام عادلؑ پر دلائل دینے کو بے شمار ہیں، اور یہاں بات سمجھنے کے لئے اتنا کافی ہے ---اب ہم پر یہ بات روشن دن سے زیادہ واضح ہو چکی ہے کہ امام عادلؑ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، اوپر گزر چکا ہے کہ ہارونی نے امیر المومنینؑ سے امام عادلؑ کے متعلق سوال کیا تو امیر المومنینؑ نے فرمایا، رسولؐ اللہ کے بعد 12 امام عادلؑ ہوں گے--- اور نماز جمعہ کے واجب ہونے کی ایک شرط امام عادلؑ یعنی امام معصومؑ یعنی قائمؑ آل محمؐ کا ظاہری طور پر موجود ہونا لازمی ہے اگر امام معصومؑ موجود نہیں تو جمعہ واجب نہیں نہ جمعہ کے لئے اکٹھا ہونا واجب ہے--- حکومت حدود اور جمعہ امام عادلؑ کے بغیر اصلاح نہیں پا سکتے لہذا امام عادلؑ کا ہونا لازمی شرط ہے----- نماز جمعہ ادا کروانا امام عادلؑ کا حق ہے آئیے آپ کو ایک اور امر امر کی طرف متوجہ کریں ---

صحیفۂ کاملہ
صحیفۂ سجادیہ
ترجمہ و حواشی
حجۃ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ مدظلہ
عمران کمپنی
خالد ایجوکیشنل سنٹر 40- اُردو بازار لاہور

مُقِرًّا بِالْجُرْمِ وَالْإِسَاءَةِ إِلَى نَفْسِي
أَتَيْتُكَ أَرْجُوا عَظِيمَ عَفْوِكَ الَّذِي
عَفَوْتَ بِهِ عَنِ الْخَاطِئِينَ ثُمَّ
لَمْ يَمْنَعْكَ طُولُ عُكُوفِهِمْ عَلَى
عَظِيمِ الْجُرْمِ أَنْ عُدْتَ عَلَيْهِمْ
بِالرَّحْمَةِ وَالْمَغْفِرَةِ فَيَا مَنْ
رَحْمَتُهُ وَاسِعَةٌ وَعَفْوُهُ عَظِيمٌ
يَا عَظِيمُ يَا عَظِيمُ يَا كَرِيمُ يَا كَرِيمُ
صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَعُدْ
عَلَيَّ بِرَحْمَتِكَ وَتَعَطَّفْ عَلَيَّ
[illegible]
اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا الْمَقَامَ لِخُلَفَائِكَ
وَأَصْفِيَائِكَ وَمَوَاضِعَ أُمَنَائِكَ
فِي الدَّرَجَةِ الرَّفِيعَةِ الَّتِي اخْتَصَصْتَهُمْ
بِهَا قَدِ ابْتَزُّوهَا وَأَنْتَ الْمُقَدِّرُ
لِذٰلِكَ لَا يُغَالَبُ أَمْرُكَ وَلَا يُجَاوَزُ
الْمَحْتُومُ مِنْ تَدْبِيرِكَ كَيْفَ شِئْتَ
وَأَنَّى شِئْتَ وَلِمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ غَيْرُ
مُتَّهَمٍ عَلَى خَلْقِكَ وَلَا لِإِرَادَتِكَ
حَتَّى عَادَ صِفْوَتُكَ وَخُلَفَاؤُكَ
مَغْلُوبِينَ مَقْهُورِينَ مُبْتَزِّينَ
يَرَوْنَ حُكْمَكَ مُبَدَّلًا وَكِتَابَكَ
مَنْبُوذًا وَفَرَائِضَكَ مُحَرَّفَةً
عَنْ جِهَاتِ أَشْرَاعِكَ وَسُنَنَ
نَبِيِّكَ مَتْرُوكَةً اَللّٰهُمَّ الْعَنْ
أَعْدَاءَهُمْ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَ
الْآخِرِينَ وَمَنْ رَضِيَ بِفِعَالِهِمْ وَ

نہیں ہُوا۔ میں تو اپنے گناہ اور اپنے حق میں برائی کا اقرار
کرتے ہوئے تیرے پاس حاضر ہُوا ہوں۔ درآنحالیکہ میں
تیرے اس عفوِ عظیم کا اُمیدوار ہوں جس کے ذریعہ تو
نے خطا کاروں کو بخش دیا۔ پھر یہ کہ اُن کا بڑے
بڑے گناہوں پر عرصہ تک جمے رہنا تجھے اُن پر
مغفرت ورحمت کی احسان فرمائی سے مانع نہ ہُوا
۔ اے وُہ جس کی رحمت وسیع اور عفوو بخشش عظیم ہے
اے بزرگ! اے عظیم!! اے بخشندہ! اے کریم!!
محمدؐ اور ان کی آلؑ پر رحمت نازل فرما اور اپنی رحمت
سے مجھ پر احسان اور اپنے فضل و کرم کے ذریعہ مجھ
[illegible]
وسیع کر۔ بارالٰہا! یہ مقام (خطبہ و امامتِ نمازِ جمعہ)
تیرے جانشینوں اور برگزیدہ بندوں کے لئے تھا
اور تیرے امانتداروں کا محل تھا درآنحالیکہ تو نے
اس بلند منصب کے ساتھ انہیں مخصوص کیا تھا۔
(غصب کرنے والوں نے) اسے چھین لیا۔ اور تو
ہی روزِ ازل سے اس چیز کا مقدر کرنے والا ہے۔
نہ تیرا امر و فرمان مغلوب ہو سکتا ہے اور نہ تیری قطعی
تدبیر (قضا و قدر) سے جس طرح تو نے چاہا ہو اور جس
وقت چاہا ہو تجاوز ممکن ہے۔ اس مصلحت کی وجہ سے
جسے تو ہی بہتر جانتا ہے۔ بہرحال تیری تقدیر اور
تیرے ارادہ و مشیئت کی نسبت تجھ پر الزام عائد نہیں
ہو سکتا۔ یہاں تک کہ (اس غصب کے نتیجہ میں)
تیرے برگزیدہ اور جانشین مغلوب و مقہور ہو گئے،
اور اُن کا حق اُن کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ وُہ دیکھ
رہے ہیں کہ تیرے احکام بدل دیئے گئے۔ تیری کتاب
پسِ پشت ڈال دی گئی۔ تیرے فرائض و واجبات تیرے

وَاَشْيَاعَهُمْ وَاَتْبَاعَهُمْ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ كَصَلَوٰتِكَ وَبَرَكَاتِكَ
وَتَحِيَّاتِكَ عَلٰى اَصْفِيَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ
وَاٰلِ اِبْرٰهِيْمَ وَعَجِّلِ الْفَرَجَ وَالرَّوْحَ
وَالنُّصْرَةَ وَالتَّمْكِيْنَ وَالتَّاْيِيْدَ

واضح مقاصد سے ہٹا دیئے گئے اور تیرے نبیؐ کے
طور وطریقے متروک ہوگئے۔ بارِ الٰہا! تو ان برگزیدہ
بندوں کے اگلے اور پچھلے دشمنوں پر اور اُن پر جو ان
دشمنوں کے عمل و کردار پر راضی و خوشنود ہوں اور
جو ان کے تابع اور پیروکار ہوں لعنت فرما۔ اے اللہ!
محمدؐ اور ان کی آلؑ پر ایسی رحمت نازل فرما، بے شک

یہاں غور کیجیے ! امام سجادؑ جمعہ و عیدین کے منصب کی بات کر رہے ہیں، فرماتے ہیں، اے اللہ یہ منصب، کون سا منصب ؟ **خطبہ جمعہ اور امامت جمعہ کا منصب** --- تیرے (اللہ کے) **خلفاء اور اصفیا کے لئے تھا** ---

امام سجادؑ نے یہ مقام یہ حق دو ہستیوں کے لیے تقسیم فرمایا ہے --- پہلا حق اللہ کے خلیفوں کے لئے ہے ، اور اللہ کے خلفاء امام عادلؑ ہیں یعنی رسولؐ اللہ سے امام العصرؑ قائمؑ آل محمدؐ تک ہیں --- خطبہ جمعہ اور امامت جمعہ کا پہلا حق امام معصومؑ کا ہے اسی لئے امامؑ معصومؑ کے بغیر جمعہ اور حکومت درست نہیں اصلاح نہیں پا سکتیں ، اسی لئے امام معصومؑ کی غیر موجودگی میں نہ جمعہ واجب ہے اور نہ جمعہ کے لئے اجتماع کرنا واجب ہے

اور امام سجادؑ نے یہ حق ایک اور ہستی کو عطا کیا ہے اور اسے اصفیا اور امین کہہ کر پکارا ہے اصفیا صفی کی جمع ہے صفی یعنی خالص اور منتخب ، یعنی وہ ہستی جسے جمعہ کے لئے امام معصومؑ منتخب کرے --- اگر امام معصومؑ موجود نہیں تو اب خطبہ جمعہ اور امامت جمعہ پر اُس ہستی کا حق ہے جسے امام معصومؑ نے مامور کیا ہو منتخب کیا ہے اور بس --- **ان دو ہستیوں یعنی امامؑ عادلؑ یا امام عادلؑ کا منتخب شدہ ہی جمعہ واجب ادا کروا سکتا ہے** ---

اس کے علاوہ کوئی ذی روح یہ عمل نہیں کر سکتا---

اگر کوئی امام معصومؑ کی اجازت کے بغیر یہ عمل (یعنی نماز جمعہ اور خطبہ جمعہ) کرنا چاہے تو سنیے امامؑ کیا فرماتے ہیں ---

اے اللہ! تو نے اس بلند منصب کے ساتھ انہیں (امام معصومؑ اور امام معصومؑ کا منتخب شدہ کو) مخصوص کیا تھا ان سے چھین لیا گیا-- (یعنی یہ حق صرف امام معصومؑ اور اسؑ کے منتخب کی گئی ہستی کا تھا اُن سے چھین لیا گیا یعنی جو نماز جمعہ اور خطبہ جمعہ کا حق نہیں رکھتے وہ یہ عمل کر رہے ہیں) --- **پھر امامؑ فرماتے ہیں، اُنؑ ہستیوں سے جنہیں اے اللہ تو نے اس منصب سے مخصوص کیا تھا چھین لیا گیا اس غصب کے نتیجہ میں تیرے خلفاء (یعنی آئمہ معصومینؑ) اور تیرے اصفیا (یعنی امام عادلؑ کے منتخب) مغلوب ہو گئے اور اُن کا حق اُن کے ہاتھ سے جاتا رہا** ۔ (جب یہ حق چھین لیا گیا تو کیا ہوا) **امامؑ فرماتے ہیں، تیرے (اللہ کے) احکام بدل دیئے گے، تیری کتاب پسِ پُشت ڈال دی گئی، تیرے واجبات اور تیرے فرائض واضح مقاصد سے ہٹا دیئے گے اور تیرے نبیؐ کے طور طریقے کو ترک کر دیا گیا---**

امامؑ کے اس کلام پر توجہ کی ضرورت ہے--- یہ حق صرف امامؑ اور اسؑ کے منتخب کیئے گے کا تھا جب ان دو ہستیوں کے علاوہ کسی نے یہ عمل کرنا شروع کیا تو تیرے احکام بدل گئے --- یعنی اللہ عزوجل نے تو جمعہ کی شرط یہی رکھی ہے کہ امام عادلؑ یا امام عادلؑ کا منتخب موجود ہو تو جمعہ ہوگا (جمعہ کی تمام شرائط آپ دیکھ چکے ہیں) اللہ نے تو یہ طریقہ اپنانے کا حکم دیا اور لوگو نے کیا کیا؟ جب ان دونوں ہستیوں یعنی جب امامؑ عادلؑ اور امامؑ کے منتخب کو نہ پایا تو خود اس منصب پر جا بیٹھے اس عمل سے کیا ہوا؟ اللہ کے احکام بدل گئے یعنی اللہ نے ایسا کرنے کی اجازت ہی نہیں دی تھی کہ اگر امام معصومؑ یا انؑ کا منتخب شدہ شخص نہ پاؤ تو خود ہی اس منصب پر قابض ہو جانا اگر ایسا اللہ چاہتا تھا کہ کوئی بھی اس منصب پر جا بیٹھے تو اللہ عزوجل نے جو جمعہ کو شرائط کے حصار میں بند کیا تھا بے فائدہ ہو جائے گا تمام شرائط بے کار ہو جائیں گئیں، یہ شرائط اُس وقت صحیح معانی میں ہوں گئیں جب ان میں سے کوئی ایک ہستی موجود ہو جس کا حق ہے ۔

ہم اب آپ کے سامنے اس دعا کی شرح پیش کرتے ہیں جو ہمارے اس بیان کی تائید کریں گئیں ---

ملاحظہ فرمائیں مفتی جعفر حسین کی شرح ---!

کی آواز نے اسمٰعیلؑ کو بچالیا اور اُن کے بجائے دُنبہ ذبح ہوگیا۔ اور اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ بن کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ عیدِ اضحیٰ اسی واقعہ کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے ہے۔ چنانچہ اس دن گائے، بکری، دُنبہ وغیرہ کی قربانی دے کر اس قربانی کی یاد کو قائم کیا جاتا ہے۔

امام علیہ السلام نے اس دُعاء میں چند امُور واضح طور سے بیان فرمائے ہیں:۔

(۱) نمازِ جمعہ اور نماز عیدین کی امامت ائمہ اہل بیتؑ سے مخصوص ہے اور ان کی موجودگی میں کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وُہ وظائفِ امامت سرانجام دے۔ چنانچہ عبداللہ ابن دینار نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

یا عبداللہ ما من عید للمسلمین اضحی ولا فطر الا یجدد لآلِ محمدؐ فیہ حزن قلت ولِمَ ذٰلک؟ قال لانھم یرون حقھم فی ید غیرھم۔

اے عبداللہ! مسلمانوں کی عیدِ اضحیٰ ہو یا عیدِ فطر اس میں آلِ محمدؐ کا غم و حزن تازہ ہوجاتا ہے۔ (عبداللہ کہتے ہیں کہ) مَیں نے عرض کیا کہ یہ کس لئے؟ فرمایا اس لئے کہ وُہ اپنے حق کو اغیار کے ہاتھوں میں دیکھتے ہیں"۔

اسی طرح نمازِ جمعہ کی امامت کا حق بھی امام یا اُس شخص کے علاوہ جسے امام مأمور فرمائے کسی دُوسرے کو نہیں پہنچتا البتہ زمانۂ غیبت میں جبکہ امام تک دسترس نہیں ہے۔ نمازِ جمعہ واجب تخییری ہے۔ یعنی چاہے نمازِ جمعہ پڑھے چاہے نمازِ ظہر لیکن نمازِ جمعہ افضل ہے اور نمازِ عید مستحب ہے۔ خواہ جماعت سے ہو یا فرادی۔ اس لئے کہ نمازِ عید کے ساتھ کوئی اور فرد نہیں ہے کہ واجب تخییری صورت پذیر ہوسکے بخلاف نمازِ جمعہ کے کہ اس کے ساتھ دُوسری فردِ ظہر موجود ہے۔ مقصد یہ ہے کہ نماز جمعہ اور نماز عیدین کے شرائط وجوب میں سے ایک شرط حضورِ امام بھی ہے۔ اور درصورتیکہ یہ شرط نہ پائی جائے تو وجوب باقی نہ رہے گا۔ اس لئے علماء نماز عیدین کے استحباب کے قائل ہیں لیکن جمعہ میں استحباب کے قائل اس لئے نہیں ہیں کہ جمعہ ظہر کے قائم مقام ہوتا ہے جس سے نمازِ ظہر ساقط ہوجاتی ہے اور واجب کا بدل مستحب نہیں ہوسکتا اور نہ دونوں کو بہ نیت وجوب جمع کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے ان دونوں میں سے ایک کو بہ نیت وجوب بجالانا کافی ہے۔ البتہ اس اعتبار سے جمعہ کو مستحب کہا جاسکتا ہے۔ کہ یہ اپنی دُوسری فردِ ظہر کے مقابلہ میں افضل ہے۔

(۲) خلافت و امامت کے صحیح ورثہ دار آئمۂ اہلِ بیتؑ ہیں۔ کیونکہ امامت کے شرائط میں سے افضلیت، عصمت اور منصوص ہونا ہے اور یہ شرائط ان کے علاوہ کسی ایک میں نہیں پائے جاتے۔ چنانچہ اس سلسلہ کی فردِ اوّل حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کو پیغمبر اکرمؐ نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے اعلان سے اپنا جانشین مقرر کیا اور خلافت کے لئے نامزد فرمایا۔ مگر ہؤا یہ کہ اس کے مقابلہ میں سقیفہ بنی ساعدہ میں جمہوریت کے نام پر خلیفۃ المسلمین منتخب کرلیا گیا لیکن جس جمہوریت پر خلافت کی بنیاد رکھی گئی تھی وُہ عوام میں جمہوریت کا احساس پیدا نہ کرسکی اور آخر اسے ملوکیت کے سامنے جُھکنا پڑا اور قیصری و کسروی طرز کی حکومت دُنیائے اسلام پر چھاگئی جس نے اپنے استحکام کے لئے ظلم و تشدد کا سہارا

مفتی جعفر حسین نے یہ تسلیم کیا ہے اس دعا میں نماز جمعہ اور نماز عیدین کی امامت آئمہ اہل البیتؑ سے مخصوص ہے اور اُنؑ کی موجودگی میں کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ وظائف امامت سر انجام دے ----

نوٹ کیجیے --- نماز جمعہ اور نماز عیدین وظائف امامت میں سے ہیں ---

ملاحظہ فرمائیں! مفتی صاحب نے اس سلسلہ میں امام جعفر الصادقؑ کا فرمان لکھا ہے --- کہ آل محمدؐ کا غم ہر عید پر تازہ ہو جاتا ہے پوچھا گیا کیوں؟ تو فرمایا--- اس لئے کہ وہؑ اپنے حق کو اغیار کے ہاتھوں میں دیکھتے ہیں --- (اور جمعہ کو بھی احادیث میں عید کہا گیا ہے) --- مفتی صاحب امام جعفر الصادقؑ کے اس فرمان کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں ---

اسی طرح نماز جمعہ کی امامت کا حق بھی امام یا اُس شخص کے علاوہ جسے امام معمور فرمائے کسی دوسرے کو نہیں پہنچتا ۔

(اب دیکھیے مولویانا بیان شروع کرتے ہیں) زمانہ غیبت میں جب امامؑ موجود نہیں وغیرہ وغیرہ --- اور وہی واجب تخییری والا بیان شروع -- جبکہ ہم آپ کو دیکھا چکے ہیں (اختلاف والے باب میں) کہ کیسے محمد حسین ڈھکو نے اس بات کو رد کیا ہے کہ واجب تخییری کہاں سے آگیا؟ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ یہ واجب تخییری کہاں سے آگیا؟ ---

آگے غور کیجیے مفتی صاحب کہتے ہیں، جمعہ نماز ظہر کے قائم مقام ہوتا ہے، جس سے نماز ظہر ساقط ہو جاتی ہے اور واجب کا بدل مستحب نہیں ہو سکتا (یعنی جمعہ کی شرائط مکمل نہیں تو وہ واجب نہیں جبکہ جمعہ نماز ظہر کا قائم مقام ہوتا ہے یعنی جیسے ظہر واجب ہے اگر شرائط مکمل ہوں تو جمعہ ایسے ہی جمعہ واجب ہے، اور غیبت امامؑ میں واجب نماز ظہر کی جگہ جمعہ نہیں لے سکتا کیوں کہ ابھی جمعہ واجب نہیں ہوا جب واجب نہیں تو نماز ظہر جو واجب ہے اُس کی جگہ کیسے لے سکتا ہے) (مفتی صاحب جمعہ کو مستحب کہہ رہے ہیں کیونکہ شرائط مکمل نہیں) واجب (نماز ظہر) کا بدل مستحب(جمعہ) نہیں ہو سکتا اور نہ دونوں کو بہ نیت وجوب جمع کیا جا سکتا ہے، اس لیے ان دونوں میں سے ایک کو بہ نیت وجوب بجا لانا کافی ہے ، البتہ اس اعتبار سے جمعہ کو مستحب کہا جا سکتا ہے، کہ یہ اپنی دوسری فرد ظہر کے مقابلہ

افضل ہے ---- یہاں مفتی صاحب کا مولویانہ بیان ختم ہوتا ہے لیکن یہاں سے ہمارے چند سوال شروع ہوتے ہیں ---

ہمارا سوال یہ ہے کہ -- مفتی صاحب اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ امام معصومؑ جمعہ کے واجب ہونے کی شرائط میں

سے ہے اور غیبت میں جمعہ واجب یا فرض نہیں تو انہیں یہ خوف کیوں ہے کہ دو واجب جمع نہیں ہوسکتے جبکہ خود اقرار

کر رہے ہیں کہ جمعہ اور نماز ظہر ایک دوسرے کے قائم مقام ہیں یعنی جمعہ الگ سے کوئی نماز نہیں روز جمعہ یعنی نماز ظہر

تبدیل ہو کر نماز جمعہ کی شکل اختیار کر لیتی ہے --- جب یہ بات واضح ہے کہ جمعہ اور ظہر ایک ہی نماز ہے تو یہ کیوں

فرما رہے ہیں کہ ان دونوں (ظہر اور جمعہ) میں سے واجب کی نیت سے بجا لانا کافی ہے--- جبکہ جمعہ کی شرائط مکمل

نہیں اور نماز ظہر کی شرائط مکمل ہیں پھر یہ اختیار آپ کو کس نے دیا کہ جمعہ اور ظہر میں سے ایک کو منتخب کریں نماز ظہر

ہر وقت مکمل شرائط کے ساتھ واجب کھڑی ہے جبکہ جمعہ کی شرائط ہی مکمل نہیں ---

پھر مفتی صاحب فرما رہے ہیں کہ نماز ظہر کے مقابلہ میں جمعہ افضل ہے --- جمعہ کیسے افضل ہے کیونکہ جمعہ تو واجب

ہی نہیں ہوا شرائط مکمل ہی نہیں جبکہ نماز ظہر کی تمام شرائط کے ساتھ مکمل اور فرض ہے --- ایک شے جو واجب ہی

نہیں اُس شے سے کیسے افضل ہو سکتی ہے جو واجب ہے --؟

یہ تمام باتیں مولویانہ ہیں ان باتوں کا آل محمدؐ کے دین سے کوئی تعلق نہیں --- یہ صرف اور صرف قیاس ہے ---

وقال الصادق (عليه السلام) من ترك الجمعة ثلاثاً من غير علة طبع الله على قلبه

{ وسائل الشيعة إلى تحصيل مسائل الشريعة الجزء السابع حديث ٩٤٠١ }

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، جو بغیر کسی وجہ کے تین جمعہ ترک کرے گا تو اللہ عزوجل اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔

اگر تمام شرائط مکمل ہوں اور پھر جو جمعہ ترک کرے وہ یقیناً منافق ہے ---

رياض العارفين

في شرح صحيفة سيد الساجدين

تأليف

محمد بن محمد دارابي

علق عليه

آية الله الشيخ محمد تقي شريعتمداري

حققه

حسين درگاهي

دار الأسوة للطباعة والنشر
ايران

«وَعُدْ عَلَيَّ بِرَحْمَتِكَ. وَتَعَطَّفْ عَلَيَّ بِفَضْلِكَ. وَتَوَسَّعْ عَلَيَّ بِمَغْفِرَتِكَ.»

الأفعال الثلاثة للأ...

«اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا الْمَقَامَ.»

إشارة إلى مقام إقامة صلاة الجمعة. و خبر «إنّ»، «قدابتزّوها».(١)

«لِخُلَفَائِكَ وَأَصْفِيَائِكَ، وَمَوَاضِعَ.»

بنصب العين، عطف على اسم «إنّ». و في بعض النّسخِ مرفوع. فحينئذ خبر «إنّ» قوله: «لخلفائك» و «مواضع» مرفوع معطوف عليها. و على الأوّل «لخلفائك» صفة «المقام».

«أُمَنَائِكَ فِي الدَّرَجَةِ الرَّفِيعَةِ الَّتِي اخْتَصَصْتَهُمْ بِهَا»؛ أي: ميّزتهم بهذه الدرجة.

«قَدِابْتَزُّوهَا.»

أي: سلبوا مقامات خلفائك بالظلم. و في المثل: من عَزَّبَزَّ. يعني: من غلب سلب.(٢) و المراد بيان تغلّب غاصبي الخلافة. و ضمير الهاء إمّا للدرجة أو للمواضع أو للمقام باعتبار أنّه عبارة عن الدّرجة. و على النسخة الّتي فيها الضّمير المذكّر، فالضمير عائد إلى المقام بلا تأويل.

و في نسخة ابن‌إدريس بصيغة المجهول. و قيل: حينئذ «ها» يكون حرف التنبيه أو كلمة الدعوة لا ضميراً مؤنّثاً راجعاً إلى المقامات كما مرّ، و ضمير «ابتزّ» إن كان مفرداً فللمقام و إن كان جمعاً فللخلفاء. و لايخفى غرابته. لأنّه إن كان مفرداً فالواو زائدة، و إن كان جمعاً فلابدّ من ألف الجمع مع أنّ

امام سجادؑ کا اس مقام کا ذکر کرنا جو اللہ کے خلفاء اور اصفیا کا ہے --- وہ مقام اقامت صلاۃ جمعہ ہے

ہم نے پہلے عرض کیا تھا کہ نماز جمعہ ادا کرنے کی ایک صورت موجود ہے --- ملاحظہ فرمائیں کیسے

الكافي
الشيخ
محمد بن يعقوب الكليني
فروع الكافي
الجزء الثالث
الجزء الرابع
منشورات الفجر
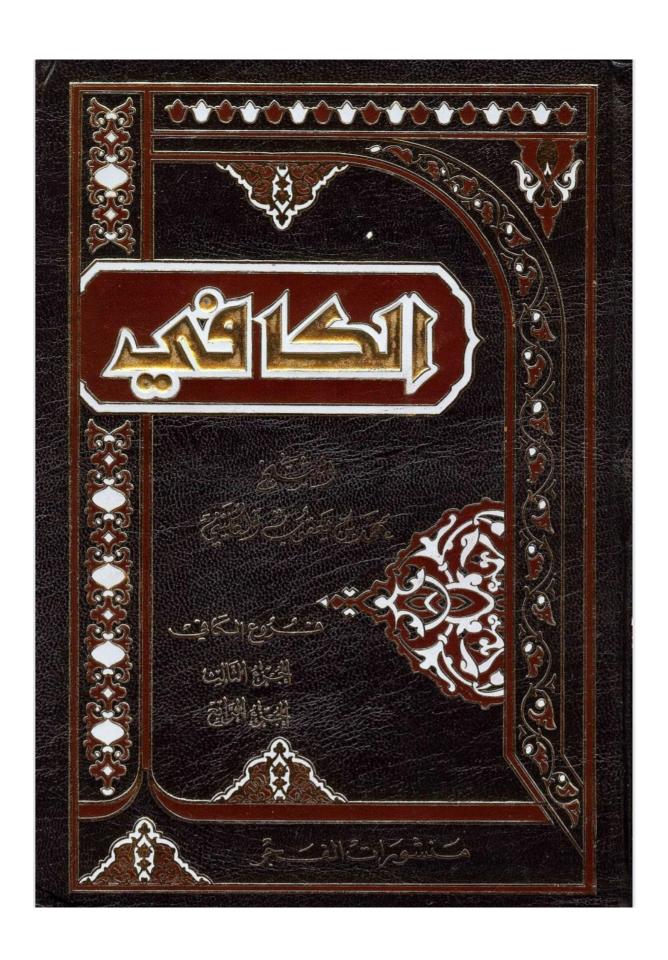
٣ - الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى، عَنْ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (عليه السلام) قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ خُطْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ (صلى الله عليه وآله) أَقَبْلَ الصَّلَاةِ أَوْ بَعْدُ؟ فَقَالَ: قَبْلَ الصَّلَاةِ يَخْطُبُ ثُمَّ يُصَلِّي.

٤ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى، عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) عَنِ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: أَمَّا مَعَ الْإِمَامِ فَرَكْعَتَانِ وَأَمَّا مَنْ يُصَلِّي وَحْدَهُ فَهِيَ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ بِمَنْزِلَةِ الظُّهْرِ. يَعْنِي إِذَا كَانَ إِمَامٌ يَخْطُبُ فَأَمَّا إِذَا لَمْ يَكُنْ إِمَامٌ يَخْطُبُ فَهِيَ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ وَإِنْ صَلَّوْا جَمَاعَةً.

٥ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْخَزَّازِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ (عليهما السلام) قَالَ: الْأَذَانُ الثَّالِثُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِدْعَةٌ.

٦ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى الْحَلَبِيِّ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (عليه السلام) فِي خُطْبَةِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ الْخُطْبَةُ الْأُولَى:

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَسْتَهْدِيهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِي اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ.

وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ انْتَجَبَهُ لِوَلَايَتِهِ وَاخْتَصَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَأَكْرَمَهُ بِالنُّبُوَّةِ، أَمِيناً عَلَى غَيْبِهِ وَرَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ.

أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللَّهِ بِتَقْوَى اللَّهِ وَأُخَوِّفُكُمْ مِنْ عِقَابِهِ فَإِنَّ اللَّهَ يُنْجِي مَنِ اتَّقَاهُ بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ وَيُكْرِمُ مَنْ خَافَهُ يَقِيهِمْ شَرَّ مَا خَافُوا وَيُلَقِّيهِمْ نَضْرَةً وَسُرُوراً وَأُرَغِّبُكُمْ فِي كَرَامَةِ اللَّهِ الدَّائِمَةِ وَأُخَوِّفُكُمْ عِقَابَهُ الَّذِي لَا انْقِطَاعَ لَهُ وَلَا نَجَاةَ لِمَنِ اسْتَوْجَبَهُ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الدُّنْيَا وَلَا تَرْكَنُوا إِلَيْهَا فَإِنَّهَا دَارُ غُرُورٍ، كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهَا وَعَلَى أَهْلِهَا الْفَنَاءَ فَتَزَوَّدُوا مِنْهَا الَّذِي أَكْرَمَكُمُ اللَّهُ بِهِ مِنَ التَّقْوَى وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ فَإِنَّهُ لَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ مِنْ أَعْمَالِ الْعِبَادِ إِلَّا مَا خَلَصَ مِنْهَا وَلَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ إِلَّا مِنَ الْمُتَّقِينَ وَقَدْ أَخْبَرَكُمُ اللَّهُ عَنْ مَنَازِلِ مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً وَعَنْ مَنَازِلِ مَنْ كَفَرَ وَعَمِلَ فِي غَيْرِ سَبِيلِهِ وَقَالَ: ﴿ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ﴿١٠٣﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مَّعْدُودٍ ﴿١٠٤﴾ يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ ﴿١٠٥﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ﴿١٠٦﴾ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿١٠٧﴾ ۞ وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۖ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ ﴿١٠٨﴾﴾ [هود: ١٠٤-١٠٨] نَسْأَلُ اللَّهَ الَّذِي جَمَعَنَا لِهَذَا الْجَمْعِ أَنْ يُبَارِكَ لَنَا فِي يَوْمِنَا هَذَا وَأَنْ يَرْحَمَنَا جَمِيعاً إِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ إِنَّ كِتَابَ اللَّهِ أَصْدَقُ الْحَدِيثِ وَأَحْسَنُ الْقَصَصِ وَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ [الأعراف: ٢٠٤] فَاسْمَعُوا طَاعَةَ [ا]للَّهِ وَأَنْصِتُوا ابْتِغَاءَ رَحْمَتِهِ.

يحلّ في الصلاة[(١)] وإنّما جعلت الجمعة ركعتين من أجل الخطبتين ،جعلتا مكان الركعتين الأخيرتين ، فهي[(٢)] صلاة حتّى ينزل الإمام» .[(٣)]

١٢٣٢ ١٣ ـ و روى العلاء ، عن محمّد بن مسلم عن أبي عبد الله عليه السلام قال : « لا بأس أن يتكلّم الرّجل إذ فرغ الإمام من الخطبة يوم الجمعة ما بينه وبين أن تقام الصلاة[(٤)] وإن سمع القراءة أو لم يسمع أجزأه» .

١٢٣٣ ١٤ ـ وروى سماعة عنه عليه السلام أنّه قال : «صلاة [يوم] الجمعة مع الإمام ركعتان فمن صلّى وحده فهي أربع ركعات» .[(٥)]

(١) أى من الالتفات القليل الغير المبطل للصلاة وكذلك الخطبة (سلطان) و الظاهر أن ذلك بالنسبة الى المأمومين . (مراد) .

(٢) أى الخطبة كالصلاة فيشترط فيها ما يشترط فى الصلاة الا ما أخرجه الدليل (مراد) وقال سلطان العلماء : مثل ذلك فى صحيحة عبدالله بن سنان عن الصادق عليه السلام وفيها دلالة على أن الخطيب لابد أن يكون متطهراً كما ذهب اليه الشيخ فى الخلاف [والمبسوط] . وبيان ذلك أن الحقيقة غير مرادة قطعاً فيصار الى أقرب المجازات وهو مساواتها للصلاة فى جميع الاحكام . واعترض عليه العلامة فى المختلف بوجوه أحدها أنه يحتمل ارجاع ضمير « هى » الى الجمعة . الثانى أن المشابهة لا يلزم أن يكون فى الطهارة لاحتمالها بوجه آخر. الثالث أنه يحتمل أن يكون المراد بالصلاة معناها اللغوى أى الدعاء نقل ذلك المحقق الشيخ على فى شرح القواعد ثم رده . أقول : اختار العلامة فى منتهى المطلب وجوب الطهارة وكذا ابنه فخر المحققين فى الايضاح .

(٣) قوله « حتى » غاية للخطبتين أى نهاية الخطبتين نزول الامام .

(٤) الخبر فى الكافى ج ٣ ص ٤٢١ هكذا « قال عليه السلام : اذا خطب الامام يوم الجمعة فلا ينبغى لاحد أن يتكلم حتى يفرغ الامام من خطبته واذا فرغ الامام من الخطبتين تكلم ما بينه وبين أن تقام الصلاة ـ الحديث » . و يدل على أن الخطبة قبل الصلاة خلافاً للمؤلف لماسيأتى عنه فى آخر الباب .

(٥) الطريق حسن بابراهيم بن هاشم أوقوى بعثمان بن عيسى وقوله «صلاة يوم الجمعة» أى صلاة ظهر يوم الجمعة والحكم فيها اذا كان امام يخطب فركعتان واذا لم يكن فأربع ركعات ولو صليت جماعة ، كما فسره الكلينى فى الكافى ج٣ ص٤٢١ .

تفصيل
وسائل الشيعة
إلى تحصيل مسائل الشريعة
تأليف
الفقيه المحدّث
الشيخ محمد بن الحسن الحر العاملي
المتوفى سنة ١١٠٤ هـ
الجزء السابع
تحقيق
مؤسسة آل البيت عليهم السلام لإحياء التراث

الجمعة من بُعد ، فأحبّ الله عزّ وجلّ أن يخفّف عنهم لموضع التعب الذي صاروا إليه ، ولأنّ الإمام يحبسهم للخطبة وهم منتظرون للصلاة ، ومن انتظر الصلاة فهو في الصلاة في حكم التمام ، ولأنّ الصلاة مع الإمام أتمّ وأكمل لعلمه وفقهه وفضله وعدله ، ولأنّ الجمعة عيد وصلاة العيد ركعتان ، ولم تقصر لمكان الخطبتين .

[٩٤٤١] ٤ ـ محمّد بن الحسن بإسناده عن الحسين بن سعيد ، عن النضر ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) ـ في حديث ـ قال : إنّما جعلت الجمعة ركعتين من أجل الخطبتين ، فهي صلاة حتى ينزل الإمام .

[٩٤٤٢] ٥ ـ وعنه ، عن العبّاس ، عن حمّاد بن عيسى ، عن ربعي ، عن عمر بن يزيد ، عن أبي عبدالله (عليه السلام)قال : إذا كانوا سبعة يوم الجمعة فليصلّوا في جماعة ، وليلبس البرد والعمامة ، ويتوكّأ على قوس أو عصا ، وليقعد قعدة بين الخطبتين ، ويجهر بالقراءة ، ويقنت في الركعة الأولى منهما قبل الركوع .

[٩٤٤٣] ٦ ـ وعنه ، عن الحسن ، عن زرعة ، عن سماعة قال : سألته عن القنوت في الجمعة ؟ ـ إلى أن قال ـ قال : إنّما صلاة الجمعة مع الإمام ركعتان ، فمن صلّى مع غير إمام وحده فهي أربع ركعات بمنزلة الظهر ، الحديث .

[٩٤٤٤] ٧ ـ محمّد بن يعقوب ، عن علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم قال : سألته عن الجمعة ؟ فقال : بأذان وإقامة ، يخرج الإمام بعد الأذان فيصعد المنبر فيخطب ولا يصلّي الناس ما دام الإمام على المنبر ، ثمّ يقعد الإمام على المنبر قدر ما يقرأ ﴿ قل هو الله أحد ﴾ ثمّ

٤ـ التهذيب ٣ : ١٢ / ٤٢ ، أورد تمامه في الحديث ٤ من الباب ٨ من هذه الأبواب .
٥ ـ التهذيب ٣ : ٢٤٥ / ٦٦٤ .
٦ ـ التهذيب ٣ : ٢٤٥ / ٦٦٥ ، أورد صدره في الحديث ٨ من الباب ٥ من أبواب القنوت .
٧ ـ الكافي ٣ : ٤٢٤ / ٧ أورده في الحديث ٣ من الباب ٢٥من هذه الأبواب .

ترجمہ، 1۔ امام جعفر الصادقؑ سے جمعہ کے دن کی نماز کے متعلق سوال کیا گیا، امامؑ نے فرمایا، جہاں تک الامامؑ کی موجودگی میں الامامؑ کے ساتھ نماز ادا کرنے کا تعلق ہے تو یہ (نماز) دو رکعت ہے، اور جہاں تک تنہا نماز ادا کرنے کا تعلق ہے تو بمنزلت ظہر کے چار رکعت پڑھے ---{فروع الکافی}

2۔ امامؑ نے نماز جمعہ کے متعلق فرمایا، نماز جمعہ (اگر) الامامؑ کے ساتھ ادا کی جائے تو دو رکعت ہے --- اور اگر تنہا پڑھے تو چار رکعت ہے ---{من لا یحضر الفقیہ}

3۔ امامؑ نے فرمایا، دو رکعت نماز جمعہ صرف الامامؑ کے ساتھ ہے --- اور اگر الامامؑ کے بغیر تنہا پڑھے تو بمنزلت نماز ظہر کے چار رکعت پڑھے --- {وسائل الشیعہ}

وضاحت، مومنین آپ نماز جمعہ کی شرائط ملاحظہ فرما چکے ہیں --- نماز جمعہ صرف امام معصومؑ کے ساتھ ہی صحیح ہے اور صرف امام معصومؑ کے ساتھ ہی واجب ہے اور یہ حق بھی صرف امام معصومؑ کا ہے --- نماز جمعہ نماز ظہر کا بدل ہے یعنی نماز ظہر نماز جمعہ میں بدل گئی، نماز ظہر چار رکعت ہے اور نماز جمعہ امامؑ کے ساتھ دو رکعت ہے کیونکہ دو رکعت کی جگہ خطبوں نے لے لی پس یہ خطبے اور دو رکعت نماز مل کر چار رکعت مکمل ہو گئیں یہ امامؑ کی موجودگی میں واجب نماز ہے یہ نماز امامؑ کے ساتھ واجب ہے بغیر امامؑ کے واجب نہیں --- امامؑ کے بغیر نماز جمعہ تنہا ادا کی جاسکتی ہے جیسے عید کی نماز بھی تنہا ادا کی جاسکتی ہے، لیکن اس میں فرق یہ ہو گا کہ بغیر امامؑ کے تنہا یہ نماز چار رکعت ہو گی جیسے نماز ظہر چار رکعت ہے ، اور اس بات پر توجہ فرمائیں کہ یہ نماز جو تنہا پڑھی جائے گی نماز ظہر نہیں کیونکہ حدیث میں بمنزلة ظهر الفاظ موجود ہیں، یعنی نماز ظہر کی منزلت کی نماز ظہر کے درجہ کی نماز ظہر جیسی نماز ہے نماز ظہر نہیں ہے ، اور یہ نماز ادا کرنے سے نماز ظہر ساقط نہیں ہوگی بلکہ نماز ظہر کا وجوب باقی رہے گا، کیونکہ نماز جمعہ صرف امام معصومؑ کے ساتھ واجب ہے

سلوا أهل البيت ع
علل الشرائع
١-٢
العلامة الشيخ الصدوق
دار المرتضى
وعترتي أهل بيتي
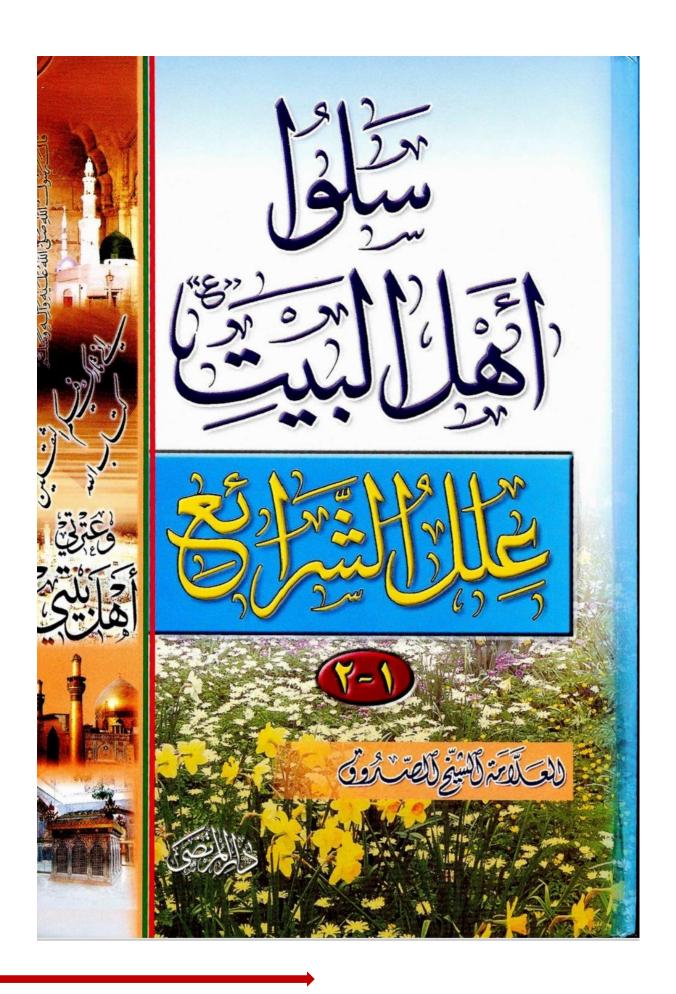
٥ - حدثنا محمد بن الحسن قال: حدثنا محمد بن الحسن الصفار، عن محمد بن عيسى، عن محمد بن الفضل، عن أبي حمزة قال، قلت لأبي عبد الله عليه السلام: تبقى الأرض بغير إمام؟ قال: لو بقيت الأرض بغير إمام لساخت.

٦ - حدثنا الحسين بن أحمد رحمه الله قال: حدثنا أحمد بن إدريس، عن عبد الله بن محمد، عن ابن الخشاب، عن جعفر بن محمد، عن كرام قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: لو كان الناس رجلين لكان أحدهما الإمام، وقال: إن آخر من يموت الإمام لئلا يحتج أحدهم على الله عز وجل تركه بغير حجة لله عليه.

٧ - أبي رحمه الله قال: حدثنا سعد بن عبد الله، عن الحسن بن موسى الخشاب، عن عبد الرحمان بن أبي نجران، عن عبد الكريم وغيره، عن أبي عبد الله عليه السلام أن جبرائيل نزل على محمد صلى الله عليه وآله يخبر عن ربّه عز وجل فقال له: يا محمد لم أترك الأرض إلاً وفيها عالم يعرف طاعتي وهداي، ويكون نجاة فيما بين قبض النبي إلى خروج النبي الآخر، ولم أكن أترك إبليس يضل الناس وليس في الأرض حجة وداع إليَّ وهاد إلى سبيلي وعارف بأمري، وإني قد قضيت لكل قوم هادياً أهدي به السعداء ويكون حجة على الأشقياء.

٨ - أبي رحمه الله قال: حدثنا سعد بن عبد الله، عن محمد بن عيسى، عن سعد بن أبي خلف، عن الحسن بن زياد عن أبي عبد الله عليه السلام: قال: الأرض لا تكون إلاً وفيها عالم يصلحهم ولا يصلح الناس إلاً ذلك.

٩ - حدثنا محمد بن الحسين رحمه الله قال: حدثنا محمد بن الحسن الصفار، عن محمد بن عيسى، عن صفوان بن يحيى، عن ابن مسكان، عن الحسن بن زياد، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا يصلح الناس إلّا بإمام ولا تصلح الأرض إلّا بذلك.

١٠ - أبي رحمه الله قال: حدثنا سعد بن عبد الله، عن محمد بن عيسى، عن محمد بن سنان، عن أبي عمارة بن الطيار قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: لو لم يبق في الأرض إلاً رجلان لكان أحدهما الحجة.

١١ - أبي رحمه الله قال: حدثنا سعد بن عبد الله، عن محمد بن عيسى رفعه إلى أبي

ترجمہ،

1۔ امام جعفر الصادقؑ فرماتے ہیں، زمین اور اہل زمین ہوتے ہی نہیں سوائے اِس کے کہ اس (زمین) میں ایک عالم ہو جو اُن کی اصلاح کرتا ہے ---اور بنی نوع انسان کی اصلاح ہو ہی نہیں سکتی جب تک وہ موجود نہ ہو---

2۔ امام جعفر الصادقؑ فرماتے ہیں، انسانوں کی اصلاح امامؑ کے بغیر نہیں ہو سکتی --اور زمین کی اصلاح بھی امامؑ کے بغیر ہونا ناممکن ہے ---

پس وہ امام معصومؑ ہی ہے اور وہ عالم صرف امام معصومؑ ہے جو لوگوں کی اصلاح کرتا ہے --- وہ عالمؑ حدود کی اصلاح کرتا ہے ، وہؑ جمعہ کی اصلاح کرتا ہے وہؑ حکومت کی اصلاح کرتا ہے --- وہیؑ زمین کی اصلاح کرتا ہے --- امامؑ کے بغیر کسی شے کی اصلاح نہیں ہو سکتی اگر امامؑ نہ ہو تو زمین ہی نہ رہے --- یہی سبب ہے کہ ہم کسی کو لغوی طور پر بھی امام نہیں کہتے امامؑ صرف وہی ہیں جو اللہ کی طرف سے مخصوص ہیں --- انؑ کے علاوہ کسی کو امامؑ نہیں کہا جاسکتا بصورت دیگر تمام معاملات بگڑ جائیں گے --- کیونکہ لغوی امام کو بھی اصلاح کی ضرورت ہے جو حقیقی امامؑ ہی کر سکتا ہے ---

اور نماز جمعہ صرف امام معصومؑ یعنی اُس عالم کے ساتھ صحیح ہے جو اصلاح کرتا ہے اور وہؑ صرف امام معصومؑ ہی ہیں ---

ایک اور امر کی طرف توجہ فرمائیں ---

مسائل الشریعہ
ترجمہ
وسائل الشیعہ
تالیف
محدث متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ و تحشیہ
فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان
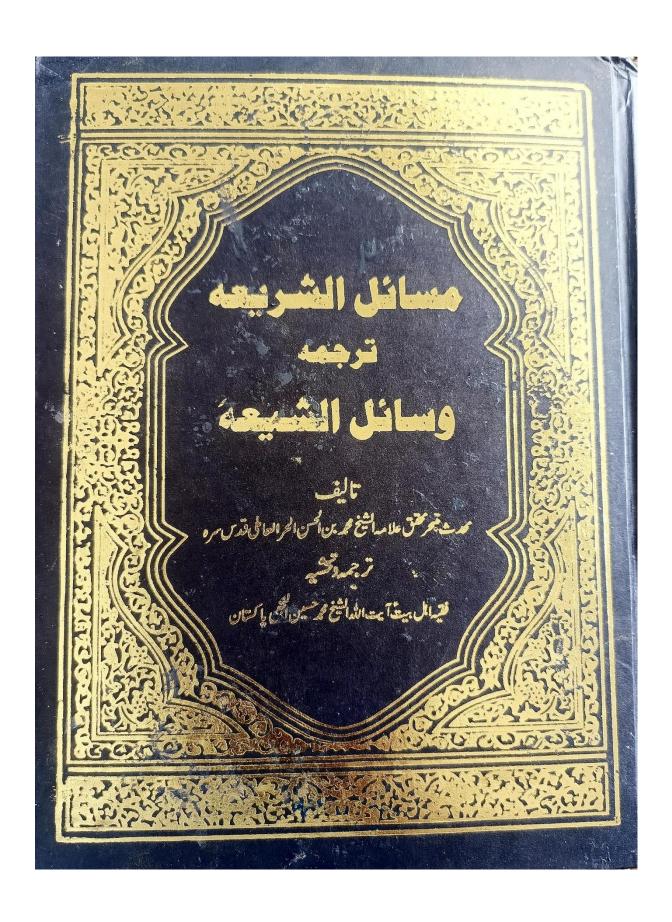
میں حاضر ہو تو پھر وہی لوگوں کو جمعہ و جماعت کرائے گا۔ اس کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ جائز نہیں ہے۔

(التہذیب)

مؤلفؔ علام فرماتے ہیں کہ اس میں جمعہ اور جماعت کا احتمال برابر ہے بلکہ ظاہر یہی ہے کہ یہ عموم پر محمول ہے اور یہ بات خلیفہ (برحق) کی حاضر و حضوری کے ساتھ مخصوص ہے۔

باب ۲۱

جو لوگ قرضہ (وغیرہ) کے سلسلہ میں قید ہوں ان کو نمازِ جمعہ اور عیدین کے لیے باہر اور نماز باجماعت پڑھانا واجب ہے۔ اس کے بعد پھر قید خانہ میں ڈال دیئے جائیں گے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن سیّابہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (وقت کے) امام پر لازم ہے کہ جو لوگ قرضہ کے سلسلہ میں قید ہیں ان کو جمعہ اور عیدین کے دن قید خانہ سے باہر نکالے اور ان کے ہمراہ محافظ بھیجے چنانچہ وہ نماز پڑھ چکیں تو پھر انہیں قید خانہ میں لوٹا دے۔

٢١ ـ باب وجوب اخراج المحبسين في الدين إلى الجمعة والعيدين مع جماعة يردّونهم إلى السجن بعد الصلاة

[٩٥٢٣] ١ ـ محمّد بن الحسن بإسناده عن محمّد بن علي بن محبوب ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عبد الرحمن بن سيّابة ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : إنّ على الإمام أن يخرج المحبسين في الدين يوم الجمعة إلى الجمعة ويوم العيد إلى العيد ، ويرسل معهم ، فإذا قضوا الصلاة والعيد ردّهم إلى السجن .

خبردار!

مومنین ہم نے آپ کے سامنے وسائل الشیعہ کا اردو ترجمہ اور اصل عربی کتاب دونوں رکھی ہیں ---

اب دیکھیے مولویانا کھیل یعنی دین میں اپنی مرضی سے تبدیلی کر دینا جب دیکھا کہ اپنا معاملہ خراب ہے تو الفاظ سے کھیل کر مفہوم ہی بدل دیا یہاں بہت ہی خوبصورت مثال آپ کے سامنے ہے ---

جو لوگ امام معصومؑ کی غیبت میں بھی نماز جمعہ کو واجب جانتے ہیں وہ اس بات پر بضد ہیں کہ احادیث میں جہاں نماز جمعہ ادا کروانے والے امام کا ذکر ہوا ہے وہ امام، امام معصومؑ نہیں بلکہ عام پیش نماز ہے جسے امام جماعت کہا جاتا ہے ---

بہت خوب اب چاہیے تو یہ کہ اپنی اس احمقانہ ضد پر قائم و دائم رہیں کہ نماز جمعہ ادا کروانے والا امام عام پیش نماز ہوتا ہے، دوسرے الفاظ میں لغوی امام ہوتا ہے ---

یہاں ہم سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں، کہ اوپر حدیث میں ذکر ہوا ہے کہ امام پر لازم ہے کہ جمعہ اور عیدین کے دن قیدیوں کو قید خانہ سے باہر نکالے تاکہ وہ قیدی بھی ان عیدوں میں شریک ہو سکیں ---

ہمارا سوال یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں نماز جمعہ ادا کرنے والا امام عام پیش نماز ہے تو ہمیں بتائیں کہ ایک عام پیش نماز کو اتنا اختیار حاصل ہے کہ قیدیوں کو نماز کے لئے آزاد کرے؟ ہرگز نہیں ایک عام پیش نماز کو ایسا کوئی اختیار حاصل نہیں بلکہ یہ امام وہی امام عادلؑ معصومؑ ہے جس کی حکومت ہونا ضروری ہے یہ حدیث نماز جمعہ کے امام عادلؑ کے ساتھ واجب ہونے اور امام عادلؑ امام معصومؑ کی لازمی موجودگی اور امام معصومؑ کی حکومت قائم ہونی چاہیے کی طرف واضح اشارہ کرتی ہے ---

یہاں جناب وسائل الشیعہ کے مترجم نے اپنا کھیل دیکھایا اور بریکٹ میں (وقت کا امام) لکھ دیا اور شکاری کے سامنے موجود کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لیں ---

یہاں بھی حضرت کو چاہیے تھا کہ لکھتے پیش نماز پر لازم ہے کہ قیدیوں کو آزاد کرے، لیکن نہیں لکھا کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ کام کوئی پیش نماز کر ہی نہیں سکتا، اس لئے بریکٹ میں (وقت کا امام) لکھ دیا ---

یہاں اقرار کر لیا کہ امامؑ وقت پر لازم ہے-- اب ہمیں نہیں معلوم کہ ان کے نزدیک امام وقت کون ہوتا ہے---؟ بلکہ ہم گزشتہ صفحات میں دیکھ چکے ہیں کہ ان کے ہاں اسلامی حاکم کو بھی امام کہا جاتا ہے چاہے وہ کوئی بھی ہو اوپر ثبوت موجود ہے--- لیکن ہمارے نزدیک تو امام وقت فقط امام معصومؑ ہی ہیں ---

امامؑ پر لازم ہے کہ قیدیوں کو نماز کے لئے آزاد کرے --- یہ واضح طور پر امام معصومؑ کی حکومت کے قیام کی طرف اشارہ ہے --- اور یہ عمل سوائے امام معصومؑ کے کوئی اور کر ہی نہیں سکتا ---

یہ مولویانا کھیل ہے ---

نماز جمعہ کی متبادل نماز

وعن زيد بن ثابت قال : أتى رجل من الأعراب إلى رسول الله (صلى الله عليه وآله) فقال : إنا نكون في هذه البادية بعيداً من المدينة ولا نقدر أن نأتيك في كل جمعة فدلني على عمل فيه فضل صلاة الجمعة إذا رجعت إلى أهلي أخبرتهم به فقال رسول الله (صلى الله عليه وآله) إذا كان ارتفاع النهار فصل ركعتين ، تقرأ في أول ركعة الحمد مرة ، و قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (سبع مرات ، واقرأ في الثانية الحمد مرة واحدة ، و قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ) سبع مرات ، فإذا سلمت فاقرأ آية الكرسي سبع مرات ، ثم قم فصل ثماني ركعات وتسليمتين ، واقرأ في كل ركعة منها الحمد مرة ، و إذا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ) مرة ، و ﴿ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) خمساً وعشرين مرة ، فإذا فرغت من صلاتك فقل : سبحان رب العرش الكريم ، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم، سبعين مرة ، فوالذي اصطفاني بالنبوة ، ما من مؤمن ولا مؤمنة يصلي هذه الصلاة يوم الجمعة كما أقول إلا وأنا ضامن له الجنة ، ولا يقوم من مقامه حتى يغفر له ذنوبه ولأبويه ذنوبهما ، {وسائل الشيعه الجز السابع باب ٣٩ استحباب التنفل يوم الجمعة بالصلوات المرغبة ، وذكر جملة منها}

ترجمہ؛ ایک اعرابی رسولؐ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسولؐ اللہ! ہم مدینہ سے دور بادیہ نشین ہیں ہم ہر جمعہ آپؐ کے ہاں حاضر نہیں ہوسکتے، لہٰذا آپؐ مجھے کوئی عمل بتائیں جس کے کرنے سے ہمیں نماز جمعہ کا ثواب مل جائے تاکہ میں واپس جا کر اپنے اہل و عیال کو بتا سکوں ---

رسولؐ اللہ نے فرمایا؛ (جمعہ کے دن) جب سورج کچھ بلند ہو جائے تو اس طرح دو رکعت نماز پڑھو کہ ---

پہلی رکعت میں ایک بار الحمدللہ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ سات بار پڑھو--- اور دوسری رکعت میں ایک بار الحمد اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ سات بار پڑھو اور جب سلام کر لو تو آیت الکرسی سات بار پڑھو--- اِس کے بعد اُٹھ کر آٹھ 8 رکعت نماز (چار چار رکعت کر کے) پڑھ ہر رکعت میں الحمدللہ ایک بار اور إذا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ایک بار اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پچیس 25 بار پڑھو اور جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو ستر 70 بار یہ ذکر کرو، سبحان رب العرش الكريم ، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم، (پھر رسولؐ اللہ نے فرمایا) مجھے اس ذات کی قسم جس نے نبوت کے ساتھ میرا انتخاب کیا ہے

جو مومن مرد یا مومن عورت جمعہ کے دن اس طرح نماز پڑھے گا تو میںؑ اس کی جنت کا ضامن ہوں --- اور وہ اپنی جگہ سے اٹھنے نہیں پائے گا کہ اللہ عزوجل اس کے اور اس کے والدین کے گناہ معاف کر دے گا {وسائل الشیعہ اردو ج 5 ص 65}

(اعرابی نے عرض کیا مولاؐ ہم جمعہ میں آپ کے ہاں حاضر نہیں ہوسکتے--- تو رسولؐ اللہ نے یہ نماز تعلیم فرمائی --

یہاں نقطے کی بات یہ ہے کہ رسولؐ اللہ صاحبِ اختیار تھے رسولؐ اللہ حکم دے سکتے تھے کہ وہاں سات آدمی ہوں تو خود سے ایک امام مخصوص کر لینا اور اُسی کے پیچھے نماز ادا کرتے رہنا--- لیکن رسولؐ اللہ نے ایسا کوئی حکم نہ دیا بلکہ ایک الگ سے نماز تعلیم فرمائی جس کا ثواب تمام شرائط کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنے جتنا ہے ---

یہ ہے وہ نماز جو حجت سے دوری اور حجت کی ظاہری غیر موجودگی میں جمعہ کے متبادل پڑھی جاسکتی ہے)
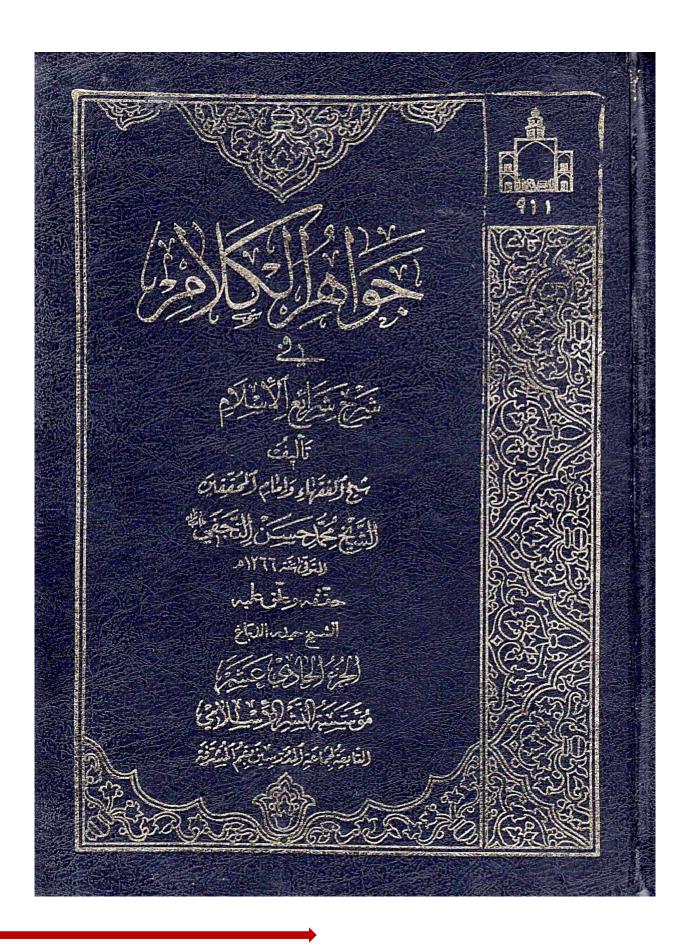
الفعل المزبور بعد تسليمه على الشرطيّة. وكأنّه فرّ من قبح إنكار كـون فعلهم يوجب[١] التعيين إلى ما هو أقبح منه، وأقـبح مـنهما دعـوى[٢] شرطيّته في حال الظهور بحيث يسقط الفرض عـمّن لم يـتمكّن مـنه، وعدمها في حال الغيبة فتجب وإن لم يتمكّن من الشرط، كما هو واضح.

وأقبح من الجميع ما وقع منهم من أنّ هذا التعيين منهم عليهم السلام إنّما كان لرفع التنازع والتنافس والتخاصم، خصوصاً مع التوظيف لأهلها ولنحو ذلك من المفاسد المترتّبة على عدم التعيين، ولو تأمّلوا لوجدوا أنّ ذلك دليل الشرطيّة؛ ضرورة أنّ هذا وشبهه من أعظم ما يحتاج الناس فـيه إلى الإمام، بل قد يخشى من الشكّ فيه الشكّ في الإمام والعياذ بالله.

ومنها: ما دلّ على أنّ الجمعة من مناصب الإمامة كالقضاء والحدود، كقوله في دعائم الإسلام: «روينا عن عليّ عليه السلام أنّه قـال: لا يصلح الحكم ولا الحدود ولا الجمعة إلّا للإمام أو من يقيمه الإمام»[٣].

والمرويّ عن كتاب الاشـعثيّات: «انّ الجـمعة والحكـومة لإمـام المسلمين»[٤].

وفي رسالة الفاضل ابن عصفور: «روي مرسلاً عنهم عليهم السلام أنّ الجمعة لنا، والجماعة لشيعتنا» وكذا روي عنهم عليهم السلام: «لنا الخمس ولنا الأنفال ولنا الجمعة ولنا صفو المال»[٥].

(١) كلمة «يوجب» في المعتمدة فقط.

(٢) انظر الروضة البهية: صلاة الجمعة ج ١ ص ٢٩٩ ـ ٣٠١.

(٣) دعائم الاسلام: ذكر صلاة الجمعة ج ١ص ١٨٢ (انظر المتن والهامش)، مستدرك الوسائل: باب ٥ من أبواب صلاة الجمعة ح ٤ ج ٦ ص ١٣.

(٤) الاشعثيات: باب من يجب عليه الجمعة ص ٤٣ (بتصرف).

(٥) لا توجد رسالته لدينا.

ترجمہ،

1۔ مولا علیؑ فرماتے ہیں، حکومت حدود اور جمعہ امامؑ کے بغیر اصلاح نہیں پا سکتے یا صرف وہ ان کی اصلاح کر سکتا ہے جسے امامؑ نے نصب کیا ہو۔۔۔

حکومت امام معصومؑ کے بغیر صحیح نہیں، صحیح نہیں یعنی حق نہیں یعنی باطل ہے ۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ عزوجل کی یعنی حق کی حکومت اُس وقت قائم ہوگی جب امام العصر و الزماںؑ ظہور فرمائیں گے اور قیام قائمؑ آل محمدؐ تک ہر حکومت ابلیسی حکومت ہے ہر حکومت باطل ہے ۔۔۔ جیسے امام معصومؑ کے بغیر حکومت اصلاح نہیں پاتی بلکل اسی طرح حدود اور جمعہ اصلاح نہیں پاتے ۔۔۔

2۔ بے شک! جمعہ اور حکومت امامؑ المسلمین کے لئے ہے ۔۔۔

3۔ امامؑ فرماتے ہیں، بتحقیق! جمعہ ہمارے لئے ہے۔۔۔ اور (جمعہ کی) جماعت ہمارے شیعوں کے لئے ہے ۔۔۔

4۔ امامؑ فرماتے ہیں، خمس ہمارے لئے ہیں ۔۔۔ انفال ہمارے لئے ہے ۔۔۔ جمعہ ہمارے لئے ہے ۔۔۔ پاکیزہ اور خالص مال ہمارے لئے ہے ۔۔۔

مومنین کرام آپ امامؑ کا یہ فرمان ملاحظہ فرما چکے ہوں گے۔۔۔ کہ جمعہ ہمؑ محمدؐ و اہل البیتؑ محمدؐ کے لئے ہے ۔۔۔ خمس ہمارے لئے ہے ۔۔۔ پس جمعہ امام معصومؑ کا حق ہے اور امام معصومؑ کی موجودگی میں ہی اصلاح پاتا ہے ۔۔۔ اور یہ کتاب "جواھر الکلام" ایک معتبر شیعہ کتاب ہے ۔۔۔ بزرگ الطہرانی نے کتاب "الذریعہ الی تصانیف الشیعۃ" میں اس کا ذکر کیا ہے ۔۔۔۔ ملاحظہ فرمائیں ۔۔۔

الذريعة
الى تصانيف الشيعة

العلامة الشيخ آقا بزرگ الطهراني

الجزء الخامس

دار الأضواء
بيروت
ص.ب ٢٥/٤٠

ثم بداله أن يكتب رسالة فارسيّة في التجويد لتكثير النفع . و استفادة من لم يعرف العربية ، فكتب أيضاً رسالة بالفارسية على ترتيب « الجواهر » وسمّاها « حل الجواهر » و فرغ منها في (١٢٨٧) و طبع « الجواهر » في المتن و « حل الجواهر » في هامشه في تلك السنة .

(**١٢٩١ : جواهر القوانين في أصول الدين**) فارسي مطبوع ، للشيخ محمد باقر اليزدي الكرماني السرجاني الملقب بلسان العلماء . ٥

(**١٢٩٢ : الجواهر الكبير**) في الصنعة ، لأبي موسى جابر بن حيان الكيمياوي المتوفى في (٢٠٠) ذكره ابن النديم (ص ٥٠١) .

(**١٢٩٣ : جواهر الكلام**) فارسي في بيان طريقة الذهبية الرضوية ، و كيفيّة سلوكها و آداب السلوك ، و معرفة شيخ الوقت و غير ذلك ، تأليف پرويز خان السلماسي ، أدرج فيها بعض الأشعار التركية التي هي من نظمه ظاهراً ، رتّبه على أربع عشرة جملة وخاتمة أورد فيها قصيدة في مدح مجد الأشراف الذي كان هو شيخ الطريقة في سنة تأليفه وهي (١٣٠٢) . وهو السيد الأمير جلال الدين محمد بن الميرزا أبي القاسم الحسيني الذهبي الشيرازي الملقّب بمجد الأشراف والخازن لبقعة (شاه چراغ) أحمد بن موسى الكاظم (ع) و من قوله في القصيدة . ١٠

حال كه گفتم زهجرت درشمار　　سيصد و دوميرود بعد از هزار

الى قوله : مجد الأشراف اى شه ملك بقا　　وى همايون درّ درج اصطفا

(**١٢٩٤ : جواهر الكلام**) في التصوّف فارسي مختصر طبع بايران ، لبعض الاصحاب ظاهراً ، راجعه .

(**١٢٩٥ : جواهر الكلام**) أرجوزة في الكلام للشيخ محمد حسن حفيد الشيخ صاحب « الجواهر » مرّ في (ج ١ ـ ص ٤٩٣) . ٢٠

(**١٢٩٦ : جواهر الكلام**) في شرح «شرايع الاسلام» للفقيه العلاّمة الشيخ محمد حسن بن الشيخ باقر بن الشيخ عبدالرحيم بن الآغا محمد الصغير بن المولى عبدالرحيم الشريف الكبير الذي جاور النجف الاشرف ، كتب تمام نسبه كذلك بخطّه في آخر كتاب القضاء من « الجواهر » الذي فرغ منه في (١٢٥٠) لم يعين لنا سنة ولادته لكنّها ليست خارجة ٢٥

• نماز جمعہ کے لئے امامؑ کا لباس اور سامان

مومنین ملاحظہ فرما چکے کہ امام معصومؑ کے بغیر جمعہ نہیں، اب ہم دیکھیں گے کہ امام کے لباس اور سامان کے متعلق کیا حکم ہے ---؟ اور اسے کی حقیقت کیا ہے----؟ ملاحظہ فرمائیں ---

۴۔ میں نے نماز جمعہ کے متعلق حضرت صادق علیہ السلام سے پوچھا فرمایا جبرئیل نے نازل ہو کر بتایا جب زوال آفتاب ہو تو نماز پڑھو میں نے کہا زوال آفتاب ہونے کے بعد اگر میں دو رکعت سنت پڑھ کر نماز جمعہ پڑھوں حضرت نے فرمایا جب زوال آفتاب ہو جائے تو نماز واجب ہے پہلے اور کوئی نماز نہ پڑھو۔ قاسم نے کہا ابن بکیر نے دو رکعت سنت پڑھیں کیونکہ اسے زوال میں شک تھا جب یقین ہو گیا۔ تب روز جمعہ اس نے نماز واجب ادا کی۔ فرمایا مضائقہ نہیں۔ (مجہول)

باب ٦٩

(تهيئة الا مام للجمعة وخطبته و الا نصات)

نماز جمعہ کے لئے امام کا تہیّہ کرنا اور خطبہ پڑھنا

١. محمّد بن يحيى ،عن محمّد بن الحسين ،وأحمد بن محمّد جميعاً ،عن عثمان بن عيسى، عن سماعة قال: قال أبوعبدالله عليه السَّلام :ينبغي للإمام الّذي يخطب النّاس يوم الجمعة أن يلبس عمامة في الشّتاو الصيّف ويتردّى ببردٍيمنّي أوعدنيّ ويخطب وهو قائم يحمدالله ويثني عليه ثمّ يوصي بتقوى الله ويقرء سورة من القرآن صغيرة ثمَّ يجلس ثمَّ يقوم فيحمدالله ويثني عليه ويصلّي على محمّد صلى الله عليه و آله وسلم وعلى أئمّة المسلمين ويستغفر للمؤمنين والمؤمنات فإذا فرغ من هذا أقام المؤذّن فصلّى بالنّاس ركعتين يقرء في الا ولى بسو رة الجمعة وفي الثّانية بسورة المنافقين.

١۔ فرمایا جمعہ کے لئے جو خطبہ پڑھے یہ لازم ہے کہ سردی ہو یا گرمی عمامہ باندھے اور ردائے یمنی یا عدنی اوڑھے اور کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے۔ خدا کی حمد وثنا کرے پھر لوگوں کو اللہ سے ڈرائے اور قرآن کی کوئی چھوٹی سی سورۃ پڑھے اور بیٹھ جائے اور پھر کھڑے ہو کر حمد وثنائے الٰہی کرے اور محمدؐ وآل محمدؐ پر درود بھیجے اور مومنین ومومنات کے لئے استغفار کرے اس کے بعد لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں سورہ منافقون پڑھے۔ (موثق)

٢. محمّد بن يحيى ،عن أحمد بن محمّد،عن الحسين بن سعيد ،عن صفوان بن

تفصيل
وسائل الشيعة
إلى تحصيل مسائل الشريعة
تأليف
الفقيه المحدث
الشيخ محمد بن الحسن الحر العاملي
المتوفى سنة ١١٠٤ هـ
الجزء السابع
تحقيق
مؤسسة آل البيت عليهم السلام لإحياء التراث

الجمعة من بُعد ، فأحبّ الله عزّ وجلّ أن يخفّف عنهم لموضع التعب الذي صاروا إليه ، ولأنّ الإمام يحبسهم للخطبة وهم منتظرون للصلاة ، ومن انتظر الصلاة فهو في الصلاة في حكم التمام ، ولأنّ الصلاة مع الإمام أتمّ وأكمل لعلمه وفقهه وفضله وعدله ، ولأنّ الجمعة عيد وصلاة العيد ركعتان ، ولم تقصر لمكان الخطبتين .

[٩٤٤١] ٤ ـ محمّد بن الحسن بإسناده عن الحسين بن سعيد ، عن النضر ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) ـ في حديث ـ قال : إنّما جعلت الجمعة ركعتين من أجل الخطبتين ، فهي صلاة حتى ينزل الإمام .

[٩٤٤٢] ٥ ـ وعنه ، عن العبّاس ، عن حمّاد بن عيسى ، عن ربعي ، عن عمر بن يزيد ، عن أبي عبدالله (عليه السلام)قال : إذا كانوا سبعة يوم الجمعة فليصلّوا في جماعة ، وليلبس البرد والعمامة ، ويتوكّأ على قوس أو عصا ، وليقعد قعدة بين الخطبتين ، ويجهر بالقراءة ، ويقنت في الركعة الأولى منهما قبل الركوع .

[٩٤٤٣] ٦ ـ وعنه ، عن الحسن ، عن زرعة ، عن سماعة قال : سألته عن

ترجمہ، امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، جمعہ کے دن جب سات آدمی اکٹھے ہو جائیں تو پھر جماعت سے نماز

(جمعہ) ادا کریں اور امامؑ چادر اور عمامہ پہنے اور کمان یا عصا پر ٹیک لگائے ----الخ

(میں مومنین کو جمعہ کے دن امامؑ کے لباس کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں --- عمامہ اور عصا --- کیوں ضروری

ہے عصا اور عمامہ کی حقیقت کیا ہے---؟ ملاحظہ فرمائیں ---

الكافي
الشيخ
محمد بن يعقوب الكليني
أصول الكافي
الجزء الأول
الجزء الثاني
منشورات الفجر
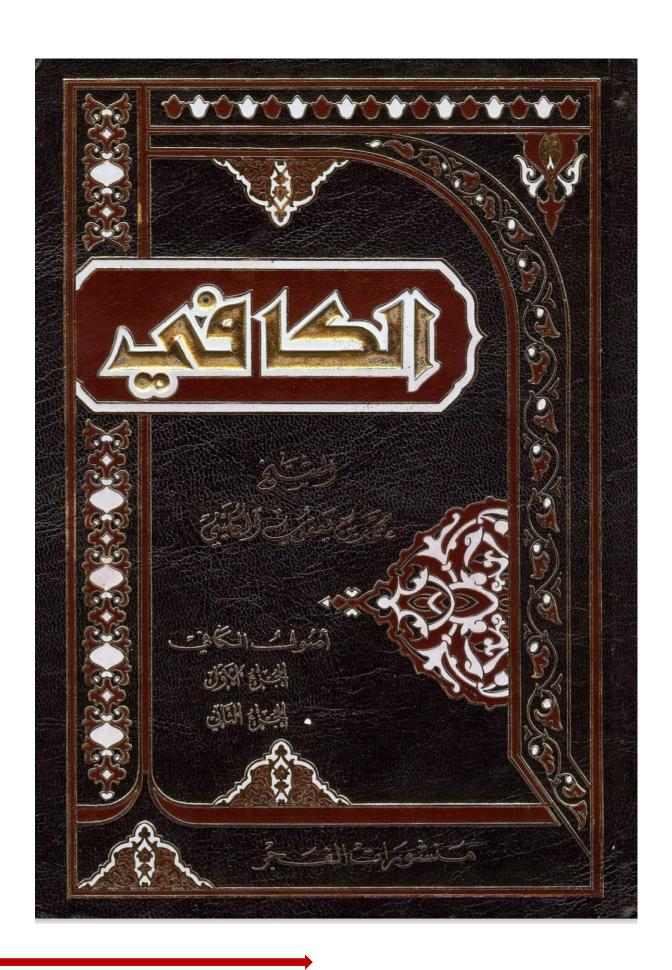
بِخَبَرِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ أَرَانِيهِ وأَرَانِي مَنْ يَكُونُ مَعَهُ، وكَذٰلِكَ لَا يُوصَى إِلَى أَحَدٍ مِنَّا حَتَّى يَأْتِيَ بِخَبَرِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وجَدِّي عَلِيٌّ (عليه السلام)، ورَأَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَاتَماً وسَيْفاً وعَصًا وكِتَاباً وعِمَامَةً، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ لِي: أَمَّا الْعِمَامَةُ فَسُلْطَانُ اللهِ عَزَّ وجَلَّ، وأَمَّا السَّيْفُ فَعِزُّ اللهِ تَبَارَكَ وتَعَالَى، وأَمَّا الْكِتَابُ فَنُورُ اللهِ تَبَارَكَ وتَعَالَى، وأَمَّا الْعَصَا فَقُوَّةُ اللهِ، وأَمَّا الْخَاتَمُ فَجَامِعُ هٰذِهِ الْأُمُورِ، ثُمَّ قَالَ لِي: والْأَمْرُ قَدْ خَرَجَ مِنْكَ إِلَى غَيْرِكَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَرِنِيهِ أَيُّهُمْ هُوَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَا رَأَيْتُ مِنَ الْأَئِمَّةِ أَحَداً أَجْزَعَ عَلَى فِرَاقِ هٰذَا الْأَمْرِ مِنْكَ، ولَوْ كَانَتِ الْإِمَامَةُ بِالْمَحَبَّةِ لَكَانَ إِسْمَاعِيلُ أَحَبَّ إِلَى أَبِيكَ مِنْكَ، ولٰكِنْ ذٰلِكَ مِنَ اللهِ عَزَّ وجَلَّ.

ثُمَّ قَالَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ: ورَأَيْتُ وُلْدِي جَمِيعاً الْأَحْيَاءَ مِنْهُمْ والْأَمْوَاتَ، فَقَالَ لِي أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (عليه السلام): هٰذَا سَيِّدُهُمْ وأَشَارَ إِلَى ابْنِي عَلِيٍّ، فَهُوَ مِنِّي وأَنَا مِنْهُ واللَّهُ مَعَ الْمُحْسِنِينَ. قَالَ يَزِيدُ: ثُمَّ قَالَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ (عليه السلام): يَا يَزِيدُ: إِنَّهَا وَدِيعَةٌ عِنْدَكَ فَلَا تُخْبِرْ بِهَا إِلَّا عَاقِلًا أَوْ عَبْداً تَعْرِفُهُ صَادِقاً، وإِنْ سُئِلْتَ عَنِ الشَّهَادَةِ فَاشْهَدْ بِهَا، وهُوَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وجَلَّ: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ [النساء: ٥٨] وقَالَ لَنَا أَيْضاً: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَتَمَ شَهَادَةً عِندَهُ مِنَ اللَّهِ﴾ [البقرة: ١٤٠]. قَالَ: فَقَالَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ (عليه السلام): فَأَقْبَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: قَدْ جَمَعْتَهُمْ لِي -بِأَبِي وأُمِّي- فَأَيُّهُمْ هُوَ؟ فَقَالَ: هُوَ الَّذِي يَنْظُرُ بِنُورِ اللهِ عَزَّ وجَلَّ، ويَسْمَعُ بِفَهْمِهِ، ويَنْطِقُ بِحِكْمَتِهِ، يُصِيبُ فَلَا يُخْطِئُ، ويَعْلَمُ فَلَا يَجْهَلُ، مُعَلَّماً حُكْماً وعِلْماً، هُوَ هٰذَا - وأَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ ابْنِي - ثُمَّ قَالَ: مَا أَقَلَّ مُقَامَكَ مَعَهُ، فَإِذَا رَجَعْتَ مِنْ سَفَرِكَ فَأَوْصِ وأَصْلِحْ أَمْرَكَ، وافْرُغْ مِمَّا أَرَدْتَ، فَإِنَّكَ مُنْتَقِلٌ عَنْهُمْ ومُجَاوِرٌ غَيْرَهُمْ، فَإِذَا أَرَدْتَ فَادْعُ عَلِيّاً فَلْيُغَسِّلْكَ ولْيُكَفِّنْكَ، فَإِنَّهُ طُهْرٌ لَكَ، ولَا يَسْتَقِيمُ إِلَّا ذٰلِكَ وذٰلِكَ سُنَّةٌ قَدْ مَضَتْ، فَاضْطَجِعْ بَيْنَ يَدَيْهِ، وصُفَّ إِخْوَتَهُ خَلْفَهُ وعُمُومَتَهُ، ومُرْهُ فَلْيُكَبِّرْ عَلَيْكَ تِسْعاً، فَإِنَّهُ قَدِ اسْتَقَامَتْ وَصِيَّتُهُ ووَلِيَكَ وأَنْتَ حَيٌّ، ثُمَّ اجْمَعْ لَهُ وُلْدَكَ مِنْ بَعْدِهِمْ، فَأَشْهِدْ عَلَيْهِمْ، وأَشْهِدِ اللهَ عَزَّ وجَلَّ وكَفَى بِاللَّهِ شَهِيداً، قَالَ يَزِيدُ ثُمَّ قَالَ لِي أَبُو إِبْرَاهِيمَ (عليه السلام): إِنِّي أُؤْخَذُ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ والْأَمْرُ هُوَ إِلَى ابْنِي عَلِيٍّ، سَمِيِّ عَلِيٍّ وعَلِيٍّ: فَأَمَّا عَلِيٌّ الْأَوَّلُ فَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وأَمَّا الْآخِرُ فَعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ (عليه السلام)، أُعْطِيَ فَهْمَ الْأَوَّلِ وحِلْمَهُ ونَصْرَهُ ووُدَّهُ ودِينَهُ ومِحْنَتَهُ، ومِحْنَةَ الْآخِرِ وصَبْرَهُ عَلَى مَا يَكْرَهُ، ولَيْسَ لَهُ أَنْ يَتَكَلَّمَ إِلَّا بَعْدَ مَوْتِ هَارُونَ بِأَرْبَعِ سِنِينَ.

بھی تھے میرے باپ نے ان سے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ سب آئمہ طاہرین ہیں اور موت سے کوئی بچنے والا نہیں آپ امر امامت کے متعلق مجھ سے بیان کیجیے تاکہ میں اپنے بعد والوں سے بیان کروں اور ان کو گمراہی سے بچاؤں فرمایا اے ابوعبداللہ (کنیت راوی) یہ میری اولاد ہے اور میرا بیٹا ان کا سردار ہے اور اشارہ کیا آپ کی طرف۔

اور وہ صاحب علم وحکمت وسخا ومعرفت ہے اور اس کے پاس ہیں وہ تمام چیزیں جن کے لوگ محتاج ہوتے ہیں یا وہ دین ودنیا کے معاملات میں اختلاف کرتے ہیں ان میں حسن خلق ہے حسن جواب ہے وہ خدائی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں اور ان میں اور بھی بہت سی خوبیاں ہیں میرے والد نے پوچھا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وہ کیا ہیں فرمایا اس سے پیدا ہوگا اس امت کا فریادرس، وہ دادرس خلق ہوگا وہ بلحاظ علم ونور وفضل وحکمت بہترین مولود اور بہترین پرورش یافتہ ہوگا۔ اللہ مومنوں کے خون کی اس کی وجہ سے حفاظت کرے گا اور ان کے جھگڑوں کی اصلاح کرے گا ان کی پراگندگی کو دور کرے گا ان کے برہنوں کو لباس پہنائے گا وہ بھوکے کو سیر کرے گا۔ خوفزدہ اس سے امن میں ہو جائے گا اس کی برکت سے اللہ مینہ برسائے گا اور اپنے بندوں پر رحم کریگا وہ سن رسیدوں سے بہتر ہوگا۔ بہترین پرورش یافتہ ہوگا اس کا قول حکم ہوگا اس کا خاموش رہنا علم ہوگا وہ لوگوں کے جھگڑوں کو فیصل کرے گا اور اپنے قبیلہ کا سردار ہوگا اپنی جوانی کو پہنچنے سے پہلے ہی میرے ماں باپ نے پوچھا کیا وہ پیدا ہوگئے ہیں فرمایا ہاں چند سال گزر گئے راوی کہتا ہے پس ہمارے پاس ایک شخص مخالفوں میں سے آگیا جس کے سامنے ہم نے کلام کرنے کی جرأت نہ کی۔

یزید نامی راوی ہے کہ۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا۔ آپ بھی اسی طرح ہمیں آگاہ کیجیے جس طرح آپ کے پدر بزرگوار نے آگاہ کیا ہے فرمایا میرے والد کا زمانہ اور تھا اب وہ زمانہ نہیں، میں نے کہا جو آپ کی پریشان حالی پر راضی ہو اس پر اللہ کی لعنت۔ حضرت یہ سن کر بہت ہنسے۔ پھر فرمایا۔ اے ابوعمارہ۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میں اپنے گھر سے نکلا اور میں نے لوگوں کے سامنے وصیت کی اپنے فلاں بیٹے کے متعلق اور بظاہر اپنے اور بیٹوں کو بھی شریک کیا۔ لیکن درحقیقت وصیت اس کے لئے تھی۔ میں نے تنہا اسی کو وصی بنایا اگر یہ امر امامت میرے اختیار میں ہوتا تو میں اپنے بیٹے قاسم کو بناتا کیونکہ مجھے [illegible]

اور وہ امر امامت کو جہاں چاہتا ہے قرار دیتا ہے اور خواب میں رسول اللہ نے مجھے خبر دی اور میرے وصی کو دکھایا اور ان بادشاہان ضلالت کو بھی جو ان کے زمانہ میں ہوں گے اسی طرح ہم میں سے کوئی کسی کو وصی نہیں بناتا جب تک اس کو خبر نہ ملے۔ رسول اللہ سے اور میرے جد علی مرتضیٰ سے، خدا کا درود ہو ان پر اور میں نے خواب میں رسول اللہ کے پاس انگوٹھی دیکھی اور تلوار، عصا اور کتاب اور عمامہ، میں نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کیا ہے۔ فرمایا یہ عمامہ خدائے عزوجل کی سلطنت ہے۔

اور تلوار عزتِ خدا ہے اور کتاب نور خدا ہے اور عصا قوت خدا ہے اور انگوٹھی ان سب کی جامع ہے پھر مجھ سے

یہاں امامت کی وراثت کی بات ہو رہی ہے --- جو امامؑ ہوگا اُسیؑ کے پاس رسولؐ اللہ کے ہتھیار اور رسولؐ اللہ کا عمامہ ہوگا --- یہ اسی ورثے کی بات ہے --- امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں، میںؑ نے رسولؐ اللہ کے پاس انگوٹھی اور تلوار عصا اور کتاب اور عمامہ دیکھا، میںؑ نے پوچھا رسولؐ اللہ یہ کیا ہے ؟

فرمایا، یہ عمامہ اللہ عزوجل کے سلطانؑ (ہونے کی نشانی) ہے --- رہ گئی تلوار تو وہ اللہ کی طرف سے غلبہ اور اللہ کی عزت ہے --- اور کتاب اللہ کا نور ہے --- عصا اللہ کی قوت کو ظاہر کرتا ہے --- اور انگوٹھی ان سب کی جامع ہے

وضاحت،

نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے امامؑ کے لباس میں عمامہ ہونا لازم ہے --- اور سامان میں عصا ہونا لازم ہے --یہاں پہلے گزر چکی چند احادیث پھر سے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ ہماری بات واضح ہو جائے ----

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، صرف اُس شہر میں جمعہ ہوسکتا ہے جہاں حدود جاری کی جاتی ہوں ---

امام محمد باقرؑ نے فرمایا، نماز جمعہ فرض ہے اور نماز جمعہ کے لئے جمع ہونا امام عادلؑ کی موجودگی میں فرض ہے

امام سجادؑ نے فرمایا، بغیر امامؑ کے حکم لگانا (یعنی حکومت) صحیح نہیں ، امامؑ کے بغیر حدود جاری کرنا صحیح نہیں، اور نہ ہی جمعہ امامؑ کے بغیر صحیح ہے ---

(یعنی امام عادلؑ کے بغیر نہ کوئی حکومت کر سکتا،، امام عادلؑ کے بغیر کوئی حد جاری نہیں کرسکتا اگر کوئی کرتا ہے تو وہ درست نہیں، اور امام عادلؑ کے بغیر کوئی جمعہ ادا نہیں کرسکتا اگر کوئی کرتا ہے تو وہ جمعہ صحیح نہیں)

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، جمعہ امام عادلؑ التقی کے ساتھ ہے --- اس کے علاوہ جمعہ نہیں ہے ---

مولا علیؑ نے فرمایا، حکم (حکومت) حدود اور جمعہ امام عادلؑ کے بغیر اصلاح نہیں پا سکتے ---

امام جعفر الصادقؑ فرماتے ہیں، انسانوں کی اصلاح امامؑ کے بغیر نہیں ہو سکتی -- اور زمین کی اصلاح بھی امامؑ کے بغیر ہونا ناممکن ہے ---

جمعہ صرف اُس شہر میں ہوتا ہے جہاں حدود جاری ہوں اور حدود کا جاری کرنا امام معصومؑ کا کام ہے اسی لئے جمعہ اور جمعہ کا اجتماع امام معصومؑ کے ساتھ فرض ہے ، امام معصومؑ کے بغیر حکومت صحیح نہیں اور نہ جمعہ کی اصلاح امام معصومؑ کے بغیر ممکن ہے، نہ صرف جمعہ اور حکومت کی اصلاح امام معصومؑ کے بغیر نہیں ہوتی بلکہ زمین کی اصلاح بھی امام معصومؑ کے بغیر ممکن نہیں --- ان سب باتوں کو ذہن میں رکھیں اور اب توجہ کریں امامؑ جمعہ کے لباس اور سامان کی طرف۔ عمامہ پہننا لازم ہے اور عصا ساتھ ہونا لازم ہے --- عمامہ کا مطلب کیا ہے؟ ہم دیکھ چکے ہیں، عمامہ کا معنی ہے اللہ کی سلطنت، یعنی امامؑ کے پاس جو عمامہ ہے وہ اللہ کے سلطانؑ ہونے کی نشانی ہے ، یعنی اللہ کی سلطنت کا سلطان یعنی اللہ کی حکومت کا حاکم، اور اللہ کی سلطنت و حکومت صرف کسی ایک جامع مسجد یا قصبے یا صرف کسی ایک شہر یا ایک ملک تک محدود نہیں بلکہ جہاں جہاں مخلوق ہے سب اللہ کی حکومت میں ہے --- یہاں کوئی اعتراض کرنے والا اعتراض کر سکتا ہے کہ آپ قیاس کر رہے ہیں امام معصومؑ کے عمامہ کو امام جمعہ سے ملا رہے ہیں --- ہم عرض کریں گے جناب ہم قیاس نہیں کر رہے بلکہ آپ انکار کر رہے ہیں، چونکہ جمعہ صرف امام معصومؑ کا حق ہے اور امام معصومؑ کے ساتھ واجب ہے اور امام معصومؑ کے بغیر جمعہ اصلاح نہیں پاتا یعنی جمعہ صحیح نہیں اور امامؑ کی موجودگی میں روز جمعہ قاضی فیصلے کرے گا اور امامؑ حدود جاری کرے گا اگر امام معصومؑ نہ ہو تو کوئی حدود جاری نہیں کرسکتا، اور صحیفہ سجادیہ میں واضح بیان کیا جاچکا ہے کہ امامت جمعہ کا منصب صرف اللہ کے خلفاء کا حق ہے--- پس یہاں سے بات روشن دن سے زیادہ روشن ہوجاتی ہے کہ

یہ عمامہ کسی عام پیش نماز کے لئے پہن کر آنا کوئی معنی ہی نہیں رکھتا--- بلکہ یہ عمامہ امام معصومؑ کا ہو تو ساری بات واضح ہو جاتی ہے--- کیونکہ امامؑ کا عمامہ جو جمعہ کے دن پہننا ضروری ہے وہ سلطنت یعنی اللہ کی حکومت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور امام سجادؑ فرماتے ہیں یہ امامت جمعہ کا منصب اللہ کے خلفاء کے لئے ہے پس یہ سلطان اللہ کا خلیفہ ہے--- اور ہم پہلے یہ پیش کر چکے ہیں قائمؑ آل محمدؐ کے ظہور تک یہاں ابلیسی حکومت قائم رہے گی جیسے ہی قائمؑ آل محمدؐ قیام فرمائیں گے تو اللہ کی حکومت قائم ہوجائے گی-- اُس وقت امامؑ جمعہ کا عمامہ پہن کر آنا اللہ کی سلطنت کی صحیح ترجمانی کرے گا۔ مگر اس سے پہلے یہ سب ہونا ناممکن ہے--- بلکل اسی عمامہ کی طرح عصا کا معاملہ ہے کہ امامؑ جمعہ عصا تھامے اور اس پر ٹیک لگائے--- رسولؐ اللہ نے فرمایا، عصا اللہ عزوجل کی قوت کو ظاہر کرتا ہے---اب اگر عام پیش نماز یعنی لغوی امام، امام جمعہ بن کر عصا تھام کر آئے تو اس کے کیا معانی لئے جاسکتے ہیں؟ کیا یہاں اِس مقام پر عصا سے مراد اللہ عزوجل کی قدرت کی نشانی سمجھنا انصاف ہوگا؟؟ ہرگز نہیں بلکہ ایسا عقیدہ رکھنا سراسر بے وقوفی ہے--- امامؑ کے ہاتھ میں عصا ہونا اللہ عزوجل کی قوت اور غلبہ کو ظاہر کرتا ہے--- اور یہ بات مومنین اچھی طرح جانتے ہیں کہ اللہ کا غلبہ اور اللہ کی قوت قائمؑ آل محمدؐ کے قیام کے دوران ظاہر ہوگی جب کوئی اللہ کا نافرمان نہیں بچے گا---اُس وقت یہ عصا امامؑ کے ہاتھ میں اللہ کے غلبے اور اللہ کی قوت کی صحیح ترجمانی کرے گا--- اور نماز جمعہ کے واجب ہونے کی ایک اہم شرط یہ بھی تھی کہ نماز جمعہ ادا کرنے والوں کو کسی قِسم کا کوئی خوف نہ ہوچونکہ عام پیش نماز یعنی لغوی امام تو خوف کو دور کرنے سے رہا کہ جب کوئی لغوی امام خوف دور نہیں کرسکتا بلکہ خود بھی خوف زدہ ہے تو یہ روز جمعہ عمامہ پہننا اور عصا تھامنا ہی بے کار عمل ہے--- لہذا امامؑ جمعہ کا لباس اور سامان بھی واضح طور پر امام معصومؑ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں، صرف اِس بات پر بہت طویل بحث کی جاسکتی ہے اور بے شمار دلائل دیئے جاسکتے ہیں لیکن سمجھنے والے کے لئے اتنا ہی کافی ہے اور ہم بھی مومنین کا قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے--- اور آگے بڑھتے ہیں---

• فضائل جمعہ و حقیقتِ جمعہ

اب تک آپ نماز جمعہ کی مختصر تاریخ اور آیت جمعہ پر مختصر لفظی بحث اور شرائط نماز جمعہ ملاحظہ فرما چکے ہیں اب ہم فضائل جمعہ پر مختصر بحث کریں گے ---

١. عن أبي بصير قال : سمعت أبا جعفر عليه السَّلام يقول: ما طلعت الشمس بيوم أفضل من يوم الجمعة.

{الكافي، كتاب الصلاة، باب فصل يوم الجمعة و ليلته}

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، سورج کسی دن طلوع ہی نہیں ہوا جو جمعہ کے دن سے افضل ہو۔(یعنی جمعہ تمام ایام سے افضل ہے)

(کیا جمعہ کے دن کی یہ فضلیت نماز جمعہ کی وجہ سے ؟)

٢. عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : إنَّ يوم الجمعة سيد الأيام يضاعف الله فيه الحسنات و يمحو فيه السيئات ويرفع فيه الدرجات ويستجيب فيه الدعوات ويكشف فيه الكربات ويقضى فيه الحوائج العظام وهو يوم المزيد الله فيه عتقاء وطلقاء من النار ما دعا به أحدٌ من الناس وقد عرف حقه وحرمته إلا كان حقاً على الله عز وجل أن يجعله من عتقائه وطلقائه من النار فإن مات في يومه وليلته مات شهيداً وبعث آمناً وما استخف أحد بحرمته، وضيع حقه إلا كان حقاً على الله عز وجل أن يصليه نار جهنم إلا أن يتوب {الكافي، كتاب الصلاة، باب فصل يوم الجمعة و ليلته}

امام رضاؑ نے فرمایا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا، جمعہ تمام ایام کا سید ہے، اللہ عزوجل اس دن حسنات زیادہ کرتا ہے، اور درجات بلند کرتا ہے، دعائیں قبول کرتا ہے اور سختیوں اور مصیبتوں کو دور کرتا ہے امیدوں کو برلاتا ہے، اس روز گناہوں سے آزادی ملتی ہے، جو شخص جمعہ کا حق اور حرمت کی معرفت رکھتے ہوئے دعا کرے گا، تو اللہ پر یہ حق ہوگا کہ وہ اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دے اور اگر جمعہ کے دن یا اس کی رات کوئی جمعہ کے حق کو پہچانتے ہوئے مر جائے تو وہ شہادت کا مرتبہ پائے گا، اور روز محشر امن اور سلامتی سے اٹھے گا، اور جس نے جمعہ کے حق کو ضائع کیا اور کم جانا، تو بے شک اللہ عزوجل اس شخص کو جہنم میں ڈال دے گا، الا یہ کہ وہ توبہ کر لے ---

. ٣. عن عبد الله بن سنان قال : قال أبو عبد الله عليه السلام: فضل الله الجمعة على غيرها من الأيام وإنّ الجنان لتزخرف وتزيس يوم الجمعة لمن أتاها وإنكم تتسابقون إلى الجنة على قدر سبقكم إلى الجمعة وإنَّ أبواب السماء لتفتح لصعود أعمال العباد. {ايضاً}

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، اللہ عزوجل نے جمعہ کو باقی تمام ایام پر فضلیت دی ہے، اور جمعہ کے دن جنت سجائی جاتی ہے اس میں آنے والوں کے لئے، تم جمعہ کے دن جمعہ کی طرف سبقت کرنے کے ذریعے جنت کے لئے سبقت کرو، اور بے شک اس دن آسمان کے دروازے لوگوں کے اعمال بلند کرنے کے لئے کُھل جاتے ہیں ---

(جمعہ کے دن نماز جمعہ کی طرف سبقت کے لئے نہیں کہا گیا، بلکہ جمعہ کے دن جمعہ کی طرف سبقت کا حکم ہے)

٤. عن هشام بن الحكم، قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: ليتزيّن أحدكم يوم الجمعة يغتسل ويتطيب ويسرح لحيته ويلبس أنظف ثيابه وليتهيأ للجمعة وليكن عليه في ذلك اليوم السكينة والوقار وليحسن عبادة ربه وليفعل الخير ما استطاع فإنَّ الله يطلع على [أهل الارض ليضاعف الحسنات. {الكافي، كتاب الصلاة ، باب التزين يوم الجمعة}

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، تم سب میں سے ہر ایک شخص جمعہ کے دن زینت کرے، غسل کرے، خوشبو لگائے، داڑھی درست کرے داڑھی میں کنگھی کرے، پاکیزہ لباس پہنے اپنے آپ کو تیار کرے جمعہ کے لئے، لیکن اس دن سکون اور وقار ضروری ہے، اچھی طرح عبادت کرے اور خیر فعل سر انجام دے جتنی استطاعت ہو ---

(اپنے آپ کو نماز جمعہ کے لئے تیار نہیں کرنا --- بلکہ صرف جمعہ کے لئے تیار کرنا ہے)

٥ . وروى أبو بصير عن أبي جعفر عليه السلام أنه قال : إن الله تبارك وتعالى لينادي كل ليلة جمعة من فوق عرشه من أول الليل إلى آخره ، ألا عبد مؤمن يدعوني لآخرته ودنياه قبل طلوع الفجر فاجيبه ، ألا عبد مؤمن يتوب إلي من ذنوبه قبل طلوع الفجر فاتوب عليه ، ألا عبد مؤمن قد فترت عليه رزقه يسألني الزيادة في رزقه قبل طلوع الفجر فازيده وأوسع عليه . ألا عبد مؤمن سقيم يسألني أن اشفيه قبل طلوع الفجر فأعافيه ، ألا عبد مؤمن محبوس مغموم يسألني أن اطلقه من حبسه فأخلي سر به ، ألا عبد مؤمن مظلوم يسألني أن آخذ له بظلامته قبل طلوع الفجر {من لا يحضر الفقيه ج١ باب وجوب الجمعة و فضلها}

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، اللہ تعالی ہر شب جمعہ کو شام سے لے کر صبح تک عرش کے اوپر منادی کراتا رہتا ہے کہ آگاہ رہو، جو مومن شب جمعہ طلوع فجر سے پہلے تک میری بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرے گا میں اس کی توبہ قبول کروں گا، جو مومن تنگی رزق میں مبتلا ہے اگر وہ طلوع فجر سے پہلے تک مجھ سے زیادتی رزق کے لیے دعا کرے گا تو میں اس کا رزق وسیع کر دوں گا، جو مومن بیمار ہے اگر وہ قبل طلوع فجر مجھ سے شفا کی درخواست کرے گا تو میں اسے شفا دے دوں گا، جو مومن محبوس و مغموم ہے اگر وہ مجھ سے قید سے رہائی کی التجا کرے گا تو میں اس کی رہائی کی راہ

کھول دوں گا، جس مومن پر ظلم ہوا ہے اگر وہ طلوع فجر سے پہلے اس ظلم کا بدلہ لینے کے لیے مجھ سے درخواست کرے تو میں اس کی مدد کروں گا اور اس کے ظلم کا بدلہ لوں گا امامؑ نے فرمایا، اللہ تعالی مسلسل طلوع فجر تک یہ منادی کرتا رہتا ہے

(جمعہ کے دن کی کس قدر فضلیت ہے آپ دیکھ رہے ہیں لیکن یہاں نماز جمعہ کا ذکر بلکل نہیں ہے صرف جمعہ کا ذکر ہے)

٦. محمد بن علي بن الحسين بإسناده عن داود بن سرحان ، عن أبي عبد الله (عليه السلام) ، في قوله عزّ وجلّ : ﴿ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ) قال :الشاهد يوم الجمعة . {وسائل الشيعه الجز السبع كتاب الصلاة ح ٩٦٢٨ ص ٣٧٨} (اردو جلد 5 ص 68)

امام جعفر الصادقؑ نے وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ کی تفسیر میں فرمایا، شَاهِدٍ جمعہ کا دن ہے ---

وَ الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ(2)وَ شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ (البروج3)، **قسم ہے اُس دن کی جس کا وعدہ ہے، اور اُس دن کی قسم جو شاھد (گواہ) ہے اور اُس دن کی قسم جو مشھود ہے** --- (جمعہ کا دن گواہ ہے لیکن کسی شے کا؟؟)

٧. قَالَ الصَّادِقُ جَعفَرُ بنُ مُحَمَّدٌ مَامِن قَدمٍ سَعَت إِلى الجُمُعَةِ إِلَّا حَرَّمَ اللهُ جَسَدَةً عَلَى النَّارِ وَقَالَ مَن صَلَى مَعَهُم فِي الصَّفِ الأَوَّلِ فَكَأَنَّمَا صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّهِ فِي الصَّفِ الْأَوَّلِ {امالی الصدوق، مجلس 58}

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، جمعہ کی طرف اگر کوئی ایک قدم بھی اٹھائے تو اللہ عزوجل اس کے جسم پر جہنم کی آگ

کو حرام کر دے گا --- اور فرمایا، جو شخص نماز جمعہ کو پہلی صف میں ادا کرے گا تو گویا اس نے رسول اللہ کے ساتھ صف اول میں نماز ادا کی --- (نماز جمعہ کی طرف نہیں بلکہ جمعہ کی طرف)

۸. قال أبو عبد الله : إن الله اختار من كل شيء شيئاً ، واختار من الأيام يوم الجمعة {تهذیب الاحکام ج ۳ ص۲ مطبوعہ تھران}

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، بتحقیق اللہ عزوجل نے ہر شے سے کسی شے کو پسند کیا ہے اور منتخب کیا ہے، اور ایام میں سے جمعہ کے دن کا انتخاب کیا ہے اور پسند کیا ---

یہاں ہم نے جمعہ کے فضائل پر چند احادیث آپ کے سامنے پیش کی ہیں اور جمعہ کو احادیث میں جمعہ کے دن کو عید بھی کہا گیا ہے، فضائلِ جمعہ میں کہیں بھی نماز جمعہ کا ذکر نہیں ہے، یعنی جمعہ کے دن کو نماز جمعہ کی وجہ سے فضیلت نہیں ملی بلکہ جمعہ کے دن کی وجہ سے نماز جمعہ کو فضلیت ملی ہے، لہذا جمعہ کی بحث میں فضائل جمعہ بیان کر کے نماز جمعہ کے تقاضہ میں قوت پیدا کرنا سراسر جہالت ہے ---

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ آخر جمعہ کے دن کو یہ فضیلت کیوں ملی ہے ---؟

اور جمعہ کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا ---؟

ملاحظہ فرمائیں ---

الكافي
الشيخ
محمد بن يعقوب الكليني
أصول الكافي
الجزء الأول
الجزء الثاني
منشورات الفجر
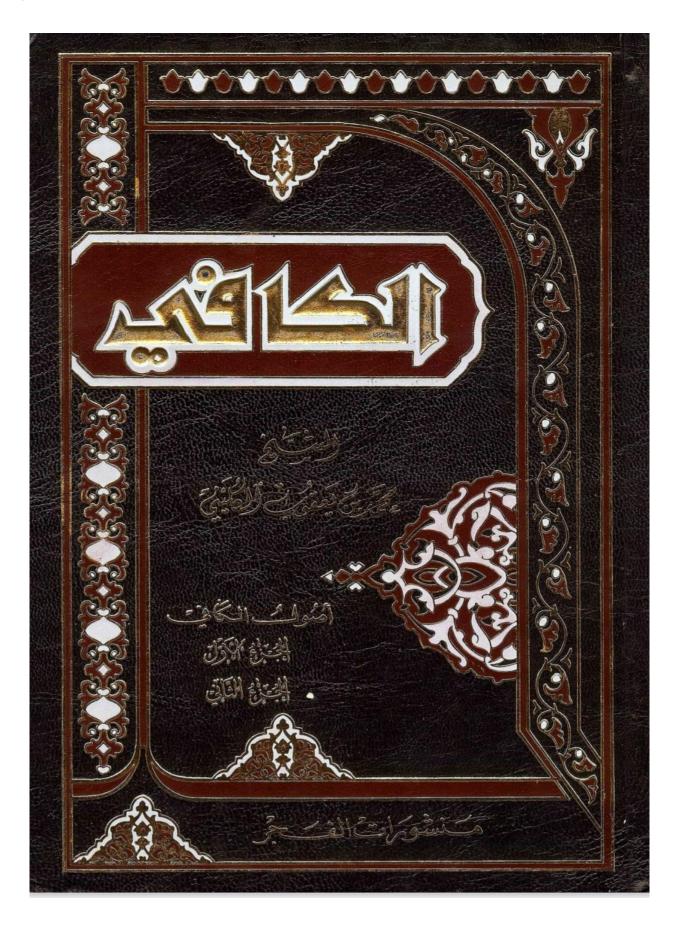
الدَّرَجَاتِ، قَالَ: وذَكَرَ أَنَّ يَوْمَهُ مِثْلُ لَيْلَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُحْيِيَهَا بِالصَّلَاةِ والدُّعَاءِ فَافْعَلْ فَإِنَّ رَبَّكَ يَنْزِلُ

[illegible]

٧ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي يَعْفُورٍ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: قَالَ لَهُ رَجُلٌ: كَيْفَ سُمِّيَتِ الْجُمُعَةُ، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وجَلَّ جَمَعَ فِيهَا خَلْقَهُ لِوَلَايَةِ مُحَمَّدٍ ووَصِيِّهِ فِي الْمِيثَاقِ فَسَمَّاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِجَمْعِهِ فِيهِ خَلْقَهُ.

٨ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: سُئِلَ عَنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ ولَيْلَتِهَا فَقَالَ: لَيْلَتُهَا غَرَّاءُ ويَوْمُهَا يَوْمٌ زَاهِرٌ ولَيْسَ عَلَى الْأَرْضِ يَوْمٌ تَغْرُبُ فِيهِ الشَّمْسُ أَكْثَرَ مُعَافًى مِنَ النَّارِ، مِنْهُ مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَارِفاً بِحَقِّ أَهْلِ هَذَا الْبَيْتِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بَرَاءَةً مِنَ النَّارِ وبَرَاءَةً مِنَ الْعَذَابِ ومَنْ مَاتَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ أُعْتِقَ مِنَ النَّارِ.

٩ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ سِنَانٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام: فَضَّلَ اللَّهُ الْجُمُعَةَ عَلَى غَيْرِهَا مِنَ الْأَيَّامِ وإِنَّ الْجِنَانَ لَتُزَخْرَفُ وتُزَيَّنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِمَنْ أَتَاهَا وإِنَّكُمْ تَتَسَابَقُونَ إِلَى الْجَنَّةِ عَلَى قَدْرِ سَبْقِكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ وإِنَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ لَتُفَتَّحُ لِصُعُودِ أَعْمَالِ الْعِبَادِ.

ترجمہ؛ امام محمدباقرؑ سے پوچھا گیا کہ جمعہ کو جمعہ کیوں کہتے ہیں؟ یا جمعہ کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا۔۔۔؟

امامؑ نے فرمایا، بتحقیق !اِس دن اللہ عزوجل نے تمام مخلوق کو محمدؐاور ان کے وصی امیر المومنینؑ کی وَلایت و میثاق کے لئے جمع کیا اس لئے جمعہ کا نام جمعہ رکھا گیا۔۔۔

تفسیر نور الثقلین
مفسّر
محدث جلیل العلامۃ الخبیر الشیخ عبد علی الحویزی
مترجم
حجۃ الاسلام علامہ محمد حسن جعفری
نظر ثانی
حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضلِ قم
ادارہ منہاج الصالحین لاہور

من لا یحضرہ الفقیہ میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں جب مدینہ میں مؤذن اذان دیتا تو اس میں یہ بھی آواز دیتا تھا کہ نمازِ جمعہ کے وقت خرید و فروخت حرام ہے کیونکہ اللہ کا فرمان ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا ......الخ

اُصولِ کافی میں ہے جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ کی تفسیر پوچھی گئی تو آپؑ نے فرمایا: کام کرو اور بہت جلدی کرو کیونکہ جمعہ کا دن مسلمانوں پر تنگ ہے۔ جس قدر ان پر تنگ ہے اسی قدر ثواب بھی ہے۔ اس دن نیکیاں اور بُرائیاں دگنی ہو جاتی ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: اصحابِ رسول اللہ خمیس کے دن سے جمعہ کی تیاری شروع کرتے تھے۔

جمعہ کو جمعہ کیوں کہا جاتا ہے؟

حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے روایت ہے کہ کسی نے پوچھا: جمعہ کے دن کو جمعہ کیوں کہا گیا ہے؟

تو اُنھوں نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے وصی کی ولایت کے لیے جمع کیا کہ اُن سے میثاق لے تو اس مناسبت سے جمعہ کے دن کو جمعہ کا نام دیا گیا۔

تفسیرِ قمی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس آیت کریمہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ میں "اسعوا" سے مراد ہے کہ اللہ کے ذکر کی سعی کرو اور خرید و فروخت کو چھوڑ دو۔ اس سعی سے مراد یہ ہے کہ اپنی مونچھوں کے بالوں کو درست کرو، ناخن کٹواؤ، غسل کرو، پاک و صاف لباس پہنو اور خوشبو لگاؤ۔ جمعہ کی سعی یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ (سورہ بنی اسرائیل:۱۹)

"جس نے آخرت کا ارادہ کیا اور اس کے لیے کوشش کی تو وہ مومن ہے"۔

نمازِ جمعہ کے فرائض

تفسیر مجمع البیان اور دوسری تفاسیر کی روایات کے مطابق جمعہ کے فرائض و شرائط درج ذیل ہیں:

مسائل الشریعه
ترجمه
وسائل الشیعهٔ
تالیف
محدث متبحر محقق علامه الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سره
ترجمه و تحشیه
فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان
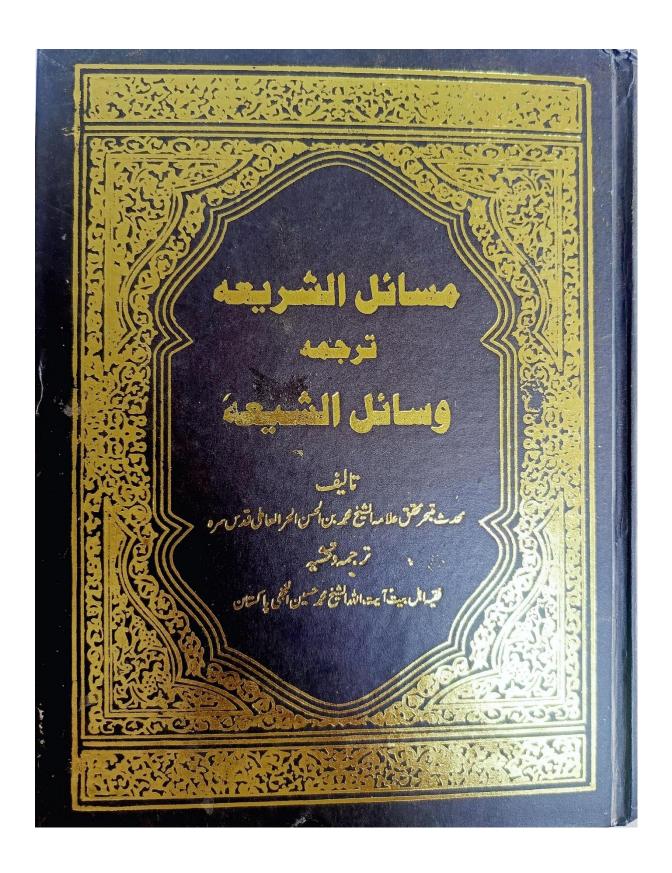
طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ وہ دن جس میں جناب مریمؑ کو حمل ہوا وہ جمعہ کا دن اور زوال آفتاب کا وقت تھا۔ اور اسی میں روح الامین (جبرئیلؑ) نازل ہوا تھا اور اس سے بڑی مسلمانوں کی کوئی عید نہیں ہے خدا اور رسولؐ نے اس کی تعظیم [illegible] (اصول کافی)

۶۔ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ جمعہ کو جمعہ کیوں کہا جاتا ہے؟ فرمایا: اس لیے کہ خداوند عالم نے یثاق میں اپنی مخلوق پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے وصی (علیؑ) کی ولایت کے لیے جمع کیا تھا اس لیے اس کا نام جمعہ ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق [illegible] باسناد خود زرارہ [illegible] سے اور وہ حضرت امام [illegible] صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد خداوندی ﴿وَ شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ ﴿شَاهِدٍ﴾ سے مراد جمعہ کا دن ہے۔ (الفقیہ، کذا فی المصباح)

۸۔ نیز باسناد خود خنیس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن کو پائے اسے چاہیئے عبادت کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول نہ ہو کیونکہ اس میں بندوں کی مغفرت ہوتی ہے اور ان پر رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ باسناد خود اصبغ بن نباتہ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جمعہ کی رات بڑی روشن رات ہے اور اس کا دن بھی روشن ہے اور جو شخص جب جمعہ کو یا جمعہ کے دن مرے اس کے لیے جہنم سے برأت لکھ دی جاتی ہے۔ (ایضاً)

میرے خیال میں بات سمجھنے کے لئے اتنے حوالہ جات کافی ہونے چاہیے ---

جمعہ کو جمعہ اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ اس دن تمام مخلوق کو ولایت امیر المومنینؑ اور رسولؐ اللہ کی وَلایت پر جمع کیا گیا،

اب ہمارے سامنے یہ بات روشن دن سے زیادہ واضح ہو چکی ہے کہ جمعہ کے دن کی فضیلت صرف ولایت کی وجہ سے ہے۔

اور نماز جمعہ کی فضلت بھی وَلایت کی وجہ سے ہے ---

شیخ الصدوق
2
۱-۲
من لا یحضرہ الفقیہ
فقہ معصومین علیہم السلام کے ارشادات کی روشنی میں
AL-KISA PUBLISHERS
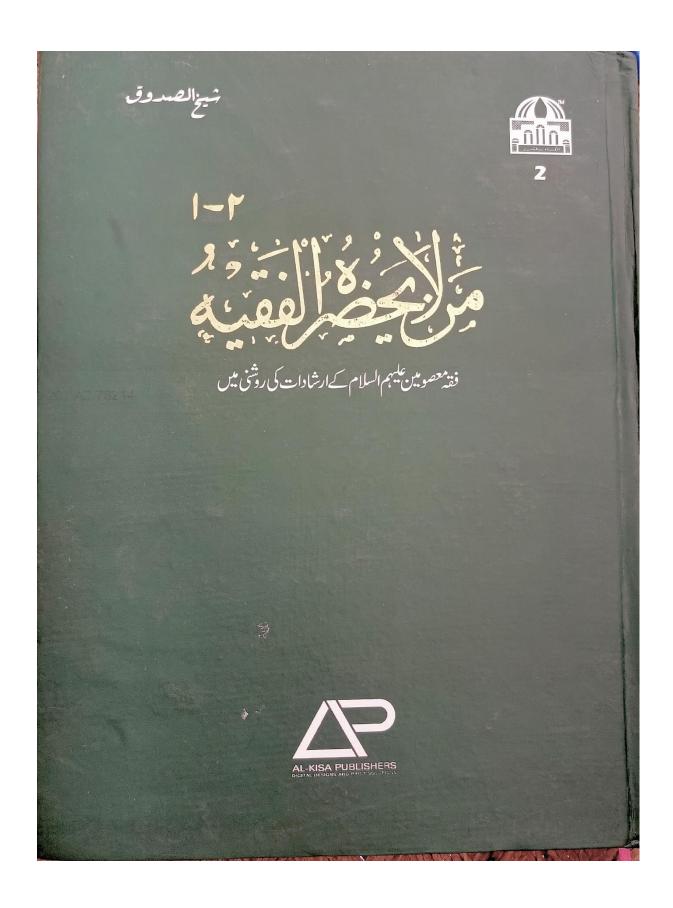
رزق کیلئے دعا کرے گا تو میں اسکا رزق وسیع کردونگا۔ آگاہ رہو جو مومن بیمار ہے اگر وہ قبل طلوع فجر مجھ سے شفا کی درخواست کرے گا تو میں اسے شفا دیدونگا۔ آگاہ رہو کہ جو مومن محبوس و مغموم ہے اگر وہ مجھ سے قید سے رہائی کی التجا کرے گا تو میں اس کی رہائی کی راہ کھول دونگا۔ آگاہ رہو جس مومن پر ظلم ہوا ہے اگر وہ طلوع فجر سے پہلے اس ظلم کا بدلہ لینے کیلئے مجھ سے درخواست کرے تو میں اسکی مدد کرونگا اور اس کے ظلم کا بدلہ لوں گا۔

آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسلسل طلوع فجر تک یہ منادی کراتا رہتا ہے۔

(۴۴۰) عبدالعظیم بن عبداللہ الحسنی رضی اللہ عنہ نے ابراہیم بن ابی محمد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا فرزند رسول آپؑ اس حدیث کے متعلق کیا فرماتے ہیں جسے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ہر شب جمعہ کو دنیاوی آسمان پر اترتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اللہ لعنت کرے ان تحریف کرنے والوں پر جو کلام کو اسکے موقع و محل سے ہٹا دیتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ہرگز ارشاد نہیں فرمایا بلکہ آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں اور شب جمعہ کے ابتدائی حصہ میں ایک ملک کو دنیاوی آسمان پر نازل کرتا ہے اور اسے حکم دیتا ہے اور وہ اعلان کرتا ہے کیا کوئی سوال کرنے والا ہے جسے میں عطا کروں کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے جسکی توبہ میں قبول کروں۔ کیا کوئی طلب مغفرت کرنے والا ہے جسکی میں مغفرت کر دوں۔ اور اے خیر کے طلب کرنے والے آگے آ اور اے شر کے طلب کرنے والے پیچھے ہٹ۔ اور وہ طلوع فجر تک مسلسل یہ ندا دیتا رہتا ہے اور جب فجر طلوع ہو جاتی ہے تو وہ اپنی جگہ ملکوت سماء میں واپس چلا جاتا ہے مجھ سے یہ حدیث بیان کی میرے پدر بزرگوار نے اور انہوں نے اسکی روایت میرے جد نامدار سے کی اور [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔

(۴۴۱) اور ان جنابؑ سے یہ بھی روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ آفتاب روز جمعہ سے افضل کسی دن بھی طلوع نہیں ہوا اور وہ دن کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیرالمومنین علیہ السلام کو غدیر خم میں اپنا جانشین مقرر کیا وہ جمعہ کا دن تھا۔ اور امام قائم علیہ السلام کا ظہور بھی جمعہ ہی کے دن ہوگا۔ اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی جس میں اللہ تعالیٰ تمام اولین و آخرین کو ایک جگہ جمع فرمائے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ذلک یوم مجموع له الناس و ذلک یوم مشہود (یہ وہ دن ہوگا جس دن سارے جہان کے لوگ جمع کئے جائیں گے اور یہی وہ دن ہوگا کہ ہماری بارگاہ میں سب حاضر کئے جائیں گے) (سورہ ھود آیت نمبر ۱۰۳)۔

[illegible] صادق علیہ السلام سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے اس قول کے [illegible] دریافت کیا جو انہوں نے اپنے فرزندوں سے کہا کہ "سوف استغفرلکم ربی" میں اپنے رب سے تم لوگوں کیلئے مغفرت کیلئے دعا کروں گا۔ فرمایا اس دعا کو انہوں نے شب جمعہ کی سحر تک کیلئے مؤخر کیا تھا۔

غدیر خم کا میدان جمعہ کے دن سجایا گیا---قائمؑ آل محمدؐ جمعہ کے دن ظہور فرمائیں گے---قیامت بھی جمعہ کے دن قائم ہوگی--- مومنین جمعہ کی فضیلت کیوں ہے اور کیا ہے آپ کے سامنے واضح ہوچکا ہے---

غدیر خم بھی ولایت پیش کی گئی، جب قائمؑ قیام فرمائیں گے تو وہؑ بھی وَلایت پیش کریں گے--- اور قیامت کے دن بھی ولایت کا سوال ہو گا--﴿وَقِفُوهُمْ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ﴾[الصافات: 24] اور ان کو ٹھیرائے رکھو کہ ان سے (کچھ) پوچھنا ہے، جمعہ کے دن کی فضیلت صرف ولایت کی وجہ سے ہے--- جمعہ کے دن نماز جمعہ ہو یا نہ ہو جمعہ کی فضیلت اپنی جگہ قائم و دائم ہے، جمعہ کے دن کی فضیلت نماز کی وجہ سے نہیں ہے اور نہ ہی جمعہ کا نام نماز کی وجہ سے رکھا گیا--- اور نہ ہی جمعہ کی فضیلت سے نماز جمعہ کے وجوب پر دلیل لائی جا سکتی ہے--- (لہذا جمعہ کہتے ہیں اُس دن کو جس دن ولایت کے لیے تجدید عہد ہو، ہمیں واجب ہے واجب ہے کہ شور و غوغا میں ہمیں بتایا جاتا ہے کہ مسجد میں جاؤ چند رسمی حرکات کرو اور مطمئن ہو کر پھر ہفتہ پر عیش کرو جمعہ کا قیام ہو گیا اللہ اور رسولؐ خوش ہو گئے---ہم اس شیطانی اطمینان کے خلاف لکھ رہے ہیں، ورنہ ہم بھی اُن سب مسائل کو من و عن مانتے ہیں، فرق صرف مقاصد میں ہے--- وہ لوگ جمعہ کی فضیلت بیان کرتے ہیں اور ہم ولایت کی فضیلت بیان کرتے ہیں--- ہم یہ بتاتے ہیں کہ اس دن کا مبارک ہونا بھی جود اس دن کی وجہ سے نہین بلکہ ولایت کی وجہ سے ہے، بلکہ اس کا نام بھی ولایت کی وجہ سے رکھا گیا، اور اس کی فصیلت بھی ولایت کے صدقے میں ہے، وہ کچھ بھی نہیں اگر ولایت کا تصور ہٹا لو، جمعہ کے دن کا اجتماع خطبات اور نماز اگر مقصد ولایت کے لیے نہ ہو تو اس سب کا نتیجہ فساد فی الارض ہوگا--- جمعۃ واجبہ)

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، سورج کسی دن طلوع ہی نہیں ہوا جو جمعہ کے دن سے افضل ہو--- جمعہ کو یہ فضیلت صرف ولایت کی وجہ سے ملی ہے اسی لئے اس دن جیسا کوئی دن نہیں---

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، تم سب میں سے ہر ایک شخص جمعہ کے دن زینت کرے، غسل کرے، خوشبو لگائے، داڑھی درست کرے داڑھی میں کنگھی کرے، پاکیزہ لباس پہنے اپنے آپ کو تیار کرے جمعہ کے لئے، لیکن اس دن سکون اور وقار ضروری ہے، اچھی طرح عبادت کرے اور خیر فعل سر انجام دے جتنی استطاعت ہو۔۔۔

یہ خوشی اور اس دن سجنا سورنا پاکیزہ کپڑے پہننا یہ سب کچھ صرف ولایت کی وجہ سے ہے۔۔۔ جمعہ کو عید بھی ولایت کی وجہ سے کہا گیا ہے اگر ولایت اس دن سے نکال لی جائے تو اس دن کی کوئی اہمیت نہیں رہے گی، بلکہ جمعہ کا نام بھی نہیں رہے گا۔۔۔ نماز جمعہ بھی ولایت کا قیام ہے اور اس قیام کو صرف امام معصومؑ ہی قائم کر سکتا ہے۔۔۔

اصل جمعہ یوم مجموع و مشھود و یوم میثاق و قیامت ہے حقیقی بزرگی اُسی دن کو حاصل ہے جسے یوم الدین کہا جاتا ہے

ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ (103)

یہ ایک ایسا دن ہوگا جس میں سب لوگ جمع ہوں گے اور یہی دن ہے جس میں سب حاضر کیے جائیں گے۔۔

مشارق أنوار اليقين
في
أسرار أمير المؤمنين
تأليف
الحافظ
رجب البرسي
منشورات
مؤسسة الأعلمي للمطبوعات
بيروت - لبنان
ص.ب : ٧١٢٠

فصل
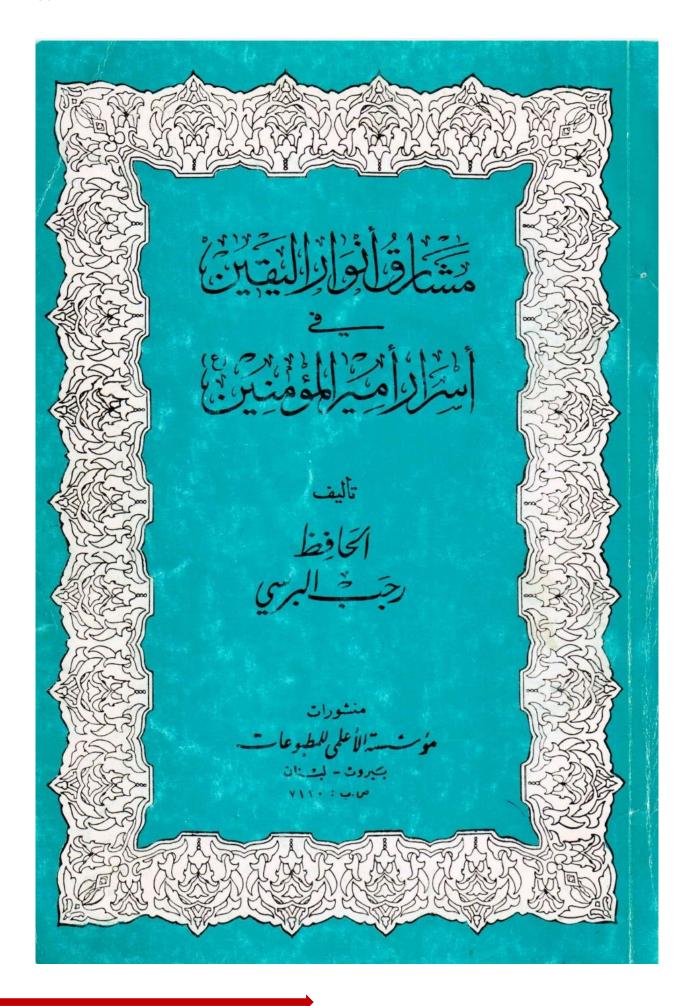
وعن أبي عبد الله (ع) انه قال : نحن شجره النبوة ومعدن الرسالة ، ونحن عهد الله ونحن ذمة الله ، لم نزل انواراً حول العرش نسبح فيسبح اهل السماء لتسبيحنا ، فلما نزلنا الى الارض سبحنا فسبح اهل الارض فكل علم خرج الى اهـــل السموات والارض فمنا وعنا ، وكان في قضاء الله السابق ان لا يدخل النار محب لنا ولا يدخل الجنة مبغض لنا لان الله يسأل العباد يوم القيامة عما عهد اليهم ولا يسألهم عما قضى عليهم ؛ وعن محمد بن سنان عن ابي الحسن الرضا (ع) انه قال : يا بن سنان ان محمداً كان امين الله في خلقه فلما قبض كنا نحن أهل بيته وخلفاؤه ، وعندنا علم المنايا والبلايا وانساب العرب ، ومولد الاسلام والجفر والجامعة ، وما من فئة تضل آية او تهدي بآية إلا ونحن نعرف ناعقها وقايدها وسايقها ، وانا لنعرف الرجل اذا رأينا بحقيقة الايمان او النفاق ، وان شيعتنا المكتوبين باسمائهم اخذ الله علينا وعليهم العهد قبل خلق السموات والارض ، يردون موردنا ويدخلون مدخلنا، ليس على حملة الإسلام غيرنا وغيرهم الى يوم القيامة . وعنهم عليهم السلام انهم قالوا : نحن الليالي والايام ، من لم يعرف هذه الايام لم يعرف الله حق معرفته ، (فالسبت) رسول الله « ص » النبوة ولا نبي بعده ، (والاحد) أمير المؤمنين « ع » وهو أول من وحد الله ، « والاثنين » الحسن والحسين ، (والثلاثاء) ثلاثة انوار نور الزهراء وخديجة وام سلمة ، (والاربعاء) أربعة انوار ، الساجد ، والباقر ، والصادق ، والكاظم ، (والخميس) خمسة انوار ، الرضا ، والجواد ، والهادي ، والعسكري ، والمهدي ، « والجمعة » اجتماع شيعتنا على ولايتنا ، ولعنة الله على اعدائنا ، وعن ابن عباس من كتاب الامالي قال : قال رسول الله «ص» : شيعة علي هم الفائزون يوم القيامة (يا علي) ...

ترجمہ، امام علیؑ الرضاؑ نے فرمایا، ہمؑ ہی لیل ہیں اور ہمؑ ہی ایام ہیں --- (پھر امامؑ نے تمام ایام پر گفتگو کی اور یوم جمعہ کے متعلق فرمایا) --- جمعہ (یعنی جمع ہونے سے مراد) ہمارےؑ شیعوں کا ہماریؑ ولایت پر اجتماع کرنا ہے ---

اور ہمارےؑ دشمنوں پر لعنت کرنا ہے --- (یہی ہے جمعہ) آئمہؑ معصومینؑ کی ولایت پر شیعوں کا جمع ہونا جمعہ ہے اور محمدؐ و آل محمدؐ کے دشمنوں پر لعنت اور بیزاری پر جمع ہونا جمعہ ہے --- اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیں ---

دینے کا عہد لیا ہمارے شیعہ ہمارے قدم بہ قدم شانہ بشانہ ہمارے ساتھ چلتے ہیں اب قیامت تک ہمارے اور ہمارے شیعوں کے علاوہ کوئی اسلام سے سروکار نہیں رکھتا"۔

مولا امام رضا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ "ہم ہی لیل ہیں اور ہم ہی ایام ہیں اور جو ایام کو نہیں پہچانتا وہ اللہ کی ویسی معرفت نہیں رکھتا جیسی رکھنے کا حق تھا۔

فالسبت: سنو ہفتہ یعنی (سبت) کا دن رسولؐ اللہ ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں یہ دن نبوت کی طرف منسوب ہے۔

والاحد: یوم احد (یعنی اتوار) علی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو سب سے پہلے اللہ کی وحدانیت کے قائل ہیں۔

والاثنین: (سوموار کا دن) اثنین کے لفظی معنی ہیں دو، اس سے مُراد امام حسنؑ و حسینؑ کا نور ہے۔

والثلاثاء: (منگل لفظی معنی ہیں تین) تین سے مُراد تین نور، نور زہرا علیہا السلام، نور خدیجہ علیہا السلام، نور اُم سلمہؑ ہیں۔

والاربعاء: (بُدھ یعنی چار) سے مُراد امام سجاد علیہ الصلوٰۃ والسلام، امام باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام، امام صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام، امام کاظم علیہ الصلوٰۃ والسلام، ہیں۔

والخمیس: (جمعرات یعنی پانچ) سے مُراد پانچ نور ہیں، امام رضا علیہ الصلوٰۃ والسلام، امام تقی علیہ الصلوٰۃ والسلام، امام نقی علیہ الصلوٰۃ والسلام، امام عسکری علیہ الصلوٰۃ والسلام، امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

الجمعۃ: (جمع ہونا) سے مراد ہے ہماری ولایت پر ہمارے شیعوں کا اجتماع کرنا اور ہمارے دشمنوں پر لعنت کرنا"۔

• تفسیر آیت جمعہ

اصول تفسیر قرآن، میں سے ایک اصول روایات کی رو سے قرآن کی تفسیر ہے، اس روش میں آیات کے پیچ و خم کی معصومینؑ کی روایات و احادیث کے توسط سے تفسیر کی جاتی ہے ---{اصولِ تفسیرِ قرآن ص 72}

يٓا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوٓا اِذَا نُوْدِىَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (سورہ جمعہ 9)

جب کسی جمعہ کے دن صلات کے لئے ندا دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف سعی کرو اور بیع چھوڑ دو یہ تمہارے لئے خیر ہے اگر تم جانتے ہو تو--- (ہم اس آیت کی تفسیر محمدؐ و اہل البیتؑ محمدؐ کی احادیث و روایات سے آپ کے سامنے پیش کریں گے)

اِذَا نُوْدِىَ، جب ندا دی جائے، روایات معصومینؑ میں یہ دیکھنا ہے کہ لفظ ندا کس شے کے لئے استعمال کیا گیا ہے ؟

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام : قَالَ : بُنِيَ الْإِسْلامُ عَلَى خَمْسٍ : عَلَى الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ وَالْوِلايَةِ ، وَلَمْ يُنَادَ بِشَيْءٍ كَمَا نُودِيَ بِالْوِلايَةِ .{اصول الكافى}

امام محمد باقرؑ نے فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ پر ہے، نماز، زکوۃ، روزہ، حج، اور ولایت پر--- اور کسی چیز کے لئے اس طرح ندا نہیں دی گئی جیسا کہ ولایت کی منادی کی گئی ---

کسی کے لئے ایسی ندا نہیں دی گئی جیسے ولایت علیؑ کے لئے ندا دی گئی --- کیا یہاں نودی للصلوۃ سے محض نماز سمجھیں اور دوسروں کو اس کا مطلب صرف نماز بتانے ایڑی چوٹی کا زور لگائیں ---؟

کسی شے کو اس انداز سے اور اس اہمیت سے ندا نہیں دی گئی جیسے ولایت کو ندا دی گئی ہے -- یہ ندا ولایت کے لئے ہے

کتاب مستطاب
الشافی
ترجمہ
اصول کافی
جلد سوئم
مفسر قرآن عالی جناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی
ناشر
ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
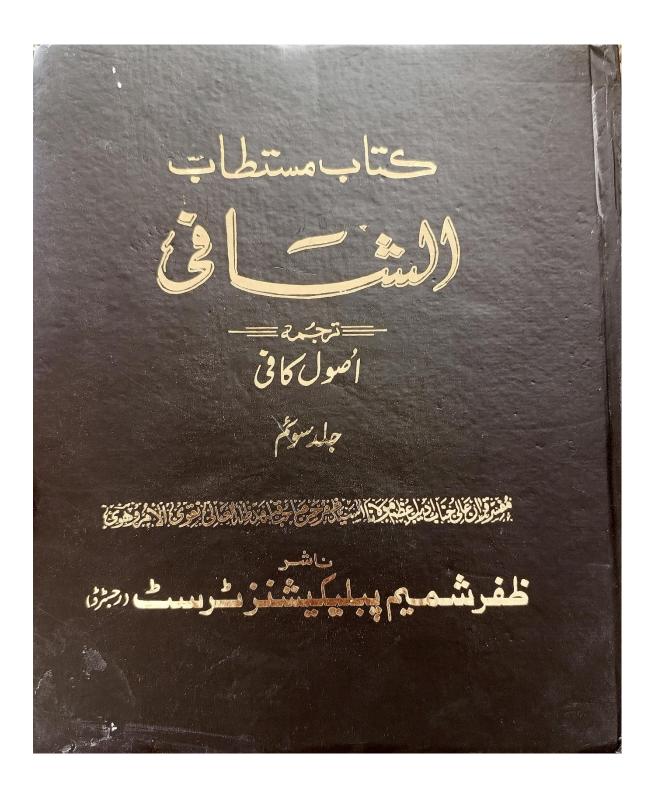
ایک سواکتالیسواں باب

دعائمِ اسلام

(باب)۱۴۱

(دَعَائِمِ الْإِسْلَامِ)

۱. حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِي عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ الزِّيَادِي ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ الْوَشَّاءِ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ ، عَنْ فُضَيْلٍ ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام : قَالَ : بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ : عَلَى الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ وَالْوِلَايَةِ ، وَلَمْ يُنَادَ بِشَيْءٍ كَمَا نُودِيَ بِالْوِلَايَةِ.

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے نماز، زکوۃ، صوم، حج اور ولایت اور اسلام اس شان سے کسی چیز کے ساتھ نہیں پکارا گیا جتنا ولایت کے ساتھ۔

۲. عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ : عَنْ عَجْلَانَ أَبِي صَالِحٍ قَالَ : قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام : أَوْقِفْنِي عَلَى حُدُودِ الْإِيمَانِ ، فَقَالَ : شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰهِ وَالْإِقْرَارُ بِمَا جَاءَ بِهِ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ وَصَلَوَاتُ الْخَمْسِ وَأَدَاءُ الزَّكَاةِ وَصَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَوَلَايَةُ وَلِيِّنَا وَعَدَاوَةُ عَدُوِّنَا وَالدُّخُولُ مَعَ الصَّادِقِينَ .

۲۔ راوی کہتا ہے میں نے ابوعبداللہ سے کہا۔ مجھے حدود ایمان سے آگاہ کیجئے۔ فرمایا گواہی دینا اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور حضرت جو کچھ خدا کی طرف سے لائے اس کا اقرار اور پنجگانہ نماز اور زکوۃ دینا اور ماہ رمضان کا روزہ اور بیت اللہ کا حج اور ہمارے ولی کی ولایت کا اقرار اور ہمارے دشمنوں سے عداوت رکھنا اور صادقین کے ساتھ رہنا۔

۳. أَبُو عَلِيٍّ الْأَشْعَرِيّ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْكُوفِي ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ : بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ :

اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلَاۃِ، جب صلات کے لئے ندا دی جائے --

ہم پر واضح ہو چکا ہے کہ جیسے ولایت کے لئے ندا دی گئی ہے ایسے کسی اور کے لئے ندا نہیں دی گئی، اور آیت جمعہ میں صلات کے لئے ندا دی گئی ہے --- اب ہمیں دیکھنا ہے کہ صلات کیا ہے جس کے لئے ندا دی گئی ہے ---؟

بحار الأنوار

الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار

تأليف

العلم العلامة الحجة فخر الأمة المولى

الشيخ محمد باقر المجلسي

"قدس الله سره"

الجزء السادس والعشرون

دار إحياء التراث العربي
بيروت - لبنان

و معرفة الله عزّ و جلّ معرفتي بالنّورانيّة وهو الدّين الخالص الّذي قال الله تعالى : « و ما اُمروا إلّا ليعبدوا الله مخلصين له حنفاء ويقيموا الصّلاة ويؤتوا الزكاة [1] و ذلك دين القيّمة »

يقول : ما اُمروا إلّا بنبوّة محمّد ﷺ و هو الدين الحنيفيّة المحمّديّة السمحة ، وقوله : « يقيمون الصلاة » فمن أقام ولايتي فقد أقام الصّلاة و إقامة ولايتي صعب مستصعب لا يحتمله إلّا ملك مقرّب أو نبيّ مرسل أو عبد مؤمن امتحن الله قلبه للايمان .

فالملك إذا لم يكن مقرّباً لم يحتمله ، والنبيّ إذا لم يكن مرسلاً لم يحتمله و المؤمن إذا لم يكن ممتحناً لم يحتمله ، قلت : يا أمير المؤمنين من المؤمن و ما نهايته

ترجمہ، امیر المومنینؑ اللہ عزوجل کے قول یقیمون الصلاۃ (وہ صلات قائم کرتے ہیں) کے متعلق فرماتے ہیں،

جس نے میریؑ ولایت کو قائم کیا پس اُسی نے صلات قائم کی ---اور میریؑ ولایت قائم کرنا (کوئی آسان نہیں) میریؑ ولایت کو قائم کرنا بہت سخت دشوار اور مشکل ترین ہے--- میریؑ ولایت کا متحمل کوئی ہو ہی نہیں سکتا سوائے ملک مقرب کے یا نبی مرسل کے یا مومن عبد کے کہ جس کے دل کا امتحان اللہ عزوجل ایمان کے لئے لے چکا ہے---

امامؑ فرماتے ہیں، کسی شے کے لئے ایسے ندا نہیں دی گئی جیسے ولایت کے لئے ندا دی گئی ہے---آیت جمعہ میں صلات کے لئے ندا دی گئی ہے، اور صلات کیا ہے؟ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں، جس نے میریؑ ولایت قائم کی اُسی نے صلات قائم کی-- سورہ جمعہ میں درحقیقت ولایت کی طرف ندا دی گئی ہے نہ کہ نماز جمعہ کی طرف

اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلَاۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ

جب جمعہ کے دن صلات کے لئے ندا دی جائے --

ندا ولایت کے لئے دی گئی اور آیت جمعہ میں ندا صلات کے لئے دی گئی اور امیر المومنینؑ نے ہمیں بتایا کہ جس نے میریؑ ولایت کا اقرار کیا اُسی نے صلات قائم کی پس ثابت ہوا ندا صلات کے لئے یعنی ولایت کے لئے دی گئی ہے--- جمعہ کیا ہے؟ مومنین یہ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ جمعہ کو جمعہ صرف ولایت کی وجہ سے کہا گیا ہے اگر ولایت ہی نہ ہو تو جمعہ کی کوئی حیثیت نہیں رہے گی جمعہ کے دن کی اپنی ذاتی کوئی فضیلت نہیں جمعہ کو یہ تمام فضائل ولایت کے صدقے میں ملے ہیں --- جمعہ یعنی جمع ہونا --- جمع ہونا لیکن کسی پر جمع ہونا؟ ---- کیا مسجد میں ؟ یا ولایت پر---؟ **جمعہ یعنی ولایت پر جمع ہونا اور آ محمدؐ کے دشمنوں پر لعنت کرنا ---**

اب مزید دیکھیں کہ جمعہ کون ہے ---؟

اوپر مومنین دیکھ چکے ہیں، مشارق میں یہ حدیث موجود ہے --- امام علی الرضاؑ نے فرمایا، ہمؑ لیل ہیں اور ہمؑ ہی ایام ہیں ---یعنی رات ہمؑ ہیں اور دن بھی ہمؑ ہیں --- اب دیکھیے جمعہ کون ہے ؟ ---

تفسیر نور الثقلین
مفسر
محدث جلیل العلامۃ الخبیر الشیخ عبد علی الحویزی
مترجم
حجۃ الاسلام علامہ محمد حسن جعفری
نظر ثانی
حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم
ادارہ منہاج الصالحین لاہور
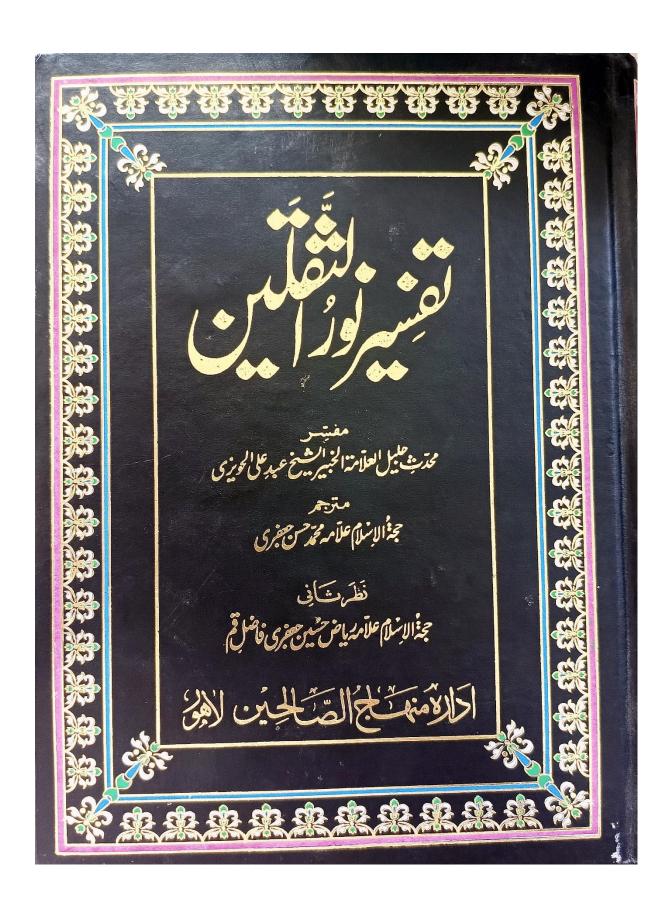
نمازِ جمعہ بالغ اور صحیح و سالم مردوں پر واجب ہے جو نماز میں آسانی کے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں۔ مسافروں اور بوڑھوں پر نمازِ جمعہ واجب نہیں ہے۔ ہاں مسافروں کے لیے نمازِ جمعہ میں حاضر ہونا جائز ہے۔ اس طرح خواتین بھی نمازِ جمعہ میں شرکت کر سکتی ہیں، اگرچہ ان پر نمازِ جمعہ واجب نہیں ہے۔

نمازِ جمعہ کے لیے ضروری ہے کہ نمازیوں کی تعداد کم از کم پانچ ہو۔ نمازِ جمعہ دو رکعت ہے اور وہ نمازِ ظہر کی جگہ لے لیتی ہے۔ دو خطبے نماز سے پہلے پڑھے جاتے ہیں۔ وہ حقیقت میں دو رکعتوں کی جگہ پر ہوتے ہیں۔ نمازِ جمعہ صبح کی نماز کی طرح پڑھی جاتی ہے، مستحب ہے کہ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ حمد پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ منافقین پڑھی جائے۔ نمازِ جمعہ میں دو قنوت مستحب ہیں۔ ایک رکعت اوّل میں رکوع سے پہلے، اور دوسرا دوسری رکعت میں رکوع کے بعد ہے۔ مزید تفصیلات کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

کتاب خصال میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کے دن اپنے گھر والوں کے لیے میوہ جات اور گوشت لے جاؤ''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گرمی کے موسم میں سفر کے لیے کہیں جاتے تو جمعرات کے دن جاتے اور جب سردیوں میں گھر آنا چاہتے تو جمعہ کے دن گھر میں داخل ہوتے۔

ایام سے دشمنی نہ رکھو

جب حضرت ابوالحسن العسکری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان لا تعادوا الایام فتعادیکم کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس کا معنیٰ و مفہوم کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب سے آسمان اور زمین خلق ہوئے ہیں تو ایام ہم ہیں۔ ''سبت'' رسولؐ اللہ کا اسمِ مبارک ہے۔ ''احد'' جناب امیرالمومنینؑ سے کنایہ ہے۔ ''الاثنین'' سے مراد الحسن والحسین علیہم السلام ہیں۔ ''الثلثا'' سے مراد علیؑ بن حسینؑ و محمدؑ بن علیؑ و جعفرؑ بن محمدؑ ہیں۔ ''الاربعا'' سے مراد موسیٰؑ بن جعفرؑ و علیؑ بن موسیٰؑ و محمدؑ بن علیؑ اور میں ہوں۔ اور ''الخمیس'' سے مراد میرے فرزند حسنؑ بن علیؑ ہیں، اور جمعہ سے مراد میرے بیٹے کا بیٹا ہے۔ وہ وہ ہیں کہ جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

ایام کا معنیٰ یہی ہے، ایام سے اس دنیا میں دشمنی نہ رکھو کہ کہیں قیامت کے دن وہ تمھارے نہ دشمن بن جائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
مفاتیح الجنان
ثقۃ المحدثین
شیخ عباس قمی
ترجمہ: علامہ حافظ سید ریاض حسین نجفی
ترجمہ:
حجۃ الاسلام مولانا محمد علی فاضل
آف راجن پور
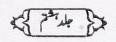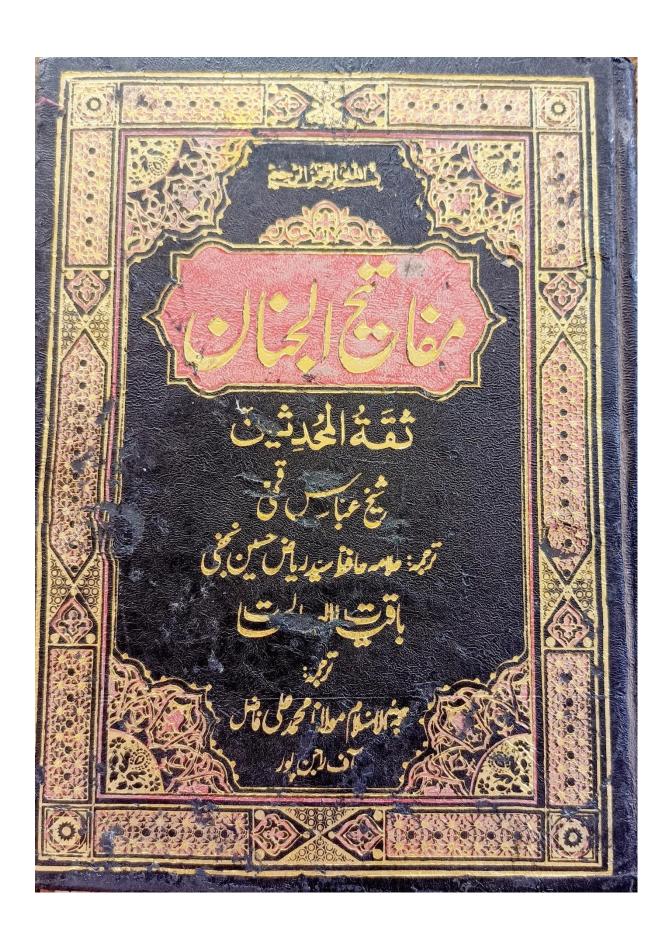
واضح ہو کہ ہفتہ کی شب بھی شب جمعہ کی مانند ہے اور ایک روایت کے مطابق شب جمعہ میں جو دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ وہ ہفتہ کی رات میں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

پانچویں فصل

اس فصل میں حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ اور ائمہ علیہم السلام کے ناموں کے ساتھ ایام ہفتہ کے تعین اور ان دنوں میں ان کی زیارتوں کا تذکرہ ہے۔ سید ابن طاؤس جمال الاسبوع میں لکھتے ہیں:

ابن بابویہ بہ سند صقر ابن دلف سے روایت کرتے ہیں کہ جب متوکل عباسی نے امام علی النقی علیہ السلام کو سامرا میں طلب کیا تو ایک روز میں وہاں گیا تاکہ امام علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کروں۔ اس وقت آپ متوکل کے حاجب زراقی کے ہاں محبوس تھے، میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ میں نے کہا: آپ کی ملاقات کے لیے آیا ہوں، میں وہاں بیٹھا رہا اور ادھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر جب عام لوگ چلے گئے اور تنہائی ہوئی تو اس نے مجھ سے دوبارہ پوچھا: کیسے آئے ہو؟ میں نے کہا: آپ ہی کی ملاقات کو آیا ہوں! اس نے کہا: گویا تم اپنے مولا کی خبر لینے آئے ہو، میں نے ڈرتے ڈرتے کہا: میرا مولا تو خلیفہ ہی ہے۔ وہ زور دے کر کہنے لگا: خاموش رہو کہ تمہارے مولا برحق ہیں اور خود میں بھی انہی کا معتقد ہوں۔ میں نے کہا: الحمد للہ! وہ بولا: آیا تم اپنے مولا کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: تھوڑی دیر بیٹھو کہ ہرکارہ یہاں سے ہو کر چلا جائے چنانچہ جب ہرکارہ سرکاری ڈاک دے کر چلا گیا تو اس نے ایک لڑکے کو میرے ساتھ کر دیا کہ وہ مجھے امام علیہ السلام کی خدمت میں لے جائے۔ جب میں مولا کے پاس پہنچا تو کیا دیکھا کہ آپ چٹائی پر تشریف فرما ہیں اور برابر میں ایک قبر موجود ہے آپ نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ بیٹھ جاؤ! پھر پوچھا کہ کیوں آئے ہو؟ عرض کی کہ آپ کی خیریت معلوم کرنے آیا ہوں۔ جب میری نظر اس قبر پر پڑی تو میں اپنا گریہ ضبط نہ کر سکا، آپ نے فرمایا کہ اس وقت مجھے کوئی تکلیف نہیں، میں نے کہا الحمد للہ! میں نے عرض کی اے میرے سید و سردار! حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی حدیث ہے، جس کا مطلب میں سمجھ نہیں سکا۔ فرمایا وہ کونسی حدیث ہے؟ میں نے عرض کی۔ لَا تُعَادُوا الْاَيَّامَ فَتُعَادِيَكُمْ یعنی دنوں سے دشمنی نہ کرو نہیں تو وہ تمہارے دشمن ہو جائیں گے۔ فرمایا کہ اس میں ایام سے مراد ہم ہیں کہ جب تک زمین و آسمان قائم ہیں:

ہفتہ: حضرت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اسم گرامی ہے۔
اتوار: امیر المؤمنین علیہ السلام کا نام نامی ہے۔
پیر: حسن وحسین علیہما السلام کا نام ہے۔
منگل: علی ابن الحسین۔ محمد ابن علی اور جعفر ابن محمد کا نام ہے۔
بدھ: موسیٰ ابن جعفر۔ علی ابن موسیٰ محمد ابن علیؑ کا اور میرا نام ہے۔
جمعرات: اس سے مراد میرا فرزند حسن عسکریؑ ہے۔
جمعہ: اس سے مراد میرے فرزند حسن عسکری کا وہ بیٹا ہے جس کے ہاں تمام اہل حق جمع ہوں گے۔

پس یہ ہیں ایام کے معنی اور ان سے دشمنی نہ کرو، نہیں تو آخرت میں یہ تمہارے دشمن ہوں گے پھر فرمایا کہ الوداع کر کے چلے جاؤ کہ کہیں تمہیں کوئی سختی نہ آپڑے، سید نے یہ حدیث قطب راوندی سے بھی نقل کی ہے:

ہفتہ

یہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کا دن ہے

ہفتے کے روز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی یہ زیارت پڑھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُهٗ

میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے جو یکتا ہے کوئی اس کا ساجھی نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اسکے رسول ہیں

وَاَنَّكَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ رِسَالَاتِ رَبِّكَ وَ

اور آپ ہی محمد ابن عبد اللہ ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اپنے پروردگار کے احکام پہنچائے اپنی امت کی

نَصَحْتَ لِاُمَّتِكَ وَجَاهَدْتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

خیر خواہی کی ہے اور آپ نے دانشمندی اور موعظہ حسنہ کے ساتھ خدا کی راہ میں جہاد کیا

وَاَدَّيْتَ الَّذِيْ عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ وَاَنَّكَ قَدْ رَؤُفْتَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ وَغَلُظْتَ

اور حق کے بارے میں آپ نے اپنا فرض ادا کیا ہے اور بے شک آپ مومنوں کے لیے مہربان اور کافروں

النجم الثاقب
في أحوال الإمام الحجة الغائب (عج)
تأليف
الجزء الأول
تحقيق وترجمة وتعليق
السيد ياسين الموسوي
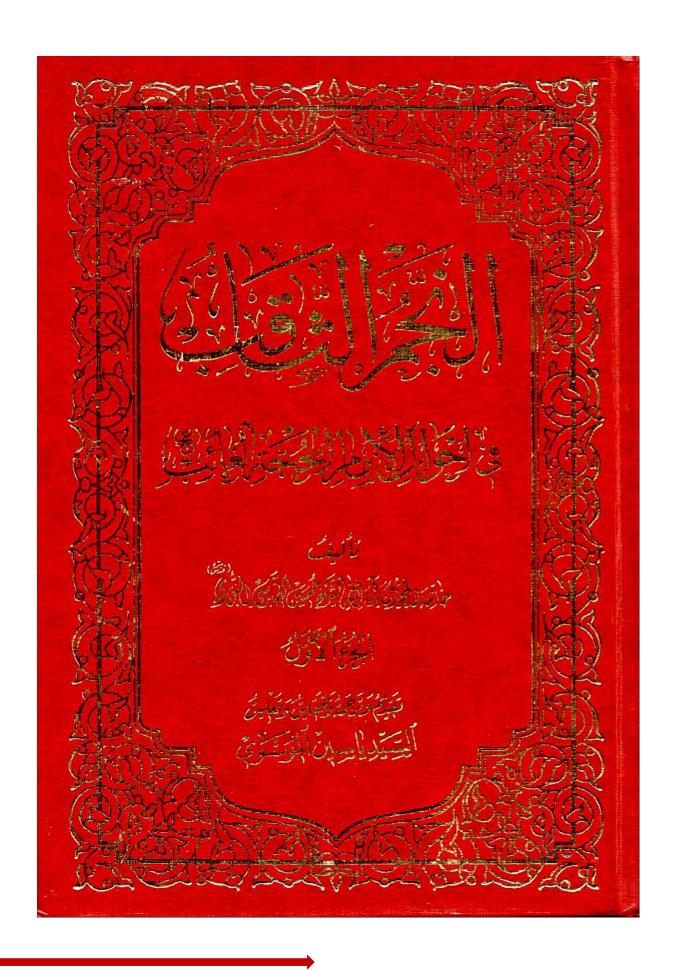
وبعد أن ذكر احتمالنا الذي ذكرناه قال : « الاوسط اظهر كما مرّ في خبر حمزة بن أبي الفتح ... الخ »[١] .

وهذا غريب جداً لان في نسخ (كمال الدين) حتىٰ في نسخة المرحوم نفسه التي منها هو (جعفر) لا (ابو جعفر) .

وقال في منتهى الارب : ويقال فلان يكنى بأبي عبد الله مجهولاً ، ولا يقال يكنى بعبد الله .

وهذا الكلام لرفع توهم في حالة التكني مثلاً بأبي عبد الله ، أو أبي جعفر فلا يقال يكنى بعبد الله أو بجعفر .

فاذن أن ما ذكر هناك كان المقصود منه هو نفس الاسم والله العالم .

الرابع والثلاثون : « الجمعة » .

من أساميه كما سيأتي بيانه مفصلاً في الباب الحادي عشر .

ترجمہ، النجم الثاقب کی پہلی جلد اور دوسرے باب امام العصرؑ والزمانؑ قائمؑ آل محمدؐ کے اسماء درج کئے گے ہیں --- ان اسماء میں سے ایک اسم الجمعۃ ہے ---

اور صاحبِ النجم الثاقب نے اس کی تفصیل دوسری جلد میں کی ہم صرف مخصوص حصہ آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں مکمل تفصیلات کے لئے مذکورہ کتاب کی طرف رجوع کیا جائے --- ملاحظہ فرمائیں ---

في أحوال الإمام الحجة الغائب (ع)

تأليف

خاتمة المحدثين آية الله الشيخ حسين الطبرسي النوري (قدس سره)

تقديم وترجمة وتحقيق وتعليق

السيد ياسين الموسوي

الجزء الثاني

المعاصي ووجود الجبارين والملحدين والكافرين والمنافقين ، ويرون ظهور كلمة الحق واعلاء الدين وشرائع الايمان وشعائر المسلمين بلا منافس ومعارض من اعداء الله وأعداء أوليائه .

وقد أشير إلىٰ هذا المطلب في الدعاء الذي يقرأ بعد طلوع شمس يوم الجمعة كما رواه السيد ابن طاووس في جمال الأسبوع عن الامام الكاظم عليه السلام انّه قال لمحمد بن سنان : هل دعوت في هذا اليوم بالواجب من الدعاء ، وكان يوم الجمعة ، فقلت : وما هو يا مولاي ؟

قال : تقول :

« السلام عليك أيها اليوم الجديد المبارك الذي جعله الله عيداً لأوليائه المطهرين من الدنس ، الخارجين من البلوىٰ ، المكرورين مع اوليائه ، المصفّين من العكر ، الباذلين أنفسهم في محبّة اولياء الرحمن تسليماً [دائماً أبداً][1] .

وتلتفت إلىٰ الشمس وتقول :

« السلام عليك أيها الشمس الطالعة ... الخ »[2] .

بل انّ الجمعة من الأسماء المباركة لإمام العصر عليه السلام ، أو انّها كناية عن شخصه الشريف ، أو انّه السبب في تسمية الجمعة بالجمعة ، كما روىٰ الصدوق في الخصال عن الصقر بن أبي دلف : ان الامام علي النقي عليه السلام قال في شرح الحديث المروي عن النبي صلى الله عليه وآله وسلّم ، قال : « لا تعادوا الأيام فتعاديكم » .

فقال : الأيام نحن .. إلىٰ أن قال : « والجمعة ابن ابني ، وإليه تجتمع عصابة ...[3]

ترجمہ، بلکہ جمعہ امام العصرؑ و الزماں کے مبارک ناموں میں سے ایک نام ہے ---

اور اس کے نیچے وہی حدیث موجود ہے جو پہلے گزر چکی ہے کہ ایام سے دشمنی مت کرو ---

ہم پر یہ روشن دین سے بھی زیادہ واضح ہو چکا ہے کہ جمعہ قائمؑ آل محمدؐ کا نام ہے ---

يٓا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ یہ ذکر اللہ کیا ہے جس کے لئے ہمیں سعی کرنا ہے ---
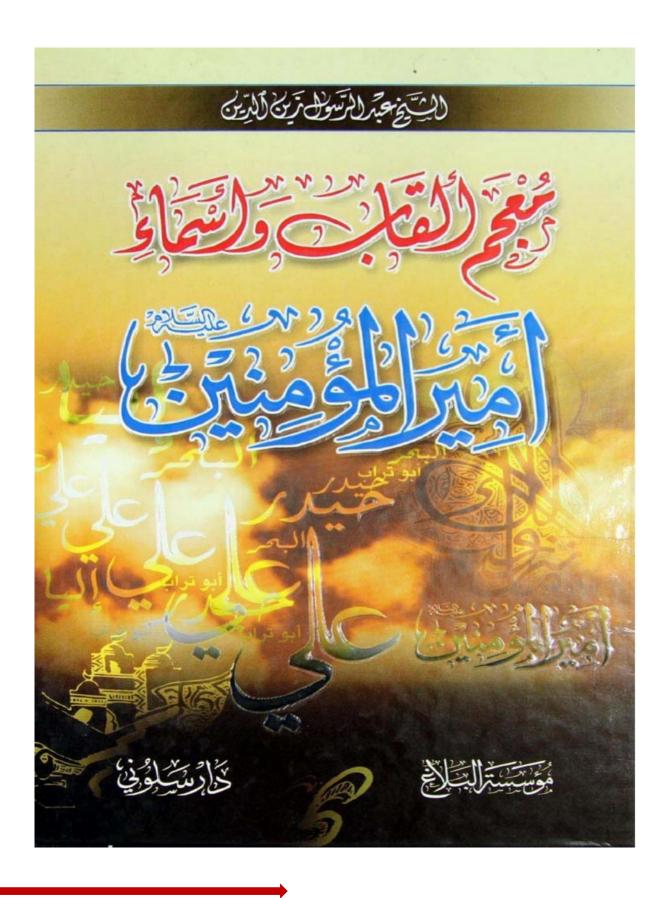
أني لا أضيع عمل عاملٍ منكم من ذكرٍ أو أنثى﴾ قال الذكر علي، والانثى فاطمة، وقت الهجرة إلى رسول الله في المدينة.

(المناقب / ص٣)

٤- الذكر: عن ابي جعفر (ع) في قوله تعالى: ﴿قُلْ ما أسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أجْرٍ وما أنا من الْمُتَكَلِّفِينَ * إنْ هُوَ إلاّ ذِكْرٌ لِلعالَمِينَ﴾ قال هو أمير المؤمنين: ﴿ولَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ﴾ قال خروج القائم.

(روضة الكافي / ص٢٨٧)

-٨٤-

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ(التکویر 27) یقیناً! وہ ہی عالمین کے لئے ذکر ہے---

ترجمہ، امام محمدباقرؑ نے اس آیت (وہ عالمین کے لئے ذکر ہے) کے متعلق فرمایا، وہ عالمین کے لئے ذکر سے مراد امیر المومنینؑ ہیں ---- وہ امیر المومنینؑ ہیں جو عالمین کے لئے ذکر ہیں ---

(آیت جمعہ میں حکم دیا گیا ہے کہ جب ندا دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف سعی (کوشش) کرو اور عالمین کے لئے ذکر امیر المومنینؑ ہیں، پس ہماری سعی امیر المومنینؑ کی طرف ہے ---)

فرات الكوفي
تفسير
فرات الكوفي
تأليف
أبي القاسم فرات بن إبراهيم بن فرات الكوفي
من أعلام الغيبة الصغرى
تحقيق
محمد الكاظم
مؤسسة التاريخ العربي
بيروت - لبنان
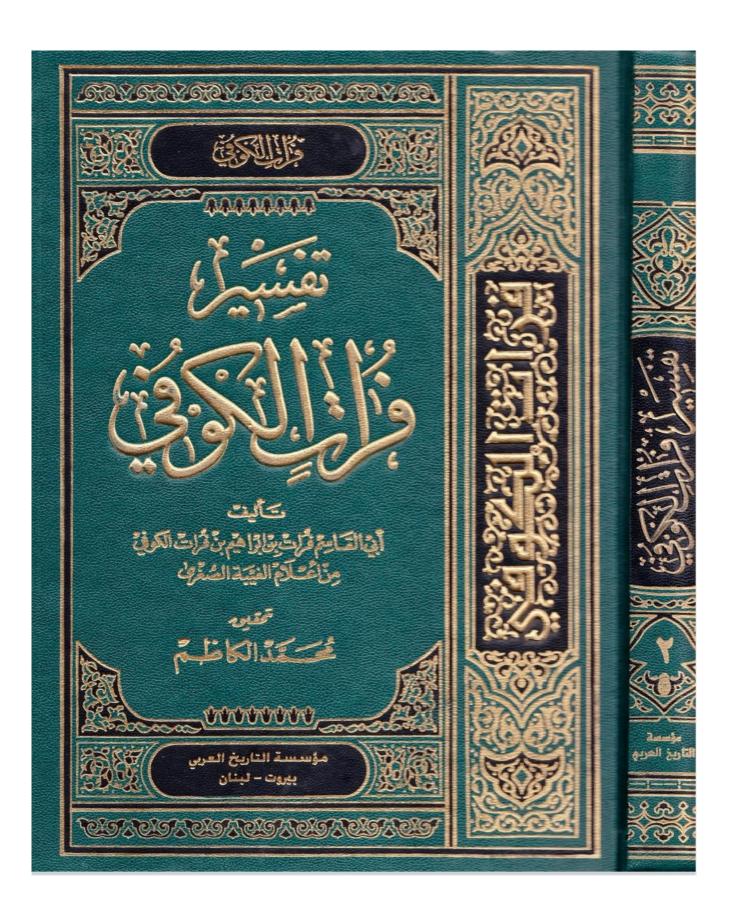
ومن سورة الجمعة

وَيُعَلِّمُهُمُ الكِتابَ وَالحِكْمَةَ ٢

٦٢٩ ــ ٣ ــ [فرات بن إبراهيم الكوفي. ش] قال: حدثني جعفربن محمد الفزاري [قال: حدثني محمدبن أحمد المدائني قال: حدثني هارون بن مسلم عن الحسين بن علوان. [حيلولة] قال: [و] حدثني الفضل بن يوسف قال: حدثني عبدالملك بن مروان عن الكلبي عن أبي صالح. ش]:

عن ابن عباس رضي الله عنه في قوله [تعالى. ر]: (هو الذي بعث في الأميين رسولاً منهم يتلو عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة) [الآية. ش] قال: الكتاب القرآن والحكمة ولاية علي بن أبي طالب عليه السلام.

فاسْعَوْا إلىٰ ذِكْرِ اللّهِ ٩

٦٣٠ ــ ٢ ــ قال: حدثنا زيدبن حمزة معنعناً:

---

٦٢٩. رواه عنه الحاكم الحسكاني في الشواهد وتكميل السند منه.

هارون بن مسلم الكاتب الأنباري السر من رائي أبوالقاسم ثقة وجه لقي أبا محمد وأباالحسن عليهما السلام له كتب. قاله النجاشي. وله ترجمة في رجال الشيخ في أصحاب العسكري وفي تاريخ بغداد سمع منه رجاءبن يحيى سنة ٢٥٤.

عبدالملك بن مروان له ترجمة في التهذيب توفي سنة ٢٥٦ وذكره ابن حبان في الثقات.

وفي خ قبل هذا الحديث: ورواه ابن عباس. وفي أ، ر: ورفعه ابن عباس رضي الله عنه. وقد سقطت العبارة من (ب) مع صدر السند وذيل الحديث التالي الذي هو مقدم على هذا الحديث حسب الترتيب السابق. وفي أ: طالب عليه السلام والتحية والاكرام. والتسليم لم يرد في ش.

←

عن ابراهيم ــ يعني ابن الهيثم الزهري ــ قال: سمعت خالي يقول: قال سعيدبن جبير: ما خلق الله عزوجل رجلاً بعد النبي صلى الله عليه و آله وسلم أفضل من علي بن أبي طالب عليه السلام، قول الله عزوجل: (فاسعوا إلى ذكر الله) قال: إلى ولاية علي بن أبي طالب عليه السلام.

وإذا رَأَوْا تِجارَةً أوْ لَهْواً انفَضُّوا إلَيْها وتَرَكُوكَ قائماً ١١

٦٣١ ــ ١ ــ قال: حدثنا أبوالقاسم العلوي [قال: حدثنا فرات] معنعناً:

عن السدي قال: مردحية [بن خليفة. ب] الكلبي بتجارة له من الشام من طعام و غيره وكان التجار قد أبطؤا عن المدينة فأصابهم لذلك جهد فبينا رسول الله [صلى الله عليه و آله وسلم. ر] يخطب الناس في المسجد يوم الجمعة إذ قدمت العير فانفض الناس إليها وتركوا النبي [صلى الله عليه و آله وسلم. أ] قائماً يخطب مخافة تفرقهم [ب: ففرقهم] ولم يبق مع النبي إلا خمسة عشر [نفراً. ر] فأنزل الله تعالى هذه الآية: (و إذا رأوا تجارةً أو لهواً انفضوا إليها وتركوك قائماً قل ما عندالله خير من اللهو ومن التجارة والله خير الرازقين).

ترجمہ،

اللہ کے ذکر کی طرف سعی کرو۔۔۔ ذکر اللہ مراد ولایت امیر المومنینؑ ہے۔۔۔ اللہ کے ذکر کی طرف سعی کرو

یعنی ولایت علیؑ کی طرف سعی کرو۔۔۔

اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق کیساتھ بھیجا تاکہ تمام ادیان پر غالب اسکے گو مشرک قائم آلِ محمدؐ جب دُنیا میں تشریف لائیں گے
تو کوئی مشرک اور کافر آپ کے آنے کو پسند نہیں کرے گا۔ اگر مشرک پتھر کے
پیٹ میں چھپا ہوگا، تو پتھر مومن سے کہے گا، مجھ میں مشرک چھپا ہوا ہے، مجھے
توڑ کر اس کو نکال کر قتل کرو۔"

سورۂ جمعہ دحیہ کلبی کھانے پینے کی چیزیں لیکر مدینہ میں فروخت کی غرض سے آیا، کافی عرصہ سے مدینہ میں تجارت کا مال نہیں آیا تھا۔ لوگ سخت تکلیف میں تھے، رسول اللہ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، پندرہ آدمیوں کے سوا باقی سب لوگ، رسول اللہ کو چھوڑ تجارت کے قافلہ کی طرف بھاگے، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ——

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَنِ انْفَضُّوا اِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا قُلْ
مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ
جب تجارت کے مال یا کھیل کو دیکھتے ہیں، اس کی طرف ٹوٹ پڑتے ہیں تجھے
اکیلا چھوڑ دیتے ہیں، کہو اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ کھیل اور تجارت سے
بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ بہترین رازق ہے۔"

ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ذیل کی آیت کی تفسیر میں فرمایا ——
فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ
ذکر خدا کی طرف دوڑو۔ —— علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کی طرف دوڑو۔

ابن عباس نے ذیل کی آیت کی تفسیر میں فرمایا ——
هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
کتاب مستطاب
الشافی
کتاب الایمان والکفر
ترجمہ اُصول کافی جلد چہارم
حضرت ثقۃ الاسلام علاّمہ فہامہ مولانا الشیخ بن محمّد یعقوبؒ کلینی علیہ الرّحمتہ
ترجمہ
مفسرِ قرآن عالیجناب ادیبِ اعظم مولانا السیّد ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہٗ العالی نقوی الامروہوی
بانی و منتظم جامعہ امامیہ کراچی
مصنّف دو صد کتب
ناشر
ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) گلستانِ جوہر۔ کراچی

۶۔ وَعَنْهُ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي الصَّبَّاحِ مَوْلَىٰ آلِ سَامٍ، عَنْ، أَبِي عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام قَالَ: لَيْسَ الْقُبْلَةُ عَلَى الْفَمِ اِلَّا لِلزَّوْجَةِ[اَ]وِالْوَلَدِالصَّغِيرِ.

۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے زوجہ اور طفل صغیر کے دہن پر بوسہ دینا چاہیئے۔

دو سو نواں باب

تذکرۃ الاخوان (یعنی ذکر فضائل آل محمد [illegible] کا باعث ہے)

(بَابُ تَذَاكُرِ الْإِخْوَانِ) ۲۰۹

۱۔ عِدَّةٌ مِنْ اَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام يَقُولُ: شِيعَتُنَا الرُّحَمَاءُ بَيْنَهُمْ، الَّذِينَ اِذَا خَلَوْا ذَكَرُوا اللّٰهَ [اِنَّ ذِكْرَنَا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ] اِنَّا اِذَا ذُكِرْنَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَاِذَا ذُكِرَ عَدُوُّنَا ذُكِرَ الشَّيْطَانُ

۱۔ علی بن حمزہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہمارے شیعہ آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے والے ہیں جب وہ خلوت میں ہوتے ہیں تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں ہمارا ذکر اللہ کا ذکر ہے جب ہمارا ذکر کیا جائے گا تو اللہ کا ذکر ہوگا اور جب ہمارے دشمن کا ذکر ہوگا تو شیطان کا ذکر ہوگا

۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام قَالَ: تَزَاوَرُوا فَاِنَّ فِي زِيَارَتِكُمْ اِحْيَاءً لِقُلُوبِكُمْ وَذِكْرًا لِاَحَادِيثِنَا، وَأَحَادِيثُنَا تُعَطِّفُ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ فَاِنْ أَخَذْتُمْ بِهَا رَشَدْتُمْ وَنَجَوْتُمْ وَاِنْ تَرَكْتُمُوهَا ضَلَلْتُمْ وَهَلَكْتُمْ، فَخُذُوا بِهَا وَأَنَا بِنَجَاتِكُمْ زَعِيمٌ

۲۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا۔ ایک دوسرے کی زیارت کرو، تمہاری زیارت سے تمہارے قلوب زندہ ہوں گے اور ہماری احادیث کا ذکر ہوگا اور ہماری حدیث ایک کو دوسرے پر مہربان بنائیں گی اگر تم ان سے فیض حاصل کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور نجات حاصل کرو گے اور اگر ان کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور ہلاک ہو جاؤ گے ان احادیث کو لئے رہو میں تمہاری نجات کا ضامن ہوں۔

الكافي
الشيخ
محمد بن يعقوب الكليني
أصول الكافي
الجزء الأول
الجزء الثاني
منشورات الفجر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
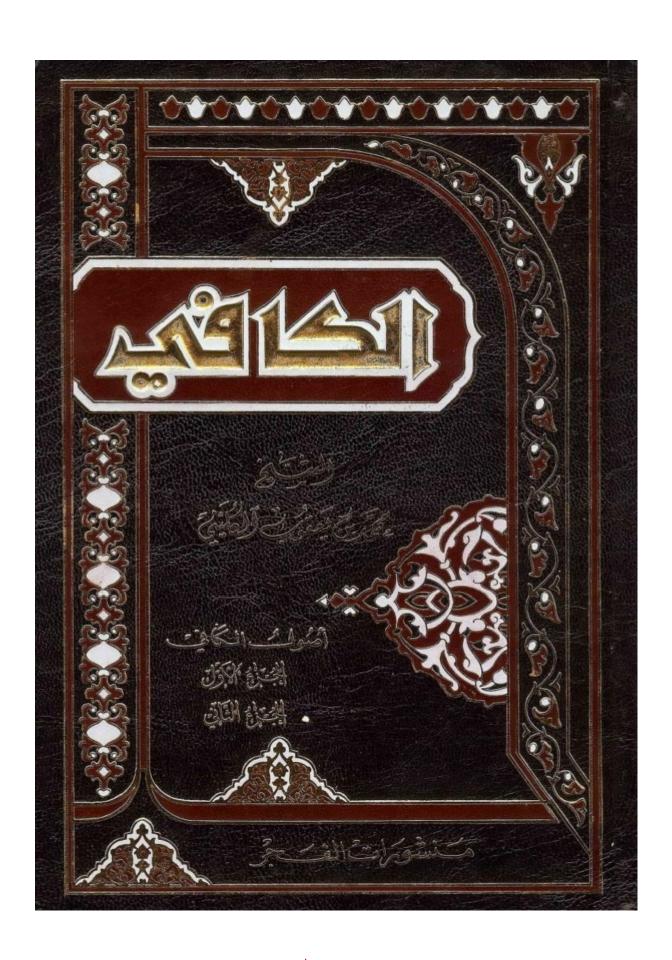
كتاب فَضْلِ الْقُرْآنِ

٢٧٠ - باب تمثل الْقُرْآنِ وشفاعته لأهله

١ - عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْعَبَّاسِ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ الْحَرِيرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدِ الْخَفَّافِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: يَا سَعْدُ تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ، فَإِنَّ الْقُرْآنَ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا الْخَلْقُ، والنَّاسُ صُفُوفٌ عِشْرُونَ ومِائَةُ أَلْفِ صَفٍّ؛ ثَمَانُونَ أَلْفَ صَفٍّ أُمَّةُ مُحَمَّدٍ، وأَرْبَعُونَ أَلْفَ صَفٍّ مِنْ سَائِرِ الأُمَمِ، فَيَأْتِي عَلَى صَفِّ الْمُسْلِمِينَ فِي صُورَةِ رَجُلٍ فَيُسَلِّمُ فَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ ثُمَّ يَقُولُونَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ نَعْرِفُهُ بِنَعْتِهِ وصِفَتِهِ غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ أَشَدَّ اجْتِهَاداً مِنَّا فِي الْقُرْآنِ، فَمِنْ هُنَاكَ أُعْطِيَ مِنَ الْبَهَاءِ والْجَمَالِ والنُّورِ مَا لَمْ نُعْطَهُ، ثُمَّ يُجَاوِزُ حَتَّى يَأْتِيَ عَلَى صَفِّ الشُّهَدَاءِ فَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ الشُّهَدَاءُ ثُمَّ يَقُولُونَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الرَّبُّ الرَّحِيمُ، إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ مِنَ الشُّهَدَاءِ نَعْرِفُهُ بِسَمْتِهِ وصِفَتِهِ غَيْرَ أَنَّهُ مِنْ شُهَدَاءِ الْبَحْرِ، فَمِنْ هُنَاكَ أُعْطِيَ مِنَ الْبَهَاءِ والْفَضْلِ مَا لَمْ نُعْطَهُ، قَالَ: فَيَتَجَاوَزُ حَتَّى يَأْتِيَ عَلَى صَفِّ شُهَدَاءِ الْبَحْرِ فِي صُورَةِ شَهِيدٍ فَيَنْظُرُ إِلَيْهِ شُهَدَاءُ الْبَحْرِ فَيَكْثُرُ تَعَجُّبُهُمْ ويَقُولُونَ: إِنَّ هَذَا مِنْ شُهَدَاءِ الْبَحْرِ نَعْرِفُهُ بِسَمْتِهِ وصِفَتِهِ، غَيْرَ أَنَّ الْجَزِيرَةَ الَّتِي أُصِيبَ فِيهَا كَانَتْ أَعْظَمَ هَوْلًا مِنَ الْجَزِيرَةِ الَّتِي أُصِبْنَا فِيهَا فَمِنْ هُنَاكَ أُعْطِيَ مِنَ الْبَهَاءِ والْجَمَالِ والنُّورِ مَا لَمْ نُعْطَهُ، ثُمَّ يُجَاوِزُ حَتَّى يَأْتِيَ صَفَّ النَّبِيِّينَ والْمُرْسَلِينَ فِي صُورَةِ نَبِيٍّ مُرْسَلٍ، فَيَنْظُرُ النَّبِيُّونَ والْمُرْسَلُونَ إِلَيْهِ فَيَشْتَدُّ لِذَلِكَ تَعَجُّبُهُمْ ويَقُولُونَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، إِنَّ هَذَا النَّبِيَّ مُرْسَلٌ نَعْرِفُهُ بِسَمْتِهِ وصِفَتِهِ غَيْرَ أَنَّهُ أُعْطِيَ فَضْلًا كَثِيراً، قَالَ: فَيَجْتَمِعُونَ فَيَأْتُونَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وآله فَيَسْأَلُونَهُ ويَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ مَنْ هَذَا؟ فَيَقُولُ لَهُمْ: «أَوَ مَا تَعْرِفُونَهُ»؟ فَيَقُولُونَ مَا نَعْرِفُهُ هَذَا مِمَّنْ لَمْ يَغْضَبِ اللهُ عَلَيْهِ، فَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله: «هَذَا حُجَّةُ اللهِ عَلَى خَلْقِهِ، فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يُجَاوِزُ حَتَّى يَأْتِيَ عَلَى صَفِّ الْمَلَائِكَةِ فِي صُورَةِ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ، فَتَنْظُرُ إِلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ فَيَشْتَدُّ تَعَجُّبُهُمْ ويَكْبُرُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ لِمَا رَأَوْا مِنْ فَضْلِهِ» ويَقُولُونَ: تَعَالَى رَبُّنَا وتَقَدَّسَ، إِنَّ هَذَا الْعَبْدَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ نَعْرِفُهُ بِسَمْتِهِ وصِفَتِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ أَقْرَبَ الْمَلَائِكَةِ إِلَى اللهِ عَزَّ وجَلَّ مَقَاماً، فَمِنْ هُنَاكَ أُلْبِسَ مِنَ النُّورِ والْجَمَالِ مَا لَمْ نُلْبَسْ، ثُمَّ يُجَاوِزُ حَتَّى يَنْتَهِيَ إِلَى رَبِّ الْعِزَّةِ تَبَارَكَ وتَعَالَى، فَيَخِرُّ تَحْتَ الْعَرْشِ، فَيُنَادِيهِ تَبَارَكَ وتَعَالَى: يَا حُجَّتِي فِي الأَرْضِ، وكَلَامِيَ الصَّادِقَ النَّاطِقَ، ارْفَعْ رَأْسَكَ وسَلْ تُعْطَ، واشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَيَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وتَعَالَى: كَيْفَ رَأَيْتَ عِبَادِي؟ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ مِنْهُمْ مَنْ صَانَنِي وحَافَظَ عَلَيَّ ولَمْ يُضَيِّعْ شَيْئاً، ومِنْهُمْ مَنْ ضَيَّعَنِي واسْتَخَفَّ بِحَقِّي وكَذَّبَ بِي، وأَنَا حُجَّتُكَ عَلَى جَمِيعِ خَلْقِكَ،

فَيَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وتَعَالَى: وعِزَّتِي وجَلَالِي وارْتِفَاعِ مَكَانِي، لَأُثِيبَنَّ عَلَيكَ الْيَوْمَ أَحْسَنَ الثَّوَابِ، ولَأُعَاقِبَنَّ عَلَيكَ الْيَوْمَ أَلِيمَ الْعِقَابِ. قَالَ: فَيَرْجِعُ الْقُرْآنُ رَأْسَهُ فِي صُورَةٍ أُخرَى؛ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا جَعْفَرٍ فِي أَيِّ صُورَةٍ يَرْجِعُ؟ قَالَ: فِي صُورَةِ رَجُلٍ شَاحِبٍ مُتَغَيِّرٍ يُبْصِرُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ، فَيَأْتِي الرَّجُلَ مِنْ شِيعَتِنَا الَّذِي كَانَ يَعْرِفُهُ ويُجَادِلُ بِهِ أَهْلَ الْخِلَافِ فَيَقُومُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيَقُولُ: مَا تَعْرِفُنِي؟ فَيَنْظُرُ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُولُ: مَا أَعْرِفُكَ يَا عَبْدَ اللهِ، قَالَ: فَيَرْجِعُ فِي صُورَتِهِ الَّتِي كَانَتْ فِي الْخَلْقِ الأَوَّلِ ويَقُولُ: مَا تَعْرِفُنِي؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيَقُولُ الْقُرْآنُ: أَنَا الَّذِي أَسْهَرْتُ لَيْلَكَ وأَنْصَبْتُ عَيْشَكَ، سَمِعْتَ الأَذَى ورُجِمْتَ بِالْقَوْلِ فِيَّ أَلَا وإِنَّ كُلَّ تَاجِرٍ قَدِ اسْتَوْفَى تِجَارَتَهُ وَأَنَا وَرَاءَكَ الْيَوْمَ، قَالَ: فَيَنْطَلِقُ بِهِ إِلَى رَبِّ الْعِزَّةِ تَبَارَكَ وتَعَالَى فَيَقُولُ: يَا رَبِّ يَا رَبِّ عَبْدُكَ وأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ قَدْ كَانَ نَصِباً فِيَّ، مُوَاظِباً عَلَيَّ، يُعَادَى بِسَبَبِي، ويُحِبُّ فِيَّ ويُبْغِضُ، فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وجَلَّ: أَدْخِلُوا عَبْدِي جَنَّتِي واكْسُوهُ حُلَّةً مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ وتَوِّجُوهُ بِتَاجٍ، فَإِذَا فُعِلَ بِهِ ذَلِكَ عُرِضَ عَلَى الْقُرْآنِ فَيُقَالُ لَهُ: هَلْ رَضِيتَ بِمَا صُنِعَ بِوَلِيِّكَ؟ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ إِنِّي أَسْتَقِلُّ هَذَا لَهُ فَزِدْهُ مَزِيدَ الْخَيْرِ كُلِّهِ، فَيَقُولُ: وعِزَّتِي وجَلَالِي وعُلُوِّي وارْتِفَاعِ مَكَانِي لَأَنْحَلَنَّ لَهُ الْيَوْمَ خَمْسَةَ أَشْيَاءَ مَعَ الْمَزِيدِ لَهُ ولِمَنْ كَانَ بِمَنْزِلَتِهِ، أَلَا إِنَّهُمْ شَبَابٌ لَا يَهْرَمُونَ، وأَصِحَّاءُ لَا يَسْقُمُونَ وأَغْنِيَاءُ لَا يَفْتَقِرُونَ وفَرِحُونَ لَا يَحْزَنُونَ وأَحْيَاءٌ لَا يَمُوتُونَ. ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الآيَةَ ﴿لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ﴾ [الدخان: ٥٦] قَالَ: قُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ يَا أَبَا جَعْفَرٍ وهَلْ يَتَكَلَّمُ الْقُرْآنُ؟ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ: رَحِمَ اللهُ الضُّعَفَاءَ مِنْ شِيعَتِنَا إِنَّهُمْ أَهْلُ تَسْلِيمٍ، ثُمَّ قَالَ: نَعَمْ يَا سَعْدُ، والصَّلَاةُ تَتَكَلَّمُ ولَهَا صُورَةٌ وخَلْقٌ تَأْمُرُ وتَنْهَى، قَالَ سَعْدٌ: فَتَغَيَّرَ لِذَلِكَ لَوْنِي وقُلْتُ: هَذَا شَيْءٌ لَا أَسْتَطِيعُ أَنَا أَتَكَلَّمُ بِهِ فِي النَّاسِ، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: وهَلِ النَّاسُ إِلَّا شِيعَتُنَا، فَمَنْ لَمْ يَعْرِفِ الصَّلَاةَ فَقَدْ أَنْكَرَ حَقَّنَا. ثُمَّ قَالَ: يَا سَعْدُ أُسْمِعُكَ كَلَامَ الْقُرْآنِ؟ قَالَ سَعْدٌ: فَقُلْتُ: بَلَى صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ، فَقَالَ: إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ والْمُنْكَرِ ولَذِكْرُ اللهِ أَكْبَرُ فَالنَّهْيُ كَلَامٌ والْفَحْشَاءُ والْمُنْكَرُ رِجَالٌ ونَحْنُ ذِكْرُ اللهِ ونَحْنُ أَكْبَرُ.

ترجمہ؛ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ {عنکبوت 45} بتحقیق! نماز فحاشی سے اور المنکر سے روکتی ہے اور یقیناً اللہ کا ذکر اکبر ہے (اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے)---

امام محمدباقرؑ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، ہمؑ ہی اللہ کا ذکر ہیں، اور ہمؑ ہی اکبر ہیں---

اللہ کا ذکر بڑا ہے یعنی علیؑ بڑا ہے---ذکر اللہ امیر المومنینؑ ہیں اللہ کا ذکر محمدؐ و اہل البیتؑ محمدؐ ہیں---

سورہ جمعہ میں جس ذکر اللہ کی طرف سعی کرنی ہے وہ ذکر اللہ آپ پر روشن دن سے زیادہ واضح ہو چکا ہے---

اللوامع النورانية
في أسماء علي وأهل بيته القرآنية
تأليف
العلامة المحدث المفسر
السيد هاشم الحسيني البحراني
المتوفى سنة ١١٠٧ هـ ق
حققه وعلق عليه
الشيخ حامد الفدوي الأردستاني

قائماً﴾[١].

٤/١٣٤٠ـ الشيخ المفيد في كتاب (الإختصاص)، قال: روي عن جابر الجعفي، قال: كنت ليلة من بعض الليالي عند أبي جعفر عليه السلام فقرأت هذه الآية: ﴿يٰا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذٰا نُودِيَ لِلصَّلاٰةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلىٰ ذِكْرِ اللهِ﴾، قال: فقال عليه السلام: «مه يا جابر، كيف قرأت؟» قلت: ﴿يٰا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذٰا نُودِيَ لِلصَّلاٰةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلىٰ ذِكْرِ اللهِ﴾، قال: «هذا تحريف، يا جابر».

قال: قلت: فكيف أقرأ، جعلني الله فداك؟ قال: فقال: «يٰا أيها الذين آمنوا إذا نودي للصلاة من يوم الجمعة فامضوا إلى ذكر الله، هكذا نزلت يا جابر [لو كان سعياً لكان عدواً، لما كرهه رسول الله صلى الله عليه وآله] لقد كان يكره أن يعدو الرجل إلى الصلاة.

يا جابر، لم سمّيت الجمعة يوم الجمعة؟» قال: قلت: تُخبرني، جعلني الله فداك. قال: «أفلا أُخبرك بتأويله الأعظم؟» قال: قلت: بلى، جعلني الله فداك، قال: فقال: «يا جابر، سَمّى الله الجمعة جمعة لأن الله عزّ وجلّ جمع في ذلك اليوم الأوّلين والآخرين، وجميع ما خلق الله من الجنّ والإنس، وكلّ شيء خلق ربّنا والسماوات والأرضين والبحار، والجنّة والنّار، وكلّ شيء خلقه الله في الميثاق، فأخذ الميثاق منهم له بالربوبيّة، ولمحمّد صلى الله عليه وآله بالنّبوّة، ولعليّ عليه السلام بالولاية، وفي ذلك اليوم قال الله للسماوات والأرض: ﴿ائْتِيٰا طَوْعاً أَوْ كَرْهاً قٰالَتٰا أَتَيْنٰا طٰائِعِينَ﴾[٢].

فسمّى الله ذلك اليوم الجمعة لجمعه فيه الأوّلين والآخرين، ثم قال عزّ وجلّ: ﴿يٰا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذٰا نُودِيَ لِلصَّلاٰةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ﴾ من يومكم هذا

---

(١) الجمعة ٦٢: ١١.

(٢) فصلت ٤١: ١١.

الّذي جمعكم فيه، والصلاة أمير المؤمنين عليه السلام يعنى بالصلاة الولاية، وهي الولاية الكبرى، ففي ذلك اليوم أتت الرسل والأنبياء، والملائكة وكل شيء خلق الله، والثقلان الجنّ والإنس، والسماوات والأرضون، والمؤمنون بالتلبية لله عزّ وجلّ (فَامْضُوا إِلى ذِكْرِ اللهِ) وذكر الله: أمير المؤمنين عليه السلام ﴿وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾ يعنى الأول ﴿ذٰلِكُمْ﴾ يعنى بيعة أمير المؤمنين عليه السلام وولايته ﴿خَيْرٌ لَكُمْ﴾ من بيعة الأوّل وولايته ﴿إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ * فَإِذٰا قُضِيَتِ الصَّلاةُ﴾ يعني بيعة أمير المؤمنين عليه السلام ﴿فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ﴾ يعني بالأرض الأوصياء، أمر الله بطاعتهم وولايتهم كما أمر بطاعة الرسول وطاعة أمير المؤمنين عليه السلام، كنّى الله في ذلك عن أسمائهم فسمّاهم بالأرض (وَابْتَغُوا فَضْلَ اللهِ)». قال جابر: ﴿وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللهِ﴾! قال: «تحريف، هكذا أُنزلت: وابتغوا فضل الله على الأوصياء ﴿وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيراً لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾.

ثمّ خاطب الله عزّ وجلّ في ذلك الموقف محمّداً صلى الله عليه وآله، فقال: يا محمّد ﴿إِذٰا رَأَوْا﴾ الشُّكّاك والجاحدون ﴿تِجارَةً﴾ يعنى الأوّل ﴿أَوْ لَهْواً﴾ يعنى الثاني (انْصَرَفُوا إِليها)». قال: قلت: ﴿انْفَضُّوا إِلَيْهٰا﴾! قال: «تحريف، هكذا نزلت ﴿وَتَرَكُوكَ﴾ مع عليّ ﴿قائِماً قُلْ﴾ يا محمّد ﴿مٰا عِنْدَ اللهِ﴾ من ولاية عليّ والأوصياء ﴿خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجارَةِ﴾ يعنى بيعة الأول والثاني (لِلَّذِين اتّقوا)» قال: قلت: ليس فيها (لِلَّذِينَ اتّقوا)؟ قال: فقال: «بلى، هكذا نزلت الآية: وأنتم هم الذين اتقوا ﴿وَاللهُ خَيْرُ الرّٰازِقِينَ﴾»[١].

---

(١) الإختصاص: ١٢٨.

البرهان
في تفسير القرآن
تأليف
العلامة المحدث السيد هاشم البحراني
حققه وعلق عليه
لجنة من العلماء والمحققين الأخصائيين
الجزء الثامن
منشورات
مؤسسة الأعلمي للمطبوعات
بيروت - لبنان
البرهان في تفسير القرآن
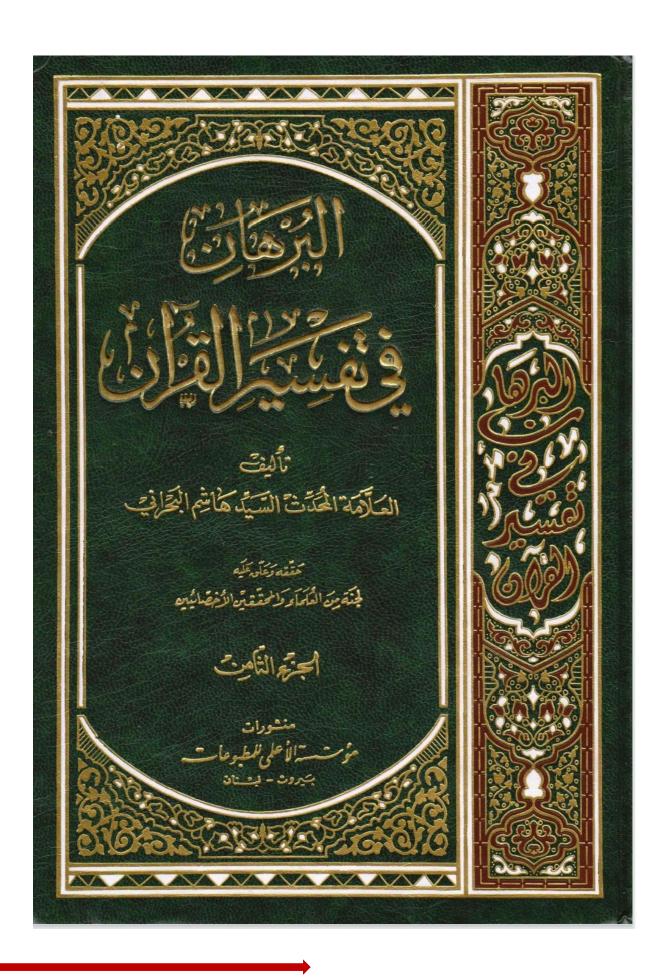
الجُمعة جُمعة؟ قال: «إنّ الله عزّ وجلّ جمع فيها خَلْقه لولاية محمّد ووصيّه في الميثاق، فسمّاه يوم الجُمُعة لجمعه فيه خَلْقه»[١].

٨ ـ **الشيخ في مجالسه**، قال: أخبرنا أبو الحسن محمّد بن أحمد بن الحسن ابن شاذان، عن القاضي أبو الفرج المُعافىٰ بن زكريا، قال: حدّثنا أحمد بن هَوذة، قال: حدّثنا إبراهيم بن إسحاق، قال: حدّثني محمّد بن سليمان الديلمي، عن أبيه، قال: سألتُ جعفر بن محمّد عليه السلام: لم سُمّيت الجُمُعَة جُمعة؟ قال: «لأنّ الله تعالى جمع فيها خَلْقه لولاية محمّد وأهل بيته عليهم السلام»[٢].

٩ ـ **المفيد في الاختصاص**، قال: رُوي عن جابر الجعفي، قال: كنتُ ليلة من بعض الليالي عند أبـي جعفر عليه السلام فقرأت هذه الآية: **﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلاةِ مِنْ يَوْمِ الجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ﴾**، قال: فقال عليه السلام: «مه يا جابر، كيف قرأت؟» قلت: **﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلاةِ مِنْ يَوْمِ الجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ﴾**، قال: «هذا تحريف، يا جابر». قال: قلت: فكيف أقرأ، جعلني الله فداك؟ قال: فقال: «يا أيّها الذين آمنوا إذا نُودي للصلاة من يوم الجمعة فامضوا إلى ذكر الله» هكذا نزلت يا جابر، لو كان سعياً لكان عَدْواً، لما كرهه رسول الله صلى الله عليه وآله، لقد كان يكره أن يَعْدُو الرجل إلى الصلاة.

يا جابر، لم سمّيت الجُمُعَة يوم الجُمُعَة؟»، قال: قلت: تُخبرني، جعلني الله فِداك. قال: «أفلا أُخبرك بتأويله الأعظم؟»، قال: قلت: بلى، جعلني الله فِداك، قال: فقال: «يا جابر، سَمّى الله الجُمُعَة جمعة لأن الله عزّ وجلّ جمع في ذلك اليوم الأوّلين والآخرين، وجميع ما خلق الله من الجنّ والإنس، وكلّ شيء خلق ربّنا والسماوات والأرضين والبحار، والجنّة والنّار، وكلّ شيء خلقه الله في الميثاق، فأخذ الميثاق منهم له بالربوبيّة، ولمحمّد صلى الله عليه وآله بالنبوّة، ولعليّ عليه السلام بالولاية، وفي ذلك اليوم قال الله للسماوات والأرض: **﴿أئْتِيَا طَوْعاً أَوْ كَرْهاً قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ﴾**[٣]. فسمّى الله ذلك اليوم الجُمُعَة لجَمْعه فيه الأوّلين والآخرين، ثم قال عزّ وجلّ: **﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلاةِ مِنْ يَوْمِ الجُمُعَةِ﴾** من يومكم هذا الّذي جَمعكم فيه، والصلاة أمير المؤمنين عليه السلام يعني بالصلاة الولاية، وهي الولاية

(١) الكافي ج ٣ ص ٤١٥ ح ٧. (٢) الأمالي ج ٢ ص ٢٩٩.
(٣) سورة فصلت، الآية: ١١.

الكبرى، ففي ذلك اليوم أتت الرّسل والأنبياء، والملائكة وكل شيء خلق الله، والثقلان: الجنّ والإنس، والسماوات والأرضون، والمؤمنون بالتلبية لله عزّ وجلّ.

(فَامْضُوا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ) وذكر الله: أمير المؤمنين عليه السلام ﴿وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾ يعني الأول ﴿ذَٰلِكُمْ﴾ يعني بيعة أمير المؤمنين عليه السلام وولايته ﴿خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ من بيعة الأوّل وولايته ﴿إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ * فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ﴾ يعني بيعة أمير المؤمنين عليه السلام ﴿فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ﴾ يعني بالأرض الأوصياء، أمر الله بطاعتهم وولايتهم كما أمر بطاعة الرسول وطاعة أمير المؤمنين عليه السلام، كنّى الله في ذلك عن أسمائهم فسمّاهم بالأرض (وَٱبْتَغُوا فَضْلَ اللَّهِ)». قال جابر: ﴿وَٱبْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ﴾! قال: «تحريف، هكذا أُنزلت: وابتغوا فضل الله على الأوصياء ﴿وَٱذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيراً لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾. ثمّ خاطب الله عزّ وجلّ في ذلك الموقف محمّداً صلى الله عليه وآله، فقال: يا محمّد ﴿وَإِذَا رَأَوْا﴾ الشُّكّاك والجاحدون ﴿تِجَارَةً﴾ يعني الأوّل ﴿أَوْ لَهْواً﴾ يعني الثاني (ٱنْصَرَفوا إليها)». قال: قلت: ﴿ٱنْفَضُّوا إِلَيْهَا﴾! قال: «تحريف، هكذا نزلت ﴿وتَرَكُوكَ﴾ مع عليّ ﴿قَائِماً قُل﴾ يا محمّد ﴿مَا عِنْدَ اللَّهِ﴾ من ولاية عليّ والأوصياء ﴿خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ﴾ يعني بيعة الأول والثاني (لِلَّذِينَ اتَّقوا)، قال: قلت: ليس فيها (لِلَّذِينَ اتَّقوا)؟ قال: فقال: «بلى، هكذا نزلت الآية، وأنتم هم الذين اتّقوا ﴿وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾»[1].

١٠ ـ محمد بن العباس، قال: حدّثنا عبد العزيز بن يحيى، عن المغيرة بن محمّد، عن عبد الغفار بن محمّد، عن قيس بن الربيع، عن حُصين، عن سالم بن أبي الجَعْد، عن جابر بن عبد الله، قال: ورد المدينة عِير فيها تجارة من الشام، فضرب أهل المدينة بالدُّفوف، وفَرِحوا وضَحِكوا، ودخلتُ والنبيّ صلى الله عليه وآله يخطُب يوم الجُمعة، فخرج الناس من المسجد وتركوا رسول الله صلى الله عليه وآله قائماً، ولم يبق معه في المسجد إلاّ اثنا عشر رجلاً، عليّ بن أبي طالب عليه السلام منهم[2].

١١ ـ وعنه، قال: حدّثنا أحمد بن القاسم، عن أحمد بن محمّد بن سيار، عن محمّد بن خالد، عن الحسن بن سيف بن عَميرة، عن عبد الكريم بن عمرو، عن جعفر الأحمر بن سيّار، عن أبي عبد الله عليه السلام، في قوله تعالى: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْواً ٱنفَضُّوا إِلَيْهَا وتَرَكُوكَ قَائِماً﴾؟ قال: «انفضّوا عنه إلاّ عليّ بن أبي

(١) الاختصاص ص ١٢٨.

(٢) تأويل الآيات ج ٢ ص ٦٩٣ ح ٣.
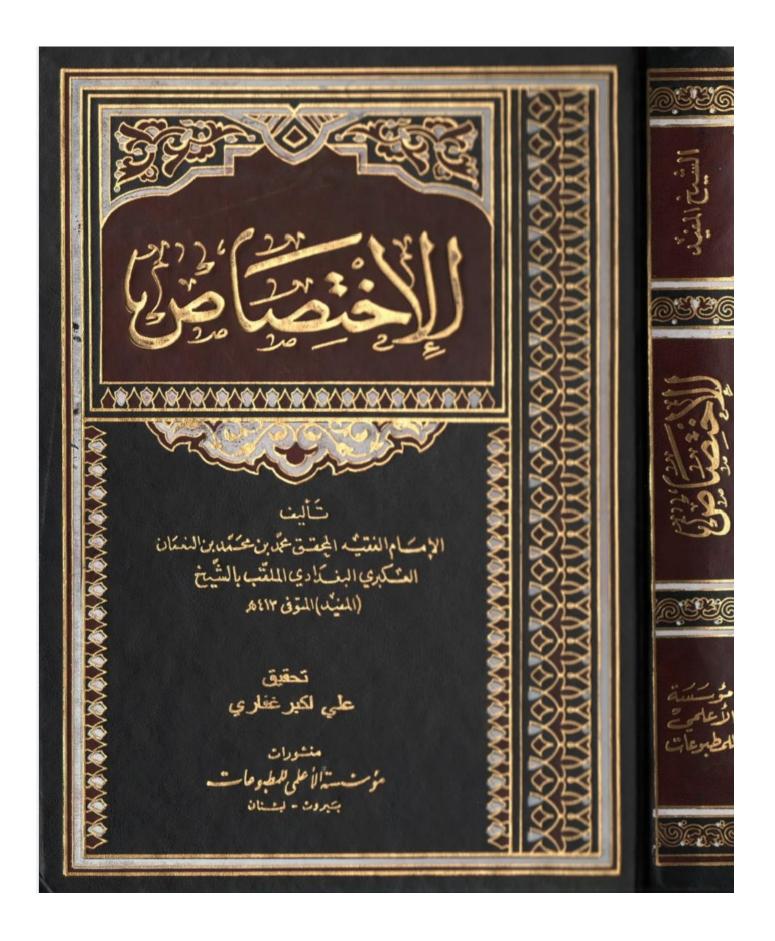
وروي عن ابن عبّاس أنّه كان يقول: إنَّ بني أُميّة وطئوا على صماخ الدّين وذبحوا كتاب الله بشفرة[١].

وروي عن ابن كدينة الأودي[٢] قال: قام رجلٌ إلى أمير المؤمنين عليه السلام فسأله عن قول الله عزَّ وجلَّ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾[٣] فيمن نزلت؟

وروي عن جابر الجعفيّ قال: كنت ليلة من بعض الليالي عند أبي جعفر عليه السلام فقرأت هذه الآية: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ﴾[٤] قال: فقال عليه السلام: مه يا جابر كيف قرأت؟ قال: قلت: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ قال: هذا تحريفٌ يا جابر، قال: قلت: فكيف أقرأ - جعلني الله فداك -؟ قال: فقال: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ هكذا نزلت يا جابر لو كان سعياً لكان عدواً لما كرهه رسول الله صلى الله عليه وآله لقد كان يكره أن يعدو الرَّجل إلى الصلاة، يا جابر لم سمّيت يوم الجمعة جمعة؟ قال: قلت: تخبرني جعلني الله فداك، قال: أفلا أخبرك بتأويله الأعظم؟ قال: قلت: بلى جعلني الله فداك، قال: فقال: يا جابر سمّى الله الجمعة جمعة لأنَّ الله عزَّ وجلَّ جمع في ذلك اليوم الأوّلين والآخرين وجميع ما خلق الله من الجنّ والإنس وكلَّ شيء خلق ربّنا السماوات والأرضين والبحار والجنّة والنار وكلّ شيء خلق الله في الميثاق فأخذ الميثاق منهم له بالرُّبوبيّة ولمحمّد صلى الله عليه وآله بالنبوّة ولعليّ عليه السلام بالولاية وفي ذلك اليوم قال الله للسّماوات والأرض: ﴿ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ﴾[٥] فسمّى الله ذلك اليوم الجمعة لجمعه فيه الأوّلين والآخرين، ثمَّ قال عزَّ وجلَّ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ﴾ من يومكم هذا الذي جمعكم فيه والصلاة أمير المؤمنين عليه السلام يعني بالصلاة الولاية وهي الولاية الكبرى ففي ذلك اليوم أتت الرُّسل والأنبياء والملائكة وكلّ شيء خلق الله والثقلان الجنُّ والإنس والسماوات والأرضون والمؤمنون بالتلبية لله عزَّ وجلَّ: ﴿فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ

(١) الشفرة: السكين العظيمة المريضة.
(٢) كذا والظاهر أنه أبو كريبة الأزدي.
(٣) سورة الحجرات، الآية: ٢ ونقله البحراني في تفسير البرهان عن الكتاب.
(٤) سورة الجمعة، الآية: ٩.
(٥) سورة فصلت، الآية: ١١.

﴿ٱللَّهِ﴾ وذكر الله أمير المؤمنين ﴿وَذَرُواْ ٱلْبَيْعَ﴾(١) يعني الأوَّل ﴿ذَٰلِكُمْ﴾(٢) يعني بيعة أمير المؤمنين عليه السلام وولايته ﴿خَيْرٌ لَّكُمْ﴾(٣) من بيعة الأوَّل وولايته ﴿إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾(٤) ﴿فَإِذَا قَضَيْتُمُ ٱلصَّلَوٰةَ﴾(٥) يعني بيعة أمير المؤمنين ﴿فَٱنتَشِرُواْ فِى ٱلْأَرْضِ﴾(٦) يعني بالأرض: الأوصياء، أمر الله بطاعتهم وولايتهم كما أمر بطاعة الرسول وطاعة أمير المؤمنين عليه السلام كنى الله في ذلك عن أسمائهم فسمّاهم بالأرض ﴿وَٱبْتَغُواْ مِن فَضْلِ ٱللَّهِ﴾(٧) قال جابر: ﴿وَٱبْتَغُواْ مِن فَضْلِ ٱللَّهِ﴾ قال: تحريف هكذا أُنزلت وابتغوا فضل الله على الأوصياء ﴿وَٱذْكُرُواْ ٱللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾(٨) ثمَّ خاطب الله عزَّ وجلَّ في ذلك الموقف محمّداً صلى الله عليه وآله فقال: يا محمّد «إذا رأوا» الشكّاك والجاحدون «تجارة» يعني الأوَّل «أو لهواً» يعني الثاني انصرفوا إليها قال: قلت: «انفضوا إليها» قال: تحريف هكذا نزلت «وتركوك» مع عليّ «قائماً، قل» يا محمّد «ما عند الله» من ولاية عليّ والأوصياء «خيرٌ من اللهو ومن التجارة» يعني بيعة الأوّل والثاني للذين اتّقوا، قال: قلت: ليس فيها للذين اتّقوا، قال: فقال: بلى هكذا نزلت الآية وأنتم هم الذين اتّقوا «والله خير الرّازقين»(٩).

وروي عن جابر بن يزيد عن أبي جعفر عليه السلام أنه سئل عن يوم الجمعة وليلتها فقال: ليلتها غرَّاء ويومها أزهر وليس على الأرض يوم تغرب فيه الشمس أكثر معتقاً من النّار من يوم الجمعة، فمن مات يوم الجمعة عارفاً بحقّ أهل البيت كتب له براءة من النار وبراءة من عذاب القبر، ومن مات ليلة الجمعة أُعتق من النار(١٠).

وروى عليُّ بن مهزيار رفعه إلى أبي عبد الله عليه السلام قال: من مات ليلة الجمعة

---

(١) سورة الجمعة، الآية: ٩.
(٢) سورة البقرة، الآية: ٤٩.
(٣) سورة البقرة، الآية: ٥٤.
(٤) سورة البقرة، الآية: ١٨٤.
(٥) سورة النساء، الآية: ١٠٤.
(٦) سورة الجمعة، الآية: ١٠.
(٧) سورة الجمعة، الآية: ١٠.
(٨) سورة الأنفال، الآية: ٤٥.
(٩) نقله البحراني من الكتاب في تفسير البرهان ج ٤، ص ٣٣٤. وفي جميع المواضع التي قال عليه السلام: «هكذا نزلت» أي بذلك التأويل نزلت كما هو الظاهر لمن تدبر أو تتبع أخبار التحريف.
(١٠) رواه الكليني مسنداً في الكافي ج ٣ ص ٤١٥ ونقله المجلسي من دعائم الإسلام في ج ١٨ ص ٧٤٧.

یہ تفسیر جو آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں ---

جابر جعفی کہتے ہیں میں ایک رات امام محمد باقرؑ کی بارگاہ میں حاضر تھا تو میں نے سورہ جمعہ کی یہ آیت تلاوت کی یٰٓاَیُّھَا

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ، اے ایمان والوں جب جمعہ کے دن صلات کے لئے

ندا دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو ---

امام محمد باقرؑ نے فرمایا، کیا ہے اے جابر؟ کیف قرأت؟ جابر تم نے یہ کیسے پڑھا ---؟

جابر کہتے ہیں میں نے پھر سے پڑھا، یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ،

امام محمد باقرؑ نے پھر سے یہ سُنا تو فرمایا، هذه تحريف يا جابر، اے جابر یہ تو تحریف ہے، اسے بدل دیا گیا ہے ---

جابر کہتے ہیں میں نے امامؑ باقرؑ سے کہا، میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں آپؑ بتائیں کہ میں کیسے پڑھوں ---؟

پس امام محمدباقرؑ نے فرمایا، اس طرح پڑھ، یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فامضوا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ،

اے ایمان والوں جب تمہیں جمعہ کے دن صلات کے لئے ندا دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف **پیش رفت کرو، اللہ کے ذکر طرف بڑھو** --- جابر اللہ نے یہ اِسی طرح نازل کی تھی (جیسے میںؑ تجھے بتا رہا ہوں) پھر فرمایا،

[لو كان سعياً لكان عدواً، لما كرهه رسول الله ﷺ] لقد كان يكره أن يعدو الرجل إلى الصلاة. فرمایا،

[اگر سعی ہوتی تو یہ دشمن ہوتی، رسولؐ اللہ اِس سے نفرت نہ کرتے (اگر یہ دشمن نہ ہوتی)] (سعی کرنے والا دشمن ہے)

اے جابر اگر آیت میں فَاسْعَوْا ہوتا تو اس کا معنی یہ ہوتا کہ تم نماز کے لئے دوڑو حالانکہ رسولؐ اللہ مرد کا نماز کے لیے دوڑنا

ناپسند فرماتے تھے--- رسولؐ اللہ کو اس بات سے نفرت تھی کہ مرد نماز کے لئے دوڑے---

پھر امام محمدباقرؑ نے جابر سے پوچھا کہ، اے جابر جمعہ کے دن کو جمعہ کا نام کیوں دیا گیا ہے---؟

جابرؓ نے کہا، مولاؑ میں آپ پر قربان ہو جاؤں، آپؑ مجھے بتائیں کہ جمعہ کے دن کو جمعہ کیوں کہا جاتا ہے---؟

امامؑ نے فرمایا، أفلا أخبرك بتاويله الاعظم، جابر کیا میںؑ تجھے (اس آیت کی) بہت ہی عظیم تاویل کے بارے خبر نہ دوں---؟ جابرؓ نے عرض کیا میری جان آپؑ پر قربان ہو جائے، بے شک ضرور مجھے خبردار کیجیے---! (اُس عظیم تاویل سے)

امام محمد باقرؑ نے فرمایا، اے جابر، اللہ عزوجل نے جمعہ کا نام جمعہ اس لئے رکھا کہ اللہ عزوجل نے اس دن تمام اولین اور تمام آخرین کو اُس دن جمع کیا اور اللہ عزوجل نے جو کچھ خلق کیا تمام جنات اور تمام انسان، اور ہر اُس شے کو جو اللہ عزوجل نے خلق کی، زمینوں اور آسمانوں کو تمام سمندروں کو تمام جنتوں کو اور جہنموں کو اور جو کچھ اللہ نے خلق کیا ہے ہر ہر مخلوق کو میثاق اور عہد کے لئے جمع کیا، پس تمام مخلوق سے اللہ عزوجل نے اس (جمعہ کے) دن اپنے لئے ربوبیت کا عہد و میثاق لیا، اور محمدؐ کے لئے نبوت کا عہد وپیمان لیا اور علیؑ کے لئے ولایت کا عہد و میثاق لیا--- اِسی دن کے بارے اللہ عزوجل نے فرمایا، ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ وَ هِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآىٕعِیْنَ(حم سجده11)

پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہوں خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے---

پس اللہ عزوجل نے اس دن کا نام جمعہ رکھا کیونکہ اِس میں اللہ عزوجل نے اولین اورآخرین کو جمع کیا--- پھر امامؑ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے فرمایا، یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ، یہ جمعہ کا دن وہی دن ہے جس میں تمام کو جمع کیا--- جب تمہیں اس (جمعہ کے) دن صلات کے لئے پکارا جائے جس دن تم سب کو جمع کیا گیا، الصلاة أمير المؤمنين يعنى بالصلاة الولاية، وهي الولاية الكبرى، جس صلات (نماز) کے لئے ندا دی گئی وہ صلات (صلات) امیر المومنینؑ علیؑ ہیں یعنی جب تمہیں ولایت کی نماز کی طرف پکارا جائے اور یہ بہت ہی بڑی ولایت ہے---

پس اس دن تمام رسول انبیاء ملائکہ اور ہر چیز جو اللہ نے ثقلین جن و انس اور آسمانوں اور زمینوں کو اور جو اللہ نے خلق کیا اور مومنین سب لبیک لبیک کرتے ہوئے آتے ہیں۔۔۔

[فامضوا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ] و ذکراللہ امیر المؤمنین و ولایۃ، اللہ کے ذکر کی طرف پیش روی کرو، یہ اللہ کا ذکر جس کی طرف رخ کرنا ہے یہ ذکر امیر المومنینؑ ہیں یعنی امیر المومنینؑ کی طرف چلے آؤ ۔۔۔ پھر اللہ عزوجل کے فرمان {وَذَرُوا الْبَیْعَ} البیع ترک کر دو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اول کو چھوڑ دو۔۔۔ {ذٰلِکُمْ} یعنی بیعۃ أمیر المؤمنین وولایتہ، یہ تم سب کے لئے، یہ یعنی امیر المومنینؑ علیؑ کی بیعت اور ولایت ۔۔۔ {خَیْرٌ لَکُمْ} من بیعۃ الأول وولایتہ، تمہارے لئے خیر ہے، یعنی اول کی بیعت اور ولایت سے بہتر ہے (یعنی تمہارے لئے امیر المومنینؑ کی بیعت اور امیر المومنینؑ کی ولایت اول کی بیعت اور ولایت سے خیر ہے) {اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ} اگر تم جانتے ہو ۔۔۔

پھر فرمایا، {فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلَاۃُ} جب صلات فیصل کر دی جائے یعنی جب صلات کا فیصلہ ہو جائے، یعني بیعۃ أمیر المؤمنین، صلات کا فیصلہ ہو چکے یعنی جب امیر المومنینؑ کی بیعت کر چکو جب بیعت امیر المومنینؑ سے فارغ ہو جاؤ۔۔۔

{فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ} زمین میں پھیل جاو، یعني بالأرض الأوصیاء، أمر اللہ بطاعتھم وولایتھم کما أمر بطاعۃ الرسول وطاعۃ أمیر المؤمنین اللہ، کنّی اللہ في ذلك عن أسمائھم فسماھم بالأرض ....

زمین میں پھیل جاؤ۔۔۔ یہاں الارض (زمین) سے مراد اوصیاءؑ (آئمہؑ) ہیں، پھر تم اوصیاؑ کے پاس جاؤ جنؑ کی اطاعت اور ولایت کا حکم اللہ عزوجل نے دیا ہے جس طرح رسولؐ اللہ اور امیر المومنینؑ کی اطاعت اور ولایت کا حکم دیا ہے ، پھر امام محمد باقرؑ نے فرمایا، اس آیت میں اللہ عزوجل نے اوصیاءؑ (آئمہ معصومینؑ) کے ناموں سے ارض کے ساتھ کنایہ کیا ہے چھپایا ہے اور انؑ کا نام ارض رکھا ہے ۔۔۔

{وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ} **اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔۔۔** قال جابر: ﴿وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ الله) ! قال: تحريف، هكذا أنزلت: وابتغوا فضل الله على الأوصياء ...

امام محمد باقرؑ نے فرمایا، اللہ کا فضل تلاش کرو، اے جابر یہ بھی تحریف کی گئی ہے یہ بھی بدل دیا گیا ہے۔۔۔ حالانکہ اللہ نے اسے ایسے نازل کیا تھا (وابتغوا فضل الله على الأوصياء) **یعنی اللہ عزوجل نے اپنے اوصیاءؑ پر جو فضل کیا ہے اسے تلاش کرو۔۔۔ اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو شائد تم فلاح پا جاو۔۔۔**

سورہ جمعہ کی تفسیر مومنین کے سامنے موجود ہے اس پر غور و فکر کریں اور دھوکہ دینے والوں کو پہچانے اور ان سے بچیں۔

ہم یہاں آپ کے سامنے پھر سے سورہ جمعہ کی آیت 9 اور 10 پیش کرتے ہیں اور اس کے ترجمہ میں یہ تفسیر پیش کریں گے جو امام باقرؑ نے کی ہے ۔۔۔تاکہ واضح طور پر سمجھا جاسکے ۔۔۔

يٰۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فامضوا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (9) فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (10)

ترجمہ، اے ایمان والوں اور امیر المومنینؑ کی ولایت پر جمع ہونے والوں، جب تمہیں امیر المومنینؑ کی بیعت کرنے کی ندا دی جائے تو امیر المومنینؑ علیؑ کی طرف چلے آؤ اور پہلے والے کی حرام بیعت ترک کر دو امیر المومنینؑ کی یہ ولایت اور انؑ کی بیعت تمہارے لئے خیر ہے اگر تم اس کی معرفت رکھو۔۔ پس جب امیر المومنینؑ کی بیعت کر چکو تو آئمہ معصومینؑ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ اور اُنؑ پر جو اللہ کا فضل ہے تلاش کرو یعنی امام معصومؑ سے اللہ عزوجل کی معرفت حاصل کرو۔۔۔

احادیث میں یہ موجود ہے کہ اللہ کا فضل خود امامؑ ہیں اور امامؑ کی ولایت ہے چونکہ امامؑ اللہ کا فضل ہے تو اللہ کے فضل پر اللہ کا فضل ہونا کیسا ہے۔۔۔؟ اس بات کو ہم ایک دوسری حدیث سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، ہمؑ ایسا کلام کرتے ہیں جس کے ستر مطلب ہوتے ہیں ۔۔۔(بصائر الدرجات)

اور یہ بات محمدؐ وآل محمدؐ کی احادیث میں موجود ہے کہ، قائمؑ آل محمدؐ لوگوں کو اللہ کی معرفت عطا کریں گے اور یہی وہ فضل ہے جسے تلاش کرنا ہے بیعت کے بعد۔۔۔ اور اس کے بعد اللہ کا فضل وہ ہو گا جو امامؑ عطا کریں گے۔۔۔

حصہ دوم

یہاں عید پر مختصر مگر جامع بات کی جائے گی۔۔۔

تفقهوا فی الحلال و الحرام و الا انتم اعراب

حلال اور حرام کو سمجھو ورنہ تم غیر مہذب ہو۔

(امام محمد باقر علیہ السلام، بحار الانوار)

توضیح المسائل

مطابق فتاوی

اعلم العلماء والمجتہدین رئیس الملۃ والدین

زعیم الحوزۃ العلمیۃ آیۃ اللہ العظمیٰ

آقائے حاج سید علی حسینی سیستانی دام ظلہ الوارف

(نجف اشرف عراق)

یکے از مطبوعات

جامعہ تعلیمات اسلامی

پوسٹ بکس نمبر ۵۴۲۵۔ کراچی۔ پاکستان
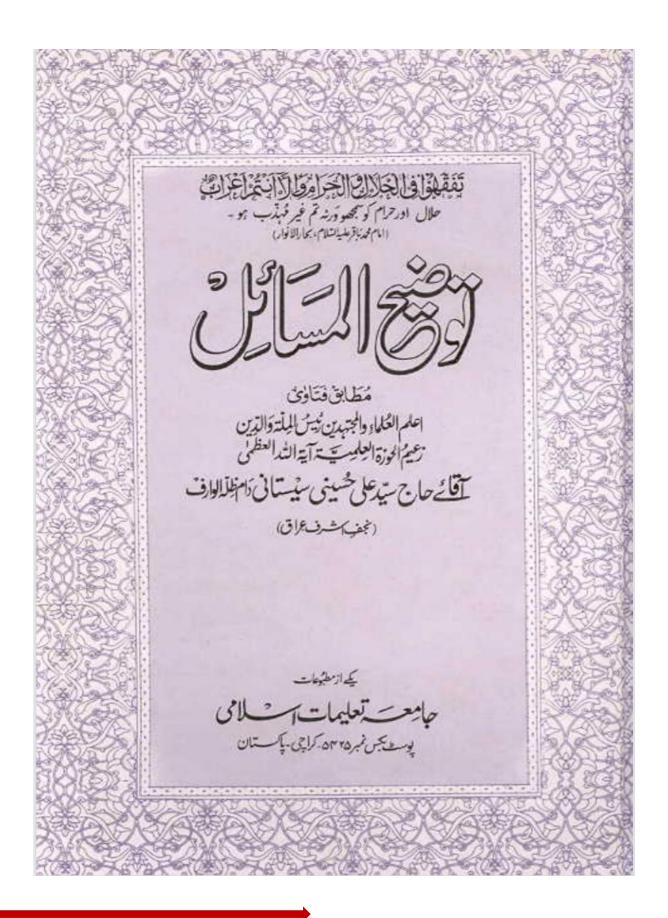
نماز جماعت

(۱۳۸۰) یومیہ نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے اور صبح، مغرب و عشاء کی نمازوں کے لئے، خصوصاً مسجد کے پڑوس میں رہنے والے اور مسجد کی اذان کی آواز سننے والے کے لئے بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ اسی طرح مستحب ہے کہ باقی واجب نمازوں کو بھی جماعت سے ادا کیا جائے۔ البتہ نماز طواف اور چاند و سورج گہن کے علاوہ نماز آیات میں یہ ثابت نہیں ہوسکا کہ شریعت نے جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے یا نہیں۔

(۱۳۸۱) معتبر روایات کے مطابق باجماعت نماز فرادیٰ نماز سے پچیس گنا افضل ہے۔

(۱۳۸۲) بے اعتنائی برتتے ہوئے نماز جماعت میں شریک نہ ہونا جائز نہیں ہے اور انسان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ بغیر عذر کے نماز جماعت کو ترک کرے۔

(۱۳۸۳) مستحب ہے کہ انسان صبر کرے تاکہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور وہ باجماعت نماز جو مختصر پڑھی جائے اس فرادیٰ نماز سے بہتر ہے جو طول دیکر پڑھی جائے اور نماز باجماعت اس نماز سے بہتر ہے جو اول وقت میں فرادیٰ یعنی تنہا پڑھی جائے اور وقت فضیلت کے بعد پڑھی جانے والی جماعت کا، فضیلت کے وقت میں پڑھی جانے والی فرادیٰ سے بہتر ہونا معلوم نہیں۔

(۱۳۸۴) جب جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جانے لگے تو مستحب ہے کہ جس شخص نے تنہا نماز پڑھی ہو وہ دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھے اور اگر اسے بعد میں پتا چلے کہ اس کی پہلی نماز باطل تھی تو دوسری نماز کافی ہے۔

(۱۳۸۵) اگر امام جماعت یا مقتدی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد اسی نماز کو دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہے تو اگرچہ اس کا مستحب ہونا ثابت نہیں۔ لیکن رجاءً دوبارہ پڑھنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔

(۱۳۸۶) جس شخص کو نماز میں اس قدر وسوسہ ہوتا ہو کہ اس نماز کے باطل ہونے کا موجب بن جاتا ہو اور صرف جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے اسے وسوسے سے نجات ملتی ہو تو ضروری ہے کہ وہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

(۱۳۸۷) اگر باپ یا ماں اپنی اولاد کو حکم دیں کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔ البتہ جب بھی والدین کی طرف سے کوئی حکم یا روک ٹوک محبت کی وجہ سے ہو اور اس کی مخالفت سے انہیں اذیت ہوتی ہو تو اولاد کے لئے ان کی مخالفت کرنا حرام ہے۔

(۱۳۸۸) مستحب نماز کسی بھی جگہ احتیاط کی بنا پر جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی جاسکتی لیکن نماز استسقاء جو طلب باران کے لئے پڑھی جاتی ہے جماعت کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں اور اسی طرح وہ نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں جو پہلے واجب رہی ہو اور پھر کسی وجہ سے مستحب ہوگئی ہو، مثلاً نماز عید الفطر اور نماز عید قربان

جوامام مہدی علیہ السلام کے زمانے تک واجب تھی اوران کی غیبت کی وجہ سے مستحب ہوگئی ہے۔

(۱۳۸۹) جس وقت امام جماعت یومیہ نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھا رہا ہو تو اس کی اقتدا کسی بھی یومیہ نماز میں کی جاسکتی ہے۔

(۱۳۹۰) اگرامام جماعت یومیہ نماز میں سے قضا شدہ اپنی یا کسی دوسرے شخص کی ایسی نماز کی قضا پڑھ رہا ہو جس کا قضا ہونا یقینی ہو تو اس کی اقتدا کی جاسکتی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی یا کسی دوسرے کی نماز احتیاطاً پڑھ رہا ہو تو اس کی اقتدا جائز نہیں۔ مگر یہ کہ مقتدی بھی احتیاطاً پڑھ رہا ہو اور امام کی احتیاط کا سبب مقتدی کی احتیاط کا بھی سبب ہو لیکن ضروری نہیں ہے کہ مقتدی کی احتیاط کا کوئی دوسرا سبب نہ ہو۔

(۱۳۹۱) اگر انسان کو یہ علم نہ ہو کہ جو نماز امام پڑھ رہا ہے وہ واجب پنجگانہ نمازوں میں سے ہے یا مستحب نماز ہے تو اس نماز میں اس امام کی اقتدا نہیں کی جاسکتی۔

(۱۳۹۲) جماعت کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ امام اور مقتدی کے درمیان اور اسی طرح ایک مقتدی اور دوسرے ایسے مقتدی کے درمیان جو اس مقتدی اور امام کے درمیان واسطہ ہو کوئی چیز حائل نہ ہو اور حائل چیز سے مراد وہ چیز ہے جو انہیں ایک دوسرے سے جدا کرے خواہ دیکھنے میں مانع ہو جیسے کہ پردہ یا دیوار وغیرہ یا دیکھنے میں حائل نہ ہو جیسے شیشہ۔ پس اگر نماز کی تمام یا بعض حالتوں میں امام اور مقتدی کے درمیان یا مقتدی اور دوسرے ایسے مقتدی کے درمیان جو اتصال کا ذریعہ ہو کوئی ایسی چیز حائل ہو جائے تو جماعت باطل ہوگی اور جیسا کہ بعد میں ذکر ہوگا عورت اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

(۱۳۹۳) اگر پہلی صف کے لمبا ہونے کی وجہ سے اس کے دونوں طرف کھڑے ہونے والے لوگ امام جماعت کو نہ دیکھ سکیں تب بھی وہ اقتدا کر سکتے ہیں اور اسی طرح اگر دوسری صفوں میں سے کسی صف کی لمبائی کی وجہ سے اس کے دونوں طرف کھڑے ہونے والے لوگ اپنے سے آگے والی صف کو نہ دیکھ سکیں تب بھی وہ اقتدا کر سکتے ہیں۔

(۱۳۹۴) اگر جماعت کی صفیں مسجد کے دروازے تک پہنچ جائیں تو جو شخص دروازے کے سامنے صف کے پیچھے کھڑا ہو اس کی نماز صحیح ہے۔ نیز جو اشخاص اس شخص کے پیچھے کھڑے ہو کر امام جماعت کی اقتدا کر رہے ہوں ان کی نماز بھی صحیح ہے بلکہ ان لوگوں کی نماز بھی صحیح ہے جو دونوں طرف کھڑے نماز پڑھ رہے ہوں اور کسی دوسرے مقتدی کے توسط سے جماعت سے متصل ہوں۔

(۱۳۹۵) جو شخص ستون کے پیچھے کھڑا ہو اگر وہ دائیں یا بائیں طرف سے کسی دوسرے مقتدی کے توسط سے امام جماعت سے اتصال نہ رکھتا ہو تو وہ اقتدا نہیں کر سکتا۔

(۱۳۹۶) امام جماعت کے کھڑے ہونے کی جگہ ضروری ہے کہ مقتدی کی جگہ سے زیادہ اونچی نہ ہو لیکن اگر معمولی اونچی ہو تو حرج نہیں۔ نیز اگر ڈھلوان زمین ہو اور امام اس طرف کھڑا ہو جو زیادہ بلند ہو تو اگر ڈھلوان زیادہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۳۹۷) اگر مقتدی کی جگہ امام کی جگہ سے اونچی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر اس قدر اونچی ہو کہ یہ نہ کہا

توضیح المسائل
آیت اللہ العظمیٰ
رہبر انقلاب اسلامی
امام خامنہ ای
مدظلہ العالی
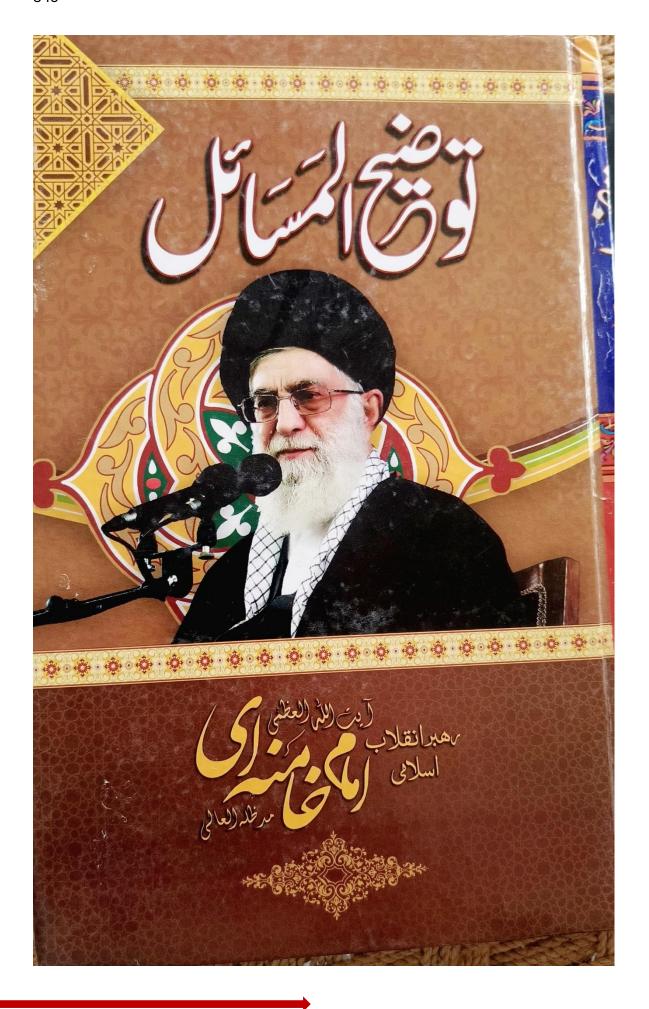
اب اگر پانچویں رکوع سے پہلے کچھ آیتوں کو پڑھتا ہے تو پانچویں رکوع سے پہلے سورے کو مکمل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۸۵۲: احتیاط واجب یہ ہے کہ "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" کو سورے کا جز شمار نہ کرتے ہوئے صرف اس کی قرأت پر اکتفا نہ کرے۔

نماز عیدین

مسئلہ ۸۵۳: عیدین کی نماز غیبت کبریٰ کے زمانے میں واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

مسئلہ ۸۵۴: نماز عید دو رکعت ہے اور اس میں نو (۹) قنوت ہیں۔ پہلی رکعت میں سورۂ حمد اور (دوسرے کوئی) سورے کے بعد پانچ تکبیریں کہے اور ہر تکبیر کے بعد ایک قنوت پڑھے، پانچواں قنوت ختم کرنے کے بعد رکوع میں جائے اور اس کے بعد دو سجدے کرے، دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہے اور ہر تکبیر کے بعد قنوت پڑھے، پھر چوتھا قنوت ختم کرنے کے بعد رکوع کرے اور پھر دو سجدوں کے بعد تشہد اور سلام پر نماز کو مکمل کرے۔

مسئلہ ۸۵۵: اس میں کوئی اشکال نہیں کہ قنوت لمبا ہو یا مختصر، اس سے نماز باطل نہیں ہوتی، لیکن مذکورہ تعداد سے ایک قنوت کم یا زیادہ کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۶: عید کی نماز میں اقامت نہیں ہے، لیکن اگر امام جماعت عیدین کی نماز کے لئے اقامت کہہ دے تو وہ اس کی اپنی اور ماموین کی نماز کے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۷: نماز عید کی قضا نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۸۵۸: ولیٔ فقیہ کے مجاز نمائندے کے لئے نماز عید قائم کرنا جائز ہے، یہی حکم ائمۂ جمعہ کا ہے جو ولیٔ فقیہ کی طرف سے منصوب ہوں کہ وہ عصر حاضر (یعنی امام زمانہؑ کی غیبت) میں نماز عید جماعت سے قائم کر سکتے ہیں، ان کے علاوہ دوسروں کے لئے احتیاط یہ ہے کہ وہ نماز کو فرادیٰ پڑھیں، رجاً جماعت سے بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن اس مقصد کے ساتھ نہیں کہ نماز عید جماعت سے وارد ہوئی ہے، البتہ اگر مصلحت کا تقاضا ہو کہ کسی شہر میں ایک ہی نماز عید پڑھی جائے تو افضل یہ ہے کہ ولیٔ فقیہ کی طرف سے منصوب امام جمعہ کے علاوہ کوئی اور شخص نہ پڑھائے۔

شیخ الصدوق
2
۱-۲
من لا یحضرہ الفقیہ
فقہ معصومین علیہم السلام کے ارشادات کی روشنی میں
AL-KISA PUBLISHERS

دوسرے سے مانگنا پڑتا تھا۔
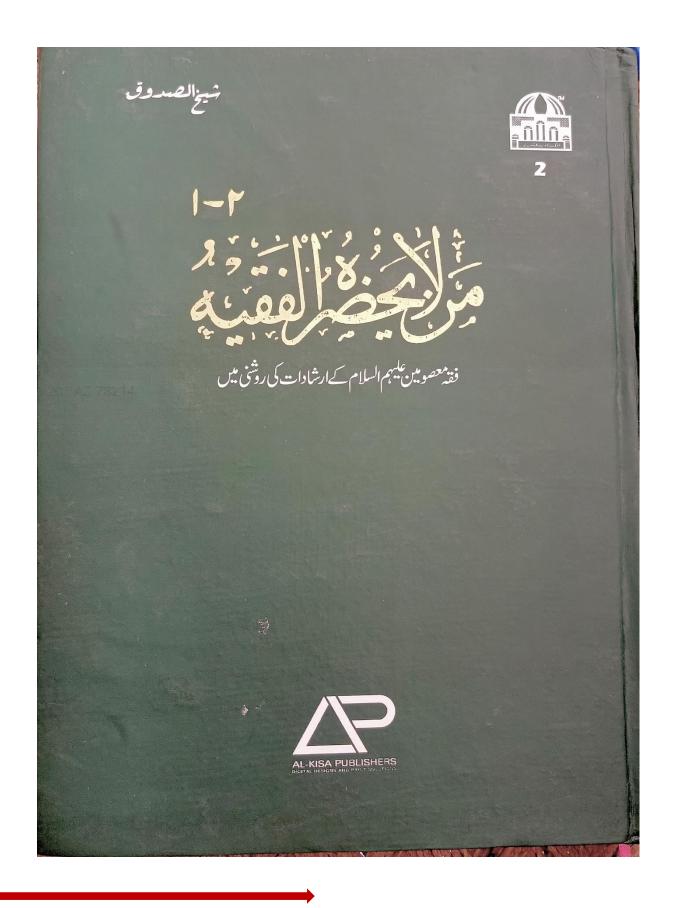
(۱۴۵۰) امام رضا علیہ السلام نے قول خدا فالمقسمت امراً (پھر ایک ضروری شے کو تقسیم کرتی ہیں) (سورہ الذاریات آیت نمبر ۴) کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد ملائکہ ہیں جو بنی آدم پر رزق تقسیم کرتے ہیں فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان چنانچہ جو اس وقت سویا سمجھ لو کہ وہ رزق ہی سے سو گیا۔

(۱۴۵۱) اور معمر بن خلاد نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے روایت کی اس وقت کہ جب آپ خراسان میں تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب آپؑ صبح کی نماز پڑھتے تو طلوع آفتاب تک اپنے مصلیٰ پر بیٹھے رہتے اسکے بعد آپؑ کے پاس ایک تھیلا لایا جاتا جس میں بہت سی مسواکیں ہوتی تھیں اور آپؑ ایک مسواک کے بعد دوسری مسواک کرنا شروع کرتے اس کے بعد آپؑ کے پاس کندر حاضر کیا جاتا اور آپؑ اس کو چباتے پھر اسے چھوڑ دیتے تو مصحف (قرآن مجید) حاضر کیا جاتا اور آپؑ اس کی تلاوت کرتے۔

(۱۴۵۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز فجر سے لیکر طلوع آفتاب تک اپنے مصلے پر بیٹھے گا اس کو اللہ تعالیٰ جہنم سے بچالے گا۔

باب نماز عیدین

(۱۴۵۳) جمیل بن دراج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا نماز عیدین فریضہ ہے اور نماز کسوف بھی فریضہ ہے۔ یعنی یہ دونوں چھوٹے فریضہ ہیں اور چھوٹے فریضے حریز کی روایت کی بنا پر سنت ہیں۔

(۱۴۵۴) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا نماز عیدین امام کے ساتھ سنت ہے اور اس دن اور ان دونوں نمازوں کے قبل یا انکے بعد زوال تک کوئی نماز نہیں ہے۔ اور نماز عید کا واجب ہونا تو یہ امام عادل کے ساتھ ہو تب واجب ہے۔

(۱۴۵۵) سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ عیدین کی نماز بغیر امام کی معیت کے نہیں ہوتی۔ ویسے اگر تم تنہا پڑھو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۱۴۵۶) زرارہ بن اعین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ یوم فطر اور یوم اضحیٰ کی نماز بغیر امام کے نہیں ہے۔

(۱۴۵۷) ... حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز اضحیٰ اور نماز فطر کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ ان دونوں میں دو دو رکعتیں پڑھو خواہ جماعت کے ساتھ ہو خواہ بغیر جماعت کے اور سات اور پانچ تکبیریں کہو۔

(۱۴۵۸) منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان کیا کہ میرے

میزان الحکمت
۴
تالیف
آیت اللہ محمد محمدی ری شہری
مترجم
مولانا محمد علی فاضل
مصباح القرآن ٹرسٹ
لاہور

(۱۹۱۱)

سُنّت دو طرح کی ہے۔

۸۹۳۷: السّنّة سنّتان: سنّة فی فریضة: الاخذ بعدی بها هدی، وترکها ضلالة وسُنّة فی غیر فریضة الأخذ بها فضیلة، وترکها غیر خطیئة۔
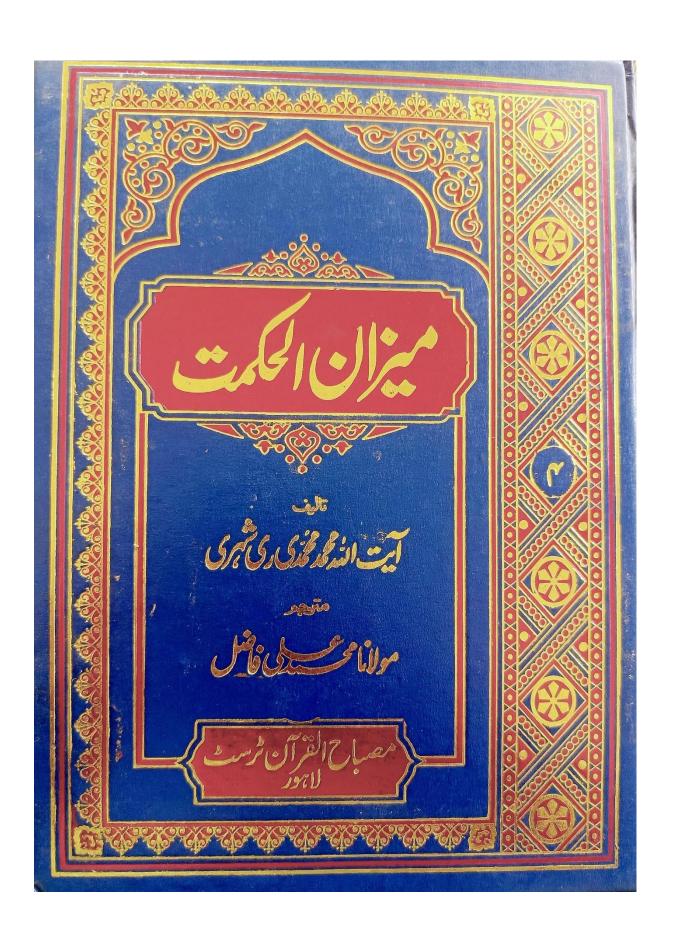
سنّت دو طرح کی ہوتی ہے: ایک فریضہ میں سنت ہوتی ہے جس پر میرے بعد عمل کرنے میں ہدایت ملے گی اور جس کو ترک کر دینا گمراہی ہو گی۔ دوسری غیر فریضہ میں سنت ہوتی ہے جس پر عمل کرنے میں فضیلت ہو گی اور جسے چھوڑ دینے میں گناہ نہیں ہو گا۔

(بحار الانوار، ج ۷۷، ص ۱۶۱)

(" " ۲ " ۲۶۴)

حضرت رسولِ خدا

۸۹۳۸: السّنة سنّتان: من نبیّ اومن امام عادل۔

سنت دو طرح کی ہوتی ہے: ایک نبی کی طرف سے اور دوسری عادل (معصوم) امام کی طرف سے۔

(کنز العمال، ج ۱، ص ۱۸۰)

حضرت رسولِ خدا

(۱۹۱۲)

کسی کام کی بُنیاد رکھنا

۸۹۳۹: من سنّ سنّة حسنة عمل بها من بعده کان له اجره

جو شخص کسی ایسے نیک کام کی بنیاد رکھ دیتا ہے جس پر اس کے مرنے کے بعد

عید کی نماز واجب نہیں--- جس نے فتوی دیکھنا ہے فتوی دیکھ لے اور جس نے حدیثِ معصومؑ دیکھنی ہے وہ حدیث دیکھ لے کہ ---

عید کی نماز صرف امام عادلؑ یعنی معصومؑ کے ساتھ واجب ہے --- عید کی نماز تنہا پڑھی جا سکتی ہے --- لیکن واجب نہیں ---

اوپر ایک حدیث میں موجود ہے کہ عید امامؑ کے ساتھ سنت ہے --- تو آپ یہ بھی دیکھ چکے ہوں گے کہ سنت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک نبیؐ کی طرف سے اور دوسری امام عادلؑ کی طرف سے اس کے علاوہ تیسری کوئی سنت نہیں --- یعنی جو عید کی نماز امامؑ کے ساتھ سنت ہے یہ امام عادلؑ معصومؑ امامؑ ہے یہ سنت امام عادلؑ کے ساتھ ہے اس کے بغیر یہ سنت نہیں کیونکہ سنت صرف دو قسم کی ہیں --- سنت نبیؐ کی ہوتی ہے یا امام عادلؑ کی اور مومنین ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ امام عادل معصومؑ ہوتا ہے --- پس اب صرف ایک صورت میں دونوں عیدوں کی نماز ادا کی جا سکتی ہے اور وہ تنہا فرادی نماز ادا کرنا ہے ---

اور فرادی بھی واجب نہیں ہے ---

تفصيل
وسائل الشيعة
إلى تحصيل مسائل الشريعة
تأليف
الفقيه المحدث
الشيخ محمد بن الحسن الحر العاملي
المتوفى سنة ١١٠٤ هـ
الجزء السابع
تحقيق
مؤسسة آل البيت عليهم السلام لإحياء التراث
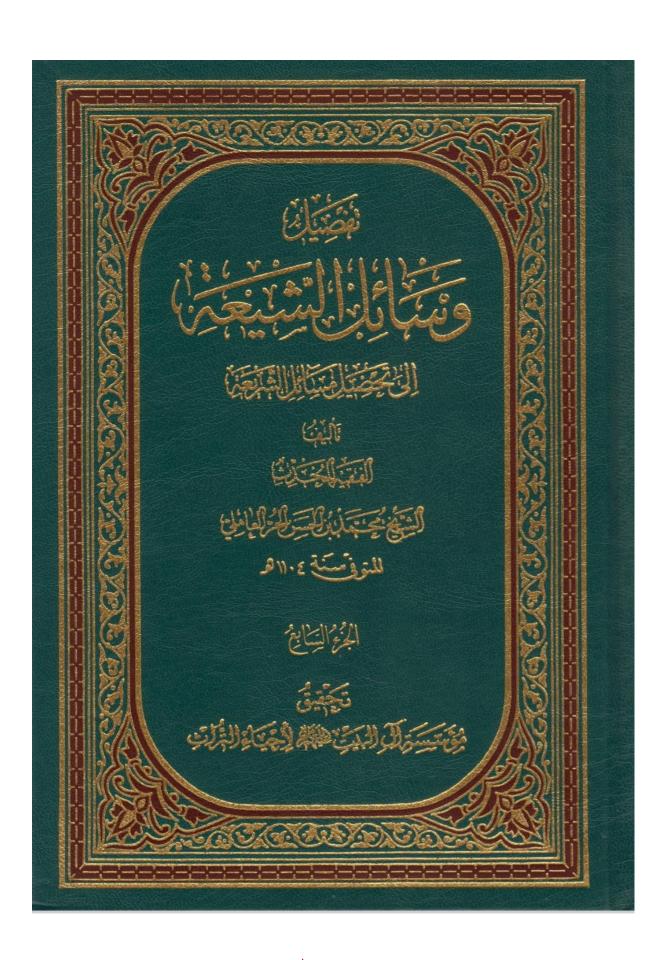
معاوية ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) ـ في حديث ـ أنّه سأله عن صلاة العيدين ؟ فقال : ركعتان ـ إلى أن قال ـ ويخرج إلى البرّ حيث ينظر إلى آفاق السماء ، ولا يصلّي على حصير ولا يسجد عليه ، وقد كان رسول الله (صلى الله عليه وآله) يخرج الى البقيع فيصلّي بالناس .

[٩٨٣٦] ٧ ـ وعن محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن المفضّل بن صالح ، عن ليث المرادي ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : قيل لرسول الله (صلى الله عليه وآله) يوم فطر أو يوم أضحى : لو صلّيت في مسجدك ! فقال : إنّي لأحبّ أن أبرز إلى آفاق السماء .

[٩٨٣٧] ٨ ـ وعن محمّد بن يحيى ، رفعه ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : السنّة على أهل الأمصار أن يبرزوا من أمصارهم في العيدين إلاّ أهل مكّة فإنّهم يصلّون في المسجد الحرام .

محمّد بن الحسن بإسناده عن محمّد بن يعقوب مثله (١) .

[٩٨٣٨] ٩ ـ وبإسناده عن الحسين بن سعيد ، عن النضر ، عن عاصم بن حميد ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : قال الناس لأمير المؤمنين (عليه السلام) : ألا تخلّف رجلاً يصلّي في العيدين ؟ فقال : لا أخالف السنّة .

[٩٨٣٩] ١٠ ـ وبإسناده عن محمّد بن علي بن محبوب ، عن العبّاس يعني ابن معروف ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله (عليه

---

٧ ـ الكافي ٣ : ٤٦٠ / ٤ .

٨ ـ الكافي ٣ : ٤٦١ / ١٠ .

(١) التهذيب ٣ : ١٣٨ / ٣٠٧ .

٩ ـ التهذيب ٣ : ١٣٧ / ٣٠٢ .

١٠ ـ التهذيب ٣ : ٢٨٥ / ٨٤٩ .

تهذيب الأحكام
في شرح المقنعة للشيخ المفيد رضوان الله عليه
تأليف
شيخ الطائفة أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي قده
المتوفى ٤٦٠ هـ
دار الكتب الإسلامية
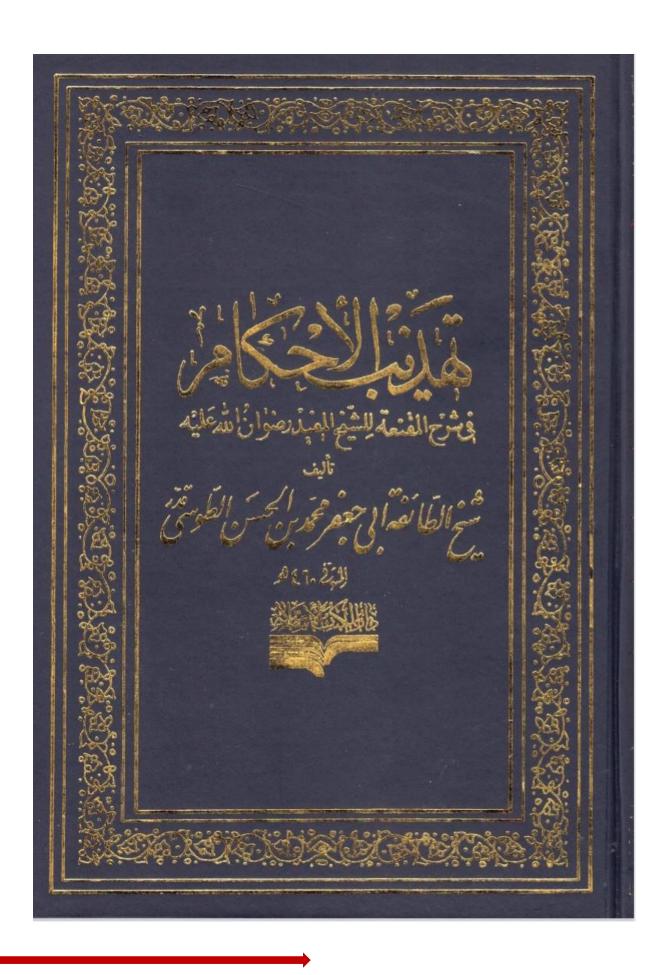
« خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ[١] » قال : العيدان والجمعة » .

صح ﴿٢٩٨﴾ ٣٠ ـ و روى محمّد بن عليّ بن محبوب ، عن أحمدَ بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فَضالَةَ ، عن ابن سِنان ، عن أبي‌عبدالله مِثلَه ، و زاد « و قال: في يوم عرفة يجتمعون بغير إمام في الأمصار يدعون الله تعالى عزّ وجَلّ » .

ق ﴿٢٩٩﴾ ٣١ ـ وعنه[٢]، عن الحسن ، عن أبيه، عن ابن أبي‌عُمَير ، عن حمّاد، عن الحلبيّ « قال : سئل أبوعبدالله عليه السلام عن الرّجل لا يخرج يوم الفطر والأضحىٰ أعليه صلاة وحده ، فقال : نعَم » .

ح ﴿٣٠٠﴾ ٣٢ ـ وعنه، عن محمّدبن جعفر[٣] قال: حَدَّثنا عبدالله‌بن محمّد؛ و محمّــد بن الوليد ، عن يونسَ بن يعقــوبَ ، عن منصور ، عن أبي‌عبدالله عليه السلام « قال : مَرِضَ أبي عليه السلام يوم الأضحىٰ فصلّى في بيته رَكعتين ثمَّ ضحّى » .

مجه ﴿٣٠١﴾ ٣٣ ـ وعنه، عن أحمدَ[٤]، عن محمّدبن موسى، عن يعقوبَ‌بن‌ـ يزيد، عن حمّاد بن عيسى، عن حَريز، عن زُرارةَ، عن أبي‌عبدالله عليه السلام «قال: قلتُ : أدركت‌الإمام على الخطبة؟ قال : قال: تجلس حتّى يفرغ مِن خُطبته ، ثمّ تقوم فتصلّي ، قلت : القضاء أوّل صلاتي أو آخرها ؟ قال : لا بل أوّلها ؛ وليس ذلك إلّا في هذه الصّلاة ، قلت : فما أدركت مع الإمام من الفريضة و ما قضيت ! قال: أمّا ما أدركت من الفريضة فهو أوّل صلاتك و ما قضيت فآخرها »[٥]

صح ﴿٣٠٢﴾ ٣٤ ـ الحسين بن سعيد ، عن النَّضر ، عن عاصِم ، عن محمّد بن‌ـ مسلِم ، عن أبي‌جعفر عليه السلام « قال: قال النّاس لأميرالمؤمنين عليه السلام : ألا تخلف رَجلاً يصلّي في العيدين ؟ فقال : لا أُخالف السُّنَّة » [٦].

---

١ ـ الأعراف: ٣١ . ٢ ـ أي «عن عليّ‌بن‌حاتم» في‌الخبر ٢٩ . و «الحسن» هو ابن‌فضّال .

٣ ـ هو ابن بُطّة المؤدّب ، وصحّف في جلّ النّسخ بـ«عمر بن جعفر» .

٤ ـ مشترَك بين ابن فضّال ، و ابن يحيى العطّار . ٥ ـ لما كان الخطبتان مكان الرّكعتين ، سأل الرّاوي : أوّل صلاتي الخطبتان أو الرّكعتان اللّتان أُصلّيها بعدهما قضاء فأجاب عليه السلام : بأنّ ما أدركته من الخطبتين في حكم آخر صلاتك و ما تقضيه بعد أوّل صلاتك . (ملذ)

٦ ـ استدلّ به بعض على جواز تعدّد صلاة العيد في أقلّ من فرسخ ، و قيل باختصاصه بإمام الكلّ ، وقال العلّامة المجلسيّ ـ رحمه الله ـ : «ظاهر الأكثر عدم الجواز ، و توقّف العلّامة في ←

مسائل الشریعه
ترجمه
وسائل الشیعهٗ
تالیف
محدث متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ و تحشیہ
فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان
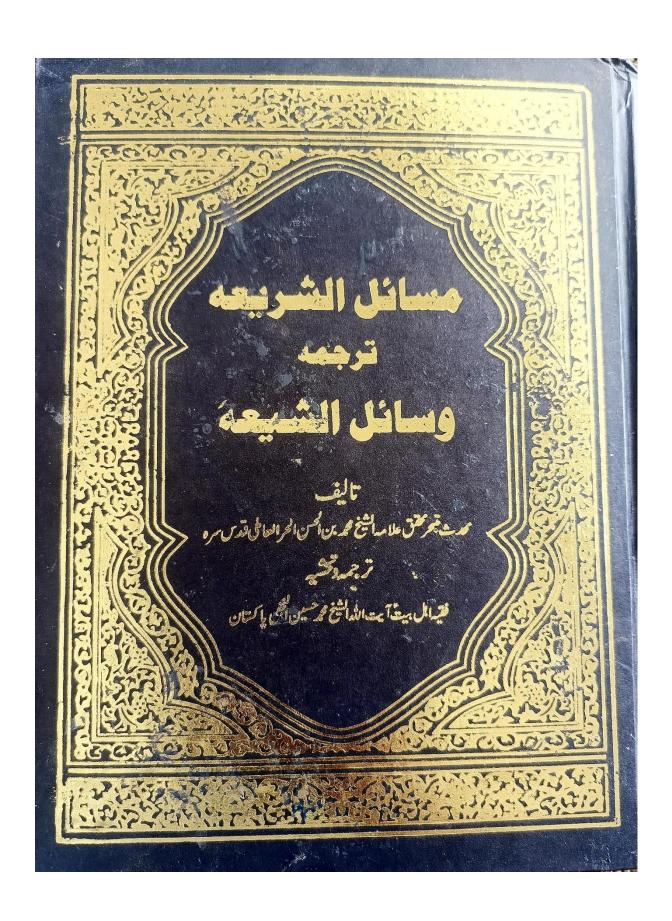
۲۔ ابوبصیر یعنی لیث المرادی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: نمازِ عیدین کسی چھت دار مسجد یا کسی (چھتے ہوئے) مکان کے اندر نہیں پڑھنی چاہیئے بلکہ کسی صحراء یا (بغیر چھت کے) کسی کھلے مکان میں پڑھی جائے۔ (ایضاً)

۳۔ حفص بن غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: عام شہروں کے رہنے والوں کے لیے سنت یہ ہے کہ عیدین میں (نمازِ عید پڑھنے کے لیے) باہر (کسی صحراء میں) جائیں سوائے اہل مکہ کے کہ وہ مسجد الحرام میں ہی پڑھیں گے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخؒ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد ربانی ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی﴾ (وہ شخص فلاح پا گیا جس نے زکوٰۃ دی) کے بارے میں پوچھا گیا؟ فرمایا: اس سے مراد فطرانہ ادا کرنا ہے۔ پھر آیت کے اس جملہ ﴿وَ ذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی﴾ (اور اپنے پروردگار کا ذکر کیا اور نماز پڑھی) کے متعلق آپؑ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا: مطلب یہ ہے کہ کسی صحراء کی طرف نکل گیا اور نماز (عید) پڑھی۔ (الفقیہ، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: عید الفطر کے دن میرے والد ماجد کے پاس (نماز پڑھنے کے لیے) چھوٹی سی چٹائی لائی گئی۔ تو آپؑ نے اسے واپس کر دیا اور فرمایا کہ یہ وہ دن ہے کہ جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کو پسند کرتے تھے کہ نظر اٹھا کر آفاق سماوی کو دیکھیں اور اپنی پیشانی زمین پر رکھیں۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ معاویہ (بن عمار) بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نمازِ عیدین کے بارے میں سوال کیا اور آپؑ نے فرمایا کہ وہ دو رکعت ہے۔ کسی بیابان کی طرف نکل جائے جہاں آفاق سماوی نظر آئے اور چٹائی پر نماز نہ پڑھے اور نہ ہی اس پر سجدہ کرے (بلکہ خالی زمین پر پڑھے)، پھر فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع کی طرف نکل جاتے تھے اور وہاں نماز پڑھاتے تھے۔

(الفروع)

۷۔ لیث مرادی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: عید ماہِ رمضان اور عید قربان کے موقع پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر آپؑ اپنی مسجد (نبویؐ) میں نماز پڑھ لیں تو اچھا نہ ہوتا؟ فرمایا: میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ آسمان کے نیچے باہر جا کر پڑھوں۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپؑ کسی ایسے شخص کو اپنا قائمقام کیوں نہیں بناتے جو

لوگوں کو نماز عیدین پڑھائے؟ فرمایا: میں (حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) سنت کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا (کیونکہ آنحضرتؐ خود پڑھاتے تھے)۔ (التہذیب)

۹۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت رسول خداؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (عیدین کے دن) باہر تشریف لے جاتے تھے یہاں تک کہ آسمانی آفاق کو دیکھتے تھے اور فرمایا: اس (عید والے) دن کسی فرش یا چٹائی پر ہرگز نماز نہ پڑھو۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب سید بن طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن ابی قرہ باسناد خود سلیمان بن حفص سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ عید الفطر کے دن نماز (عید) ایسی جگہ پڑھنی چاہیئے کہ جہاں آسمان کے سوا کوئی چھت نہ ہو۔ (الاقبال)

لوگوں نے امیر المومنینؑ سے کہا، آپؑ کسی شخص کو مختص کر دیں کہ وہ ہمیں عید کی نماز پڑھائے ---؟

امیر المومنینؑ نے فرمایا، نہیں! میںؑ سنت کی مخالفت نہیں کر سکتا---

مومنین ملاحظہ فرمائیں ؛ امیر المومنینؑ دین کے وارث ہیں انہیںؑ اختیار ہے چاہتے تو کسی کو منتخب فرماتے لیکن امیر المومنینؑ نے ایسا ہرگز نہیں کیا، بلکہ لوگوں کے کہنے کے باوجود بھی کسی کو مقرر نہیں کیا کہ وہ عید کی نماز پڑھائے --- اور فرمایا کہ میںؑ سنت کی مخالفت نہیں کر سکتا--- اور یہاں مزید بات واضح ہو گئی کہ عید امامؑ کے ساتھ سنت ہے ، یہ ایسی سنت ہے جو بغیر نبیؑ یا امام معصومؑ کے کوئی ادا نہیں کرسکتا --- نہ کوئی پیش نماز لغوی امام اس سنت کو پورا کرسکتا ہے ---

اب دیکھیے کہ امام معصومؑ کے عید کے لئے نکلنے کی کیا کیفیت ہے ---؟

عیون اخبار الرضاؑ

جلد دوم

از

شیخ اقدم محدث اکبر ابی جعفر الصدوق محمد
بن علی بن الحسین بن بابویه القمی قدہ
المتوفی سنہ ۳۸۱ھ

مترجم

محمد حسن جعفری

ناشر

اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ کراچی

بیعت کے بعد جو عید آئی تو مامون نے امام علی رضا علیہ السلام کے پاس آدمی بھیجا اور درخواست کی کہ عید گاہ تشریف لے جائیں۔ اور عید کا خطبہ آپؑ ہی دیں تاکہ لوگوں کے دل مطمئن ہو جائیں اور لوگ آپؑ کے فضل و شرف سے واقف ہو جائیں اور اس مبارک سلطنت سے ان کے دل ٹھنڈے ہو جائیں۔

امام علی رضا علیہ السلام نے مامون کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہیں خود بھی معلوم ہے ہمارے اور تمہارے درمیان اس بارے میں کیا شرط طے پائی تھی۔

مامون نے جواب دیا کہ میرا مقصد امورِ حکومت میں دخل نہیں ہے۔ بلکہ یہ اس لیئے چاہتا ہوں کہ عوام ، افواج اور ملازمین حکومت کے دلوں میں آپؑ کی جگہ اور قدر و منزلت پیدا ہو۔ وہ آپؑ کی ولی عہدی سے مطمئن ہوں اور اللہ نے جو فضل و شرف آپؑ کو بخشا ہے اس کا اقرار کریں۔

اس سلسلے میں مسلسل گفتگو ہوتی رہی۔ بالآخر جب مامون نے بے حد اصرار کیا تو امام علی رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :۔

اے امیرالمومنین ! اول تو میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس امر سے درگذر کریں لیکن اگر درگذر کی گنجائش نہیں ہے تو پھر میں اس طرح نماز عید کے لیئے برآمد ہوں گا جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام روانہ ہوا کرتے تھے۔

مامون نے کہا :۔

آپؑ کو اختیار ہے جیسے چاہیں تشریف لے جائیں ۔

پھر مامون نے اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ وہ علی الصبح امام علی رضا علیہ السلام کے درِ دولت پر حاضر ہو جائیں۔

لہٰذا تمام سرداران فوج امام علیہ السلام کے در دولت پر حاضر ہو گئے اور شہر کے مرد و زن اور بچے راستوں اور چھتوں پر اشتیاق دید و زیارت میں بیٹھ گئے.

ادھر جب آفتاب طلوع ہوا تو حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے غسل فرمایا سر پر سوتی سفید عمامہ باندھا جس کا ایک سرا سینے پر اور دوسرا سرا دونوں کاندھوں کے درمیان ڈال دیا اور آستینوں کو چن کیا ۔ پھر اپنے تمام غلاموں سے کہا :۔
تم بھی ایسا ہی کرو جیسے میں نے کیا ہے ۔
اس کے بعد آپؑ نے اپنے ہاتھ میں عصا لیا۔ ہم سب آپؑ کے سامنے تھے۔ آپؑ بیت الشرف سے برآمد ہوئے تو اس شان سے کہ پا برہنہ تھے۔ شلوار یعنی (پائجامہ) کو نصف ساق تک چڑھائے ہوئے اور عبا کے دامن کو گردانے ہوئے۔ جب آپؑ چلے تو ہم آپؑ کے آگے آگے تھے۔
آپؑ نے سر آسمان کی طرف بلند کیا اور چار تکبیریں کہیں تو ایسا معلوم ہوا کہ جیسے ساری فضا اور تمام در و دیوار آپؑ کی تکبیروں کے جواب میں تکبیریں بلند کر رہے ہیں۔ ادھر تمام سردارانِ فوج اسلحہ سجائے ہوئے اور عوام الناس لباس ہائے فاخرہ پہنے ہوئے درِ دولت کے باہر کھڑے ہوئے تھے۔ ہم نے بھی امام علیہ السلام کی تقلید میں ننگے پاؤں کیئے۔ اپنے اپنے دامن گردانے اور نصف ساق تک شلوار (پائجامے) چڑھا لیئے تھے۔
حضرت امام علی رضا علیہ السلام باہر نکلے تو تھوڑی دیر درِ دولت پر توقف فرمایا اور ارشاد فرمایا :۔

اللہ اکبر ۔ **اللہ اکبر** ۔ **اللہ اکبر**۔ اس بناء پر کہ اس نے ہماری ہدایت فرمائی۔ **اللہ اکبر** اس بات پر کہ اس نے ہم کو بہائم اور چوپاؤں کی روزی عطا فرمائی اور اس کی حمد اس بات پر کہ اس نے ہمیں آزمایا۔
آپؑ کی آواز بلند تھی ۔ ہم نے بلند آواز سے تکبیریں کہیں۔ پھر تو سارا مرو گریہ کناں اور نالۂ شیون و شین سے ہلنے لگا۔ آپؑ نے تین مرتبہ **اللہ اکبر** کہا تو سرداران فوج اپنی اپنی سواریوں سے نیچے گر پڑے اور اپنے اپنے جوتوں کے

تسمے کاٹ کر جوتے اتار پھینکے اور جب لوگوں کی نظریں حضرت امام علی رضا علیہ السلام پر پڑی تو پورے مرو میں ایک ساتھ مزید گریہ طاری ہو گیا۔ کسی کے لیئے گریہ کو ضبط کرنا ممکن نہ تھا۔ اب امام علی رضا علیہ السلام آگے بڑھے تو ہر دس قدم پر کھڑے ہو کر چار تکبیریں کہتے اور ایسا معلوم ہوتا کہ تمام ارض و سماوات اور در و دیوار آپؑ کی تکبیروں کا جواب دے رہے ہیں۔

اس کی اطلاع مامون کو ہوئی تو فضل بن سہل ذوالریاستین نے اس سے کہا:۔

اے امیر المومنین! اگر حضرت امام علی رضا علیہ السلام اسی شان و شوکت سے عید گاہ تک پہنچ گئے تو سمجھ لیجیئے کہ لوگوں میں انقلاب برپا ہو جائے گا۔ میری یہ رائے ہے کہ آپ ان سے کہلا بھیجیں کہ آپؑ واپس آ جائیں۔ عید گاہ جانے کی زحمت گوارا نہ فرمائیں۔

مامون نے فوراً آدمی بھیجا اور کہلا بھیجا:۔

فرزند رسولؐ! بس آپؑ زحمت نہ فرمائیں۔ واپس آ جائیں۔

یہ سن کر آپؑ نے اپنی نعلین منگوائی اور اسے پہن کر واپس تشریف لائے"۔

امام علیؑ الرضاؑ نے فرمایا، میںؑ اس انداز میں عید کے لئے نکلوں گا جس انداز میں رسولؐ اللہ اور امیر المومنینؑ علیؑ برآمد ہوا کرتے تھے--- مومنین کرام نے وہ انداز برآمدگی دیکھ لیا جس میں امامؑ ظاہر ہوئے اور نماز عید کے لئے بڑھے، امام معصومؑ کا یہ انداز تو کسی خوشی کی خبر نہیں دے رہا یا کسی خوشی کا اشارہ نہیں کر رہا، بلکہ غم کا ماحول ضرور بن گیا جب امامؑ برآمد ہوئے --- کیا آل محمدؐ عید پر خوش ہوتے ہیں یا غمگین ---؟ بلکہ آل محمدؐ دونوں عیدوں پر غم زدہ ہوتے ہیں اس غم کی دو وجوہات ہیں دونوں وجوہات مومنین کے سامنے پیش کرتے ہیں
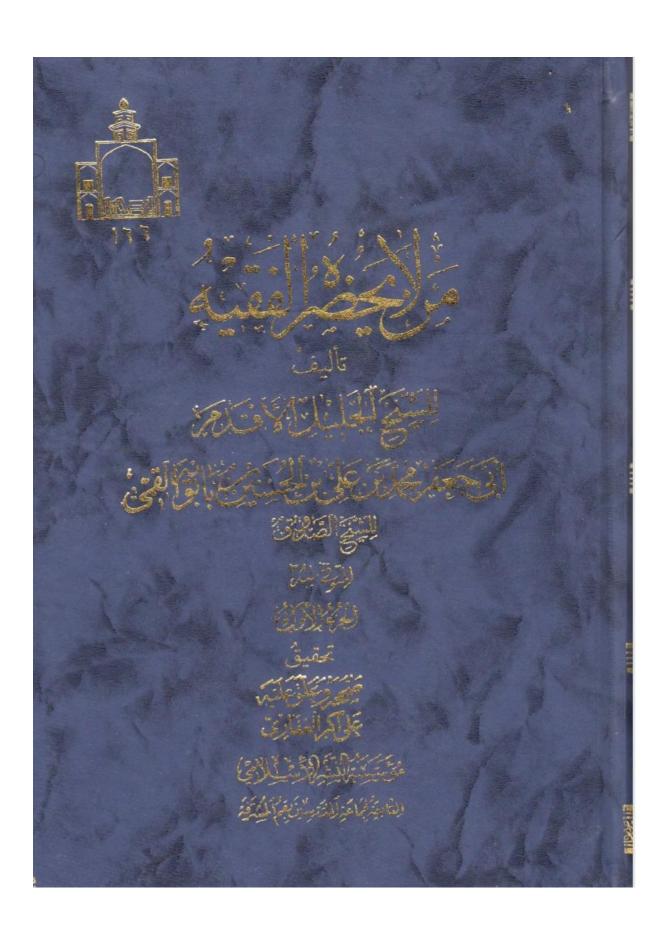
يوم العيد فانفجر الفجر وأنت في البلد فلاتخرج حتّى تشهد ذلك العيد »[١] .

١٤٧٩ ٢٥ ـ وروى سعد بن سعد عن الرّضا عليه السلام « في المسافر إلى مكّة وغيرها هل عليه صلاة العيدين الفطر والأضحى ؟ قال : نعم إلّا بمنى يوم النحر » .

١٤٨٠ ٢٦ ـ وروى جابر عن أبي جعفر عليه السلام قال : « قال النبيّ صلّى الله عليه وآله : إذا كان أوّل يوم من شوّال نادى مناد يا أيّها المؤمنون اغدوا إلى جوائزكم ، ثمّ قال : يا جابر جوائز الله ليست كجوائز هؤلاء الملوك ، ثمّ قال : هو يوم الجوائز » .

١٤٨١ ٢٧ ـ و « نظر الحسن بن عليّ عليهما السلام إلى اُناس في يوم فطر يلعبون ويضحكون فقال لأصحابه والتفت إليهم : إنّ الله عزّ وجلّ جعل شهر رمضان مضماراً لخلقه يستبقون فيه بطاعته إلى رضوانه فسبق فيه قوم ففازوا ، وتخلّف آخرون فخابوا فالعجب كلّ العجب من الضاحك اللّاعب في اليوم الّذي يثاب فيه المحسنون ويخيب فيه المقصّرون ، وأيم الله لو كشف الغطاء[٢] لشغل المحسن بإحسانه والمسيء بإساءته » .

١٤٨٢ ٢٨ ـ وقال أبو جعفر عليه السلام : « ما من عيد للمسلمين أضحى ولا فطر إلّا وهو يجدّد فيه لآل محمّد حزنٌ ، قيل : ولم ذلك ؟ قال : لأنّهم يرون حقّهم في يد غيرهم »[٣] .

وصلاة العيدين ركعتان في الفطر والأضحى وليس قبلهما ولا بعدهما شيء ولا يصلّيان إلّا مع إمام في جماعة ، ومن لم يدرك الإمام في جماعة فلا صلاة له ولا قضاء عليه وليس لهما أذان ولا إقامة أذانهما طلوع الشمس ، يبدأ الإمام فيكبّر واحدة ، ثمّ

---

(١) أى اذا أردت المسافرة فى يوم العيد فلا تخرج الا بعد الاتيان بالصلاة . فيدل على كراهة السفر أو حرمته بعد الصبح مالم يصل العيد كما قاله المولى المجلسي رحمه الله .

(٢) أى لوازيل الانهماك فى الاشتغال بالامور الدنيوية الذى هو كالغطاء فى المنع عن رؤية الحقائق بالموت . (مراد) .

(٣) أورده أيضاً في باب النوادر من كتاب الصوم تحت رقم ٢٠٥٨ عن حنان بن سدير عن عبدالله بن دينار عنه عليه السلام .

ادا کردی) (سورہ الاعلیٰ ۱۴) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ (یہ اس کے لئے ہے) جس نے فطرہ نکال دیا۔ پھر عرض کیا گیا کہ و ذکراسم ربه فصلی (جس نے اپنے رب کا ذکر کیا اور نماز پڑھی) اس سے کیا مراد؟ آپؑ نے فرمایا جو عید گاہ کیلئے نکلے اور نماز پڑھے۔

(۴۷۵) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عید کی نماز کیلئے نکلتے تو جس راستے سے جاتے پھر اس راستے سے واپس نہیں آتے بلکہ دوسرے راستے سے واپس آتے تھے۔

(۴۷۶) ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ عید کے دن جب تمہارا کوچ کا ارادہ ہو اور فجر نمودار ہو جائے تو تم جس شہر میں ہو وہاں سے نہ نکلو جب تک وہاں کی عید کی نماز میں شریک نہ ہو لو۔

(۴۷۷) سعد بن سعد نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے مکے ذغیرہ کے مسافر کے متعلق روایت کی ہے کہ پوچھا گیا کہ کیا اس پر نماز عیدین یعنی نماز فطر اور نماز اضحیٰ ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ ہاں سوائے منیٰ میں قربانی کے دن کے۔

(۴۷۸) جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب ماہ شوال کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو ایک منادی ندا کرتا ہے کہ اے اہل ایمان اپنے اپنے انعام اور جائزہ کیلئے چلو پھر فرمایا کہ اے جابر اللہ کا انعام ان بادشاہوں کے انعام جیسا نہیں ہے۔ پھر فرمایا یہ دن انعام اور جائزہ کا ہے۔

(۴۷۹) امام حسن علیہ السلام نے دیکھا کہ کچھ لوگ عید الفطر کے دن کھیل کود رہے ہیں اور ہنس رہے ہیں تو اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کو اپنی مخلوق کیلئے گھوڑدوڑ کا ایک میدان بنایا ہے کہ جس میں لوگ اللہ کی اطاعت اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اس میں ایک گروہ آگے بڑھ جاتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے اور ایک گروہ پیچھے رہ جاتا ہے اور ناکامیاب ہوتا ہے مگر تعجب اور بڑا ہی تعجب ہے ان لوگوں پر کہ اس دن جس میں نیکیاں کرنے والے ثواب پائیں گے اور کوتاہیاں کرنے والے حصول ثواب میں ناکام ہونگے۔ یہ لوگ لہو لعب و ہنسی و مزاح میں مصروف ہیں۔ خدا کی قسم اگر ان کی نگاہوں سے پردے ہٹا دیئے جائیں [illegible]

(۴۸۰) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو عید بھی آتی ہے خواہ وہ عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ اس میں آل محمدؐ کا غم تازہ ہو جاتا ہے۔ تو عرض کیا گیا کہ یہ کیوں؟ تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ دیکھتے ہیں کہ ان کا حق دوسرے کے قبضے میں ہے۔

[illegible] کے بعد اور یہ دو رکعتیں صرف امام کے ساتھ باجماعت پڑھی جائیں گی اور جو امام کو کسی جماعت میں نہ پاسکے تو نہ اس کیلئے نماز ہے اور نہ اسکی قضا ہے اور ان دونوں کیلئے نہ اذان ہے اور نہ اقامت ہے ان دونوں کی اذان تو بس طلوع آفتاب ہے۔
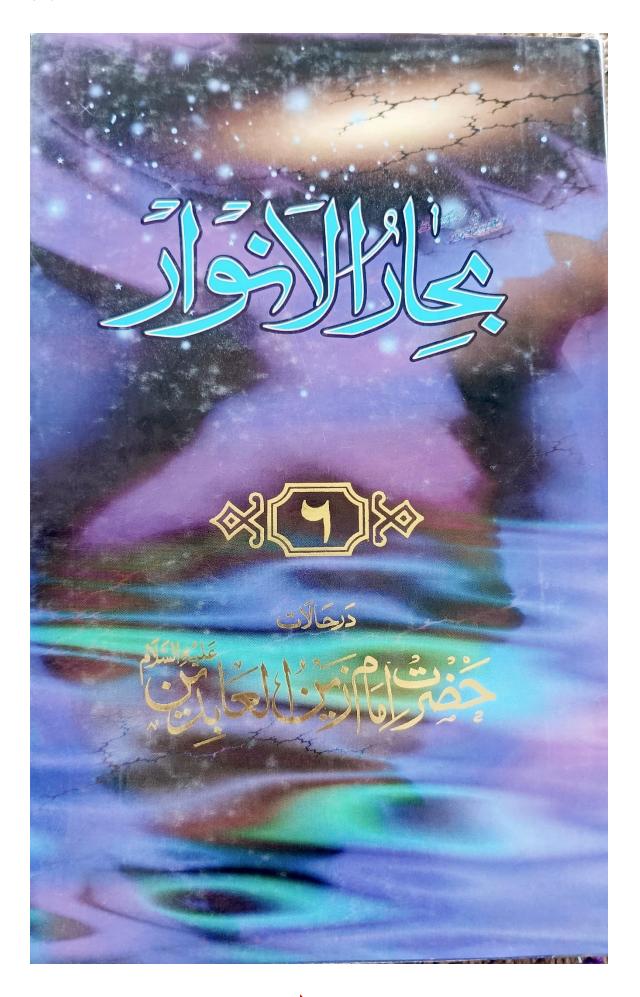
بحار الانوار
٦
در حالات
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

مکہ پہونچ گیا اور حج بجالاکر واپس ہونے لگا تو ایک کشادہ ریتیلے نالے کی طرف آیا اور دیکھا کہ لوگوں کا ایک مجمع لگا ہوا ہے اور درمیانِ اجتماع میں وہی صاحبزادے کھڑے ہوئے ہیں۔ میں نے اُن کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ کون صاحبزادے ہیں۔ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ علیٰ ابن الحسینؑ (امام زین العابدین علیہ السلام) ہیں۔

عبداللہ بن مبارک نے امام زین العابدین علیہ السلام کے وہ اشعار بھی نقل کیے ہیں جنھیں آپ اُس مجمع کے درمیان پڑھ کر سُنا رہے تھے۔

نحن بنو المصطفٰی ذو غصص ⁒ یجرعها فی الانام کاظمنا

ہم اولادِ مصطفٰیؐ ہیں اور ہم بڑے غم واندوہ والے ہیں اور ہم میں جو غصّہ کو پی جانے والے ہیں وہی اُن کو برداشت کرسکتے ہیں۔

عظیمة فی الانام محنتنا ⁒ اوّلنا مبتلی و آخرنا

تمام مخلوق میں ہمارا امتحان سخت ہے۔ ہمارا اوّل و آخر [illegible]

یفرح هٰذا الوری بعیدهم ⁒ ونحن اعیادنا ماتمنا

مخلوق تو اپنی عید منا کر خوش وخرّم ہے لیکن ہماری عیدیں ہمارے ماتم ہیں

والناس فی الامن والسرور وما ⁒ یامن طول الزمان خائفنا

لوگ خوشی اور چین سے زندگی گذار رہے ہیں اور ہمارے خوف زدہ افراد کو زندگی بھر سکون میسّر نہ آسکا۔

[illegible] الشرف ⁒ الطائل بین الانام افتنا

ہماری یہ [illegible] ہے کہ ہم شرف و بزرگی میں سب پر فائق ہیں۔

یحکم فینا والحکم فیه لنا ⁒ جاحدنا حقنا و غاصبنا

ہم اس حال میں ہیں کہ ہمارا حق غصب کرنے والا ہمارے بارے میں باتیں بنانے لگا اور ہمارے خلاف فیصلے صادر کرنے لگا۔

(مناقب ابن شہر آشوب جلد ۳ ص ۲۹۴)

(۳۱) ـــ سرزنشِ غلام یا پروانۂ آزادی

ابوبصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے پدرِ بزرگوار نے اپنے ایک غلام کو کسی ضرورت کے تحت باہر بھیجا، وہ تاخیر سے واپس آیا تو امام علیہ السلام نے اُسے کوڑے کی ایک ضرب لگائی۔ جس پر وہ رونے لگا اور بولا کہ اے مولا و آقا! علی ابن الحسینؑ (علیہ السلام) آپ نے ہی مجھے کام

مستند عربی کتاب خصائص عباسیہ کا اردو ترجمہ
خصائص
عباس علمدارؑ
مؤلف
آیت اللہ شیخ محمد ابراہیم کلباسی النجفی
مترجم
علامہ ریاض حسین جعفری (فاضل قم)
Presented by www.ziaraat.com
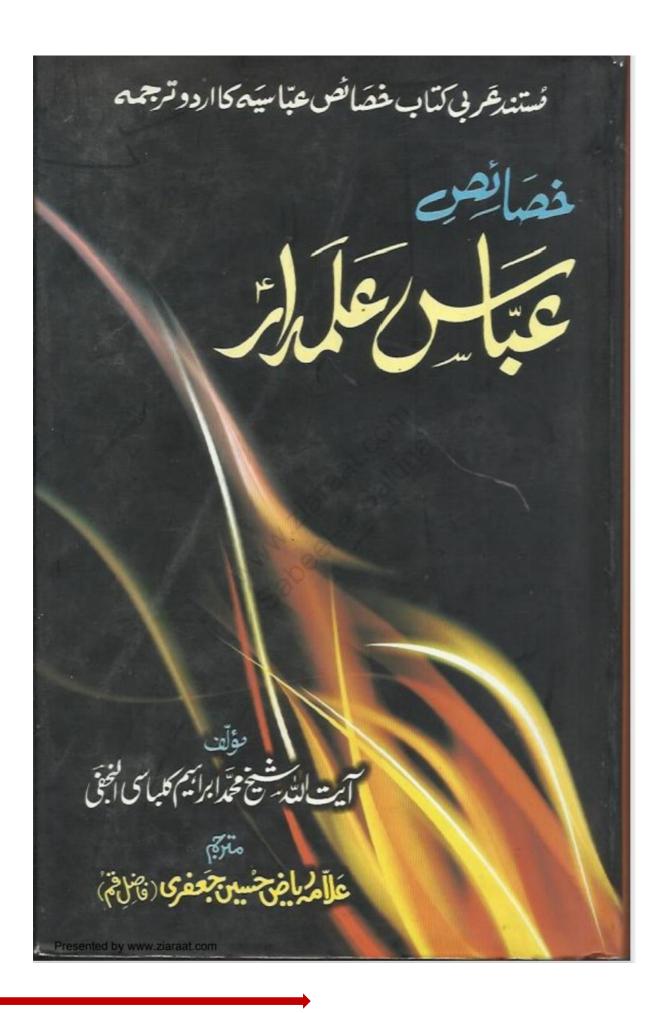
رسولؐ خدا کی زندگی میں وہ دن بہت سخت تھا جس دن اللہ اور رسولؐ کا شیر حمزہ بن عبدالمطلبؓ شہید ہوئے تھے۔ اس کے بعد آپؐ کے لیے جنگِ موتہ کا دن بہت سخت تھا جب جعفر بن ابی طالبؓ شہید ہوئے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: لیکن کربلا کے روزِ عاشورا سے کوئی زیادہ سخت دن نہیں آیا۔ یہ وہ دن تھا جب تیس ہزار افراد نے حضرت امام حسینؑ پر حملہ کیا تھا اور وہ یہ بھی گمان کرتے تھے کہ وہ حسینؑ کے ناناؐ کے امتی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک شخص حسینؑ کو شہید کر کے اللہ کے تقرب کا خواہش مند تھا۔ امام حسینؑ نے انھیں خدا کے واسطے دیے لیکن کسی نے نصیحت قبول نہیں کی تھی یہاں تک کہ انھیں ظلم وستم سے شہید کیا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اللہ میرے چچا عباسؑ پر رحم کرے۔ انھوں نے ایثار سے کام لیا تھا اور وہ آزمائش میں پورے اُترے تھے اور انھوں نے بھائی پر اپنی جان قربان کر دی تھی۔ ان کے بازو قلم ہوئے۔ اللہ نے ان کے عوض انھیں دو پَر عطا کیے جن سے وہ ملائکہ کے ساتھ جنت میں جعفر بن ابی طالبؓ کی طرح سے پرواز کرتے ہیں۔ اللہ کے ہاں عباسؑ کا وہ مرتبہ ہے جس پر قیامت کے دن تمام شہدا رشک کریں گے۔

واقعۂ کربلا کے بعد

بعض کتابوں میں مرقوم ہے: جب حضرت امام سجادؑ کربلا سے اُجڑ کر آئے تو آپ ہمیشہ اپنے والد، اپنے چچا اور دیگر شہدائے کربلا کو یاد کر کے روتے تھے۔ واقعۂ کربلا کے بعد آپؑ عید کے اجلاسوں میں شامل نہیں ہوتے تھے۔ جب بھی عید آتی تو آپؑ کا غم تازہ ہو جاتا تھا۔

ایک مرتبہ آپؑ کے شیعوں نے آپؑ سے اصرار کیا کہ عید آ رہی ہے آپؑ عید کے اجلاس میں شامل ہوں۔ آپؑ کے شیعوں نے اپنی خواتین کو مخدرات

عصمتؑ کے پاس بھیجا کہ آپؑ امام سے کہیں کہ وہ عید کے اجلاس میں شرکت کریں۔

آپؑ نے لوگوں کے اصرار پر اپنی شرکت کا وعدہ کیا اور فرمایا: میں عید کے اجلاس میں شامل ضرور ہوں گا لیکن میری ایک شرط ہے کہ تم لوگ مجھے عید کی مبارک نہ دو گے۔

عید کا دن آیا۔ آپؑ یتیموں کے ساتھ بیٹھے۔ اس وقت عبیداللہ بن عباس چھوٹے تھے جب انھوں نے امام زین العابدینؑ کو اس اجلاس میں بیٹھا ہوا دیکھا تو یہ سمجھا کہ اب امامؑ کا غم ختم ہو گیا ہے۔ یہ سوچ کر وہ اپنی دادی حضرت اُم البنینؑ کے پاس آئے اور کہا: دادی اماں! آپؑ مجھے اچھا سا لباس پہنائیں میں امام زین العابدینؑ کو عید کی مبارک دینے کے لیے جانا چاہتا ہوں۔

بی بی اُم البنینؑ کے پاس حضرت عباسؑ کے بچپن کے کپڑے موجود تھے۔ انھوں نے اپنے پوتے کو اپنے بیٹے ابوالفضلؑ کا لباس پہنایا۔ چنانچہ عبیداللہ اپنے والد حضرت عباسؑ کا لباس پہن کر امام زین العابدینؑ کے پاس آئے۔ جب امام سجادؑ نے اپنے ابنِ عم کو آتے ہوئے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ معصوم بچے نے اپنے والد کا لباس پہنا ہوا ہے تو آپؑ اپنی جگہ سے اُٹھے اور آپؑ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جاری ہوا۔ آپؑ اپنے ابنِ عم کے استقبال کے لیے آگے بڑھے۔ وہاں پر موجود لوگوں نے آپؑ کو تسلی دی اور کہا: فرزندِ رسولؐ! خدا آپؑ کو کبھی نہ رُلائے اچانک آپؑ کیوں رونے لگ گئے؟

آپؑ نے فرمایا: جب میری نظر اپنے ابنِ عم عبیداللہ بن عباسؑ پر پڑی اور میں نے دیکھا کہ اس نے اپنے والد کا لباس پہنا ہوا ہے تو مجھے اپنے چچا عباسؑ یاد آ گئے اور میں نے یہ محسوس کیا کہ گویا میرے وفادار چچا میرے پاس آ رہے ہیں۔

سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین
حضرت علامہ الشیخ محمد حسین النجفی
مدظلہ العالی علی رؤس المومنین
حصہ سوئم
کے خطبات کا مجموعہ
مجالس حسینیہؑ
(اثبات امامت)
مرتب و ناشر
آغا محمد شعیب الحسن قمی
بونگہ جھمٹ ضلع سرگودھا
ناشر
حیدر بک ڈپو
امام بارگاہ بلاک 7
خوشاب روڈ سرگودھا
فون: 0300-6050501
E-mail: raza_najfi@yahoo.com

☆ اور مسئلہ امامت کا مقام اسلام میں کیا ہے؟
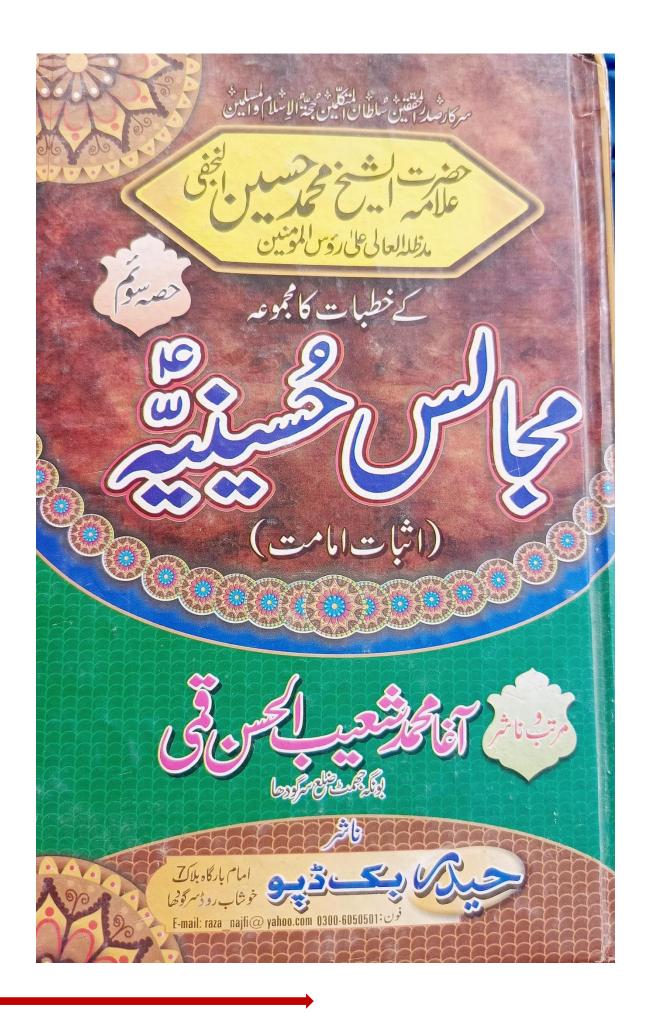
انشاء اللہ کل سے آگے سلسلہ کلام کو بڑھایا جائے گا، اور جن اختلافی پہلوؤں کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے ان شاء اللہ بڑی تفصیل کے ساتھ ان موضوعات پر اظہار خیال کیا جائے گا۔ یار زندہ صحبت باقی۔

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ وہ امامت کہ جس کے بغیر نظام اسلام برقرار نہیں رہ سکتا، ان ائمہ برحق کی دُنیا نے قدر کیا کی تھی؟

محرم کا مقدمہ

جناب مسلم بن عقیل کا واقعہ

محرم کا مقدمہ ہے جناب مسلمؑ ابن عقیلؑ کا واقعہ۔ کیونکہ جناب مسلمؑ بن عقیلؑ اور ان کے میزبان ذی شان جناب ہانی ابن عروہؒ کربلا کے واقعہ کے ساتھ بلاواسطہ ان کا وہ گہرا تعلق ہے کہ جن کی شہادت کو واقعہ کربلا سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن تفصیل کے ساتھ تو شہادت عرض کرنے کا وقت نہیں ہے۔

ملے [illegible]

[illegible] برکا و یمنا عرض ہیں ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی بندے نے سوال کیا تھا کہ مولاؑ آپ پر بڑے بڑے مصائب و آلام کے کوہِ گراں گرائے گئے۔ پر سب سے بڑی مصیبت اُمت نے جو آپؑ پر گرائی اُس مصیبت کا نام کیا ہے؟ امامؑ فرماتے ہیں سب سے بڑی مصیبت جو اُمت نے ہم پر ڈھائی وہ یہ ہے کہ ہماری دونوں اسلامی بڑی عیدیں خراب کر دیں۔ سائل نے وضاحت چاہی۔ مولاؑ کس طرح؟ مولاؑ فرماتے ہیں دو ہی تو مسلمانوں کی بڑی عیدیں ہیں۔ ایک عید ماہ رمضان اور دوسری عید قربان۔

فرماتے ہیں لوگ عیدالفطر کے منانے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ

ہمارے جد بزرگوار حیدر کرارؑ کو اللہ کے گھر میں، لیلۃ القدر میں، حالت نماز میں شہید کر دیا گیا اور مولاؑ تین دن مظلومیت کے بستر پر پہلو بدلنے کے بعد آخر اکیسویں ماہ رمضان کی شب کو اللہ کی بارگاہ میں جا پہنچے۔ فرماتے ہیں ہفتے عشرے کے بعد آ جاتی ہے عید اور جن کے بزرگوں پر اتنے مظالم ڈھائے جائیں، کیا اُن کی اولاد اور حبدار کوئی جشن عید منا سکتے ہیں؟

فرمایا باقی رہ گئی عید قربان تو لوگ عید قربان منانے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ نو ذی الحجہ کو ہمارے مظلوم کربلا کے وکیل جناب مسلمؑ بن عقیلؑ اور ان کے میزبان ذی شان جناب ہانی بن عروہؓ کو لوگوں نے بے دردی سے کوفے میں شہید کر دیا۔ اور جب دسویں ذی الحجہ کا سورج اُبھرا تو لوگ عیدوں کی نمازیں پڑھ رہے تھے، جشن عید منا رہے تھے، مسرت و شادمانی کے مظاہرے کر رہے تھے لیکن ہمارے مظلوموں کی حالت یہ تھی کہ دفن کرنے کی بجائے، کفن دینے کی بجائے، نماز جنازہ پڑھانے کی بجائے ان کے سر دروازہ کوفہ پر لٹک رہے تھے اور ان مظلوموں کے جسد خاکی کوفے کے بازاروں اور درباروں میں پھرائے جا رہے تھے۔

فرمایا تم ہی بتاؤ کہ جن کے بزرگوں کو شہید کرنے کے بعد نہ غسل دیا جائے، نہ کفن دیا جائے، نہ دفن کیا جائے، نہ نماز جنازہ پڑھائی جائے، کیا اُن کے محب بھی کوئی جشن عید منا سکتے ہیں؟۔ فرماتے ہیں یاد رکھو! جب تک بارھواں لال ولایت پردہ غیبت سے باہر نکل کر کربلا کے مظلوموں کا انتقام نہیں لے گا اُس وقت تک ہماری کوئی عید عید نہیں ہے۔ بلکہ جب عید کا دن ہوتا ہے لوگ جشن عید مناتے ہیں اور آلِ محمدؐ گھروں میں بیٹھ کر روتے ہیں۔

ہر قوم کی خوشی کے دن ہوتے ہیں، آل محمدؐ فرماتے ہیں ہم بھی ہمیشہ مظلوم

آل محمدؐ عید پر غم زدہ ہوتے ہیں اس غم کی دو وجوہات ہمارے سامنے ہیں ---

1۔ ایام عید کے موقع پر محمدؐ و اہل البیتؑ محمدؐ کے غم زدہ ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ --- آئمہ معصومینؑ اپنا حق غیروں کے ہاتھ میں دیکھتے ہیں، اس سے پہلے ہم اس حق پر بات کر چکے ہیں گزشتہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں --- یہاں مختصر عرض کرتے ہیں کہ امامت جمعہ اور خطبہ جمعہ اور امامت عیدین یہ سب امام معصومؑ کا حق ہے پس جب یہ موقع آتا ہے تو یہ حق محمدؐ و اہل البیتؑ محمدؐ کو نہیں ملتا بلکہ غیروں کے ہاتھ میں ہوتا ہے --- آل محمدؐ کے غم زدہ ہونے کی ایک وجہ یہ ہے جو آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں ---

2۔ عیدوں کے موقع پر آل محمدؐ کے غمگین ہونے کی دوسری وجہ اہل البیتؑ محمدؐ پر مسلمانوں کی طرف سے ڈھائے گئے مظالم ہیں --- گزشتہ صفحات میں آپ دیکھ چکے --- امام سجادؑ فرماتے ہیں، مخلوق اپنی عیدیں منا کر خوش ہے لیکن ہماریؑ عیدیں ہمارا ماتم ہے --- یہ بات ڈھکو صاحب کی کتاب مجالس حسینہ جو آپ کے سامنے پیش کی جا چکی ہے میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے --- امام سجادؑ فرماتے ہیں، ہماریؑ دونوں عیدیں خراب کر دی گئی ہیں، عید الفطر پر امیر المومنینؑ کو قتل کیا گیا لوگ عید الفطر کی تیاریاں کر رہے تھے اور ہمارےؑ جد بزرگوار کو اللہ کے گھر میں شہید کر دیا گیا --- امام سجادؑ فرماتے ہیں، جن کے بزرگوں پر اتنے مظالم ڈھائے جائیں، کیا اُنؑ کی اولادؑ اور اُنؑ کے حبدار کوئی جشن عید منا سکتے ہیں؟

مومنین آپ نے دیکھا کہ کس قدر عید الفطر خراب کر دی گئی، اور غور کیجیے کہ امام سجادؑ نے فرمایا، جن کے بزرگوںؑ پر اتنا ظلم کیا جائے تو کیا ان کی اولاد اور محب عید منا سکتے ہیں---؟ امام سجادؑ نے بتا دیا کہ حب دار عید نہیں مناتے ----

پھر امام سجادؑ نے فرمایا، باقی رہ گئی عید قربان تو لوگ عید منا رہے تھے اور ہمارے مظلوم کربلا کے وکیل امیر مسلمؑ اور جناب ہانی بن عروہ کو نو ذوالحج بے دردی سے کوفہ میں قتل کر دیا، لوگ عیدیں پڑھ رہے تھے اور جشن منا رہے تھے خوشیاں منا رہے تھے ---

آل محمدؐ کی دوسری عید بھی مسلمانوں نے خراب کر دی قتلِ مسلمؑ کر کے عید مناتے رہے ---

پھر امام سجادؑ فرماتے ہیں، کیا اُنؑ (کربلاء والوں کے) کے محب کوئی جشن عید منا سکتے ہیں ---

حجت کا فعل حجت ہوتا ہے بعد از کربلا کسی معصومؑ نے جشن عید نہیں منایا بلکہ ہمیشہ غم کی حالت میں عید گزاری ہے --- پھر امام سجادؑ فرماتے ہیں، قائمؑ کے قیام کرنے تک ہماریؑ کوئی عید نہیں بلکہ لوگ عید مناتے ہیں اور ہمؑ اہل البیتؑ گھر میں گریہ و ماتم کرتے ہیں ---

مومنین کے سامنے آل محمدؐ کے غم زدہ ہونے کی دونوں وجوہات واضح ہو چکی ہیں، ایک وجہ حق کا غصب ہونا اور دوسری وجہ دردِ کربلاء --- آل محمدؐ کی عید اُس وقت ہوگی جب قائمؑ آل محمدؐ انتقام لیں گے --- یہ بات امام سجادؑ سے ہم پر واضح ہو چکی ہے ---

• اعتراضات

عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ ہر عید پر اس بارے میں بحث کی جاتی ہے کہ عید منائیں یا سوگ ---؟ مومنین عید نہیں مناتے سوگ مناتے ہیں---؟ اس جیسے طرح طرح کے اعتراضات اٹھائے جاتے ہین اور مومنین کو پریشان کیا جاتا ہے-- افسوس تواِس بات کا ہے کہ یہ اعتراض کرنے والے کوئی باہر کے لوگ نہیں بلکہ شیعہ کہلانے والے اپنے ہی لوگ ہیں، کاش کہ اعتراض کے لئے زبان کھولنے سے پہلے سوچ لیتے کہ وہ کیا کہنا چاہ رہے ہیں اور کس کے خلاف زبان کھول رہے ہیں ---؟ جہالت اس قدر ہے کہ اپنی ہی جہالت سے بے خبر ہیں --- جو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ عید منائی جائے عید منائی جائے آخر اُن عید منانے والوں کے نزدیک عید کیا ہے--؟

کیا عید جشن منانے کا اور خوشیاں منانے کا نام ہے ---؟ آئیے دیکھتے ہیں حقیقت کیا ہے ---؟

و نظر الحسن بن علي إلى الناس في يوم فطر يلعبون و يضحكون فقال لأصحابه والتفت إليهم : إنَّ الله عز وجل خلق شهر رمضان مضماراً الخلقه يستبقون فيه بطاعته إلى رضوانه فسبق فيه قوم ففازوا و تخلف آخرون فخابوا فالعجب كل العجب من الضاحك اللاعب في اليوم الذي يثاب فيه المحسنون ويخيب فيه المقصرون ، وأيم الله لو كشف الغطاء لشغل محسن با حسانه و مسيء با ساءته {من لا يحضر الفقيه حديث ٢٠٥٩ ج 2 ؛ وسائل الشيعه}

ترجمہ، امام حسنؑ نے (عید) فطر کے دن لوگوں کو دیکھا، يلعبون و يضحكون، امامؑ نے دیکھا کہ لوگ کھیل رہے ہیں تفریح کر رہے ہیں، ہنس رہے ہیں اور خوشی منا رہے ہیں --- تو امام حسنؑ نے اپنے اصحابؓ کی طرف رخ کیا اور فرمایا، اللہ عزوجل نے ماہ رمضان کو اپنی مخلوق کے لئے مسابقت و مقابلہ کا میدان بنایا ہے تاکہ لوگ اللہ کی اطاعت اور اُس کی رضا کے حصول میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں --- تو اس میں کچھ لوگ آگے بڑھ گئے اور کامیاب رہے اور کچھ لوگ پیچھے رہ گئے اور ناکام رہے، تو ایسے دن میں جس کے اندر نیکی کرنے والے کامیاب اور تقصیر کرنے والے

ناکام ہوئے، ان ہنسنے والوں اور خوشی منانے والوں اور کھیل کود کرنے والوں پر تعجب ہے اور بہت تعجب ہے --- اللہ کی قسم اگر سامنے سے پردے ہٹا دیے جائیں تو نظر آئیگا کہ نیکی کرنے والے اپنی نیکیوں کی جزا لینے میں مشغول ہیں اور بدی کرنے والے بدی کی سزا میں مبتلا ہیں --- (اس حدیث پاک پر غور کیجیے)

امام حسنؑ نے عید الفطر کے دن ہنسی مزاح کرنے والوں اور خوشیاں منانے والوں کو دیکھ کر یہ حدیث بیان فرمائی جو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں --- امامؑ نے پہلا جملہ ہی یہ فرمایا کہ، کچھ لوگ اللہ کی اطاعت میں آگے بڑھ گئے اور کچھ لوگ پیچھے رہ گئے، دیکھیے! یقناً جو لوگ اللہ کی اطاعت میں پیچھے رہ گئے وہ لوگ وہی ہیں جو ہنسی مزاح کھیل کود اور خوشیاں منانے میں مشغول ہیں، پھر امامؑ نے ان خوشیاں منانے والوں پر تعجب کیا ہے --- اور فرمایا کہ اگر پردے ہٹا دیئے جائیں تو نظر آئے گا کہ اللہ کی اطاعت کرنے والے نیکیوں کی جزا لینے میں مشغول ہیں اور بدی کرنے والے سزا میں مبتلا ہیں --- مومنین غور کیجیے کہ یہاں کون لوگ بدی میں مبتلا ہیں؟ یقیناً یہ وہی ہیں جو فطر کے دن ہنسی مزاح کھیل کود اور خوشیاں منا رہے ہیں یہ لوگ تقصیر کرنے والے ہیں انہی کو دیکھ کر امام حسنؑ نے فرمایا تعجب ہے بہت تعجب ہے ان پر ---

اب آئیے اس اعتراض کی طرف، جو لوگ مومنین سے کہتے ہیں عید مناو آل محمدؐ کا غم نہیں، تو ہمیں بتایا جائے کہ عید کیسے منانی ہے؟ کیا خوشی منائیں کھیلیں کودیں؟ کیا کریں؟ کیا ہے عید منانا--؟ محمدؐوآل محمدؐ کے دین میں عید منانے کا مطلب خوشی اور جشن منانا ہرگز نہیں بلکہ عید اللہ کی اطاعت ہے، جیسا کہ امام حسنؑ نے فرمایا، اللہ نے اِس (فطر کے) دن کو مقابلے کا میدان بنایا ہے تاکہ لوگ اللہ کی اطاعت اور اس کی رضا کے حصول کے لیے ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کریں --- اللہ کی اطاعت میں سبقت لے جاو اس دن --- اب دیکھیے اللہ کی اطاعت ---

اللہ کی اطاعت کیسے کرنی ہے؟--- مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ {النساء 80}

جس نے رسولؐ کی اطاعت کی پس اُسی نے اللہ عزوجل کی اطاعت کی ---

اور میرے خیال سے یہ بات تو بتانے کی ضرورت نہیں کہ جس نے علیؑ کی اطاعت کی اسی نے رسولؐ کی اطاعت کی اور جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اسی نے اللہ کی اطاعت کی --- پس آئمۂ معصومینؑ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور یہ بات احادیث سے ثابت شدہ ہے --- پس مومنین امام سجادؑ کی اطاعت میں ہیں ، اور امام سجادؑ فرماتے ہیں، ہماری عید ہمارا ماتم ہے ، امام سجادؑ فرماتے ہیں، لوگ عید مناتے ہیں اور ہمؑ گھروں مین گریہ کرتے ہیں --- پس عید الفطر کا دن اللہ کی اطاعت میں ایک دوسرے سے سبقت کا دن ہے اور مومنین محمدؐ و اہل البیتؑ محمدؐ کے غم میں عید گزار کر اللہ کی نافرمانی نہین کر رہے اور نہ ہی دین تبدیل کر رہے ہین بلکہ اطاعت اللہ میں مصروف ہیں --- اور یہی اِس دن کا حق ہے کہ اللہ کی اطاعت کی جائے --- اور امام حسنؑ نے خوشی منانے والوں کو نہیں فرمایا کہ عید کے روز کھیل کود کرنے اور خوشی و جشن منانے سے اللہ کی اطاعت ہو گی --- بلکہ انہیں بدی میں مبتلا رہنے والے فرمایا ہے ---

عن أبي عبد الله ، عن آبائه (عليهم السلام) قال : خطب أمير المؤمنين (عليه السلام) يوم الفطر فقال : أيها الناس ، إن يومكم هذا يوم يثاب فيه المحسنون ، ويخسر فيه المسيئون ، وهو أشبه يوم بقيامتكم ، فاذكروا بخروجكم عن منازلكم إلى مصلاكم خروجكم من الأجداث إلى ربكم ، واذكروا بوقوفكم في مصلاكم وقوفكم بين يدي ربكم ، واذكروا برجوعكم إلى منازلكم رجوعكم إلى منازلكم في الجنة والنار

{ وسائل الشيعه باب ۳۸ ما يستحب تذكره عند الخروج الى صلاة العيد والرجوع}

ترجمہ؛ امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا؛ امیر المومنینؑ نے الفطر (عید الفطر) کے دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا؛ اے لوگو! آج (عید الفطر) کا دن وہ دن ہے جس میں نیکی کرنے والوں کو جزائے خیر عطا کی جاتی ہے، اور گنہگار و بدکار لوگ

خسارے میں رہتے ہیں، اور یہ وہ دن ہے جو سب سے بڑھ کر قیامت کے دن سے مشابہت رکھتا ہے --- لہذا تم جب اپنے گھروں سے جائے نماز کی طرف جانے کے لیے نکلو تو اس وقت قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہونے کو یاد کرو، اور جب اپنی اپنی جائے نماز پر کھڑے ہو تو اس وقت پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے کا تصور کرو، اور جب نماز عید پڑھ کر اپنے گھروں کی طرف واپس لوٹو، تو اس وقت میدان محشر سے جنت اور جہنم میں اپنی منزل کی طرف لوٹنے کو یاد کرو۔

اس حدیث میں غور کیجیے! کہ عید منانا جشن منانا خوشی منانا کہاں ہے؟ بلکہ عید الفطر کے دن کو ہولناکی اور پریشان کن دن قیامت کے دن کی شبیہ قرار دیا ہے --- محمدؐ و آل محمدؐ کے دین میں عید منانے سے مراد جشن اور خوشی منانا نہیں --- اب اگر اس قیامت کی گھڑی میں مومنین اہل البیتؑ کے مصائب یاد کر کے غم زدہ ہوں تو کیا آفت آن پڑے گی؟ کون سی اللہ کی نافرمانی ہو جائے گی---؟

قال الامام الصادق کل شئ مطلق حتی یرد فیه النهی {من لا یحضره الفقیه الجز الاول حدیث 937}

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، ہر شے جائز ہے (ہر شے آزاد ہے) جب تک (ہمؑ سے) کوئی منع نہ وارد ہوئی ہو---

میں اُن لوگوں سے مخاطب ہوں جو شور مچاتے ہیں عید مناؤ عید مناؤ عید کے روز آل محمدؐ کا غم کرنا سیرت محمدؐ و آل محمدؐ کے خلاف ہے یہ عمل اہل البیتؑ کی تعلیمات کے منافی ہے وغیرہ وغیرہ---

امام جعفر الصادقؑ نے فرمایا، ہر شے جائز ہے جب تک منع نہ کیا گیا ہو، مومنین عید کا روز اہل البیتؑ کی غم میں گزارتے ہیں تو آپ ہمیں دیکھا دیجیے کہ کسی معصومؑ نے منع کیا ہے کہ آل محمدؐ کا غم عید کے دن مت کرو تو ہم ایسا کرنا چھوڑ دیں

گے ---اوراگر منع نہیں کیا گیا تو یہ جائز ہے بلکہ صرف جائز نہیں بلکہ حجت کے فعل سے ثابت ہے کہ عید کے روز بعد از

کربلاء اہل البیتؑ محمدؐ ہمیشہ غم زدہ رہے ہیں ---اوراس فعل پر اعتراض کرنا حرام زادہ ہونے کی علامت ہے ---
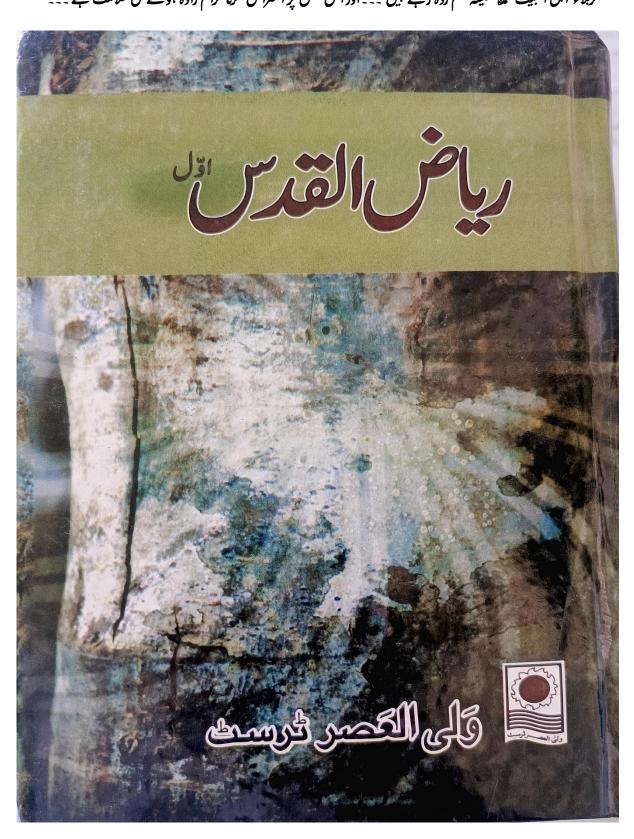
تو وہ بہت خوش ہوا۔ اور اس نے فرزند رسولؐ خدا کی شہادت پر مسرّت وخوشی کا اظہار کیا چنانچہ یہ رسم اب تک دشمنانِ آلِ رسولؐ میں جاری ہے۔ لیکن معاویہ نے شاہی اطوار و آداب کے تحت بازار و دکانیں بند کرنے کا حکم جاری کیا اور درباری لوگوں نے ماتم داری کی اور امام حسنؑ کا سوگ منایا۔ وامصیبتاہ کہ جب امام حسنؑ کی خبر شہادت شام میں پہنچی تو معاویہ نے سوگ منایا لیکن جب بعد میں شہادت امام حسینؑ آپ کے اہلحرم رسن بستہ شام میں داخل ہوئے اور یزید لعنہ کو خبر قتل حسینؑ پہنچی تو اس نے حکم دیا کہ شہر آراستہ کیا جائے، دربار سجایا جائے۔ عورتوں نے زیورات پہنے اور مردوں نے لباس فاخرہ پہنا گویا قتل حسینؑ پر عید منائی گئی اور جگہ جگہ لہوو لعب اور گانے کی محفلیں برپا ہوئیں۔ رقص وسرور کے اجتماع ہوئے۔ جب معاویہ ظاہراً سوگ منا چکا تو اس نے جعدہ بنت اشعث کو بلایا اور اس سے امام حسنؑ کو زہر دینے کا حال سنا۔ اس ملعونہ نے جس مکروحیلہ سے دونوں مرتبہ زہر دیا تھا وہ تفصیلاً ذکر کیا۔ معاویہ نے اس سے دریافت کیا آخر تو نے یہ امر عظیم کس لیے انجام دیا کہ فرزند رسولؐ خدا حسنؑ مجتبیٰ کو زہر سے شہید کر دیا۔ اسماء نے کہا تیری خوشنودی اور تیرے بیٹے یزید لعنہ کو حاصل کرنے کے لیے یہ کام انجام دیا اور خدا اور رسولؐ سے بھی خوف نہ کیا۔ معاویہ بولا کہ اے زن بے وفا، تو نے حسنؑ مجتبیٰ کے ساتھ وفا نہ کی اور تو نے ماہ تابندہ اور شیشۂ رسولؐ خدا کو چھوڑ دیا نہ صرف چھوڑ دیا بلکہ زہر سے شہید کیا تو میرے بیٹے یزید لعنہ کے لائق نہیں ہے۔ خدا تجھ سے اس معاملہ میں باز پرس کرے۔ مَیں یزید لعنہ کی زوجیت میں نہیں لے سکتا۔

جز جورو جفا نیا یداز تو   جز فعل خطا نیاید از تو
از تو طلب و وفا محال است   البتہ وفا نیاید از تو

وہ بد بخت ناساز گار زمانہ پُر و نما امام حسنؑ کی محبتوں کو یاد کر کے رونے لگی۔ معاویہ نے کہا اگر اس قدر گریہ کرتی ہے کہ تیری دونوں آنکھیں کور ہو جائیں گی۔ کم سے کم گریہ کر۔ راوی کہتا ہے کہ جعدہ نے تین شب و روز پانی نہ پیا اور نہ طعام کھایا۔ معین الدین صاحب روضۃ الشہداء نے تحریر کیا ہے کہ معاویہ نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ جعدہ کو مخفی طور پر یہاں سے لے جائیں۔ غلامان معاویہ پوشیدہ طور پر کسی جگہ لے گئے اور اس کے گیسو اس کے تن اور ٹانگوں کو

مَناقِبُ السَادَةِ الكِرامِ
في جَواهِرِ الخُطَبِ والكَلامِ
وسيم ابراهيم فقيه

الحمد لله عدد الرمل والحصى وزنة العرش إلى الثرى، يا أهل الكوفة ويا أهل المكر والغدر والخيلاء والحيل، فإننا أهل بيت ابتلانا الله بكم وابتلاكم بنا، وجعل بلاءنا بلاء حسناً، إذ جعل علمه عندنا وفهمه عندنا. نحن عيبة علمه ووعاء حكمه وفهمه ونحن تراجمة وحي الله وحجّته في بلاده لعباده. أتتخذون عيداً لقتل ابن بنت نبيكم، هكذا يفرح أولاد البغاة بقتل الهداة. أتعلمون أيّ دم سفكتم على شط الفرات؟ أزكى من الكوثر وماء الحياة. والله لو شاء أخي لصارت خيولكم ونياقكم أفيالاً وأسوداً مزّقوا لحومكم ومزّقوا عظامكم وصارت رماحكم وأسنّتكم حيّات وعقارب تنهش أجسامكم ونثّرت لحومكم. ولو أمر الأرض لابتلعتكم بمراكبكم مثل قارون بداره وخزائنه، بل لو شاء للوّت ثيابكم في أعناقكم وألفاكم أهل السماء كالفراش المُفَتّت. ولكنه لم يزل يدعوكم إلى الجنّة، أما رأيتم أمهلناكم ليلةً واحدة للتوبة، لكن اخترتم الفناء على البقاء والنار على أوفر الجزاء وأولاد الطلقاء على الأزكياء. فورَبّ السماوات العُلى، إني أرى ذكر أبي عبد الله يملأ الأرض والسماء، وحسبنا الله أهل المغفرة وأهل التقوى[1].

[1]- عرفان كربلاء قدس الأقداس ص٥٠٥، عن مناقب السادة الكرام للعلامة عين العارفين الحسيني (مخطوط)

عِرفان كربلاء

قُدسُ الأقداس

مجالس عزاء ومحاضرات

في العترة الطاهرة صلوات اللّه عليهم

الجزء الأول

خادم أهل البيت عليهم السلام القارئ

الشيخ مهدي قازان

خُطَب السيدة زينب وأبي الفضل العباس عليهما السلام

خطبَتِ السيدة زينب عليها السلام في أهلِ الكوفة وقالت: «الحمدُلله عددَ الرّملِ والحصى وزنةَ العرشِ إلى الثرى، يا أهلَ الكوفةِ ويا أهلَ المكرِ والغدرِ والخيلاء والحِيَل، فإنّنا أهلُ بيتٍ ابتلانا الله بكم وابتلاكم بنا، وجعلَ بلاءنا بلاءً حسنًا، إذ جعلَ علمَه عندَنا وفهمَه عندنا. نحن عيبةُ علمِه ووعاءُ حكمِه وفهمِه ونحن تراجمةُ وحيِ الله وحجّتُه في بلادِه لعبادِه. أتتخذون عيدًا لقتلِ ابنِ بنتِ نبيّكم، هكذا يفرحُ أولادُ البغاةِ بقتلِ الهداة. أتعلمون أيَّ دمٍ سفكْتم على شطِّ الفرات؟ أزكى من الكوثرِ وماءِ الحياة. واللهِ لو شاءَ أخي لصارَتْ خيولُكم ونياقُكم أفيالًا وأسودًا مزّقوا لحومَكم ومزّقوا عظامَكم وصارَت رماحُكم وأسنّتُكم حيّاتٍ وعقاربَ تنهشُ أجسامَكم ونثّرتْ لحومَكم. ولو أمرَ الأرضَ لابتلعَتْكم بمراكبِكم مثلَ قارون بدارِه وخزائنِه، بل لو شاءَ للوَّتَ ثيابُكم في أعناقِكُم وألفاكُم أهلُ السماءِ كالفَراش المُفتَّت. ولكنّه لم يزل يدعوكم إلى الجنّة، أما رأيتُم أمهلناكم ليلةً واحدةً للتوبة، لكن اخترتُم الفناءَ على البقاءِ والنّارَ على أوفرِ الجزاءِ وأولادَ الطلقاء على الأزكياء. فوَربِّ السماوات العُلى، إنّي أرى ذكرَ أبي عبدالله يملأُ الأرضَ والسماءَ وحسبُنا اللهُ أهلُ المغفرةِ وأهلُ التقوى»[1].

صعدَ أبو الفضل العباس عليه السلام إلى ظهرِ الكعبة يومَ التروية عام ٦٠ للهجرةِ

(١) إعرف الرّجالَ بالمقال لا المقالَ بالرّجال، مناقب السّادة الكِرام، العلّامة عين العارفين الحسيني.

ترجمہ،

کوفہ میں شریکۃ الحسینؑ ام المصائبؑ نے ایک خطبہ فرمایا، وہ خطبہ آپ کے سامنے ہے، ہم اس خطبہ کا صرف وہ حصہ ترجمہ کر رہے ہیں جو آپ کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں ---

اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کے بعد سیدہؑ نے فرمایا، اے کوفہ والوں، اے دھوکہ بعض بے وفا اور غداروں اے متکبر مکاروں اور خیانت کاروں ---الخ

کیا تم اپنے نبیؐ کی بیٹیؑ کے بیٹے (حسینؑ) کے قتل پر عید منا رہے ہو---؟

جب بھی کوئی ہادیؑ قتل کر دیا جاتا ہے تو پیشہ ور زانیہ کی اولاد (حرام زادے) اسی طرح خوشیاں (عید) مناتے ہیں (جیسے تم منا رہے ہو) ----الخ

ہم نے جمعہ و عیدین پر مختصر بحث کی ہے جو آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اس بحث میں حق اور باطل آپ کے سامنے واضح ہو چکا ہے --- یا علیؑ یا علیؑ ---